ردِّ شہابِ ثاقب

بر وہابی خائب

۱۹-۵۴ء

از قلم

اجمل العلماء مُفتی محمد اجمل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

جاءَ الحقُّ وَزَھَقَ الباطِلُ اِنَّ الباطِلَ کانَ زَھُوقًا

دیوبندیوں کی معرکۃ الآرا کتاب شہاب ثاقب کے مدلّل رد و ابطال اور اکابر
وہابیہ کی کفری عبارات کی تاویلات کے مدلّل و مسکت جوابات کا مجموعہ

اِحقاقُ الدِّین علیٰ اَکابِرِ المُرتَدِّین

۱۳۷۴ھ

رَدِّ شہابِ ثاقب بر وہابیٔ خائب

۱۹۵۴ء

مصنفہ

اجمل العلماء افضل الفضلاء سلطان المناظرین امام الواعظین

حضرت علامہ محقق الحق والدین مولٰنا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ صاحب مفتی ہند قدس سرہٗ

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور، پاکستان

marfat.com

بار دوم تاریخ ---------- جون ۱۹۹۱ء

تعداد ---------- ۱۱۰۰

طباعت ---------- آفسٹ، کاغذ سفید

سائز ---------- $\frac{۲۳ \times ۱۸}{۸}$

صفحات ضخامت ---------- ۴۷۳

ناشر ---------- ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور، پاکستان۔

مطبع ---------- محمود ریاض پرنٹرز لاہور۔

قیمت ---------- ۶۰

باجازت مولانا محمد اوّل شاہ خلف اکبر مصنف رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر ۵۹۰۰

ملنے کا پتہ

رضوی کتب خانہ اردو بازار لاہور

marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	بھائیو !	۱۲
۲	مسلمانو!	۱۴
۳	مسلمانو !	۱۵
۴	فہرستِ گالی نامہ۔	۱۸
۵	مسلمانو! نتیجہ نمبر۱ نتیجہ نمبر۲۔ نتیجہ نمبر۳۔	۲۴، ۳۵
۶	مصنف شہابِ ثاقب کا پہلا فریب۔	۳۸
۷	مصنف شہابِ ثاقب کا پہلا کذب وافتراء۔	۴۰
۸	مصنف شہابِ ثاقب کا دوسرا اور تیسرا کذب وافتراء۔	۴۱
۹	مصنف شہابِ ثاقب کا چوتھا و پانچواں و چھٹا کذب وافتراء۔	۴۲
۱۰	مصنف شہابِ ثاقب کا ساتواں کذب وافتراء۔	۴۴
۱۱	مصنف شہابِ ثاقب کا آٹھواں کذب وافتراء۔	۴۵
۱۲	مصنف شہابِ ثاقب کا دوسرا فریب۔	۴۷
۱۳	مصنف شہابِ ثاقب کا تیسرا فریب۔	۴۸
۱۴	مصنف کا علماء حرمین پر حملہ۔	۴۹
۱۵	مصنف شہابِ ثاقب کی ناپاک ذہنیت اور جہالت۔	۴۹
۱۶	غایت المامول کی پہلی تحریف۔	۵۰
۱۷	غایت المامول کی دوسری تحریف اور فاضلِ بریلوی پر افتراء۔	۵۱
۱۸	مصنف کا اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی پہ افتراء	۵۴

marfat.com

۱۹	مصنّف کا علماءِ مدینہ پر افتراء۔	۵۵
۲۰	مصنّف شہابِ ثاقب کا عجیب دھوکہ۔	۵۸
۲۱	اکابرینِ امّت کی شان میں بے ادبی اور گستاخی۔	۶۰
۲۲	مصنّف کے نزدیک علّامہ سیوطی و علّامہ ابراہیم باجوری کاذب ہیں۔	۶۱
۲۳	مصنّف کے نزدیک عبد العزیز دباغ غالی کاذب وغیرہ ہیں۔	۶۲
۲۴	مصنّف شہابِ ثاقب کا اعلیٰحضرت قبلہ پر ایک اور افتراء۔	۶۳
۲۵	مصنّف کا قاضی عیاض علّامہ علی قاری پر مشابہ نصاریٰ کا فتویٰ۔	۶۵
۲۶	مصنّف کا شاہ عبد الحق و ابن حجر مکی پر مشابہ نصاریٰ کا فتویٰ۔	۶۶
۲۷	مصنّف کا شاہ عبد السلام پر مشابہ نصاریٰ کا فتویٰ۔	۶۷
۲۸	مصنّف کا مفسرین پر اور اللہ تعالےٰ پر بھی ناپاک حملہ۔	۶۹
۲۹	مصنّف کا قرآن و حدیث کو باطل و ضلال کہنا۔	۷۱
۳۰	اس کا جواب۔	۷۲
۳۱	مصنّف شہابِ ثاقب کے نزدیک قرآن و حدیث خلاف حق اور غیر معتبر ہے۔	۷۳
۳۲	اس کا جواب۔	۷۳
۳۳	مصنّف کا نواں کذب و افتراء مع جواب	۷۴
۳۴	مصنّف کا دسواں کذب و افتراء	۸۱
۳۵	جواب	۸۲
۳۶	مصنّف کا گیارہواں کذب و فریب نمبر ۸	۸۴
۳۷	مصنّف کا بارہواں کذب و فریب نمبر ۹	۸۴
۳۸	مصنّف کا تیرھواں کذب و فریب نمبر ۱۰	۸۶
۳۹	مصنّف کے نزدیک شارح عقائد ابوجہل کے برابر مشرک۔	۸۷
۴۰	مصنّف کے نزدیک ملّا علی قاری ابوجہل کے برابر مشرک۔	۸۸
۴۱	مصنّف کے نزدیک امام اعظم ابوحنیفہ ابوجہل کے برابر مشرک	۸۹
۴۲	مصنّف کے نزدیک مفسر امام بغوی ابوجہل کے برابر مشرک۔	۸۹

marfat.com

۴۳	مصنّف کے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابوجہل کے برابر مشرک۔	۸۹	۵۵	مکتوب مفتی حنفیہ حضرت محمد صالح کمال بنام حضرت مولانا سید اسماعیل آفندی۔	۱۴
۴۴	مصنّف کے نزدیک اللہ تعالیٰ بھی ابوجہل کے برابر مشرک۔	۸۹	۵۶	علماء مکہ معظمہ کی شان میں مصنف کی گستاخیاں	۴۳
۴۵	امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کا عامۃ المسلمین سے اللہ تک سب کو ابوجہل کے برابر مشرک کہنا	۹۱	۵۷	اسماء مفتیان ومدرسین اکابر مکہ	۴۵
۴۶	مصنّف کے نزدیک علامہ تفتازانی کافر ومشرک۔	۹۱	۵۸	علماء مدینہ منورہ کی شانوں میں مصنّف کی گستاخیاں۔	۴۹
۴۷	مصنّف کے نزدیک شیخ عبدالحق محدث دہلوی کافر ومشرک۔	۹۲	۵۹	اسماء مفتیان ومدرسین وعلماء مدینہ طیبہ	۷۰
۴۸	مصنّف کے نزدیک علامہ احمد صاوی کافر ومشرک۔	۹۳	۶۰	مصنّف کا سفید جھوٹ اور بے بنیاد ڈینگ۔	۷۳
۴۹	مصنّف کے نزدیک علامہ قسطلانی و علامہ زرقانی کافر ومشرک۔	۹۳	۶۱	کید وبہتان اوّل اور اس کی حقیقت۔	۷۵
۵۰	مصنّف کے نزدیک علامہ بغوی و علامہ خازن کافر ومشرک۔	۹۵	۶۲	〃 〃 دوم وسوم 〃 〃 〃	۷۷
۵۱	مصنّف خود امام المفترین ہے۔	۱۰۱	۶۳	کید ثالث اور چوتھے بہتان کی حقیقت۔	۷۹
۵۲	عقائد وہابیہ کی فہرست۔	۱۰۳	۶۴	مرزا قادیانی کے عقائد میں بریلوی شریک ہیں۔	۵۱
۵۳	اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بہتانوں کی طویل فہرست	۱۲۹	۶۵	پانچواں بہتان اور اس کی حقیقت	۵۴
۵۴	خلیل احمد انبیٹھی کی مکہ معظمہ میں ذلت اور اسکے واقعہ کا جواب۔	۱۴۰	۶۶	چھٹا بہتان اور اس کی حقیقت۔	۵۴
			۶۷	سوال سولھواں۔	۵۶
				الجواب۔	۵۶
			۶۸	ابن عبدالوہاب نجدی کا پہلا عقیدہ۔	۱۵۹

marfat.com

۶۹	دیوبندیوں وہابیوں کی شرک کی مشین۔	۱۶۱
۷۰	وہابیوں دیوبندیوں کی کفر کی مشین	۱۶۲
۷۱	ابنِ عبدالوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ۔	۱۶۵
۷۲	ابنِ عبدالوہاب نجدی کا تیسرا عقیدہ۔	۱۶۷
۷۳	ابنِ عبدالوہاب نجدی کا چوتھا عقیدہ	۱۷۱
۷۴	رشید احمد گنگوہی کا مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ڈاکہ۔	۱۷۴
۷۵	قاسم نانوتوی کا شانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ	۱۷۵
۷۶	رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی کی شانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیخلاف بکواس۔	۱۷۶
۷۷	اشرف علی تھانوی کی شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی۔	۱۷۷
۷۸	اسماعیل دہلوی کی چھ گستاخانہ عبارتیں۔	۱۷۷
۷۹	بقول محمود حسن گنگوہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی تھا۔	۱۷۹
۸۰	اسماعیل دہلوی کے مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید پانچ حملے۔	۱۸۱
۸۱	توسل کا عقیدہ شرک ہے۔	۱۸۲
۸۲	ابنِ عبدالوہاب نجدی کا پانچواں عقیدہ۔	۱۸۸
۸۳	ابن عبدالوہاب نجدی کا چھٹا عقیدہ۔	۱۸۹
۸۴	ابنِ عبدالوہاب نجدی کا ساتواں عقیدہ۔	۱۹۲
۸۵	ابنِ عبدالوہاب نجدی کا آٹھواں عقیدہ۔	۱۹۶
۸۶	ابنِ عبدالوہاب نجدی کا نواں عقیدہ۔	۱۹۸
۸۷	ابن عبدالوہاب نجدی کا دسواں عقیدہ۔	۲۰۱
۸۸	ابن عبدالوہاب نجدی کا گیارہواں عقیدہ۔	۲۰۲
۸۹	ابنِ عبدالوہاب نجدی کا بارہواں عقیدہ۔	۲۰۶
۹۰	ساتواں بہتان اور اس کی حقیقت	۲۰۹
۹۱	آٹھواں بہتان اور اس کی حقیقت	۲۱۰
۹۲	نواں بہتان اور اسکی حقیقت	۲۱۰
۹۳	دسواں بہتان اور اسکی حقیقت۔	۲۱۱
۹۴	گیارہواں اور بارھواں بہتان اور اسکی حقیقت۔	۲۱۲
۹۵	تیرھواں بہتان اور اسکی حقیقت	۲۱۳
۹۶	چودھواں بہتان اور اسکی حقیقت۔	۲۱۴
۹۷	پندرھواں بہتان اور اسکی حقیقت	۲۱۵

marfat.com

۹۸	باب ثانی ۔	۲۱۶
۹۹	قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس والی عبارت ۔	۲۱۷
۱۰۰	خاتم النبیین کا ثبوت قرآنِ پاک سے ۔	۲۱۸
۱۰۱	مفسرینِ اہلِ سُنّت کے قلم سے لفظ خاتم النبیین کی تشریح ۔	۲۱۹
۱۰۲	لفظِ خاتم النبیین کی تشریح مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ۔	۲۲۱
۱۰۳	علامہ شیخ ابنِ نجیم الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں ۔	۲۲۲
۱۰۴	علامہ ابوبکر سجستانی کے غریب القرآن میں ہے ۔	۲۲۳
۱۰۵	لفظِ خاتم النبیین کی تشریح مفتی شفیع دیوبندی کی قلم سے ۔	۲۲۴
۱۰۶	قاسم نانوتوی کی تکفیر حسین احمد ٹانڈوی کے قلم سے ۔	۲۳۲
۱۰۷	جھوٹے مدعیانِ نبوت کو نانوتوی نے تقویت دی ۔	۲۳۸
۱۰۸	اکابرینِ اہلِ سُنّت کی شان میں نانوتوی کی زبان درازی ۔	۲۳۹
۱۰۹	نانوتوی نے یہ اتنا بڑا ناپاک قدم کیوں اٹھایا ۔	۲۴۱
۱۱۰	دیوبندی مذہب میں احادیثِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ۔	۲۴۲
۱۱۱	دیوبندی مذہب میں کلام الٰہی کا مقام ۔	۲۴۳
۱۱۲	وقوع کذب کے معنے درست ہوگئے ۔	۲۴۴
۱۱۳	جواب فصلِ ثالث وفتوی گنگوہی در وقوعِ کذب باری تعالیٰ ۔	۲۴۷
۱۱۴	گنگوہی کا وقوعِ کذب والا فتویٰ	۲۴۸
۱۱۵	حسین احمد ٹانڈوی کو چیلنج ۔	۲۵۳
۱۱۶	دیوبندیت وہابیت کی بنیاد متضاد باتوں پہ ہے ۔	۲۶۰
۱۱۷	لوگوں کو وہابی بنانے کا طریقہ ۔	۲۶۲
۱۱۸	سبحٰن السبوح نے قصرِ وہابیت سپر بتحاک کر دیا ۔	۲۶۳
۱۱۹	فصلِ رابع او مسئلہ امکان کذب	۲۶۵
۱۲۰	حسین احمد ٹانڈوی کی تکفیری تلوار دیوبندیت کی گردن پر ۔	۲۶۵
۱۲۱	پہلا جھوٹ ۔	۲۶۸

marfat.com

۱۲۲	دوسرا جھوٹ ۔	۲۶۹
۱۲۳	تیسرا جھوٹ ۔	۲۷۰
۱۲۴	چھوتھا جھوٹ ۔	۲۷۰
۱۲۵	پانچواں جھوٹ ۔	۲۷۱
۱۲۶	چھٹا جھوٹ ۔	″
۱۲۷	ساتواں جھوٹ ۔	″
۱۲۸	آٹھواں جھوٹ ۔	۲۷۲
۱۲۹	نواں جھوٹ ۔	۲۷۳
۱۳۰	دسواں جھوٹ ۔	۲۷۴
۱۳۱	گیارھواں جھوٹ ۔	۲۷۴
۱۳۲	بارھواں جھوٹ ۔	۲۷۵
۱۳۳	تیرھواں جھوٹ ۔	۲۷۶
۱۳۴	چودھواں جھوٹ ۔	۲۷۷
۱۳۵	پندرہواں جھوٹ ۔	۲۷۸
۱۳۶	سولہواں جھوٹ ۔	۲۷۹
۱۳۷	استاد اور شاگرد میں جھوٹ بولنے کا تناسب ۔	۲۸۳
۱۳۸	مصنف شہابِ ثاقب کا انوکھا دجل ۔	۲۸۴
۱۳۹	وہابیہ دیوبندیہ معتزلہ کے فرقہ مزداریہ کے متبع ہیں ۔	۲۸۵
۱۴۰	صاحب جہد المقل (محمود حسن دیوبندی) جاہل ہے کتابوں سے بے خبر ہے ۔	۲۸۸
۱۴۱	حسین احمد ٹانڈوی کی ڈینگس اور ان کا جواب ۔	۲۹۳
۱۴۲	مفتی سنبھل علیہ الرحمۃ کا فیصلہ کن مناظرہ کے لیے چیلنج ۔	۲۹۴
۱۴۳	فصلِ خامس اور براہینِ قاطع ۔	۲۹۵
۱۴۴	حسین احمد ٹانڈوی اقبالی مجرم ثابت ہوگیا ۔	۲۹۸
۱۴۵	حسین احمد ٹانڈوی کا جہالت آمیز مطالبہ ۔	۲۹۹
۱۴۶	حسین احمد ٹانڈوی کے صریح جھوٹ کا جواب ۔	۳۰۱
۱۴۷	حسین احمد ٹانڈوی کے مسلمہ مفتی کا فتویٰ ۔	۳۰۳
۱۴۸	ٹانڈوی کی مخبوط الحواسی پر مفتی صاحب کی گرفت ۔	۳۰۴
۱۴۹	معلومات متعلق روحانی جدِ اعلیٰ وہابیت و دیوبندیت ۔	۳۰۵
۱۵۰	فصلِ سادس اور عبارت براہینِ قاطع کی پہلی بحث ۔	۳۰۹

marfat.com

۱۵۱	قرآن سے استدلال میں ٹانڈوی کی عیاریاں ۔	۳۱۲
۱۵۲	حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور عیاری ۔	۳۱۴
۱۵۳	مُلّا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں ۔	۳۱۵
۱۵۴	ٹانڈوی نے شیطان سے اپنی خوش اعتقادی کا اظہار کر دیا ۔	۳۱۷
۱۵۵	ٹانڈوی نے اپنا عقیدہ کھل کر ظاہر کر دیا ۔	۳۱۹
۱۵۶	قرآن وحدیث سے علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت ۔	۳۱۹
۱۵۷	حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور شوخی وعیاری ۔	۳۲۱
۱۵۸	ٹانڈوی کا اوٹ پٹانگ مثال دینا ۔	۳۲۵
۱۵۹	ٹانڈوی اور اس کے اکابر کا نمائشی عقیدہ ۔	۳۲۶
۱۶۰	خلیل احمد انبیٹھی نے اپنی تکفیر خود ہی کر دی ۔	۳۲۷
۱۶۱	پھر مصنفِ اعلم کی تحقیق کرتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہے ۔	۳۲۷
۱۶۲	لفظِ اعلم اور بے علم کی نفیس تحقیق	۳۲۸
۱۶۳	دیوبندی مُلّوں کو اعلم اور زائد فی العلوم کا مطلب بھی نہیں آتا ۔	۳۲۹
۱۶۴	اہلِ سُنّت کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلم الخلق ہونے کا مطلب ۔	۳۳۰
۱۶۵	فصلِ سابع اور عبارتِ براہینِ قاطعہ کی دوسری بحث ۔	۳۳۳
۱۶۶	بقول اسماعیل قتیل ٹانڈوی اور انبیٹھوی مشرک ہیں ۔	۳۳۵
۱۶۷	وہابیت کی عمارت میں شگاف ڈالنے والا تضاد ۔	۳۳۶
۱۶۸	انبیٹھوی اور ٹانڈوی گنگوہی کی زد میں ۔	۳۴۰
۱۶۹	ٹانڈوی کا نمائشی قول پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا ۔	۳۴۲
۱۷۰	بقول نانوتوی اُمتی اپنے نبی سے بڑھ سکتا ہے ۔	۳۴۳
۱۷۱	علامہ علی قاری موضوعاتِ کبیر میں فرماتے ہیں ۔	۳۴۵
۱۷۲	علامہ ابن حجر مکی افضل القرے میں فرماتے ہیں ۔	۳۴۷

marfat.com

۱۷۳	امام الکاذبین ٹانڈوی کا ایک نرالا جھوٹ۔	۲۴۶
۱۷۴	ٹانڈوی کے جھوٹے دعوے کی حقیقت۔	۲۴۷
۱۷۵	مفتی سنبھل کا دوسرا چیلنج مناظرہ	۲۴۸
۱۷۶	فصلِ ثامن اور تھانوی صاحب کا کلمہ و درود۔	۲۴۸
۱۷۷	تھانوی گستاخ کی خباثت باطنی یعنی اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی۔	۲۴۹
۱۷۸	تھانوی کا شان رسالت پر ڈاکہ	۲۵۰
۱۷۹	تھانوی مجرم کا ٹانڈوی وکیل کہتا ہے	۲۵۱
۱۸۰	ٹانڈوی دجال کا بے مثال دجل ۱	۲۵۲
۱۸۱	ٹانڈوی دجال کا بے مثال دجل ۲	۲۵۵
۱۸۲	ٹانڈوی کا دیوبندی قوم کو تسلی دینا۔	۲۵۸
۱۸۳	اصل عبارت حفظ الایمان بلفظہ خلاصہ مضمون عبارت حفظ الایمان بلفظہ اعلیٰ حضرت قبلہ۔	۲۶۰
۱۸۴	تھانوی کی عبارت سے ٹانڈوی کا استدلال۔	۲۶۱
۱۸۵	بقول اسماعیل دہلوی جادو اور طلسم معجزے اور کرامت سے زیادہ باکمال ہیں۔	۲۶۶
۱۸۶	بقول اسماعیل دہلوی انبیاء کو قدرتِ تصرف ماننا شرک اور کفر ہے۔	۲۶۸
۱۸۷	امام الوہابیہ نے آیات کی تکذیب کی۔	۲۶۹
۱۸۸	حسین احمد ٹانڈوی کی مخبوط الحواسی	۲۷۴
۱۸۹	ٹانڈوی صاحب کی بے بسی میں یاوہ گوئیاں۔	۲۷۸
۱۹۰	تھانوی کے دوسرے وکیل صفائی کی تحقیق۔	۲۷۹
۱۹۱	تھانوی کے دونوں وکیل تاویلات فاسدہ کے بھنور میں۔	۲۸۰
۱۹۲	دیوبندی گورکھ دھندہ یعنی وبال گتھی۔	۲۸۲
۱۹۳	ٹانڈوی کی شان رسالت میں گستاخی۔	۲۸۴
۱۹۴	جاہل مصنف کی پیش کردہ آیت اکابرینِ اُمت کی نظر میں۔	۲۸۴

marfat.com

۱۹۵	صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان افروز بیان۔	۳۸۶
۱۹۶	ملّا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔	۳۸۹
۱۹۷	تمام دیوبندی توجیہوں اور تاویلوں کا پوسٹ مارٹم۔	۳۹۴
۱۹۸	فصلِ تاسع اور عبارتِ حفظ الایمان	۳۹۶
۱۹۹	قاضی عیاض شفا شریف میں اور علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔	۳۹۸
۲۰۰	حضرت ملّا علی قاری شفا شریف میں اسمائے الٰہی کے مخلوق پر اطلاق کرنے میں مدعیانِ شرکت کا رد فرماتے ہیں۔	۴۰۰
۲۰۱	قرآن کریم بھی مسلکِ اہلِ سُنّت کا موئید ہے۔	۴۰۰
۲۰۲	قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا موقف۔	۴۰۱
۲۰۳	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف۔	۴۰۲
۲۰۴	نانوتوی صاحب دیوبندی قوم کو ایک اور دھوکہ دیتے ہیں	۴۰۶

۲۰۵	علاّمہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف۔	۴۰۹
۲۰۶	علاّمہ عارف باللہ شیخ احمد تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔	۴۰۹
۲۰۷	علاّمہ ابن حجر فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔	۴۱۰
۲۰۸	علاّمہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔	۴۱۱
۲۰۹	سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف۔	۴۱۲
۲۱۰	شرح عقائدِ نسفی و شرح فقہ اکبر میں ہے۔	۴۱۳
۲۱۱	جاہل مصنف کا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر جاہلانہ اعتراض	۴۱۵
۲۱۲	علاّمہ قسطلانی اور علاّمہ زرقانی کا موقف۔	۴۲۰
۲۱۳	علاّمہ ابن حجر مکّی فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔	۴۲۱
۲۱۴	قطبِ شعرانی اور علاّمہ سیوطی کا موقف	۴۲۲
۲۱۵	تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن میں ہے۔	۴۲۹

marfat.com

۲۱۶	امام الوہابیہ دہلوی اور مجدد وہابیہ گنگوہی کے اقوال ۔	۴۳۴
۲۱۷	ٹانڈوی دجّال کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی ۔	۴۳۶
۲۱۸	مفسّرین کرام آیتہ کریمہ خلق الانسان کے تحت فرماتے ہیں علمہ البیان ہ	۴۳۹
۲۱۹	علاّمہ صادق کتاب کی تفسیر کرتے ہیں	۴۴۰
۲۲۰	علاّمہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں ۔	۴۴۲
۲۲۱	خاتمتہ الکتاب ۔	[illegible]
۲۲۲	مولوی حسین احمد فیض آبادی مصنّف شہابِ ثاقب کے جدید کفریات ۔	…۵۰
۲۲۳	حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں	…۲
۲۲۴	حضرت علاّمہ ملی قاری اسکی شرح میں فرماتے ہیں	…۵
۲۲۵	مولوی حسین احمد پیر دیوبند کا فتویٰ اور ان ہی سوالوں کا جواب ملاحظہ ہو ۔	…۶۰

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام کے خلاف فتنۂ خارجیت کی ریشہ دوانیاں کوئی نئی بات نہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ خارجیوں نے اسلامی لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں ہی رخنہ، نااتفاقی اور افتراق کا بیج بویا۔ لمبی لمبی قرأتیں، طویل قیام ورکوع، ماتھے پر سجدوں کے سیاہ نشان، روزوں کی سخت پابندی، طبیعت میں کجی اور سختی، ظاہری وضع قطع اسلامی، زبان پر کلمہ اور اللہ کی حاکمیت کے دعوے، ایسے کاموں کا پہرہ ان کے جسموں پر تو رہا لیکن ان کے دل محبتِ رسول سے یکسر خالی رہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء کرام۔ ان نفوس قدسیہ کی شان میں بے ادبی گستاخی اور توہین آمیز کلمات کہنا، لکھنا اور ان پر ڈٹے رہنا خارجیوں کا شعار رہا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (وہ خود فرماتے ہیں) ایک بار ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور حضور (مالِ غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ جو قبیلہ بنی تمیم سے تھا، آیا اور کہا یا رسول اللہ عدل کیجئے حضور سید عالم نے فرمایا: تیری خرابی ہو جب میں ہی عدل نہ کروں گا تو پھر کون (عدل) کرے گا اور جب میں نے عدل نہ کیا تو تو محروم و

بدنصیب ہوگیا۔ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ حکم دیجئے کہ اس کی گردن ماردوں۔ فرمایا:

..... فقال دعه فان له اصحابا یحقر احدکم صلوته مع صلوتهم وصیامه مع صیامهم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیهم ...... (الحدیث)

جانے دو۔ اس کے رفقا ایسے لوگ ہیں کہ ان کی نماز اور روزوں کے مقابلہ میں تم لوگ اپنی نماز اور روزوں کو حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن اُن کے گلے کے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ باوجود اس کے اس جانور کے پیٹ کی آلائش و خون میں سے پار ہوتا ہے مگر اس کے پیکاں (نوک) میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اس کے بندن میں جس سے پیکاں باندھا جاتا ہے نہ لکڑی میں نہ پَر میں۔ نشانی ان کی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے یا مثل گوشت پارہ کے حرکت کرتا ہوگا وہ لوگ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا۔ حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور یہی گواہی دیتا ہوں کہ علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھا۔ انہوں نے فتح کے بعد حکم فرمایا کہ اس شخص کو تلاش کیا جائے جس کی خبر حضور سیّد عالم نے دی تھی چنانچہ جب اس کی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیاں اس کی حضور عالم پناہ نے بیان فرمائی تھیں

marfat.com

سب اس میں موجود تھیں۔ (کنز العمال شریف میں ہے کہ یہ دیکھ کر) تمام اہل لشکر مارے خوشی کے سجدۂ شکر میں گر پڑے اور حضرت علی نے بھی ہمارے ساتھ سجدۂ شکر ادا کیا۔

اب غور طلب اور عبرت ناک بات یہ ہے کہ اُس ایک گستاخی نے اُس شخص کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا کہ وہ کثرتِ عبادت و ریاضت (نمازیں اور روزے) اس کے کسی کام نہ آئی۔

خارجیوں کو اپنے تقویٰ و ورع پر اس قدر گھمنڈ تھا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ زیاد بن امیہ نے عروہ ابن ادبیہ خارجی سے پوچھا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا۔ کہنے لگا اچھے تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگا ابتداء میں چھ سال تک اس کو بہت دوست رکھتا تھا۔ پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں۔ ان سے علیحدہ ہو گیا اس لیے کہ وہ آخر میں نعوذ باللہ کافر ہو گئے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگا کہ وہ بھی اوائل میں اچھے تھے جب حَکَم بنایا نعوذ باللہ کافر ہو گئے اس لیے ان سے بھی علیحدگی اختیار کر لی (ملل و نحل)

ایک اور روایت میں خارجیوں کی نسل اور تعداد کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ذیشان، حضرت ابو جعفر یوں بیان کرتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہر کی لڑائی میں شریک تھا جب علی رضی اللہ عنہ ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو فرمایا اس شخص کو تلاش کرو جس کا ہاتھ ناقص ہے چنانچہ اس شخص کی لاش ملی۔ وہ شخص سیاہ فام تھا اور اس سے بدبُو آتی تھی اور اس کے ہاتھ کی جگہ بشکل پستان ایک گوشت پارہ تھا جس پر چند

marfat.com

بال تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا:
سچ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے ــــــ امام حسن یا حسین (رضی اللہ عنہما) خدا
تعالیٰ کا شکر بجا لائے ــــــ حضرت علی نے فرمایا کہ اگر محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے صرف تین ہی شخص رہ جائیں
ان میں بھی ایک شخص اس فرقہ کی رائے اور طریقہ پر ہوگا۔
وہ لوگ ہنوز مردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے رحم میں ہیں۔ روایت
کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں ــــــ اس حدیث شریف سے
یہ بھی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کرے گا۔

قارئین! پیشِ نظر کتاب "ردِ شہاب ثاقب" اسی
فتنۂ خارجیت کی ایک شاخ کی تردید میں لکھی گئی ہے۔ جسے
پڑھ کر انشاء اللہ العزیز آپ کو اندازہ ہوگا کہ سابقہ اور موجودہ
خارجیوں کی فکر و سوچ، قول و فعل، اور طبائع میں کسقدر یگانگت
اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

قارئین کرام! اِس جگہ اُن تاریخی تلخ حقائق کا
ذکر کرنا انتہائی مناسب معلوم ہوتا ہے جو اس کتاب کے
معرضِ وجود میں آنے کا اولین سبب بنے تاکہ قارئین کو کتاب
کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ ہو سکے اور نئے متلاشیانِ حق
کو صحیح منزل کے تعین کرنے میں آسانی بھی۔

آج سے تقریباً ایک سو سال پہلے اسی خارجی گروہ کے
چار پیشواؤں[1] نے امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی

---

[1] اس سے مراد رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی
تھانوی اور محمد قاسم نونتوی ہیں۔

marfat.com

شانِ ارفع و اعلیٰ میں انتہائی جسارت کرتے ہوئے سخت بے ادبی اور گستاخی کے کلمات کہے۔ گستاخانہ عبارات چھپ کر جب خاص و عام میں پہنچیں تو مذہبی دنیا میں ایک کہرام مچ گیا۔ ہر درد مند مسلمان نے اپنے اپنے پیمانۂ محبت کے مطابق غم و غصے کا اظہار کیا۔ علمائے اہل سنت نے ان گستاخانہ عبارات کے رد لکھے چھاپے، مواخذے کیے، کفری کلمات پر ان کے موجدین کو متنبہ کیا۔ یہ سلسلۂ حق گوئی و تردید باطل کئی سال جاری رہا۔ لیکن افسوس بُرا ہوا ضدیت اور ہٹ دھرمی کا۔ ان چاروں پیشواؤں میں سے کسی کو بھی اپنے کفری کلمات سے رجوع کی توفیق نصیب نہ ہوئی ــــــ۔

خارجیوں کی گستاخانہ عبارات

عبارت ۱: اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس ص ۲۴ مصنفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی)

نوٹ: تحذیر الناس ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۴ء میں تالیف کی گئی۔

عبارت ۲: الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱ مصنفہ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی)

نوٹ: یہ کتاب ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۷ء میں شائع ہوئی۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

متحدہ ہندوستان میں دینِ مصطفوی کی حمایت و نصرت اور فتنہ خارجیت کی سرکوبی کا سہرا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے سر بندھا۔ اخبارات و رسائل و خطوط کا وسیع ذخیرہ اس امر حقیقت پر شاہد ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اوّلاً کئی سال تک ان خارجی اکابر کو براہِ راست انکی گستاخانہ عبارات پر خبردار کیا۔ شرعی دلائل قاہرہ سے انکی گستاخانہ عبارات کا ردِّ بلیغ فرمایا اور متعدد بار ان موجدین عبارات کو رجوع الی الحق کی دعوت دی لیکن ان میں سے کسی نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے استدلالات کا جواب دیا نہ اپنی گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا۔ آخر جب ان خارجی اکابر کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو گیا تو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اصولوں کی روشنی میں ان خارجی اکابر کی شانِ نبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں انتہائی گستاخانہ عبارات مع فتویٰ تکفیر، مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کے حضور پیش کیں تو ان حضرات قدسیہ (علمائے حجاز مقدس) نے نہایت خوش اسلوبی، غیرتِ ایمانی اور حمیت دینی سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے فتویٰ تکفیر کی تصدیق فرماتے ہوئے مذکورہ خارجی پیشواؤں کو کافر قرار دیا اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی اس عظیم الشان دینی خدمت کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔

عبارت[۲] آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

نوٹ :۔ یہ رسالہ ۱۳۱۹ ھ / ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔

marfat.com

اس فتویٰ تکفیر (المعتمد المستند) کو منظر عام پر آئے ہوئے آج نوّے سال سے زائد ہو گئے لیکن تادمِ تحریر یران خارج از اسلام پیشواؤں کے کسی ہم خیال عالم اور مفتی کو یہ ہمت نہیں پڑی کہ وہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے دلائل کا جواب دیتا۔ بہرحال جو کچھ ان سے ممکن تھا (یعنی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ذات مجموعۂ کمالات پر کیچڑ اُچھالنا، گالی گلوچ دینا، افتراء کرنا، جھوٹ باندھنا، بے بنیاد الزام لگانا، چونکہ ان کا موروثی شیوہ تھا) وہ کچھ کرتے چلے آرہے ہیں۔ انہی جھوٹ کے پلندوں میں سے ایک پلندے کا نام "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" ہے۔ قارئین کرام شہاب ثاقب" کے مصنف، خارجیوں کے پیشوا حسین احمد ٹانڈوی کا دینی ومذہبی واخلاقی تفصیلی تعارف تو انشاء اللہ العزیز آپ کو اس کتاب (ردّ شہاب ثاقب) کے مطالعہ کے بعد بخوبی ہو جائے گا۔ سردست کتاب ردّ شہاب ثاقب کے گہرے مطالعہ کے بعد ہم اتنا ضرور عرض کریں گے کہ حضرت مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ نے اپنی اسی تصنیف میں مصنف شہاب ثاقب، مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے جھوٹ، فریب، دھوکے اور بہتان طرازیوں کے ایسے ایسے عجیب انکشافات کیے ہیں کہ مصنف شہاب ثاقب، مولوی حسین احمد کی تصویر اپنی ہی تحریرات کے آئینے میں انتہائی قبیح اور مکروہ نظر آتی ہے۔ مزید برآں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے اعتراضات اور بے بنیاد الزامات کے ایسے مدلل اور ٹھوس جوابات دیے ہیں کہ آج تک کسی خارجی مولوی یا محقق کو جواب تک سوچنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

قارئین! مندرجہ بالا الفاظ پر اگر کسی خارجی دیوبندی عالم یا مفتی یا پیشہ ور قلمکار یا بزعم خویش محقق کو اعتراض ہو اور وہ اس

(حاشیہ صفحہ نمبر ۹ پر)

marfat.com

حقیقت کو سراسر ظلم، خلافِ واقعہ، جانبدارانہ سوچ اور بے بنیاد دعویٰ خیال کرتا ہو تو اس کے لیے مشورہ ہے کہ ایسی خوش فہمی اور ناپختہ خیالی میں مبتلا ہونے سے پہلے آرام و سکون کے ساتھ ردِ شہاب ثاقب کا بغور مطالعہ کرے اور پھر اگر جہالت، اندھی عقیدت، انانیت اور شیخ پرستی کا اظہار مقصود نہ ہو تو اِدھر اُدھر بے تکیاں ہانکنے کی بجائے تحقیق کی زبان میں بات کرے۔ باقی بفضلہٖ تعالیٰ ہم جانتے ہیں کہ طائفہ خارجیہ دیوبندیہ کی اس موضوع پر لکھی جانے والی ہر کتاب

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

کا قبیح شاہکار ہے۔ مزید اگر دینی و مذہبی نہیں بلکہ نسبی اور تلمیذی ضمیرت، طبیعت میں خلجان پیدا کرے تو تسلی و اطمینان کے لیے آنکھیں کھول کر درج ذیل حوالے پڑھیے۔

حوالہ نمبر ۱: "جناب شاہ حمزہ مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفتِ خاص ہے ربّ العزّت کی جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ جو شخص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے۔ اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امورِ مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ علم الغیب ہے۔"

حوالہ نمبر ۲: مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایت الاسلام مطبوعہ صبح صادق، سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

ل علماء حرمین شریفین کی تصدیقات کے مطالعہ کے لیے — "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" ملاحظہ کیجیے اور اسی مسئلہ پر متحدہ ہندوستان کے اڑھائی سو سے زائد مشہور علماء کی تصدیقات کے لیے "الصوارم الہندیہ" کا مطالعہ کیجیے۔

marfat.com

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی وحی کی تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علیٰ قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بالذات کا اعتقاد رکھنا مقفی الی الکفر اور نص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ایر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے۔"

قارئین! کسی شریف النفس انسان کی غیرت اور حیا اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ وہ خود جھوٹ گھڑ کے کسی دوسرے شخص کیطرف منسوب کرے یا اس پر بہتان باندھے لیکن آپ کو یہ جان کر سخت حیرت ہوگی کہ رات دن اسلام، اسلام کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں، شریعت، شریعت کا راگ آلاپنے والوں، بڑے بڑے مدرسوں کے کرتا دھرتاؤں، تقویٰ اور پرہیز گاری کے بلند بانگ دعوے کرنے والوں اور دنیائے خارجیت و دیوبندیت کے اکابر کا یہ شیوہ ہے کہ وہ کسی پر جھوٹ اور بہتان باندھنے میں کسی قسم کی شرم و حیا محسوس نہیں کرتے۔

دلیل اس بات کی یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں کتابیں، ان کے اقتباسات، صفحات اور مطابع سبھی من گھڑت اور جعلی ہیں۔ اور یہ سیاہ کارنامہ کسی عام انسان کا نہیں بلکہ موجودہ خارجیوں (دیوبندیوں) کے پیشوا حسین احمد ٹانڈوی کا ہے۔ جسے دیابنۂ پاک و ہند "شیخ الاسلام" کہہ کر اسلام کی توہین کر رہی ہے۔

ان زبان درازوں سے کوئی پوچھے کیا اسلام کی یہی تعلیمات ہیں کہ ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے دوسروں کے خلاف جھوٹ گھڑتے اور بہتان باندھتے رہو؟

کیا شریعت پاک میں ایسے کاذب اور بہتان طراز شخص کو شیخ الاسلام کہنے کی اجازت دیتی ہے؟ کیا سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

marfat.com

کے ماننے والوں کا یہی طریقہ ہے کہ جھوٹ لکھوا ور چھاپو ؟

— لوگوں کو رات دن جھوٹ ، افترا ء ، دھوکا اور بہتان تراشی سے بچنے کا سبق دینے والو! کیا تم نے خود بھی کبھی جھوٹ اور بہتان سے اتنی نفرت کی ہے اور اگر کی ہے تو تم نے اپنے "شیخ" کی کذب بیانی پر مشتمل کتاب کے خلاف کیوں صدائے حق بلند نہیں کی ؟

— لوگوں کو آخرت کی جواب دہی سے ڈرانے والو! ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھو! کبھی دل کے کسی گوشے میں تم نے خود بھی آخرت کے خوف کو پایا ہے۔ اگر پایا ہے تو تم نے شہاب ثاقب کے مفتری ، کذّاب اور بہتان طراز کا کیوں نوٹس نہیں لیا؟ کبھی تم نے اس کے ناشر کو جھوٹ چھاپنے پر متنبہ کیا ہے ؟

مذکورہ بالا دونوں فرضی کتابیں اور جھوٹے اقتباسات ایسی حقیقت ہے کہ جس کا . دبے لفظوں میں اعتراف مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے مزاج شناس شاگرد اور ماہنامہ "تجلّی" دیو بند کے مدیر مولوی عامر عثمانی کو بھی کرنا پڑا ہے چنانچہ مدیرِ موصوف اپنی فروری مارچ ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں ردّ شہاب ثاقب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے :

کتاب کے لب ولہجے سے سخت وحشت زدہ ہونے کے باوجود اتنا ہم انصافاً ضرور کہیں گے کہ مصنّف نے مولانا مدنی پر ایک الزام بڑا بھیانک وفکر انگیز لگایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جن دو کتابوں خزینۃ الاولیاء اور ھدایۃ الاسلام سے شہاب ثاقب میں بعض اقتباسات دیے گئے ہیں وہ فی الحقیقت من گھڑت ہیں جن مصنفوں کی طرف انہیں منسوب کیا گیا ہے انہوں نے کبھی ہرگز

marfat.com

ہرگز یہ کتابیں نہیں لکھیں ..... حق یہ ہے کہ تحقیقی اور معقولی جواب یا تو مولانا مدنی کے بلند اقبال صاحبزادے مولوی اسعد طولعمرہ کے ذمّے ہے یا پھر ان مریدین و متوسلین کے ذمّے ہے جو بجا طور پر مولانا کی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوگی کہ مولوی عامر عثمانی کو بھی اپنے استاد مولوی حسین احمد ٹانڈوی کو جھوٹ اور بہتان طرازی کے الزام سے بچانے کے لیے کوئی تحقیقی و معقولی جواب نہیں ملا۔ اس لیے جھوٹ کی وکالت کا بوجھ اپنے کندھوں سے اُتار کر مولوی ٹانڈوی کے صاحبزادے اور پرستاروں پر ڈال دیا ہے۔

کاش مولوی عامر عثمانی، مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے عاشق زاروں کو یہ مشورہ بھی دیتے کہ اگر استاد محترم پر الزام کی صفائی پیش نہ ہوسکے تو صاف اقرار کر لینا کہ مولوی ٹانڈوی نے شہاب ثاقب میں کذب بیانی کی ہے یا مولوی ٹانڈوی صاحب سے غلطی ہوگئی ہے تاکہ آخرت کی رسوائی سے بچ جاؤ۔

لیکن ایسا کیونکر ممکن ہے؟ جبکہ اس طائفہ خارجیہ دیوبندیہ کے اصاغر و اکابر کا MOTTO (شیوا) ہے کہ

جھوٹ لکھو، چھاپو اور پیٹ کا دھندا چلاؤ۔

بے ادبی، گستاخی کرو اور اس پر ڈٹ جاؤ۔

زیرِ نظر کتاب ردِّ شہاب ثاقب مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے تمام خوشہ چینوں اور پرستاروں کو یہ دعوت دیتی ہے کہ آج بھی وقت ہے کہ اپنے پیشواؤں کے باطل نظریات اور گستاخانہ عبارات سے خود کو بری کر لو۔ عار کو نار پر ترجیح نہ دو۔ جھوٹوں کی حمایت اور جھوٹ کی اشاعت سے تائب ہوجاؤ اور یہودیانہ خارجیانہ

marfat.com

روش پر چل کر اپنی آخرت تباہ نہ کرو۔

رد شہاب ثاقب کی اشاعت کی وساطت سے اہل سنت وجماعت ایک بار پھر "شہاب ثاقب" کے متوالوں سے اپنے دیرینہ مطالبہ کا اعادہ کرتے ہیں کہ ان کے شیخ اور مقتدا مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنی شہاب ثاقب میں اہل سنت کی جن دو مقتدر علماء ہستیوں پر جھوٹ اور بہتان باندھے ہیں۔ ان کا ثبوت پیش کرو۔ اور اگر ثبوت نہ لا سکو تو اس فرمان الٰہی کو یاد کرو۔

فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۔ (جب ثبوت نہ لاسکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں)

ہم جھوٹے اور بہتان طرازوں کے جواب میں فقط اتنا کہتے ہیں کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت)

مصنف شہاب ثاقب کا سیاسی تعارف

مصنف مذکور نے اپنے کانگریسی گاندھوی آقاؤں کی پیروی میں نظریۂ پاکستان کی شدید مخالفت[1] کی۔ نظریۂ پاکستان دشمنی کے "جبر تومے" اس قدر پھیلائے کہ قیام پاکستان کو آج ۴۴ برس گزر گئے لیکن گاندھوی جھولی بردار کی نسبی اور معنوی اولاد آج بھی پاکستان کی مخالفت کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ ۱۹۸۴ء دسمبر کی بات ہے

[1] کسی محب وطن کو اگر ہمارے اس بیان پر شک ہو تو خارجی جماعت کے ایک اہم فرد ڈاکٹر اسرار احمد کے درج ذیل بیان کو ضرور پڑھیے جس میں ڈاکٹر صاحب نے نظریہ پاکستان کی دشمن جماعتوں کا تعارف کرایا ہے۔
اکھنڈ بھارت کے اسقدر جذباتی اور پُرجوش حامی اگرچہ صرف ہندو

marfat.com

کانگریسی لیڈر حسین احمد ٹانڈوی کا بیٹا اسعد مدنی جب لاہور آیا تو خارجیوں کی درسگاہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

پاکستان بنانے والے بھارتی مسلمانوں کی آخری رسومات ادا کر آئے لیکن وہ آج بھی زندہ ہیں۔۔۔۔ مسلمانوں نے چھوٹے سے حصے کے لیے پورے ہندوستان سے دست برداری اختیار کر لی۔۔۔۔ مسلمانوں کو ڈرایا گیا کہ انہیں ہندو کھا جائیں گے۔ لیکن ان کو کسی نے

ہی تھے لیکن انہیں اس معاملے میں بھرپور تائید حاصل تھی ہندوستان کی جملہ غیر مسلم اقوام کی جیسے سکھ، پارسی اور عیسائی!!۔۔۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ خود مسلمانوں کے فعال عناصر تقسیمِ ہند کے خلاف تھے جن میں اہم ترین معاملہ تو مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی زیرِ قیادت کانگریسی مسلمانوں اور مولانا حسین احمد مدنی رح کی زیرِ سرکردگی جمعیت علماءِ ہند اور ان کے متوسلین اور معتقدین کا تھا! پھر پنجاب میں مجلس احرارِ اسلام ایسی زوردار عوامی خطباء و مقررین پر مشتمل جماعت تھی اور سرحد میں خدائی خدمت گاروں جیسا پرجوش عوامی کارکنوں کا گروہ تھا!

(استحکامِ پاکستان باب ہفتم ڈاکٹر اسرار احمد)

(۳۱ جنوری ۱۹۸۶ء روزنامہ جنگ)

لے حسین احمد ٹانڈوی وہی شخص ہے جس کی دین دشمنی کے متعلق ۱۹۳۸ء میں شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے کہا تھا۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی است

marfat.com

ہضم نہیں کیا۔ مسلمان ہندوستان میں باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔[1]

اس موقع پر جامعہ مدنیہ کے سابق ناظم اعلیٰ مولوی حامد میاں، نوابزادہ نصر اللہ خان اور دیگر کئی خارجی مولوی موجود تھے لیکن کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ مقرر کی زبان کو لگام دیتا اور جب یہ بیان اخبار میں چھپا تو کسی خارجی دیو بندی سیاستدان اور ملک کے ٹھیکیدار کو اس کے خلاف کہنے کی ہمت نہ پڑی۔ ان واقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گاندھی کے نمک خواروں نے پاکستان میں رہتے ہوئے بھی ابھی تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا، مولوی اسعد مدنی کے اس پاکستان دشمنی بیان کی تردید تقریباً ہر اخبار میں شائع ہوئی نوائے وقت نے اپنی ۱۱ دسمبر کی اشاعت میں طویل تردیدی اداریہ لکھا اور اسعد مدنی کو درج ذیل مشورہ دیا۔

اگر اسعد مدنی اپنے ان بزرگوں (ابوالکلام آزاد اور عطاء اللہ بخاری) کا یہ طرز عمل (قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی مخالفت

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است (ارمغان حجاز)

(ترجمہ) عجمی دین کے رموز ابھی تک نہیں جانتے ورنہ یہ بات نہ کہتے جیسے کہ حسین احمد دیو بندی نے کہی یہ بالکل عجیب بات ہے۔ بر سر ممبر یہ کہنا کہ ملت دین وطینت سے ہے یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اپنے آپ کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا کہ مکمل دین یہی ہے۔ اگر تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچا تو بکھل ابولہب کا پیروکار ہے۔

[1] روزنامہ جنگ لاہور ۱۰ دسمبر ۱۹۸۴ء۔

marfat.com

میں خاموشی اختیار کرنا) اختیار نہیں کر سکتے تو ان کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ اپنی زبان بند رکھیں ــــــــ جمیعت علمائے اسلام کے سابق صدر، مولوی فضل الرحمٰن کے والد مفتی محمود نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد فیصل آباد میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ "خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان کے قیام کے گناہ میں شامل نہیں تھے"[1]

مذکورہ بالا دونوں واقعات سے ہر محبِ وطن پاکستانی سمجھ سکتا ہے کہ کانگریسی لیڈر حسین احمد دیوبندی نے اپنے پسماندگان میں کیسے کیسے غدارانِ قوم چھوڑے ہیں جو پاکستان میں رہتے ہوئے بھی پاکستان کی مخالفت کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

---

[1] ماہنامہ "فیضان" فیصل آباد جون جولائی ۱۹۷۸ء ص ۱۴۔ بحوالہ جعفرانِ ایں زمان ص ۱۵ مؤلفہ میاں محمد صادق قصوری صاحب۔

[2] اس زمانے میں دیوبندی وہی ہے جو ان چاروں اکابرِ دیوبند (رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی جن کے کافر ہونے کی تصدیق علماء حرمین شریفین نے بھی فرمائی ہے) کی گستاخانہ عبارات پر مطلع ہو کر ان کو صحیح مسلمان تسلیم کرے یا پھر ان کی گستاخانہ عبارات کو درست خیال کرے چاہے وہ دنیا کے کسی خطے سے تعلق رکھتا ہو۔

ہماری مذکورہ بالا وضاحت سے ان جدید تعلیم یافتہ حضرات کے اس خیال کی تردید ہو جاتی ہے۔

جو یہ خیال کرتے ہیں دیوبندی دارالعلوم دیوبند کی نسبت سے کہا جاتا ہے حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں۔ دیوبندی عقیدے کے گستاخ اور بے ادب کو کہتے ہیں۔ اور ایسا ہونا خارجیوں کی بڑی علامت ہے۔ یا جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ

marfat.com

آخر میں ہم ملک و ملّت کے سچے خیر خواہوں کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ

ہر چھوٹے بڑے حاکم کو آخر ایک دن اپنے عہدے و ذمہ داری کا جواب دینا ہے اس لیے دینی و ملکی خیر خواہی اسی میں ہے کہ ملک پاکستان میں ایسے لٹریچر کی اشاعت پر فی الفور پابندی لگائی جائے جو دین کے نام پر شائع ہوتا ہے لیکن اس میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام و اہل بیت کرام اور اولیائے کرام کی شان کے خلاف کلمات اور اقتباسات موجود ہیں جو کہ سراسر دین کا مذاق اڑانے کے مترادف ہیں۔ اسی طرح ہر قسم کے اخلاق سوز، ایمان و حیا سوز لٹریچر، جو رنگین و دیدہ زیب سرورقوں میں کھلے بندوں بک رہا ہے۔ اس پر فوری پابندی لگائی جائے اور ناشر، طابع اور دوکاندار کو قرار واقع سزا دی جائے۔ یہ عمل تطہیرِ ایمانی و ملکی تحفظ و سالمیت کے لیے ناگزیر ہے۔

باقی رہا ایسی کتابوں اور رسائل کی نشاندہی اور ان میں گستاخانہ، بے ادبانہ اور کفری کلمات کو ثابت کرنا۔ اس کے لیے محبّ وطن علماء و مشائخ اور دانشوروں کی سرپرستی میں حکومتی سطح جو لائحہ عمل تیار کیا جائے ہمیں قبول ہے۔

سگِ درِ غوث و رضا

محمد جاوید اکبر قادری

اصلاً دیو بندی اسے کہتے ہیں جو میلاد شریف نہیں مناتا، اذان سے پہلے درود و سلام نہیں پڑھتا، فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر نہیں کرتا اور مزاراتِ اولیاء پر حاضری نہیں دیتا۔ انبیاء اولیا کے گستاخ کو وہابی دیو بندی کہتے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی ارسل الینا سید الانبیاء والمرسلین وبعث فینا حبیبه الذی ختم به النبیین۔ وعلمه علوم الاولین والاٰخرین۔ وفضله بخصائصه علی جمیع المقربین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ونبینا محمد رحمة للعالمین قاسم الارزاق ومالك السمٰوات والارضین عالم ماکان وماسیکون الی یوم الدین۔ واسطة الخلق وشفیع للمذنبین وعلی اٰله الطیبین وصحبه الطاهرین وعلی ائمة المجتهدین وفقهاء امة الکاملین وعلی اولیاء ملته المرشدین وعلماء اهل السنة المهدیین وعلینا معهم وبهم اجمعین۔

اَمَّا بَعْدُ الفقیر الی اللہ عزوجل۔ المعتصم بذیل سید کل نبی و مرسل۔ العبد محمد اجمل بن الحافظ الحاج الشاہ محمد اکمل۔ السنی الحنفی مذہبا والقادری الرضوی مشربا۔ المتوطن فی بلدۃ سنبھل۔ اپنے برادران اہلسنت وجماعت کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ عرصہ ایک سال سے جناب محب ملت قاری مولانا شاہ عبد اللطیف صاحب ساکن سیکری ضلع مظفر نگر کا اصرار تھا کہ رسالہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مؤلفہ مولوی حسین احمد فیض آبادی کا مکمل رد وجواب لکھ دیا جائے۔ لیکن میں اپنی عدیم الفرصتی اور کثرت اشغال کی بنا پر اس کو شروع نہ کرسکا تو انہوں نے صدر المدرسین جامع معقول ومنقول۔ حاوی فروع واصول۔ مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس اوّل مدرسہ اسلامیہ میرٹھ سے شکایت کی انہوں نے اپنی محبت سے زور ڈالا تو میں اپنے مشاغل کی بنا پر مختصر طور پر اس کتاب کا جواب شروع کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق وھو الموفق للحق والتحقیق۔

marfat.com

بھائیو! مدعیان اسلام میں اہلسنّت و جماعت کا مقابلہ کرنے والے۔ عقائد حقّہ و احکام شرعیہ کو مٹانے والے۔ حقّانی علماء اہلسنّت کے دینی عزو وقار کو گھٹانے والے۔ پیشوایانِ ملّت پر افترا و بہتان کرنے والے۔ مقتدایانِ مذہب کو منہ بھر بھر کر گالیاں دینے والے" مفتیانِ شریعت کو" ضال و مضل کہنے والے" حق کی حقّانیت پر" پردہ ڈالنے والے" باطل کی حمایت کرنے والے۔ عقائد باطلہ اور مسائل فاسدہ کی" اشاعت کرنے والے" گمراہی اور بے دینی کی" تبلیغ کرنے والے" کفر و شرک کو دین و ایمان ٹھہرانے والے فرقے صدیوں سے برابر چلے آرہے ہیں۔ ان باطل فرقوں نے ہمیشہ عوام مسلمین کو فریب دینے کی ناپاک سعی کی۔ ان گمراہ جماعتوں نے بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھانسنے کی کوشش کی۔ ان بے دینوں نے حق کو باطل ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کے زور لگائے۔ ان بدمذہبوں نے باطل کی تبلیغ کے لیے ہمیشہ زبردست مجمعے جمائے اور پُر مکر و فریب تقریریں کیں اور افترا و بہتان کیے۔ لیکن ربّ العزّت تبارک وتعالیٰ نے ہر زمانے میں اپنے دینِ حق کی محافظت کی اور اہلِ حق کی ہر قرن میں نصرت و اعانت کی اور باطل کو سرنگوں کیا اور اہلِ باطل کے مکر و فریب کا پردہ چاک کیا۔ اس دورِ پُر فتن میں دیوبندیوں کی جمعیّت نے جو عامۃ المسلمین میں فتنہ و فساد پھیلایا وہ ان کے عمل سے ظاہر ہے انہوں نے جو اختلاف و افتراق کا بیج بویا وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ یہ فرقہ اپنی فریب کاری اور گمراہی میں پہلے فِرقِ باطلہ پر سبقت لے گیا یہ فرقہ اپنی تقیہ بازی اور مکّاری میں روافض کو بھی شرمندہ کر گیا۔ بلکہ انہوں نے تو اپنے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ اور کذب پر جمائی۔ انہوں نے تو اپنی جماعت کی تعمیر ہی دجل و فریب پر بنائی۔ انہوں نے ہی افترا کا رواج دیا۔ انہوں نے ہی بہتان طرازی کا بازار گرم کیا۔ کتب دینیہ میں تحریفیں کرنا ان کی مخصوص عادت ہے عبارات میں کتربیونت کرنا ان کی مشہور خصلت ہے۔ یہ فرقہ جب اپنی مکّاری پر اُتر آئے تو اپنے خصم (مخالف) کا قول اپنے دل سے بنا کر لے آئے یہ جماعت جب اپنی

marfat.com

افترا پردازی پر آجائے تو خصم (مخالف) کے آباؤ اجداد اور مشائخ کی طرف سے جو عبارات چاہے گڑھ کر لے آئیے۔ ان کی تصانیف کے نام تراش لے بھر ان کے مطبع تک بنا ڈالے۔ چنانچہ اس پارٹی کا سر جوڑ کر تیار کیا ہوا رسالہ سیف النقی ان کے افترا و بہتان کا پورا کفیل ہے اس وقت بطور نمونہ اس کی چند مثالوں کا پیش کر دینا ان اُمور کی بیّن دلیل ہے۔

(۱) اس کے صفحہ ۳ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین اعلحضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قدس سرہ کے نام سے گڑھی اور بکمال بے حیائی کہہ دیا۔ مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۱۵

(۲) اس کے صفحہ ۱۱ و صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب ہدایۃ البریۃ مطبوعہ لاہور اعلحضرت کے والد ماجد قدس سرہٗ کے نام سے گڑھی اور اپنی تراشیدہ عبارتیں اس کی طرف نسبت کر دیں کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں صفحہ ۱۴ میں فرماتے ہیں۔

(۳) اس کے صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلّدین اعلحضرت کے جدِ امجد حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب قدس سرہٗ کے نام سے گڑھی اور بکمال بے شرمی کہہ دیا مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۲

(۴) اس کے صفحہ ۱۴ پر ایک کتاب بنام مرآۃ الحقیقۃ حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی سے گڑھی اور بکمال بے ایمانی کہہ دیا مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸

(۵) اس کے صفحہ ۲۰ پر اعلحضرت کے والد ماجد قدس سرہ کی مہر مبارک بھی دل سے گڑھ لی اور اس کی یہ صورت بنالی | نقی علی حنفی سنی ۱۳۰۱ھ | حالانکہ حضرت کی مہر مبارک یہ تھی جو بکثرت کتب پر طبع ہو چکی ہے۔

| مولوی رضا علی خاں ۱۲۶۹ محمد نقی خاں ولد |

لطف یہ ہے کہ مہر گڑھی اور پھر بات نہ بنی کہ حضرت کی وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی اور مہر کا سنہ ۱۳۰۱ھ لکھا تو نتیجہ یہ نکلا کہ وصال شریف کے چار برس بعد مہر کندہ ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ جھوٹ میں کچھ نہ کچھ کمی باقی رہ

marfat.com

جاتی ہے۔ جس سے اس کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کیا ایسا جیتا افترا و بہتان کیا ایسی گندی اور گھنونی تحریر تم نے کوئی اور بھی دیکھی ہے کیا ایسا صریح کذب اور جھوٹ کیا ایسی بے حیائی اور ڈھٹائیوں کی نظیر تم نے کوئی اور بھی سنی ہے کیا ایسی بے شرمی کا مظاہرہ تم نے کہیں اور بھی کیا ہے کیا ایسی بے ایمانی اور مکر و کید کا مجموعہ تم نے کبھی اور بھی دیکھا؟ قابل توجہ یہ چیز ہے کہ یہ سارا افترا و بہتان۔ دجل و فریب۔ مکر و کید۔ تحریف و کذب محض اس لیے عمل میں آیا کہ اے اعلٰحضرت فاضل بریلوی تم تو یہ کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ لکھتے ہیں تمہارے جدِامجد فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ تحریر فرماتے ہیں۔ تمہارے مشائخ کرام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں۔ باوجودیکہ نہ ان کتابوں کا کہیں دنیا میں وجود ہے نہ ان مطابع کا کہیں نام ونشان۔

مسلمانو اس فرقہ کی جرأت تو دیکھو کہ ان کتابوں کے یہ یہ نام اور یہ یہ عبارات ہیں اور ان کے فلاں فلاں مطابع اور صفحات ہیں اور اس جماعت کی اس دلیری کا ملاحظہ کرو کہ قُدوۃ المحققین حضرت مولانا مولوی مفتی محمد نقی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مہر تک گڑھ لی اور محض اپنے دل سے اس کا سن اور عبارت تراش لی۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اس فرقہ وہابیہ میں نہ کچھ شرم و حیا ہے۔ نہ اُن کے نزدیک جھوٹ بولنا جرم و خطا ہے۔ نہ افترا و بہتان باندھنا فعل حرام ہے۔ نہ دجل و فریب دنیا بُرا کام ہے اور ہو بھی کس طرح کہ جب وہ جھوٹ جیسے عیب کو اپنے خدا کی صفت ثابت کریں اور اس کے لیے غلط گوئی اور مکر جیسے نقص کو روا رکھیں تو پھر ایسے کاذب بالفعل و مکّار خدا کے پجاریوں کو جیتا جھوٹ بولتے۔ افترا و بہتان کرتے کیوں خوف و ہراس ہو اور منگھڑت کتابیں اور عبارتیں اپنے دل سے تراشتے ہوئے اور صفحات و مطابع گڑھتے ہوئے کس کا لحاظ و پاس ہو۔ یہ جو کچھ معروض ہوا یہ سارے فرقہ کا مختصر حالِ زار تھا۔ اَب باقی رہا۔ مصنف شہابِ ثاقب کا حال تو یہ تو فرقہ بھر میں افترا کی مشین

کا ٹھیکیدار اور کذب کی ایجنسی کا مالک و مختار ہے۔ اس نے تو اپنی اس کتاب شہاب ثاقب کی بنا ہی کذب و افترا پر قرار دی۔ اس کی تعمیر ہی انتہائی دجل و فریب پر رکھی ہے۔ چنانچہ میں اپنی اس کتاب میں یہ ثابت کروں گا کہ شاید اس مصنّف نے بوقتِ تصنیف یہ قسم کھالی تھی کہ وہ بھول کر بھی کبھی سچ نہ بولے گا۔ اور کذب و افترا کی کسی نوع و صنف کو باقی نہ چھوڑے گا۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور اپنے اس دعوے پر کم از کم دو شاہد ایسے پیش کر دوں جو اس کے صریح کذب ہونے اور جیتا افترا ہونے میں بے نظیر ہوں۔ تاکہ ہر ناظر کو میرے اس دعوے کی صداقت پر کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے اور ہر مخالف کو وہ اس دعوے کے تسلیم کرانے پر جری و دلیر رہے۔ سنیئے اسی شہابِ ثاقب کے ص ۱۲۱ میں ہے۔

> جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیا مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علمِ غیب صفت خاص ہے ربّ العزّت کی جو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علمِ غیب کہنا گمراہی ہے ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔ انتہی۔

یہ شاہد اول ہے شاہد دوم بھی ملاحظہ ہو اسی شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۲۲ پر ہے

> مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۲ میں فرماتے ہیں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی بذریعہ وحی کے تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور بہ علّے قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بالذّات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے اور نصِ قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ہیر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے۔ الخ

مسلمانو! مصنّف شہابِ ثاقب کے ان دو جیتے جھوٹ اور کذب اور صریح

marfat.com

افترا و بہتان کو دیکھو کہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی قدس سرہ کی نہ کوئی کتاب بنام خزینۃ الاولیا تصنیف ہوئی نہ وہ مطبع کانپور میں طبع ہوئی نہ اس کا صفحہ ۱۵ ہے نہ اس عبارت کا وجود ہے۔ اسی طرح جہاں بھر میں حضرت مولانا مولوی مفتی رضا علی خاں صاحب کی نہ کوئی ہدایۃ الاسلام کتاب ہے۔ نہ وہ سیتاپور کے مطبع صبح صادق میں طبع ہوئی نہ اس کے صفحہ ۳۰ پر اس عبارت کا وجود ہے۔ لیکن اس مصنف شہاب ثاقب کی دروغ گوئی و کذب بیانی اور افترا پردازی و بہتان طرازی اور بے شرمی و بے حیائی ملاحظہ کیجئے کہ اس نے محض اپنے دل سے یہ دونوں کتابیں گڑھ لیں اور خود ہی ان کے مطابع بنا لیے۔ اپنے آپ ہی ان کے صفحات تجویز کر لیے محض اپنی طرف سے یہ عبارات تصنیف کر لیں۔ اور کس جرأت و دلیری سے ان کو اپنی اس کتاب شہاب ثاقب میں چھاپ کر شائع کر دیا۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ نہایت جسارت اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنے خصم کے مقابل الزام دے رہا ہے کہ مجدد صاحب آپ تو یہ کہتے ہیں اور آپ کے دادا پیر حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی اور آپ کے جدِ امجد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی آپ کے خلاف یہ لکھتے ہیں۔ مسلمانو اور نہ صرف مسلمانو بلکہ جہاں کے تمام انصاف پسندو ذرا سوچو تو کبھی کسی بے شرم سے بے شرم و بے حیا سے بے حیا نے بھی اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں۔ ایسا منہ پھاڑ کر بولا۔ ایسا سربازار شائع کیا۔ واقعی کسی نے کیا خوب کہا ہے ع

بے حیا باش آنچہ خواہی کن

نیز اس کتاب شہاب ثاقب کی زبان نہایت گندی اور گھناؤنی ہے کلام میں نہایت بے باکی اور آزادی ہے۔ خطابت میں سوقیانہ روش اور بیہودہ پن ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے گالی گلوچ کی کافی مشاقی پیدا کر لی ہے اور اس نے گالیاں بکنا باقاعدہ کسی بھٹیارے سے سیکھ لی ہیں پھر گالیاں دیتے وقت اس کے دماغ کا صحیح توازن بھی باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو منہ میں آیا کہہ دیا جو گالی

marfat.com

زبان پر آئی بک دی۔ نہ تہذیب و شرافت کا ذرّہ بھر احساس ہے نہ ظاہری علم و وجاہت کا کچھ لحاظ و پاس ہے تو یہ کتاب کیا ہے گالی نامہ ہے۔ بازاری گالیوں اور بیہودہ ولغو باتوں کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ یہ کتاب میرے پاس تقریبًا ۲۸ سال سے ہے۔لیکن کبھی اس کے چند ورق بالتزام نہ دیکھ سکا اور یہ سمجھ کر اس کو اٹھا کر رکھ دیا تھا کہ یہ ایک حیا سوز انسان کی تہذیب کی ننگی تصویر ہے۔اب جو بغرض ردّ اس کو باستیعاب دیکھا تو حیرت ہوگئی کہ اس کتاب کا شاید ہی کوئی صفحہ کسی گالی سے خالی ہو اس مطالعہ میں جو چند موٹی موٹی گالیاں نظر سے گذریں صرف ان کو ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے آپ لوگ بھی خرافتِ انسانی کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اس مصنّف کی تہذیب پر ماتم کریں۔

marfat.com

فہرست کلمات گالی نامہ رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین المشہور بہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب باردوم

مطبوعہ قاسمی دیوبند ۱۳۴۶ھ

نمبرشمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبرشمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱۔	الشیاطین (جمع شیطان)	ٹائیٹل		۱۵۔	دجّال بریلوی	۳	۱۳
۲۔	المسترق (چور)	"		۱۶۔	حق کو قبول نہیں کرتا	"	۱۴
۳۔	الکاذب (یعنی جھوٹا)	"		۱۷۔	مگر دجّال بریلوی	۴	۳
۴۔	مجدّد التکفیر (کافر کہنے کے مجدّد)	۱	۵	۱۸۔	اس دجّال کے استدلال	"	۶
۵۔	مجدّد التضلیل (گمراہی کے مجدّد)	"	۸	۱۹۔	یہ اہلِ بطلان میں سے ہے	"	۷
۶۔	اعلحضرت مجدّد التضلیل	"	۱۲	۲۰۔	بے علم	"	۱۵
۷۔	ان کا دھوکا دینا	"	۱۵	۲۱۔	مجدّد الدجالین (فریبیوں کا مجدّد)	"	۱۷
۸۔	المسترق (چور)	"	۱۶	۲۲۔	دجّال بریلوی	"	۲۰
۹۔	الکاذب (جھوٹا)	"	"	۲۳۔	دجّال المجددین	۵	۲
۱۰۔	جناب مجدّد التکفیر صاحب	"	"	۲۴۔	مستحق دوزخ دنار	"	"
۱۱۔	بریلوی صاحب کی پوری	۲	۲	۲۵۔	اعلیٰ درجہ کا دجّال	۶	۱۲
	قلعی کھل گئی	"	۳	۲۶۔	مخرب دین (دین کو خراب	"	"
۱۲۔	ان کی پوری حقیقت	"	۱۲		کرنے والا)		۹
	معلوم ہوجائے گی			۲۷۔	اس کے افعال باطل	"	۱۵
۱۳۔	عامی شخص (ادنیٰ شخص)	۳	۳	۲۸۔	دین کی مضبوط رسیوں کو کھولنے والے	۶	۱۳
۱۴۔	حقارت سے عوام کی طرح	"	۷	۲۹۔	فسادِ عظیم پر پہونچانیوالے	"	"
	میاں خاں صاحب						

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۳۰۔	کھلم کھلا جھوٹ بولا	۱۲	۱
۳۱۔	تحریف کی اس نے	"	۶
۳۲۔	جاہل	"	۱۳
۳۳۔	تحریف کرنے والا	"	۱۶
۳۴۔	حد سے تجاوز کرنے والا	"	۲۱
۳۵۔	نافرمانی کرنے والے	۱۴	۱۴
۳۶۔	زیادہ تر شدید مخالفت سنت میں	"	"
۳۷۔	نصاریٰ کے مشابہ	"	۱۵
۳۸۔	صریح جھوٹی حدیثوں کے مصدق	"	۱۷
۳۹۔	صحیح حدیثوں کے محرف	"	"
۴۰ و ۴۱	قولِ بریلوی کا ضلال[۴۰] و باطل[۴۱]	۱۵	۴
۴۲۔	مجدد بریلوی اپنی خرافات بھری کتاب	"	۱۴
۴۳۔	وہ مثلِ نصاریٰ کے ہے	"	۱۵
۴۴۔	بریلوی اہلِ باطل میں سے ہے	"	۱۹
۴۵۔	بریلوی اہلِ بطلان میں سے ہے	"	۲۱
۴۶ تا ۴۸	بریلوی کے عقائد و کلمات	۱۶	۸
۴۹۔	جھوٹ و افترا اور گمراہی و طغیان		
۵۰۔	اصحاب ضلال میں سے ہے	"	"
۵۱۔	بریلوی طالب خلاف حق کا ہے	۱۷	۱۰
۵۲۔	بریلوی نفاقی جھگڑوں میں مبتلا ہے	۱۸	۲ و ۳
۵۳۔	اس کا معلم سردار شیاطین ہے	"	۱۴

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۵۴۔	مجدد بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں	۱۸	۱۵
۵۵۔	خانصاحب بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین[۱]	۲۰	۱۹
۵۶۔	بریلوی مجدد افترا پرداز	۲۱	۲
۵۷ و ۵۸	اہلِ دجل و جور کی عمدہ یادگار	۲۳	۱۵
۵۹۔	جملہ مفتریین کے مایہ افتخار	"	"
۶۰۔	اعلیحضرت کے دستِ جفا	"	۱۶
۶۱۔	یہ ربٰو کو شیر مادر سمجھتے ہیں	۲۴	۳
۶۲ و ۶۳	وہ تحریف قرآن و حدیث کرتے ہیں	"	۴
۶۴ و ۶۵	مجدد تضلیل و تفسیق	"	۵
۶۶۔	فلک ضلالت کے شمس لامعہ	"	۶
۶۷۔	برج غوایت کے بدر ساطع	"	۷
۶۸۔	مجدد التکفیر صاحب	"	"
۶۹ و ۷۰	انہوں نے عجیب مکر و فریب کے جال پھیلائے	"	"
۷۱۔	انواع انواع کے حیل و مکر سے دھوکا دیا	"	۸
۷۲۔	ان کے دام تزویر	"	۹
۷۳۔	حضرت مجدد التکفیر	"	۱۳

۱؎ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں رسوا کرے

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۷۴-	انہوں نے سخت افترا پردازیاں کیں	۲۴	۲۰
۷۵- و ۷۶-	ان کی مکاریوں اور افترا پردازیوں	۲۵	۲
۷۷-	حضرت مجدّد التضلیل	"	۶
۷۸-	اپنے افعالِ قبیحہ	"	۹
۷۹-	بریلوی نے سفرِ حجاز بغرضِ گناہ بلکہ بغرضِ اکبر الکبائر کیا	"	۱۱ و ۱۲
۸۰-	سخت دھوکا دینا	"	"
۸۱- تا	ان میں کیا کیا جوہرِ تضلیل وتفسیق	"	۱۴
۸۳-	غوایت بھرے ہوئے	"	"
۸۴-	مجدّد التکفیر	"	۱۹
۸۵-	مصداق صُمٌّ یعنی (بہرے)	"	۲۰
۸۶-	مصداق بُکمٌ " (گونگے)	"	"
۸۷-	مصداق عُمیٌ " (اندھے)	"	"
۸۸-	مجدّد التضلیل	۲۶	۱
۸۹-	ان کی کچی کچی حالت	"	۹
۹۰- و ۹۱-	ان کی افترا پردازیوں و بہتان بندیوں پر	"	۱۱
۹۲- و ۹۳-	ان کی باتوں کو لایعنی خرافات	"	۱۲
۹۴- تا ۹۶-	ان کی خود غرضی وطلب شہرت وجاہ دنیا	"	۱۶

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۹۷- و ۹۸-	اس بدگو کی گالیوں اور خرافات	۲۷	۱
۹۹-	رذیل النسب	"	۳
۱۰۰-	قبیح الاخلاق	"	۴
۱۰۱-	جاہل اُجڈ	"	"
۱۰۲-	اس نے طریقہ آبائی یعنی یقتلون الانبیا کو زندہ کیا	"	۵ و ۶
۱۰۳-	یہ اعلیٰ درجہ کا خواہشاتِ نفسانی میں مبتلا	"	۱۳
۱۰۴-	یہ بدعاتِ شیطانی میں مبتلا	"	"
۱۰۵- و ۱۰۶-	یہ مسلمانوں کی عموماً اور علما کی خصوصاً تضلیل وتفسیق کرتا ہے	"	"
۱۰۷-	اپنے خیالات فاسدہ	"	۱۴
۱۰۸- و ۱۰۹-	صدہا علما کی تکفیر اور سبّ وشتم میں رسالے لکھے	"	"
۱۱۰-	عقائدِ فاسدہ پھیلاتا ہے	"	۱۵
۱۱۱-	روزانہ نئے نئے فتنے برپا کرتا ہے	"	۱۶
۱۱۲-	یہ قید میں پڑ گئے	۲۸	۱۵
۱۱۳-	بہت سٹ پٹائے	"	"
۱۱۴-	لینے کے دینے پڑ گئے	"	"
۱۱۵-	یہاں خود ہی پھنس گئے	"	۱۶
۱۱۶- و ۱۱۷-	کس قدر فریب دہی دمکر کی بات	۲۹	۵

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱۱۸۔	تفضیلِ عالم کے لیے عقیدہ تحریر	۲۹	۷	۱۳۷۔ و	یہ محض افترا و بہتان	۳۱	۱۸
	کریں			۱۳۸۔	ہے		
۱۱۹۔	ایک من گھڑت معنی دل میں لیں	"	۸	۱۳۹۔	افترا پردازی ہے	"	۲۰
۱۲۰۔ و ۱۲۱۔	اس مکر و خدع کو خیال کیجئے	"	۱۲	۱۴۰۔ و	اس مفتری کذّاب نے		
۱۲۲۔ و ۱۲۳۔	یہ جھوٹ اور فریب نہ کرتے	"	۱۵	۱۴۱۔	یہ بہتان باندھا	۳۲	۲
۱۲۴۔	مثلِ روافض تقیہ پر کمر باندھی	"	۱۶	۱۴۲	مجدّد صاحب ممنوع عن الشرع تھے	"	۱۴
۱۲۵۔	جھوٹی باتیں بتائیں	"	۱۷	۱۴۳	ان پر بلاءِ آسمانی نازل ہوئی	۳۳	۶
۱۲۶۔	یہ کیا دھوکہ دہی ہے	"	۱۹	۱۴۴	مجدّد صاحب نے ہزاروں طرح کی	"	۱۰
۱۲۷۔	ان کا عاجز ہونا	"	"	و	چالاکیاں اور بہتان		
۱۲۸۔	بغلیں جھانکنا	"	۲۰	۱۴۵	بندیاں کیں		
۱۲۹۔	فریب دینا	"	"	۱۴۶	شائبۂ نفسانیت و افترا	۳۴	۴
۱۳۰۔	جس کو نہ حیا ہو نہ جھوٹ بولنے	۳۰	۲	و ۱۴۷	پردازی		
	سے کچھ گریز			۱۴۸	یہ اصحاب عقائدِ باطلہ میں سے ہے	"	۵
۱۳۱۔	شریف نے کہا اس کو نکال	"	۱۷	۱۴۹	مجدّد المضلّین	۳۵	۱۰
	دینا چاہیئے۔			۱۵۰	ان کے دامِ تزویر	"	۱۲
۱۳۲۔	بریلوی صاحب اس ذلّت سے	۳۱	۳	۱۵۱	وہی طریقۂ فریب دہی	"	۲۰
	وہاں سے نکالے گئے			۱۵۲	وہ فریب بازی	۳۶	۱۱
۱۳۳۔	شریف نے انہیں منہ لگانے	"	۴ و	۱۵۳	مجدّد کی بے اعتباری	"	۱۲
	کے قابل نہ مانا	"	۵	۱۵۴	اہلِ ضلال و فساد میں سے	"	۱۸
۱۳۴۔	ایسے نااہلوں	"	۵	۱۵۵	مجدّد المضلّین	"	۱۹
۱۳۵ و	یہ محض افترا و بہتان بندی	"	۱۲	۱۵۶	اوسی کذّاب	۳۷	۷
۱۳۶	ہے۔			۱۵۷	مجدّد المضلّین	"	۱۲

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱۵۸	اہلِ ضلال	۳۷	۱۲	۱۸۲	اظہار افترا پردازی	۴۱	۲۰
۱۵۹	مجدّد المضلّین	"	۱۴	۱۸۳	اتّہام بر مولانا نانوتوی	"	۲۱
۱۶۰	صاحبِ تمہیدِ شیطانی	"	"	۱۸۴	تہمت بر مولانا گنگوہی	۴۲	۱
۱۶۱	بریلوی صاحب کا گلا کاٹتا ہے	"	۲۰	۱۸۵	تہمت بر مولانا سہارنپوری	"	۲
۱۶۲	بالکل قلعی کھل جائے گی	۳۸	۴	۱۸۶	تہمت ثانی	"	۳
۱۶۳	مدینہ منوّرہ سے بھاگ آئے	"	۵	۱۸۷	تہمت بر مولانا تھانوی	"	۴
۱۶۴	اس دروغ گو	"	۶	۱۸۸ تا	جو دھوکہ اور کید و فریب	"	۶
۱۶۵	نیچا دیکھنا پڑا	"	۱۰	۱۹۰	بازی	"	و ۷
۱۶۶	مناظرے سے فرار کیا	"	۱۱	۱۹۱	کید اول پہلا فریب	"	۸
۱۶۷	مجدّد المضلّین	۴۰	۱۴	۱۹۲	جھوٹے الزام و اتّہام	"	۹
۱۶۸ و	یہ سب افترا اور	"	"	و ۱۹۳			
۱۶۹	دھوکہ دہی	"	"	۱۹۴	یہی الزام و بہتان	"	۱۳
۱۷۰	ان کی تضلیل و تجہیل	۴۰	۱۶	تا ۱۹۵			
۱۷۱	ایک فتنہ	"	۲۰	۱۹۶	بریلوی شیخ چلّی	۴۳	"
۱۷۲	گمراہ شخص	"	۲۱	۱۹۷	الزام و اتّہام	۴۴	۱۱
۱۷۳	حضرت مجدّد المضلّین	۴۱	۱۵	و ۱۹۸			
۱۷۴	افترا پردازی	"	"	۱۹۹	محض افترا و تہمت	"	۱۲
۱۷۵	دروغ گوئی	"	"	و ۲۰۰			
۱۷۶	بہتان بندی	"	"	۲۰۱	جو کچھ وبال ہو وہ بریلوی کی گردن		۱۳
۱۷۷	ان مکائد	"	۱۶		پر رہے		"
۱۷۸	اپنی خواہشِ نفسانی اور	"	"	۲۰۲	بہتان تراشے	۴۵	۲
	ہوائے شیطانی			۲۰۳	دھوکا دیا	"	"
۱۷۹	جو دھوکہ اور کید و	"	"	۲۰۴	حلال سمجھا دھوکہ کو	"	"
تا ۱۸۱	فریب کیا	"	۱۹	۲۰۵	سفر حجاز کیا اسی دھوکہ دہی کیلئے	"	۳

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۲۰۶	جو بہتان اور تہمتیں	۴۵	۴
۲۰۷ و ۲۰۸	مجدد التضلیل کے ناشائستہ افعال پر لاحول پڑھیے	"	۵
۲۰۹ و ۲۱۰	کیدِ ثانی و بہتانِ عظیم	"	۶
۲۱۱ و ۲۱۲	کیدِ ثالث و بہتان تبیح	"	۱۶
۲۱۳	چنانچہ بکتا ہے	"	۱۹
۲۱۴	علماء حرمین کو دھوکہ دینے	۴۶	۱
۲۱۵	ایک چالباز	"	۶
۲۱۶	مفتری	"	"
۲۱۷	کذّاب	"	"
۲۱۸	بریلوی مجدد التضلیل	"	۷
۲۱۹ و ۲۲۰	مکر و افترار	"	۱۲
۲۲۱ و	دنیا کی رسوائی و آخرت	"	"
۲۲۲	کا وبال ساتھ لایا	"	۱۳
۲۲۳	بریلوی مجدد المفترئین	"	۱۴
۲۲۴	شیطنت کا جال پھیلایا	"	۱۵
۲۲۵	اس کو دھکے دلوا دیئے	"	۱۷
۲۲۶	چوتھا بہتان اور فریب	"	۱۸
۲۲۷	مجدد التضلیل صاحب	۴۷	۴
۲۲۸ و ۲۲۹	آپ کی تصانیف سب و شتم اہل اسلام و تفسیق و تکفیر علمائے دین سے پُر ہے	"	۶

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۲۳۰ و ۲۳۱	آپ کے ہفوات وہزلیات	۴۷	۱۰
۲۳۲ و ۲۳۳	آپ کے لقمۂ چرب اور شہرت کی فکر کی جاوے	"	۱۲
۲۳۴ و ۲۳۵	آپ کے ہفوات واباطل کو گوزخر خیال کرکے	"	۱۸
۲۳۶ تا ۲۳۸	آپ کی لن ترانیاں دروغ گوئیاں اور دعاوی باطلہ	"	۱۹
۲۳۹	روافض کے چھوٹے بھائی	۴۸	۲
۲۴۰ و ۲۴۱	بہتان بندیاں بر علماء دروغ گوئیاں بر حفاظ ہیں	"	۹
۲۴۲	بہت بڑا مکر	۴۹	۱
۲۴۳ و ۲۴۴	پانچواں بہتان و مکر	"	۶
۲۴۵	دجّال المجددین	"	۱۸
۲۴۶	دجّال المجددین	"	۲۰
۲۴۷ و ۲۴۸	بہتان چھٹا اور مکر عظیم	۵۰	۴
۲۴۹	دجّال المجددین	"	"
۲۵۰	دھوکہ دیکر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں	"	۶
۲۵۱	یہ جملہ مکاریوں کی اصل تمام	"	۷
۲۵۲	دغا بازیوں کی بنیاد	"	"
۲۵۳	مجدد المضلین	"	۱۹
۲۵۴	جو طرح طرح کی مکاریوں سے حاصل	۵۱	۲

marfat.com

نمبر شمار	اصل کتاب	صفحہ	سطر
۲۵۵	دجّال المجدّدین	۵۱	۸
۲۵۶ تا	بریلوی دجّال اور اس کے اتباع	″	۱۶ تا
۲۵۸	ظلم و بہتان بندی کر رہے ہیں	″	۱۷
۲۵۹	دجّال المجدّدین	۵۲	۱
۲۶۰	یہ مردود	″	۶
۲۶۱	مجدّد الدّجالین	۵۳	۱۸
۲۶۲	زور لگا کر قطع و برید کر کے مسلمانوں کا کافر بنانا	۵۴	۱
۲۶۳	غین اور ختمِ خداوندی ان کے قلوب پر چھا گئی خذلهم اللہ تعالیٰ فی الدّنیا والآخرۃ	۵۴	۴
۲۶۴	یعنی اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں رسوا کرے	″	۶
۲۶۵	سیاہ قلب	۵۹	۳
۲۶۶	تیرہ گوئی خمیر اور نطفہ میں پڑی ہے	″	۱۰
۲۶۷	روافض کے سچے جانشین و برگزیدہ اولاد	″	۱۳
۲۶۸ و ۲۶۹	اس عدوّ رسول و مبغض خیر الانام	۶۲	۱۲ و ۱۳
۲۷۰	افترا پرداز	″	″
۲۷۱	جھوٹے جھوٹے الزام	″	۱۴
۲۷۲	مثل اپنے آبا روافض	۶۲	۱۴
۲۷۳	تیرا باطن قبیح	″	۱۷
۲۷۴	صحابہ کی عداوتوں سے تاریک مظلم	″	″
۲۷۵ و ۲۷۶	عیّار بے ایمان	۶۴	۱۱
۲۷۷ و ۲۷۸	ان افترا پردازوں کا منہ کالا کرے	۶۷ و ۶۸	۲۱ ، ۱
۲۷۹	خذلهم اللہ تعالیٰ فی الدّارین اللہ تعالیٰ ان کو دو جہان میں رسوا کرے	۶۸	۲
۲۸۰	ظالم	″	۳
۲۸۱	اہلِ ہوا	۶۹	۲۰
۲۸۲	موافق اپنی عادت افترا پردازی کے	۷۰	۲
۲۸۳	یہ افترا صریح	″	۳
۲۸۴ و ۲۸۵	ان کی گندہ خیالی اور قطع و برید	″	۹
۲۸۶	ان کج فہموں	۷۰	۱۶
۲۸۷	خذلهم اللہ تعالیٰ فی الدّارین	″	۱۸

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۲۸۸ و ۲۸۹	اہلِ بدع واہلِ ہوا	۷۱	۱۹
۲۹۰ تا ۲۹۲	حیل ومکر وافترا پردازیاں	"	"
۲۹۳	جاہلوں	۷۲	۱
۲۹۴ و ۲۹۵	اہلِ ضلال وہوا	"	۳
۲۹۶	مجدد بریلوی خذلہ اللہ	"	۱۰
۲۹۷	گالیاں بکنے کا پیشہ	"	۱۵
۲۹۸	سود کھادیں	۷۶	۱۰
۲۹۹ و ۳۰۰	حظوظ شہوانیہ ونفسانیہ میں عمریں گنوادیں	"	"
۳۰۱	مثلِ اراذل گالی گلوچ میں رات دن مشغول رہیں	"	"
۳۰۲ و ۳۰۳	حیل ومکر کے ہزاروں طریقے تکفیر علماء کے واسطے عمل میں لائیں	"	۱۱
۳۰۴	مجددِ بریلوی اپنی افترا پردازیوں	۷۸	۸
۳۰۵	سوّد اللہ وجہہٗ فی الدّنیا والآخرۃ یعنی اللہ ان کے چہرے کو دنیا وآخرت میں کالا کرے۔	"	۹

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۳۰۶	وخذل جنودہ فی الدّارین یعنی اللہ اس کے لشکر کو دارین میں رسوا کرے۔	۷۸	۹
۳۰۷	مجددِ بریلوی نجدیوں کے ہم عقائد وموافق ہے	۸۱	۱
۳۰۸	مجدد الدجّالین کی روٹیاں سیدھی ہونی محال تھیں	۸۳	۶
۳۰۹	طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگائے	"	۷
۳۱۰ و ۳۱۱	سخت افترا اور بہتان بندی	"	۱۳
۳۱۲ و ۳۱۳	یہ کتنا بڑا مکر اور فریب مجددِ بریلوی کا ہے	"	۱۶
۳۱۴ و	کس قدر چالبازیاں اس میں کی گئی ہیں بعینہٖ یہی طریقہ	"	"
۳۱۵	ان جھوٹے رافضیوں کا ہے۔	"	۱۹
۳۱۶	ساتواں بہتان	"	۲۰
۳۱۷	ان کے استاد یعنی ابلیس کا	"	۲۱
۳۱۸	بے حیائی اور جھوٹ	۸۴	۳
۳۱۹ و ۳۲۰	مجددِ صاحب نے بیحیائی کا برقع پہن کر جو الزام دل میں آیا لگا دیا۔	"	۵
۳۲۱	لعنۃ اللہ علی الکاذبین اللہ کی لعنت جھوٹوں پر کا	"	۷

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
	طوق گلے میں ڈال کر کودیں		
٣٢٢	آٹھواں بہتان	٨٤	٨
٣٢٣	ایسے جھوٹ پر کمر باندھی	"	١٣
٣٢٤	ایسی بڑی تہمت لگائی	"	١٤
٣٢٥	گمراہ کنندۂ عالم	"	١٦
٣٢٦	سارا کفر پھیر پھرا کر مجدد	"	"
	"بریلوی" پر جا ٹھہرے گا		
٣٢٧	نواں بہتان	"	١٧
٣٢٨	خدا کی مار جھوٹے بہتان بندوں	"	١٩
٣٢٩	کاذبین کا اصلی طوق زیب	"	٢
	گردن ہوگا	٨٥	تو ٣
٣٣٠	دسواں بہتان	"	٤
٣٣١	بریلوی نے یہ ہذیان بکا ہے	"	٥
٣٣٢	بے حیا مؤلف	"	١٠
٣٣٣	کمال شقاوت و	"	"
و ٣٣٤	افترا پردازی		
٣٣٥	تہمت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا	"	١١
٣٣٦	کفر کا اثر بریلی پہنچا اور پاگل	"	١٤
	خانہ کے اسی سنڈاس پر جا		تا
	پڑا ملخصاً	"	١٦
٣٣٧ تا ٣٣٩	ناقدردان۔ مفتری	"	٢٠
	کذّاب		
٣٤٠	گیارہواں بہتان	٨٦	٣
٣٤١	بارہواں بہتان	"	٧
٣٤٢	یہ بھی الزام لگایا	"	"

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
٣٤٣	اس بہتان بندی	٨٦	١١
٣٤٤	یہودیوں والی تحریف بریلوی	"	٣
	نے کی ہے		
٣٤٥	مؤلف تمہید بے ایمانی	"	٩ تا ١٢
	کذّاب		
٣٤٦	یہ تہمت تراشی	"	٥
٣٤٧	عقل کا دشمن	"	"
٣٤٨	کفر کے فتوے لے کر اپنے	"	١٨
	گلے کا طوق بنایا		
٣٤٩	تیرہواں بہتان	"	٢١
٣٥٠	یہ بالکل افترا اور سفید	٨٧	٢
و ٣٥١	جھوٹ ہے		
٣٥٢	بریلوی کے تمام چھوٹے بڑے	"	"
	شیاطین الانس والجن		
٣٥٣	چودھواں بہتان	"	٦
٣٥٤	بریلوی مجدد کو اتنی بھی تو	"	١٢
	شرم نہ آئی		
٣٥٥	بریلوی کے اس بہتان	"	١٥
٣٥٦	یہ انتہا درجہ کا دجل و	"	"
و ٣٥٧	فریب ہے	"	و ١٦
٣٥٨	مؤلف کذّاب نے بیحیائی	"	"
و ٣٥٩	کے ساتھ		
٣	بے اصل اور خارج از	"	١٧
٣٦١	عقل الزام واتہام لگائے	"	"
٣٦٢	اگر صحیح النسب ہے	"	"

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۳۶۳	پندرہواں بہتان	۸۷	۲۰	۳۸۴	اس خباثت ونجاست	۹۰	۱۰
۳۶۴ تا	عوام کو دھوکہ دینے اور	۸۸	۵ و	۳۸۵ و	کا کیا ٹھکانا		
	اپنے شیطانی جال میں	″	۶	۳۸۶ تا	مجدد التضلیل نے قطع		
۳۶۶	پھنسانے کے لئے بریلوی	″	″	۳۸۸	وبرید کرکے افترا پردازی کی	۹۲	۱۳
	نے محض افترا کیا			۳۸۹	اپنے آپ کو شیاطین انس	″	۱۵
۳۶۷	اس کی تمام فوج شیطانی	″	۷		ثابت کیا		
	فضحہ اللہ تعالیٰ علی رؤس	″	۱۰	۳۹۰	طوق کفر ولعنت گردن	″	۱۶
۳۶۸	الخلائق یوم الحشر یعنی			۳۹۱ و	میں ڈالا		
	اللہ تعالیٰ اس کو روز حشر			۳۹۲	خذاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین	″	۱۷
	سب مخلوق کے سامنے			۳۹۳	سود وجہہ فی الکونین	″	۱۸
	شرمندہ کرے			۳۹۴	مجدد بریلوی آنکھوں میں	۹۳	۹
۳۶۹	وخذلہ فی الدارین	۸۸	۱۰		دھول ڈال رہا ہے		
۳۷۰	اتہام بر مولانا نانوتوی	″	۱۵	۳۹۵	لعنۃ اللہ تعالیٰ فی الدارین	″	۱۰
۳۷۱ و	اس مفتری نے یہ بہتان	″	۱۸		اللہ تعالیٰ اس پر دو جہان میں		
۳۷۲	باندھا				لعنت کرے		
۳۷۳	اس افترا کی قوت دینے	۸۹	۱	۳۹۶ و	اس مفتری کذاب	″	۱۱
	کے واسطے			۳۹۷	نے		
۳۷۴ تا	اس مفتری کذاب نے قطع	″	۸	۳۹۸	مجدد الدجالین	۹۴	۴
۳۷۶	وبرید کرکے بہتان باندھا			۳۹۹ و	کذاب نے ان کے	″	۱۰
۳۷۷	فاخذلہ اللہ فی الدارین	″	۹	۴۰۰	ساتھ مکر کیا		
۳۷۸ و	یہ کیسا افترا خالص اور کذب	″	۱۰	۴۰۱	خود طوق لعنت میں گرفتار ہوا	″	۱۱
۳۷۹	سفید ہے			۴۰۲	ملازم کفر ہوا	″	۱۲
۳۸۰	مجدد الدجالین	″	۱۸	۴۰۳ و	یہ عیاری اور افترا بندی	″	۱۳
۳۸۱ تا	اس شخص گمراہ کنندہ عالم	۹۰	۷ و	۴۰۴	کی		
۳۸۳	مجدد الدجالین کی جرأت		۸	۴۰۵	مجدد بریلوی عذاب الیم	″	۱۸
	دروغگوئی				کا مستحق ہوا		

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۴۰۶	خذلہ اللہ تعالیٰ	۹۷	۱۰
۴۰۷	مجدد الدجالین کی عقل	"	"
و ۴۰۸	وحیا پر پردۂ جہالت پڑا ہوا ہے		
۴۰۹	متبعین شیطانی	"	۱۹
۴۱۰	مبتدعین دجلہ جلہ	"	"
۴۱۱	فسود اللہ تعالیٰ وجوہم یعنی اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو کالا کرے	"	۲۰
۴۱۲	مثل روافض ان کو عداوتِ رسول ہے	"	۲۱
۴۱۳	فضیلتِ رسول کو دیکھ کر دم نکلا جاتا ہے	۹۸	۱
۴۱۴	بنی اسرائیل میں سے ہیں فعل آبائی پسند	"	"
۴۱۵	سلب اللہ تعالیٰ ایمانہ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کو سلب کرے	"	۵
۴۱۶	ادخلہ فی الدرک الاسفل من النار مع المنافقین والمشرکین اللہ اس کو دوزخ کے نچلے طبقہ میں منافقوں اور مشرکوں کے ساتھ داخل کرے۔	"	۵ و ۶
۴۱۷	تہمت بر مولانا گنگوہی	"	۸
۴۱۸	اپنی جھوٹی بڑائیاں	"	۱۴

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۴۱۹	خذلہ اللہ فی الدارین اللہ اس کو دو جہان میں رسوا کرے	۹۸	۱۹
۴۲۰	اس بریلوی دجال	"	۲۰
۴۲۱	جعلی فتویٰ بنا لینے سے	۹۹	۱
۴۲۲ و ۴۲۳	جھوٹی نسبت اور بہتان بندی	"	۳
۴۲۴ و ۴۲۵	مجدد الدجالین اور رئیس الکذابین	"	۴
۴۲۶	عظیم الشان افترا باندھا	"	۵
۴۲۷	نیا طریقۂ اضلال خلق گڑھا	"	"
۴۲۸	جعلسازی	"	۶
۴۲۹	ایسا کذب سفید	"	۸
۴۳۰	صریح خالص جھوٹ	"	۹
۴۳۱	ایمان سے پہلے ہی ہاتھ دھو چکا	"	۱۰
۴۳۲ و ۴۳۳	بے حیائی بے ایمانی	"	۱۱
۴۳۴	اے فوارۂ لعنت	"	۱۲
۴۳۵	اے چشمۂ تکفیر و تذلیل	"	"
۴۳۶ و ۴۳۷	خدا تیرا منہ دنیا اور آخرت میں کالا کرے اور رسوا کرے	"	۱۳
۴۳۸	دجال بریلوی	۱۰۰	۱
۴۳۹	محض افترا پردازی	"	۲
۴۴۰ و ۴۴۱	خبثِ باطنی اور دروغ گوئی	"	"
۴۴۲	نجھم اللہ تعالیٰ	"	۳

marfat.com

شمار نمبر	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۴۴۳	مجدّد التّضلیل نے یہ خبیث فتویٰ گڑھا	۱۰۱	۴
۴۴۴	مجدّد التّضلیل صاحب	"	۱۱
۴۴۵ و ۴۴۶	گالی گلوچ و مزخرفات	"	۱۲ و ۱۳
۴۴۷	بازاری باتوں	"	"
۴۴۸	کسی عالم نے ان کو اہلِ علم سے شمار نہ کیا	"	۱۴
۴۴۹	لچر دلیلیں	"	۲۱
۴۵۰	ان کی گالیوں اور دشنام	"	"
۴۵۱	مجدّد التّضلیل	۱۰۲	۳
۴۵۲ و ۴۵۳	محض کذب اور دروغ خالص	"	" و ۴
۴۵۴	مجدّد الضّالین	"	۸
۴۵۵ و ۴۵۶	محض افترا اور جہالت	"	۹
۴۵۷ تا ۴۵۹	مجدّد المضلّین کی قلّتِ واقفیت اور عدمِ تبحر	۱۰۳	۴ و ۵
۴۶۰ تا ۴۶۲	محض بے بضاعتی و کم فہمی و عدمِ واقفیت	"	۷ و ۸
۴۶۳ و ۴۶۴	اپنے خیالاتِ فاسدہ و عقائد کاسدہ	"	۹
۴۶۵	ان کو قابلیت نہ ہو	"	"
۴۶۶ و ۴۶۷	بالکل غلط اور افتراءِ محض	۱۰۵	۸

شمار نمبر	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۴۶۸	مجدّد الدّجالین	۱۰۵	۱۴
۴۶۹	یہ خاصۂ دجالیت	۱۰۶	۴
۴۷۰	شرم وحیا کا جامہ اتار رکھا	"	۷
۴۷۱	جو چاہا زبان سے بک دیا	"	۸
۴۷۲	جب حیا و شرم ہی نہ ہو	"	۱۵
۴۷۳	سوّد اللہ وجھك فی الدّارین اللہ تیرے چہرے کو دونوں جہاں میں کالا کرے	"	۱۸
۴۷۴	تہمت بر مولانا سہارنپوری	۱۰۷	۲
۴۷۵	یہ تہمت لگائی	"	۶
۴۷۶ و ۴۷۷	کذب محض اور دروغِ خالص	"	۸
۴۷۸	اس کاذب	"	۱۵
۴۷۹	دجّال بریلوی	"	۲۱
۴۸۰	اس دریدہ دہن	۱۰۸	۵
۴۸۱ و ۴۸۲	افترائے محض اور دروغِ خالص	"	۹
۴۸۳	دھوکہ دیا	"	"
۴۸۴ و ۴۸۵	دجّال بریلوی نے محض بے سمجھی اور بے عقلی سے کام لیا	"	۱۱ و ۱۲
۴۸۶ و ۴۸۷	اور تحریف قطع و برید پر جملہ اعتراضات کی بنا ہے	"	"
۴۸۸	تکفیر محمد بریلوی کی گردن پر سوار	"	۱۵
۴۸۹	محض سفسطۂ دجالی ہے	۱۰۹	۱

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۴۹۰	یہ افترا دجّال بریلوی نے بھیجا	۱۰۹	۶	اور ۵۱۲	پر عمل کرتے		
۴۹۱	افترا اور	〃	۷	۵۱۳	مجدّد بریلوی اپنے مرض قلبی	۱۱۸	۱
و ۴۹۲	کذب			۵۱۴	نہ حق کی باتیں اس کو دکھائی	〃	۴
۴۹۳	مجدّد الدجّالین	〃	۱۱		دیتی ہیں		
۴۹۴	اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا		و ۱۲	۵۱۵	افترا محض	〃	۸
۴۹۵	مجدّد بریلوی جیسا کوڑمغز	۱۱۱	۶	۵۱۶	اس دجّال	〃	۱۱
۴۹۶	مجدّد الدجّالین	۱۱۲	۱۶	۵۱۷	اس کا دجل ہے اور	〃	〃
۴۹۷	ان کی عقل و حیا پر پردے	〃	۲۱	اور ۵۱۸	فریب ہے		
	پڑے ہوئے			۵۱۹	فخذله الله تعالیٰ فی	〃	۱۳
۴۹۸	مگر مجدّد الدجّالین	۱۱۳	۱۳		الدارین		
۴۹۹	قبحهم الله تعالیٰ	〃	۱۴	۵۲۰	مجدّد التضلیل	〃	۱۷
۵۰۰	نجاست کا کیڑا مجدّد	۱۱۴	۵	۵۲۱	مجدّد بدعات	〃	۲۰
	صاحب سے اعلم	〃	〃	۵۲۲	سلب الله ایمانک	۱۱۹	۴
۵۰۱	مجدّد صاحب گریبان میں منہ	〃	۱۸		یعنی اللہ تیرے ایمان کو سلب کرے		
	ڈال کر فکر کریں			۵۲۳	وسود وجهك فی الدارین	〃	〃
۵۰۲	بریلوی خود کافر ہے	〃	۲۱		اور تیرے چہرے کو دنیا و آخرت		
۵۰۳	تہمت ثانی بر مولانا سہارنپوری	۱۱۵	۴		میں کالا کرے		
۵۰۴	یہ تہمت بھی لگائی	〃	۵	۵۲۴	وعاقبك وبما عاقب به	〃	۴ و
۵۰۵	محض افترا خالص و	〃	۹		ابا جهل وعبد الله بن	〃	۵
۵۰۶	دروغ سفید ہے				ابی یا رئیس المبتدعین	〃	〃
۵۰۷	نہ اتنی سمجھ ہے کہ عبارت کو سمجھے	〃	〃	۵۲۵	اور تجھ کو وہ عذاب دے جو ابوجہل		
۵۰۸	خود دجّال بریلوی	۱۱۷	۱۴		اور عبداللہ بن ابی منافق کو دیا		
۵۰۹	مجدّد الدجّالین علیہ ما علیہ	〃	۱۶	۵۲۶	اے گمراہوں کے سردار	〃	۸
۵۱۰	کج فہم بریلوی	〃	۱۸		تہمت بر مولانا تھانوی		
۵۱۱	اگر انصاف ہوتا یا عقل	〃	۱۹	۵۲۷	دجّال زمانہ	〃	۹

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۵۲۸	یہ تہمت لگائی	۱۱۹	۱۲	۵۵۰ و	اس کے مکر اور	۱۲۳	۱۶
۵۲۹	اس مبتدع	″	۱۳	۵۵۱	بہتان		
۵۳۰ و	محض دروغ اور افتراء	″	۲۱	۵۵۲	سود اللہ وجھہ فی	″	۱۷
۵۳۱	بندی				الدارین الناس کے		
۵۳۲	اس گمراہ کنندۂ عالم	″	″		چہرے کو دونوں جہان میں		
۵۳۳	بہتان بندی	۱۲۰	۱		کالا کرے		
۵۳۴	مجدد التضلیل نے	″	۴	۵۵۳	اس عبد الدینار	۱۲۴	۳
و ۵۳۵	تحریف کرکے			۵۵۴	اپنی آنکھوں کو بند کرلیا ہے	″	۴
۵۳۶	جناب مجدد مضلّین صاحب	۱۲۱	۹	۵۵۵	جن کو مجدد صاحب کی سات	۱۲۵	۹
۵۳۷ تا	جناب مجدد عبد الدینار۔ گمراہ	۱۲۲	″		پشت نے خواب میں بھی نہ		
۵۳۹	بے دین				دیکھا ہوگا۔ ملخصًا		
۵۴۰	یہ عبد الدنیا والدراہم	″	۶	۵۵۶	خائنین (یعنی خیانت کرنے والے)	۱۲۶	۱
۵۴۱	جناب بندہ درہم ودینار صاحب	″	۱۴	۵۵۷	خذلھم اللہ تعالیٰ	″	″
۵۴۲	یہ عبد الدینار	۱۲۳	۲	۵۵۸	یہ تہمت لگاتے ہیں	″	۲
۵۴۳	تباً لہ سائر الایام و	″	۴	۵۵۹ و	خدا ورسول سے شرم	″	۳
	اللیالی تمام راتیں اور دن			۵۶۰	تو کچھ ہی نہیں		
	اس کو ہلاکت ہو			۵۶۱ و	صاف عبارت کو حذف	″	۴
۵۴۴	جو کچھ بریلوی نے تہمتیں	″	″	۵۶۲	کیئے ڈالتے ہیں اور تہمتیں		
۵۴۵	دروغ خالص	″	۷		لگاتے ہیں		
۵۴۶	اس شخص کو ہرگز ہرگز شرم وحیا	″	۹	۵۶۳	یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے	″	۱۴
	نہیں			۵۶۴ تا	کج فہم بریلوی بوجہ بے عقلی و		
۵۴۷	جو چاہتا ہے زبان سے	″	۱۰	۵۶۷	بے علمی کے اتنا شعور نہیں رکھتا	۱۲۸	۲۰
	بک دیتا ہے			۵۶۸	اولئک کالانعام بل	″	۲۱
۵۴۸ و	خدا سے خوف اور رسول سے	″	″	و	ھم اضل یہ مثل جانوروں		
۵۴۹	شرم بالکل نہیں کرتا			۵۶۹	کے بلکہ ان سے بدتر		

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۵۷۰	مجدد بریلوی اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتے	۱۳۰	۲۱
۵۷۱	خذلہ اللہ تعالیٰ	۱۳۱	۳
و ۵۷۲	واخزاہ فی الدارین		
۵۷۳	آفریں ہے فہم مجدد پر	"	۷
۵۷۴ تا ۵۷۷	محض دجل وفریب کا نتیجہ ہے یا غباوت وسوء فہمی کا	"	۸
۵۷۸	عبدالدینار	"	۱۰
و ۵۷۹	کج فہم		
۵۸۰	یہ محض جہالت ہے	"	۱۱
۵۸۱	یہ کلہاڑا آپ نے اپنے ہی پیر میں مارا	"	۱۸ و ۱۹
۵۸۲	ہذیان بکتے ہیں	۱۳۲	۱
۵۸۳	آپ کی کج فہمی	"	۳
۵۸۴	اس لچر عبارت	"	۱۱
۵۸۵	مجدد صاحب الل ٹل مارنا	"	
۵۸۶	ہوش میں آیئے اور سوچ	"	۱۲
و ۵۸۷	سمجھ کر باتیں کیجئے		
۵۸۸	آپ ہی کا گھر ڈھیا جاتا ہے	"	۱۸
۵۸۹	اپنی معقولیت بگھاری ہے۔	"	۱۹
۵۹۰ و ۵۹۱	کلچڑی گنجی	"	۲۱
۵۹۲	خواہ مخواہ دخل درمعقولات	۱۳۳	۱
۵۹۳	جہالت پر پردہ پڑا رہیگا	"	۳
۵۹۴	ایسے کم فہم	"	۴

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۵۹۵	ہم آپ کی خدمت کفر برکت	۱۳۳	۷
۵۹۶	اپنی آنکھوں کو بند کر رکھا ہے	"	۱۳
۵۹۷ و ۵۹۸	یہ محض آپ کی بے عقلی اور بے سمجھی ہے	۱۳۴	۲
۵۹۹	آپ کو سمجھ ہی نہ ہو	"	۸
۶۰۰	مجدد صاحب کو اتنا فہم کہاں جو اس کو سمجھیں	"	۱۸
۶۰۱ و ۶۰۲	نہایت کج فہمی اور کم عقلی	"	۲۱
۶۰۳	علم کلام سے مس بھی نہیں	۱۳۵	۳
۶۰۴	جملہ تقاریر آپ کی محض لایعنی	"	۸ و ۹
۶۰۵	مدرسہ دیوبند یا سہارنپور کے کسی طالب علم سے کوئی کتاب علم کلام میں پڑھ لیجئے	"	۹ و ۱۰
۶۰۶ تا ۶۱۱	مجدد التضلیل عبدالدینار والدراہم کے عناد وافترا کج فہمی وکم عقلی پر مبنی ہے	"	۱۰ و ۱۱
۶۱۲	مثل دجال	"	۱۲
۶۱۳	فسود اللہ وجہم فی الدارین تو اللہ اس کے چہرہ کو دونوں جہاں میں کالا کرے۔	"	۱۳
۶۱۴	واسکنہ بحبوحتہ الدرک الاسفل من النار مع اعداہ سید	"	۱۴

marfat.com

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
	الکونین اللہ اس کو دوزخ		
	کے نیچے کے درجے کے		
	درمیان حضور کے دشمنوں کے		
	ساتھ ٹھہرائے		
۶۱۵	دجّالِ بریلوی	۱۳۵	۱۸
۶۱۶	محض افترا اور بہتان بندی ہے	۱۳۵	״
۶۱۷	امور لایعنیہ و مزخرفات	״	۱۹
۶۱۸	خبیثہ	״	״
۶۱۹	مجدّد صاحب نے طلب	״	״
تا	شہرت و طلب دنیا و درہم		
۶۲۳	اغوار خلق کی وجہ سے یہ مکروفریب	״	۲۰
	کیا ہے		
۶۲۴	الکو دھوکا دیکر تکفیر کرائی	۱۳۶	۵
۶۲۵	یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی	״	۹
تا	اور اس کے اتباع کی طرف		تا
	لوٹ کر قبر میں اس کیلئے عذاب		۱۱
۶۲۹	اور بوقتِ خاتمہ موجب خروج		
	ایمان و ازالۂ تصدیق و ایقان		
	ہوں گی		
۶۳۰	دجّال بریلوی اور اس کے		
	اتباع کو حضور علیہ السلام		
تا	سحقاً سحقاً فرما کر اپنے حوض		
۶۳۸	مورود و شفاعت محمود سے		
	کتوں سے بدتر کر کے دھتکار	۱۳۶	۱۵
	دیں گے اجر و ثواب و منازل		
	ونعیم سے محروم کئے جائیں گے		
۶۳۹	سود اللہ وجوههم	״	״
	فی الدارین		
۶۴۰	وجعل قلوبهم قاسية	״	״
	فلا يؤمنوا حتى يروا		
	العذاب الاليم	״	۱۶
	اللہ ان کے چہروں کو دونوں		
	جہان میں کالا کرے اور انکے		
	دلوں کو سخت بنا دے تو		
	یہ ایمان نہ لائیں یہاں تک		
	کہ دردناک عذاب دیکھیں۔		

هم سے مفت اور کم قیمت پر کتابیں حاصل کریں

marfat.com

مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ اس رسالہ شہاب ثاقب کے کل ۱۳۶ (ایک صد چھتیس) صفحات ہیں اور اس میں یہ موٹی موٹی گالیاں ۶۴۰ (چھ صد چالیس) ہیں اور اگر اس کی تمام گالیوں کو جمع کیا جائے تو تقریبًا ایک ہزار کی تعداد پوری ہو جائے گی لیکن ان ۶۴۰ (چھ صد چالیس) گالیوں کو دیکھ کر ہی ہر شریف النفس مہذب انسان پہلا نتیجہ تو یہ اخذ کرے گا کہ جب اس کتاب میں اس قدر گالیاں ہیں تو کتاب کا بہت کافی حصہ تو انہیں لغویات سے پُر ہو گیا تو پھر اس میں اور علمی مضامین کتنے ہوں گے علاوہ بریں جب کوئی کتاب کسی کے ردّ و جواب میں تصنیف کی جاتی ہے تو اس میں اختلافی مسائل لکھے جاتے ہیں۔ پھر ان پر دلائل و براہین قائم کیے جاتے ہیں۔ مخالف کے استدلالوں کے علمی جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اس کی ہر بات کا متانت و سنجیدگی۔ معقولیت و تہذیب کے ساتھ رد کیا جاتا ہے۔ جب کوئی مصنّف اپنی کتاب میں بجائے ان باتوں کے سبّ و شتم اور گالی گلوچ سے کام لے اور خوب مکر و کید۔ دجل و فریب۔ افترا و بہتان کرے تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب حقیقۃً الف مخالف کی کتاب کا رد و جواب نہیں ہے بلکہ صرف اپنے معتقدین پر اپنا وقار باقی رکھنے کے لیے ان چند اوراق کو سیاہ کر دیا گیا ہے اور براہ عناد اس کو جواب کے نام سے مشہور کیا جا رہا ہے اور عوام متبعین کو اس پردہ میں فریب دیا جا رہا ہے۔

دوسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا کہ جو مصنّف تحقیقی دلائل اور علمی بحثوں کے پیش کرنے اور مخالف کی ہر بات کا تہذیب و متانت سے جواب دینے کے بجائے سبّ و شتم اور گالی گلوچ پر اُتر آئے اور کید و فریب۔ کذب و افترا کرنے پر مجبور ہو جائے تو یہ اس کے انتہائی عجز و لاجواب ہونے کی بیّن دلیل ہے اور اسی کے ضمن میں خود مصنّف کی ناقابلیت و نااہلیت اور اس کی لاعلمی و جہالت بلکہ اس کی گندی ذہنیت اور گھناؤنی طبیعت کا بھی کافی اندازہ ہو جاتا ہے اور اس کی حیا سوز اور سوقیانہ خطابت اور بے باکانہ طرزِ عبارت کو دیکھ کر خود اس کی دشمنی و عداوت کا معیار بھی قائم ہو جاتا ہے۔

marfat.com

یں ہیں اور اگر مصنّف غصّہ میں آکر تہذیبِ علم کا جامہ پھاڑ کر برہنہ ہو جاتے تو اپنی زبان و قلم سے اوّل فول ماں بہن کی صاف صاف مغلّظات گالیاں دیتے بلکہ چھاپتے اور شائع کرتے اور اپنی بے تہذیبی کا علی الاعلان درس دے کر اپنے فرزندِ دیوبند ہونے کا ثبوت دیتے مگر ان کی تہذیبِ علم نے صرف ۶۴۰ (چھ صد چالیس) موٹی موٹی گالیاں چھاپنے کی اجازت دی ہے۔

بالجملہ ہم مصنّف کی گالیوں کا جواب دیکر اپنی شرافت و تہذیب کا خون کرنے کے لیئے تیار نہیں ہیں۔ اگرچہ مصنّف کے لب و لہجہ میں گفتگو کرنے میں یہ بڑا فائدہ حاصل ہو جاتا کہ مصنّف کے معتقدین ہمارے الفاظ کو گالیاں کہتے اور ضرور کہتے تو شہابِ ثاقب کی گالیوں کا گالیاں ہونا خود انہیں بھی تسلیم ہو جاتا اور ہماری اقبالی ڈگری ہو جاتی مگر ہم آپ کے اور اپنے عزیز اوقات کو ان لغویات میں صرف نہیں کرنا چاہتے علاوہ بریں جب ہمارے پاس ان کی ہر بات کا واقعی اور تحقیقی علمی جواب موجود ہے تو ہم کیوں ان لغویات میں پڑیں۔

ہم مصنّف کی ان تمام گالیوں کے جواب میں اسی شہابِ ثاقب کے یہ الفاظ پیش کر دینا ہی نہایت کافی سمجھتے ہیں۔ مصنّف خود ہی فرماتے ہیں۔

> "گالیاں بکنی ان کو مبارک ہوں جن کا یہ پیشہ ہے[1]۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں مثل اراذل گالی گلوچ میں دن و رات مشغول رہیں[2]"

اب مصنّف صاحب کی رذالت اور گالیاں دینے کا پیشہ خود انہیں کی کتاب اور خود انہیں کے قول سے ثابت ہو گیا تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مصنّف کا یہ گالیاں بکنے کا پیشہ انہیں کو مبارک ہو اور وہ مثل اراذل گالی گلوچ میں ہی مشغول رہیں۔ لہٰذا اس گالی نامہ کے جواب میں ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس شہابِ ثاقب میں دل بھر کر جھوٹ اور کذب سے کام لیا گیا ہے۔ جی بھر کر مکر و کید کیا گیا ہے۔ آنکھیں بند کر کے دجل و فریب دیا گیا ہے

---

[1] شہابِ ثاقب صہ ۲۷   [2] شہابِ ثاقب صہ ۲۶

marfat.com

تیسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا کہ جو جماعت ایسی گندی اور گھنائی کتاب کی بار بار طباعت کرے۔ اس کو دلیری سے برابر اشاعت کرے۔ اس پر اپنے مذہب کی بنیاد جمائے۔ اس کو بغرضِ جواب مخالف کے سامنے لائے اور اس کے مصنّف کو اپنا پیشوا و شیخ بنائے اس کی ہر ہر بات پر اپنا سر جھکائے۔ اس کے ہر قول پر ایمان لائے۔ اس کے ہر لفظ کو آنکھیں بند کر کے مانے۔ اس کی ہر غلطی کو صحیح جانے۔ اس کی ہر افترا و بہتان کو حق سمجھے اس کی ہر گالی گلوچ کو حقیقت متصوّر کرے وہ جماعت نہایت بے حس ہے اس کا دماغی توازن بگڑ گیا۔ اس کی قوتِ مُدرکہ کا جنازہ نکل گیا۔ اسے صحیح اور غلط کی معرفت کا احساس جاتا رہا۔ اسے حق و باطل کا امتیاز باقی نہ رہا۔ اس نے تہذیب کا خون کر دیا۔ شرافت کو میٹ دیا۔

افسوس دیوبندی قوم اور وہابی جماعت کی بے حسی اور نا اہلیت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ دنیا بھر کا ہر منصف اور مہذّب انسان تو یہ اعتراف کرنے کیلئے مجبور ہے کہ یہ ۶۴۰ (چھ صد چالیس) کلمات صریح سبّ وشتم اور گندی گالیاں ہیں۔ مگر مصنّف شہابِ ثاقب ان الفاظ و کلمات کو نہ سبّ وشتم کہتا ہے نہ گالی گلوچ لکھتا ہے نہ حیا سوز اور خلافِ تہذیب جانتا ہے۔ نہ ہا قتضائے غضب اور غصّہ قرار دیتا ہے بلکہ شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۲۰ (ایک صد بیس) پر سب کی آنکھوں میں اس طرح دُھول جھونکتا ہے۔

> غصّہ پر غصّہ آتا ہے مگر تہذیبِ علم کوئی لفظ مجدّد بریلوی کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی [1]

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مصنّف نے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ غصّہ سے نہیں کہا ہے بلکہ جو کچھ لکھا ہے وہ بصحت ہوش وحواس اپنی گندی ذہنیّت اور ناپاک تخیّل کا اظہار کیا ہے اور پھر کوئی لفظ اس کی اپنی تہذیبِ علم کے خلاف نہیں ہے تو گویا اس کے یہ ۶۴۰ (چھ صد چالیس) الفاظ سب تہذیبِ علم کے دائرہ

---

[1] شہابِ ثاقب صفحہ ۱۲۰

marfat.com

بے حیا بن کر افترا و بہتان گڑھا گیا ہے۔ منہ بھر کر سبّ و شتم اور گالیاں دی گئیں ہیں اسی وجہ سے کسی عالمِ اہلسنّت نے اس گندی اور گھناؤنی کتاب کا کوئی ردو جواب نہیں لکھا کہ ان لغویات و مزخرفات کا جواب کسی عالم دین کے شایانِ شان نہیں۔ قرآنِ کریم نے بھی یہی تعلیم دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

لیکن دیوبندی قوم نے اس سے یہ ناجائز فائدہ حاصل کیا کہ اس کا کسی سنّی عالم سے جواب نہیں بن سکا اور اس پر بکمال بے حیائی ناز و افتخار کیا۔ میں نے اپنے احباب کے اصرار پر یہ ضروری سمجھا کہ اجمالی طور سے اس کتاب کی تمام خباثتیں اس کے سب افترا و بہتان گنا دوں اور اس کے مکر و کید اور دجل و فریب سے اپنے عوام اہلسنّت و جماعت کو واقف کردوں اور وہابیہ کے سارے ناز و افتخار کو خاک میں ملا دوں اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کا فریضہ ادا کردوں۔

لہٰذا میں اس کتاب شہابِ ثاقب کی عبارتوں کو دو خطوں کے درمیان نقل کروں گا اور رد کو جواب کی سرخی سے شروع کروں گا۔ تاکہ اس کتاب کی عبارت اور جواب میں امتیاز حاصل ہوجائے اور ناظرین کو ہر دو عبارتوں میں کوئی اشتباہ نہ ہوسکے مصنّف (ٹانڈوی) بعد خطبہ لکھتا ہے۔

> اما بعد جملہ اہلِ اسلام ہند کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب مجدّد التکفیر بریلوی کی شان میں جو جو الفاظ علماء حرمین شریفین نے قبل از واقفیت دو چار روز کی ملاقات میں کہے تھے اور حسبِ اخلاقِ کریمانہ ان کی چند مدائح اپنی تقاریظ میں تحریر کی تھیں یا اشارۃً وکنایۃً خطبوں میں ان کو یا ان کے جعلی مخالفوں کو کچھ لکھا تھا ان کا مفصّل مجموعہ تمہید میں کر کے دکھایا گیا۔[۱]

جواب مصنّف نے اس عبارت میں ایک تو اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت

---

[۱] شہابِ ثاقب مطبوعہ قاسمی دیوبند ۱۳۴۶ھ

marfat.com

شیخ الاسلام والمسلمین۔ وارثِ علومِ سیّد المرسلین۔ اعلحضرت عظیم البرکت۔ مؤیّد ملّتِ طاہرہ۔ مجدّد مائتہ حاضرہ مولانا مولوی سیّدی ومرشدی الحاج الشاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کی شان میں علماء حرمین شریفین نے الفاظ مدح اپنی اپنی تحریروں۔ تقریظوں خطبوں میں تحریر فرمائے۔ دوسرے اس امر کا اعتراف کیا کہ مجموعہ تمہید الایمان میں علماء حرمین شریفین کی تقریظیں بعینہٖ نقل ہیں تو مصنّف نہ تو ان الفاظ مدح میں سے کسی لفظ کا منکر ہے۔ نہ تقریظوں کے کسی کلمہ سے اس کو انکار ہے اور یہ بھی مانتا ہے مجموعہ تمہید الایمان میں ان تقریظوں کو نہایت دیانت داری سے بعینہٖ نقل کر دیا گیا ہے تو اس پر لازم تھا کہ علماء حرمین شریفین نے اعلحضرت قدس سرہٗ کی شان میں جو جو الفاظ مدح لکھے ان کو مانتا اور انہوں نے اکابر وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی اور مولوی اشرف علی تھانوی پر جو جو احکام صادر فرمائے ان کو حق جانتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ان علماء حرمین شریفین ہی کو نہیں مانتا۔ اسی شہابِ ثاقب میں صاف طور پر کہتا ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا پہلا فریب

> ان اسامی میں جن کو مجدّد صاحب نے اہلِ مکّہ سے نقل کیے ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوّتِ علمیہ میں کوئی دخل نہیں نہ وہ درس و تدریس کے ساتھ مشتغل ہیں۔ علماء مکّہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا[1]

یہ تو مصنّف نے ان علماء مکّہ معظّمہ کے متعلق کہا اب باقی رہے مصدّقین علماء مدینہ منوّرہ ان کے متعلق اسی شہابِ ثاقب میں ہے۔

> باوجود ان سب باتوں کے نہایت خفیہ طور پر اس رسالہ پر مہریں کرائی گئیں چونکہ ابتداءً یہاں مثل مکّہ معظّمہ کے کوئی جھگڑا پیش نہیں آیا تھا اس لیے لوگ خالی الذہن تھے بعض لوگ فریب میں آ گئے اور اکثر علماء مدینہ بالکل

[1] شہابِ ثاقب صفحہ ۳۵

فریب میں نہ آئے۔[1]

جواب ان ہردو عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جن علماء مکہ کی مجموعہ تمہید الایمان میں تصدیقیں ہیں ان کے اکثر بالکل عالم ہی نہیں کہ وہ نہ تو علم میں کچھ دخل رکھتے ہیں نہ درس و تدریس کا شغل کر سکتے ہیں نہ ان کا علماء میں شمار ہے یعنی وہ نرےجاہل ہیں تو وہ کسی فتویٰ دینے کے اہل ہی کب ہوئے۔ باقی رہے علمائے مدینہ ان میں سے بعض نے فریب میں آکر مہریں کر دی ہیں تو وہ بھی عالم کب ہوئے کہ جو فریب میں آکر فتوے دے دے وہ عالم کس طرح ہو سکتا ہے تو جب یہ حضرات مصنّف کے نزدیک عالم ہی نہیں بلکہ جاہل ہیں تو اب مصنّف کا انہیں کو یہاں علماء حرمین شریفین کہنا فریب نہیں تو اور کیا ہے۔

اب باقی رہا مصنّف کا قول کہ علماء حرمین شریفین نے اعلیٰحضرت قدّس سرّہ کی شان میں جو الفاظ مدح لکھے وہ قبل از واقفیت لکھے تو اس دشمن عقل سے دریافت کرو کیا ناواقفیت میں کوئی کسی کے لیے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ کسی کی تعریف واقفیت کے بعد ہی ہوا کرتی ہے۔ لیکن مصنّف نے جو لکھا ہے وہ اس کی دلی عداوت اور قلبی بخارات کی ترجمانی ہے جس کا جواب کسی شاعر نے خوب دیا ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

پھر مصنّف یہ عبارت تو بلا سوچے سمجھے لکھ گیا تھا کہ اس سے اعلیٰحضرت قدّس سرّہ کی عظمت علماء حرمین شریفین کی نظر میں بھی ثابت ہو گئی۔ اب جو اس چیز کا مصنّف کو احساس ہوا تو خود ہی اپنے اس قول کو بدلتا ہے اور اپنی افترا پردازی کی عادت کا اس طرح اظہار کرتا ہے۔

---

[1] شہاب ثاقب ص ۳۶

مصنّف شہابِ ثاقب کا پہلا کذب و افترار

مگر جو کچھ وقائع وہاں پر اس کے خلاف یا ان کی شان کے اہانت کے ہوتے تھے ان کو بالکل پوشیدہ رکھا گیا اس لیے ہم نے مناسب جانا کہ رسالہ الشہاب الثاقب کے ابتدا میں چند اوراق ایسے بھی لاحق کر دیں جن سے اعلٰحضرت مجدّد التضلیل کی اس حالت کا اندازہ ہر فرد و بشر کو معلوم ہو جائے جو کہ علماء مدینہ منوّرہ کے نزدیک ان کی ہے [1]

جواب مصنّف کے اس جیتے جھوٹ اور کذبِ صریح کے جواب میں اس آیت کریمہ کا لکھنا ہی بہت کافی ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین حقیقت یہ ہے کہ میں نے عام طور پر ساکنانِ حرمین شریفین کو یہ کہتے سنا کہ سرزمینِ حرمین شریفین میں اعلٰحضرت قدّس سرّہٗ کا جو اعزاز و اکرام ہوا ایسا کسی عجمی عالم کا نہ دیکھا گیا کہ اہلِ حرمین نے ان کا بوقت آمد استقبال کیا۔ ان کو بوقتِ وداع بیرون شہر تک رخصت کیا۔ ان سے مشکل مسائل دریافت کئے۔ ان سے بیعتیں کیں۔ ان سے سندیں لیں۔ جن کا ثبوت آج رسالہ کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم اور رسالہ الاجازات المتینہ وغیرہ میں ہے۔

اَب رہا علماء مدینہ منوّرہ کی عقیدتوں کا حال اس کے لیے حضرت فاضلِ کامل عالمِ عامل حضرت مولانا الشیخ عبدالقادر صاحب شلبی طرابلسی مدرّس مسجدِ نبوی کے کلمات طیّبات وہی نہایت کافی ہیں جن کا ذکر خود مصنّف نے بھی اسی شہاب ثاقب کے صہ ۳۸ و صہ ۴۰ و صہ ۴۱ میں نہایت عظمت سے کیا ہے اور صہ ۴۱ میں یہ لکھا ہے کہ واقعات کی تصدیق بلاواسطہ ان سے کی جائے۔ اتفاق یہ ہوا کہ میں مفتی محمد اجمل صاحب ارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصنّف کتاب ہذا حضرت فاضلِ جلیل عالمِ نبیل مولانا مولوی ضیاء الدّین صاحب مہاجر مدنی کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت مولانا نے فرمایا

---

[1] شہابِ ثاقب صہ ا

marfat.com

کہ کل حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب شلبی طرابلسی کی خبر آئی تھی کہ انہوں نے آپ کے مناظرہ کا جو مسجد نبوی شریف کے بابِ مجیدی کے متصل مکان عالیشان میں وہابی مناظر کے ساتھ دو دن تک رہا اور اس میں آپ کو فتحِ عظیم حاصل ہوئی، حال سنا وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کے نام اوصاف سے پہلے ہی سے واقف تھا کہ یہ متبحّر عالم ہیں اور حضرت مفتیٔ شافعیہ علامہ برزنجی کے شاگرد رشید ہیں اور حسّام الحرمین شریف میں ان کی آخری تقریظ ہے۔ لہٰذا مجھے بھی ان کی زیارت کا اشتیاق تھا۔ تو حضرت مولانا ضیاء الدّین صاحب اور ہمارے متدیّن نوجوان الحاج چودھری خورشید علی خاں رئیس اعظم سنبھل اور یہ فقیر بعد مغرب حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شلبی طرابلسی کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے تو ان سے منجملہ اور گفتگو و مباحث کے اعلیٰحضرت قدس سرّہ اور تصدیقات حسّام الحرمین کا ذکر آ گیا تو حضرت شلبی صاحب نے فرمایا کہ علماء مدینہ منوّرہ نے نہ فقط حسّام الحرمین پر تقریظیں لکھیں بلکہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی کا بےمثل اعزاز کیا ان کا استقبال کیا ان کی دعوتیں کیں اور بعض علماء نے بیعتیں کیں سندیں لیں۔

مصنّف کا کیسا سفید جھوٹ اور صریح افتراء ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین

اس کے بعد مصنّف بکمال افتراء پردازی لکھتا ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا دوسرا اور تیسرا کذب و افتراء

جناب مجدّد التکفیر صاحب سے جب اخیر ملاقات مولانا السیّد احمد برزنجی مفتی الشافعیہ دامت برکاتہم کی ہوئی اور وہاں مجدّد صاحب نے اپنے رسالہ علمِ غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریظ و تصدیق چاہی چونکہ مفتی صاحب موافق اہلِ حق تھے اس لیے انہوں نے اس مسئلے میں مخالفت کی اور مجدّد بریلوی کے دلائل کارد کیا اور دیر تک گفتگو رہی [1]

[1] شہابِ ثاقب ص۱ و ص۲

marfat.com

جواب مصنّف کا یہ دوسرا افتراٗ وکذب ہے کہ حضرت مفتیٔ شافعیہ اور دیوبندی عقیدہ علمِ غیب کے موافق ہوں العیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر اس میں کسی ایک کلمہ یا ایک نقطہ میں بھی موافقت ہوتی تو یہ مصنّف اس کو نہایت جلی حرفوں میں نمایاں لفظوں میں نہایت تعلّی کے ساتھ پیش کرتا اور ہاتھوں اچھلتا کودتا اور پھر افتراٗ وکذب کی شرمناک بات سے باز رہتا اور اپنی اس کتاب میں اس کی ایک مستقل فصل ہی لکھتا اور جب پیش نہ کرسکا تو ثابت ہوگیا کہ یہ اس کا کذب وافترأ تھا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ بات ہے بھی ناممکن کہ اہلِ حق واہلِ باطل میں ایسی موافقت ہوسکے اور باطل حق کے موافق ہوجائے۔

باقی رہا مفتی صاحب اور اعلحضرت قبلہ کی گفتگو ومباحثہ یہ بھی کذب وافترأ ہے۔ بلکہ واقعہ صرف اس قدر معلوم ہوا کہ مفتی شافعیہ چونکہ آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے اور سید عبداللہ صاحب ان کے داماد تھے ان کے مکان پر بعد نمازِ عشا رسالہ الدّولۃ المکیّۃ کا سنانا طے ہوا تھا۔ اعلحضرت قبلہ نے وہ کتاب سنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے انہوں نے دریافت کیا اعلحضرت قبلہ نے ان کے ایسے مسکت جواب دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمتِ شان کے سبب ناگوار ہوئے بارہ بجے یہ جلسہ ختم ہوا۔ صرف اتنا واقعہ گذرا۔ مصنّف کا یہ کہنا کہ مجدّدِ بریلوی کے دلائل کا مفتی صاحب نے رد کیا اور دیر تک گفتگو رہی یہ حقیقۃً اس واقعہ کا رُخ بدل دینا ہے اور اپنے قلبی بخار کو نکالنا ہے اور اعلحضرت قبلہ سے اپنی عداوت ودشمنی کا اظہار کرنا ہے ورنہ ایسا علمی مذاکرہ تو مجالسِ علمائیں ہوا ہی کرتا ہے۔ یہ بات بھی کوئی قابلِ ذکر تھی جس کو مصنّف نے اہمیت دی اور اس سے اعلحضرت قبلہ کی توہین پیدا کرکے اپنی خباثتِ قلبی کو ظاہر کیا اس کے بعد یہ مصنّف لکھتا ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا چوتھا پانچواں اور چھٹا کذب وافترا

مفتی صاحب دامِ فضلہٗ نے حسّام الحرمین پر جو تقریظ لکھی تھی اس پر

marfat.com

سے اپنا نام مٹا دیا اور بہت کچھ سخت اور سست ان کو کہا مگر دوسرے روز مجدّد صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی وغیرہ کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریظ پر اپنی مہر کر دی اور فرمایا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لیے تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دے گی۔[1]

جواب یہ مصنّف کا ایسا صریح کذب ہے جس کو کوئی ذی عقل کسی طرح باور ہی نہیں کر سکتا کہ مفتی صاحب نے اپنی تقریظ میں مستقل طور پر غلام احمد قادیانی کے اپنی طرف وحی آنے اور مدعی نبوّت ہونے پر اور قاسم نانوتوی کے قول ختمِ نبوّت کے بعد کسی کو نبوّتِ جدیدہ جائز مان لینے پر اور رشید احمد گنگوہی کے قول اللہ تعالےٰ کے لیے وقوعِ کذب کے معنی صحیح ہو جانے پر اور خلیل احمد انبیٹھی کے قول شیطان کے علم کو حضور علیہ السّلام کے علم سے وسیع ماننے پر اور اشرف علی تھانوی کے قول (مگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے) پر احکامِ کفر دیئے اور اس پر اپنے دستخط کر دیئے۔ اب بقولِ مصنّف مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام مٹا دیا تو کیا اب ان کے نزدیک یہ اقوال ایمان ہو گئے پھر بقولِ مصنّف دوسرے روز مفتی صاحب نے پھر اس پر مہر کر دی تو کیا وہ ایمانیات دوسرے دن ہی پھر کفریات ہو گئے۔ ایسی خلافِ عقل حرکت تو کوئی معمولی علم والا بھی نہیں کر سکتا کہ ایک دن ایک چیز کو کفر کہے دوسرے روز اسی کو ایمان قرار دے پھر تیسرے روز اسی کو کفر ٹھہرائے۔ چہ جائیکہ ایسے جلیل القدر مفتیٔ شافعیہ کی طرف ایسی ناپاک حرکت کی نسبت کی جائے تو ظاہر ہو گیا کہ یہ مصنّف شہابِ ثاقب کا اس مفتیٔ شافعیہ پر جیتا جھوٹ اور صریح افترا و بہتان ہے۔

علاوہ بریں اعلیحضرت قدّس سرّہٗ کی حضرت مفتی صاحب سے اگر کچھ گفتگو

---

[1] شہابِ ثاقب صہ ۲

بھی ہوئی تھی تو الدّولۃ المکیّۃ پر ہوئی تھی نہ کہ حسّام الحرمین کی تصدیق پر اور حسّام الحرمین کی تصدیقات تو پہلے ہوئی تھیں اس وقت الدّولۃ المکیّۃ پر تقریظات کا سلسلہ شروع بھی نہ کیا گیا تھا بلکہ خود مفتی صاحب نے حسّام الحرمین پر تقریظ لکھ کر یہ فرما دیا تھا کہ (اس کتاب کی تائید میں) اسے ہمارا مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا۔ چنانچہ وہ حسّام الحرمین میں مستقل رسالہ کی شکل میں طبع ہوا ہے۔ تو الدّولۃ المکیّۃ پر تقریظ کے وقت جو گفتگو ہوئی اس کا اثر تصدیق حسّام الحرمین پر جو اس سے پہلے ہے کس طرح پڑ گیا مصنّف صاحب آپ کی یہ بات تو کسی طرح نہیں بنتی اور بنے بھی کیسے کہ یہ صریح کذب وافترا ہے۔

پھر مصنّف کا چھٹا کذب وافترا یہ ہے کہ مفتی صاحب نے دوبارہ مہر کرتے وقت یہ فرمادیا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لیے تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دے گی۔ ہر ذی فہم جانتا ہے کہ اس تقریظ میں یہ شرط تو پہلے ہی سے موجود تھی۔ لہٰذا اگر یہ تقریظ مفید نہیں تھی تو مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام ہی کیوں کاٹا تھا کہ وہ اسی وقت بلا نام کاٹے بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ میں نے جو تقریظ لکھ دی ہے وہ تم کو ہرگز نفع نہ دے گی چونکہ میں نے شرط لگا دی ہے اور اپنا نام اس سے نہ کاٹتے۔ پھر جب اپنا نام ہی اس سے مٹا دیا تھا تو پھر دوسرے دن مہر کس مقصد صحیح کے لیے ثبت کی اور اس قول نے کیا افادہ کیا۔

مسلمانو! کیا کسی مفتی کی یہ شان اور ایسا حال ہوسکتا ہے حاشَ لِلّٰہ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ مفتی صاحب پر اس مصنّف کا یہ صریح افترا و بہتان ہے۔ پھر مصنّف کہتا ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا ساتواں کذب و افترا

> کاش اہلِ مکہ شرفہا اللہ تعالےٰ بھی اسی طرح ان کے حالات سے مطلّع ہو جاتے جیسے کہ وہاں کے خواص علمآ اور علماء مدینہ منورہ

مطّلع ہو گئے تھے۔ ؎

جواب مصنّف کا یہ ساتواں کذب ہے کہ اعلحضرت قبلہ کو علماء مکّہ مکرّمہ نہیں جانتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ حضرات اعلحضرت قدّس سرّہٗ کو ان تصدیقاتِ حسّام الحرمین سے سات برس پہلے سے خوب جانتے تھے کہ ان حضرات علماء مکّہ مکرّمہ نے اعلحضرت قبلہ کے فتوئے ندوہ پر تصدیقیں کی تھیں اور ان میں اعلحضرت قبلہ کو انہوں نے العالم العامل۔ الفاضلُ الکامل۔ العلّامہ الاوحد الھمام الامجد الشہیر الفاضل۔ قدوۃ الاماثل۔ الحاوی جمیع العلوم۔ عمدۃ المحقّقین۔ خلاصۃ اہل العلم والیقین۔ محی الشریعۃ السنیۃ مؤیّد الطریقۃ المرضیہ۔ عین الاعیان۔ سراج الزّماں وغیرہ خطابات لکھے تھے اور اب بعد حج اعلحضرت قبلہ کا ۲۴ صفر تک تخمیناً اڑھائی ماہ قیام رہا اور یہ حضرات روزانہ قیام گاہ پر ملاقات کے لیے آتے جاتے تھے۔ مسائل مشکلہ دریافت کرتے اور اعلحضرت قبلہ ان کے مفصل جوابات دیتے۔ وہاں اعلحضرت نے الدّولۃ المکیّۃ بالمادّۃ الغیبیّۃ والفیوضات الملکیّہ وانباء الحی ان کلامہ المصون تبیانٌ لکلّ شیٔ وکفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدّراھم رسائل تصنیف فرمائے انہوں نے ان رسائل کو پڑھا اور ان کی نقلیں کیں ان حضرات علماء میں سے اکثر نے اعلحضرت قبلہ سے بیعتیں کیں اور سندیں حاصل کیں باوجود ان باتوں کے مصنّف کہتا ہے کہ یہ حضرات اعلحضرت کے حالات سے مطّلع نہیں ہوئے یہ صریح کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر یہ مصنّف کہتا ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا آٹھواں کذب و افتراء

اب میں آپ کے سامنے ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں جن کو علماء مدینہ منوّرہ نے رسالہ غایۃُ المامول میں مجدّد صاحب بریلوی کی شان میں استعمال کیے ہیں۔ جن سے ان کی پوری پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی اور یہ

؎ شہابِ ثاقب صہ۲

marfat.com

بھی معلوم ہو جائے گا کہ جو جو الفاظ ان کی تعریف میں بعض علماء حرمین شریفین نے لکھے ہیں وہ بوجہ لاعلمی اور حسنِ اخلاق کے صادر ہوئے ہیں۔ مجدد صاحب ان کے مستحق نہیں اور نہ ان کو وہ الفاظ مایۂ افتخار ہو سکتے ہیں۔¹

جواب مصنف کا یہ آٹھواں کذب وافترا ہے کہ علماء مدینہ منورہ نے اعلحضرت قدس سرہٗ کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے ہوں۔ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو علماء کرام اپنی تقریظوں میں اعلحضرت قبلہ کو المولیٰ الفاضل۔ الفاضل الکامل۔ البحر الفہام مولانا العلّامہ۔ المرشد المحقق الفہامہ۔ العلّامۃ الامام۔ الذکی الہمام۔ النبیہ النبیل۔ الوجیہ الجمیل۔ ذو التحقیق الباہر۔ العلّامۃ التحریر۔ الدراکۃ الشہیر۔ العالم الفاضل الانسان الکامل العلّامۃ المحقّق۔ الفہامۃ المدقق۔ صاحب المعارف والعوارف المنح الالٰہیۃ اللّٰلطائف باقر مشکلات العلوم۔ مبین المنطوق منہاد المفہوم۔ سیدنا الاستاذ علم الدین ورکنہ۔ عماد المستفید ومتنہ۔ وحید العصر والزمان وغیرہا الفاظ تحریر فرما چکے ہیں۔ تو ان حضرات سے اس کے خلاف کسی کلمہ توہین آمیز کا استعمال کس طرح ممکن ہے۔ مصنّف بھی جب حسّام الحرمین اور اس کی تقریظوں کو مانتا ہے تو ان الفاظ سے کس طرح انکار کر سکتا ہے پھر اس کا ان الفاظ کے مخالف کسی لفظ کا استعمال انہیں حضرات کی طرف منسوب کرنا کذب وافترا نہیں تو اور کیا ہے۔

اب رہا رسالہ غایۃ المامول کا حالِ زار تو اس کی ضرورت یوں پیش آئی کہ جب علماء حرمین شریفین نے حسّام الحرمین پر اپنی اپنی تقریظیں لکھدیں اور اس میں اکابر فرقہ وہابیہ پر احکام کفر صادر فرما دیئے۔ تو سارا طائفہ اپنا اپنا سر دھنے اور چھاتیاں پیٹنے لگا کہ ہائے ہائے اللہ تعالےٰ کے شہر مکہ میں ہمارا منہ کالا ہوا رسول پاک کے شہر مدینہ میں ہمارے سر پر قہر ٹوٹا تو رامپور۔ دیوبند۔ تھانہ بھون انبیٹھ۔ گنگوہ۔ دہلی۔ پنجاب وغیرہ کے سب پنچ جمع ہوئے اور سر جوڑ کر بیٹھے اور ان پنچوں نے یہ رائے طے کی اور حسّام الحرمین کے احکامِ کفر کے سر سے اتارنے

---

¹ شہابِ ثاقب صہ۲

کی یہ تدبیر نکالی کہ مکہ مکرمہ کے علماء پر تو تمہارا کوئی مکروفریب چلے گا نہیں کہ وہاں پر اعلیٰحضرت کا دو ماہ سے زائد قیام رہا ہے اور ان کے مشکل سوالات پر اعلیٰحضرت نے بے تکلف قلم اٹھا کر وہ محققانہ جوابات لکھ دیئے ہیں۔ جن کو دیکھ کر وہ سب علماء دنگ ہو کر رہ گئے اور ان کے تبحرِ علمی اور فضلِ موہبی کے خطبے پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اکثر اعلیٰحضرت کے مرید و شاگرد ہو گئے اور سندیں حاصل کیں۔ ہاں تمہارا مکر و کید و جل و فریب بعض علماء مدینہ پر چل جائے گا۔ اور خصوصاً مفتی شافعیہ علامہ برزنجی جو نابینا بھی ہو چکے ہیں تو تم اپنی افتراء کی مشین اور کذب کی ایجنسی سے مفتی صاحب پر پیٹ بھر کر جھوٹ بولو۔ دل کھول کر افتراء و بہتان کرو اور جناب منورؔ علی رامپوری کو افتراء کی مشین کا مالک و مختار اور کذب کی ایجنسی کا ذمہ دار بناؤ۔ جناب حسین احمد صاحب (جو مصنف شہابِ ثاقب ہیں) کو اس مشین اور ایجنسی کا ٹھیکہ دار تجویز کرو۔ لہٰذا منورؔ علی صاحب اپنے سارے سامان کذب و افتراء کی پوٹ باندھ کر مدینہ طیبہ پہنچے اور جناب حسین احمد صاحب فیض آبادی کا اس وقت وہاں عارضی طور پر قیام تھا ان سے ملے اور ان پر اپنی کمیٹی کی ساری کارروائی کے راز ظاہر کئے۔ تو یہ فیض آبادی صاحب اپنے عہدۂ ٹھیکیداری پر خوش ہو کر اچھلے اور وہاں کے واقعات بالکل محو کر کے منہ سے اُگلے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا دوسرا فریب

پھر ان دونوں نے حضرت مفتی صاحب سے رسالہ غایۃ المامول کا اصل مسودہ حاصل کیا اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ حضرت ہم اس کا مبیضہ کر کے ہندوستان میں طبع کرائیں گے وہ لہٰذا اپنی ظاہری نابینائی کی وجہ سے معذور تھے انہوں نے اعتماد فرما کر انہیں یہ رسالہ دے دیا۔ پھر کیا تھا ان کی منہ مانگی مراد مل گئی۔ دلی مقصد حاصل ہو گیا۔ یہ اس رسالے کو لے کر ہندوستان بھاگے اور انہوں نے آپس میں یہ طے کر لیا کہ جب ہمارے اکابر اور ہم خدا و رسول پر کذب و افتراء کرنے سے نہیں ڈرتے تو اب ان مفتی برزنجی پر کذب و افتراء کرتے

marfat.com

ہوئے کیا شرم وحیا کھتے تھے ؟ پھر کیا تھا کہ انہوں نے اس کو اپنی افترا کی مشین اور کذب کی ایجنسی میں ڈھال لیا اور اس میں دل کھول کر افترا کیا پیٹ بھر کر جھوٹ بولا جو چاہا کم کر دیا جو چاہا زائد کر دیا اور پھر ہندوستان ہی میں اس من گھڑت رسالہ کو بکمال بیحیائی حضرت مفتی برزنجی صاحب ہی کے نام سے چھاپ دیا یہ اس رسالہ غایۃ المامول کی حقیقت ہے کہ وہ بالکل ساختہ پرداختہ تو انہیں دونوں کا ہے اور براہ فریب حضرت مفتی صاحب کی اس کو تصنیف ظاہر کر دیا۔ اس چیز کا اجمالی طور پر نہایت کتراتے اور بچتے ہوئے الفاظ میں ذرا سا اعتراف خود مصنّف نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ شہابِ ثاقب میں ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا تیسرا فریب

وہ رسالہ اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر مجدّد صاحب کے ہموطن لوگ مولوی منوّر علی صاحب اسے چھپوانے کے واسطے لے گئے اور رہا لا آخر امروز فردا میں اب تک ڈالے رکھا۔ اب مولوی موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے۔[1]

جواب مسلمانو! یہ مولوی منوّر علی وہی کاذب ومفتری ہے جس نے رسالہ سیف النقی لکھا ہے۔ جس کے افترا و بہتان کے پانچ نمبر ابتدا میں ہم نے پیش کیے کہ اس کو یہ کمال حاصل ہے کہ جس کی طرف سے جو چاہے کتاب بنالے۔ اس کا نام تراش لے اس کا مطبع گڑھ لے۔ اس میں اپنے مفید مطلب عبارتیں بنا کر لکھ دے مصنّف کی مہر بالکل اپنی طرف سے بنا ڈالے۔ اس شخص کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ انتہائی افترا کرتے ہوئے حیا نہیں معلوم ہوتی تو ایسے شخص کے اہتمام سے چھپوائی ہوئی کتاب غایۃ المامول کا کون اعتبار کرے اس کی کسی بات پر کس طرح اعتماد ہو اس کا کوئی قول کیسے قابلِ استناد ہو مصنّف نے ایسی ناپاک کتاب پر اعتماد کر کے اور

[1] شہابِ ثاقب صہ ۳۷

marfat.com

اس کے اقوال کو سند بنا کر مسلمانوں کو حقیقۃً فریب دیا اور اپنے عناد دلی اور فساد قلبی کا ثبوت دیا۔

مصنّف کا علماء حرمین پر حملہ

بالجملہ علماء حرمین شریفین نے اعلیٰحضرت قدّس سرّہ کی شان میں اپنی تقریظوں میں جو جو تعریف کے الفاظ لکھے ہیں وہ مصنّف کے نزدیک بھی انہیں حضرات کے الفاظ ہیں لیکن وہ ان الفاظ کے لیے اپنی عداوت سے یہ کہتا ہے کہ انہوں نے بوجہ لاعلمی اور حُسنِ اخلاق کی بنا پر لکھ دیئے ہیں تو گویا اس کے نزدیک یہ سب الفاظ کِذب اور جھوٹ قرار پائے اور یہ وہ مدح ہوئی جو شرعاً مذموم ہے تو مصنّف کی نظر میں علماء حرمین شریفین کی یہ قدر و منزلت ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور لاعلمی میں کسی کی مدح کر دیتے ہیں۔ اسی کو ان کا حُسنِ اخلاق کہہ کر حقیقۃً وہ ان کی ہجو یح کر رہا ہے اور خود اپنے قلبی عناد کا ان الفاظ میں اظہار کر رہا ہے کہ مجدّد صاحب ان الفاظ کے مستحق نہیں تھے۔ تو گویا اس کے نزدیک علماء حرمین ان الفاظ کو غیر مستحق کے لیے لکھ کر مدح مذموم کے مرتکب ہوئے لہٰذا اس نے علماء حرمین پر یہ سخت ناپاک حملہ کیا اور انہیں گنہگار ٹھہرایا۔

العیاذ باللہ تعالیٰ شہاب ثاقب میں ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کی ناپاک ذہنیت اور جہالت

> اب خیال فرمائیے کہ جن کی (یعنی مفتی برزنجی صاحب کی) نسبت مجدّد صاحب بریلوی ایسے ایسے تعریف کے کلمات فرما رہے ہیں اور ان کی تقریظ کو الکلم العُلیہ سے یاد کرتے ہیں وہ خود بھی ان کے رد میں رسالہ لکھتے ہیں[1]

جواب اعلیٰحضرت قدّس سرّہ نے حضرت مفتی صاحب کی شان میں جو جو الفاظ لکھے وہ بالکل صحیح ہیں اور وہ فی الواقع ان الفاظ کے مستحق ہیں لیکن کسی فرعی مسئلہ میں

---

[1] شہابِ ثاقب صہ ۲

marfat.com

ایک عالم کا اپنے مسلک کی تائید میں کسی رسالہ کا لکھ دینا دوسرے کے فضل وکمال کے منافی نہیں ہے۔ علماء حق میں فروعی مسائل میں بکثرت اختلافات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ خود ہمارے ائمہ میں فروعی مسائل کے اندر اختلافات رہے اور ہر ایک نے اپنے مسلک کی تائید میں تصنیفات کی ہیں اور قولِ مخالف کا رد بھی کیا ہے۔ مگر آج تک کسی نے اس رو سے دوسرے کے علم وفضل کی منقصت پر کبھی کوئی استدلال نہیں کیا ہے۔ یہ ناپاک اور گندی ذہنیت اسی مصنّف کی ہے۔ پھر مصنّف اسی غایۃ المامول کے صفحہ۳ کی سطر۴۔ اور صہ۲۰ سے نمبر(۱) و(۲) میں صرف احمد رضا خاں سے یہ استدلال کرتا ہے۔

غایۃ المامول کی پہلی تحریف

دیکھئے یہاں پر کس طرح حقارت سے عوام کے اسماء کی طرح میاں خاں صاحب کا نام لیا جا رہا ہے اگر یہ انہیں فضائل کے ساتھ موصوف باقی رہتے جو اولاً علماء حرمین شریفین کو خیال ہوا تھا تو کچھ نہ کچھ ضرور الفاظ تعظیمی استعمال کئے جاتے۔ لہ

جواب حضرت مفتی برزنجی صاحب کی حسّام الحرمین کی وہ تقریظ جس کو خود مصنّف نے بھی شہابِ ثاقب کے اسی صفحہ۲ پر ان کی تقریظ تسلیم کی ہے اسی کو اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ حضرت مفتی صاحب ہمارے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کیلئے یہ تعریف کے الفاظ تحریر فرماتے ہیں۔

العلّامة النحرير والعلم الشهير ذو التحقيق والتحرير والتدقيق والتحبير عالم اهل السنة والجماعة جناب الشيخ احمد رضا خان البريلوي ادام الله توفيقه وارتفاعه

علّامہ کامل ماہر مشہود مشتہر صاحب تحقیق وتنقیح وتدقیق وتزیین عالم اہلسنت وجماعت جناب حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی توفیق وبلندی ہمیشہ رکھے۔ ۲ـہ

لہ شہابِ ثاقب صہ۳ ۲ـہ حسّام الحرمین صہ۲۱۴

marfat.com

توجس مفتی نے ایسے تعریف کے الفاظ تحریر فرمائے اس سے کس طرح ممکن ہے کہ وہ ان کا صرف نام ہی لکھے۔ مگر یہ درحقیقت منوّرعلی رامپوری کی تحریف و شرارت ہے کہ غایتہُ المامول سے تعریف کے الفاظ ہی نکال ڈالے کہ انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ مصنّف نے اپنی اس کتاب میں اس کو لکھ ہی مارا اور غلط استدلال کر ہی لیا۔ لہٰذا خود مصنّف اپنے مونہہ پر ہی تھوک لے کہ اس نے کہاں تو علمارِ حرمین کا یہ حُسنِ اخلاق قرار دیا تھا اب وہ اس کو کن الفاظ سے تعبیر کرے گا اور مفتی صاحب کو بدخلق ٹھہرائے گا یا نہیں۔ پھر یہ مصنّف غایتہُ المامول کی عبارت اور ترجمہ اور اپنی عداوت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

غایتہُ المامول کی دوسری تحریف اور فاضِل بریلوی پر افترا،

ولم يقل بحصولها لغيره تعالىٰ احد من أئمة الدين فلم يرجع عن ذلك واصرو عاند یعنی (اور نہ کہا ان معلومات غیر متناہیہ کے حاصل ہونے کو غیرِ خدا تعالیٰ کے لئے کسی نے بھی دین کے اماموں میں سے پس رجوع نہ کیا احمد رضا نے اس سے اور اصرار کیا اور عناد کیا) اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ علمأ مدینہ منوّرہ کے نزدیک دجّالِ بریلوی تمام علمارِ دین وائمہ شرعِ متین کا مخالف ہے اور باوجود اس کے حق کو قبول نہیں کرتا اور اپنے خیالِ باطل پر اصرار کرتا ہے اور معاندینِ حق میں سے ہے۔ حضرات ذرا غور فرمائیں کہ یہ الفاظ مجدّدِ بریلوی کے کس شان اور کس مرتبت پر دلالت کرتے ہیں۔ ؎

جواب اس غایتہُ المامول کے جواب میں ایک مستقل رسالہ:۔

؎ شہابِ ثاقب صد ۳

حاسم المفتری علی سید البری موجود ہے جس میں اس کی ہر ایک بات کا مفصّل جواب ہے اور اس کتاب کے دجل و فریب، کذب و افترا کو خوب اچھی طرح دیکھا گیا ہے اور یہ بات ظاہر کردی گئی ہے کہ وہابیہ نے مفتی صاحب کے رسالہ کو بہت تحریف کرکے چھاپا ہے۔ چنانچہ مصنّف کی اسی پیش کردہ عبارت ہی کا امتحان کر لیجئے اور دیکھ لیجئے کہ یہ غایۃ المامول کس قدر افترا کرتی ہے کیسا صریح جھوٹ بولتی ہے۔ غایۃ المامول بقول مصنّف بلکہ بخیال فرقہ وہابیہ رسالہ الدولۃ المکیۃ میں اعلیحضرت قبلہ تو یہ تحریر فرماتے ہیں۔

ومعلوم ان علم المخلوق لا یحیط فی ان واحد بغیر المتناھی فعلم المخلوق الحاصل بالفعل وان کثر لا یکون قطّ الا متناھیا

اور معلوم ہے کہ مخلوق کا علم آن واحد میں غیر متناہی کا احاطہ نہیں کرتا تو علم مخلوق جو بالفعل حاصل ہو اگرچہ کثیر ہو جائے وہ صرف متناہی ہوگا۔[1]

(وفیہا ایضًا) وقد اقمنا الدلائل القاہرۃ علی ان احاطۃ علم المخلوق بجمیع المعلومات الالٰھیۃ محال قطعا عقلا وسمعا

(اور اسی میں ہے) ہم نے اس بات پر دلائل قاہرہ قائم کردیئے ہیں کہ علم مخلوق کا تمام معلومات الٰہیہ کو احاطہ کرنا از روئے عقل و نقل محال ہے۔[2]

(وفیہا ایضًا) فانا لا ندعی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد احاط بجمیع معلومات اللہ سبحنہ وتعالیٰ فانہ محال للمخلوق کما قدمنا

(اور اسی میں ہے) بیشک ہم ہرگز اس بات کا دعویٰ نہیں کرتے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام معلومات الٰہی کا احاطہ کر لیا کہ یہ امر مخلوق کیلئے محال ہے جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے۔[3]

---

[1] الدّولۃ المکیّۃ ص۹

[2] الدّولۃ المکیّۃ ص۱۶

[3] الدولۃ المکیۃ ص۲۶

(وفي حاشيتها) ان علم المخلوق لا يحيط بغير المتناهي بالفعل

(اور دولۃ المکیۃ کے حاشیہ میں ہے) بیشک علم مخلوق غیر متناہی بالفعل کا احاطہ نہیں کرتا۔ [1]

(وفيها ايضا) ان علم المخلوق لا يحيط بشئ من الامور الغير المتناهية بالفعل يظهر لك كذب من افتروا على القول بان احاطة علمه صلى الله عليه وسلم لا يستثنى منه شئ غير ذاته تعالى وصفاته۔

(اور اسی میں ہے) بیشک علم مخلوق امور غیر متناہیہ بالفعل میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرتا اور تیرے لئے ظاہر ہوگیا اس شخص کا جھوٹ جس نے مجھ پر اس بات کا افترا کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ علمی سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے سوا اور کوئی شے مستثنیٰ نہیں [2]

ان عبارات سے ظاہر ہوگیا کہ اعلیحضرت قدس سرہٗ تو ایک جگہ نہیں بلکہ چند مقامات پر نہایت صاف اور واضح الفاظ میں تصریح فرما رہے ہیں کہ علم مخلوق صرف امور متناہیہ کو محیط ہوسکتا ہے اور عقلاً ونقلاً محال ہے کہ علم مخلوق امور غیر متناہیہ ومعلومات الٰہیہ کا احاطہ کرسکے کہ امور غیر متناہیہ کا احاطہ صرف اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا یہ دعوے نہیں کہ تمام امور غیر متناہیہ ومعلومات الٰہیہ کو آپ کا علم محیط ہے صرف علوم ذات وصفات اس سے مستثنیٰ ہیں بلکہ یہ بات محال ہے۔ لہٰذا اب مصنف غایۃ المامول اور اس مصنف کا باوجود ان تصریحات کے یہ کہنا کہ اعلیحضرت نے الدولۃ المکیۃ میں حضور علیہ السلام کے لئے تمام معلومات غیر متناہیہ کا علم حاصل مانا کیا جیتا جھوٹ اور صریح افترا وبہتان نہیں ہے پھر اس افترا پر بھی صبر نہ آیا بلکہ مصنف کی مزید جرأت ملاحظہ ہو کہ اعلیحضرت علماء مدینہ منورہ اور تمام علماء دین وائمہ شرع متین کے مخالف ہیں اور خیال باطل پر مُصر اور معاند حق ہیں تو کیا اس کا یہ دوسرا افترا نہیں ہے بلکہ اس نے یہ افترا صرف اعلیحضرت قبلہ ہی پر نہیں

---

[1] از حاشیۃ الدولۃ المکیۃ صہ ۱۱ [2] از حاشیہ الدولۃ المکیۃ صہ ۸

marfat.com

کیا تمام علماء اور ائمہ دین پر کیا اور حق کو باطل ثابت کرنے کی کیسی شرمناک سعی اور ناپاک کوشش کی۔

مسلمانو! یہ ہے اس رسالہ غایۃُ المامول کا کذب وافترا تو کیا یہ کتاب حضرت مفتی برزنجی صاحب کی بعینہٖ ہوسکتی ہے حاشَ لِلّٰہ لہٰذا اب ثابت ہوگیا کہ اس کتاب میں منوّر علی صاحب نے تحریف کی ہے اور یہ مصنّف بھی اس تحریف میں شامل ہے جبھی تو نہایت دیدہ دلیری سے اس کی عبارتیں پیش کر رہا ہے۔

پھر مصنّف نے اسی غایۃُ المامول کے صفحہ ۴ کی اور صفحہ ۵ کی سطور کی عبارات کے چند ناقص جملے نقل کرکے یہ نتائج نکالے جو شہاب ثاقب کے صفحہ ۳، ۴ پر ہیں۔

مصنّف کا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی پر افترا

> مجدّدِ بریلوی کی تحریرات وعقائد از قبیلِ گمان ہیں اور وہ بھی غلط اور مع اس کے یہ شخص قرآن کی تفسیر پر جری ہے بلا دلیل تغیر کرنے کو تیار ہو جاتا ہے تو کافر ہوگیا ٹھکانا بنالیوے اپنا دوزخ میں۔ یہ اہلِ بُطلان میں سے ہے۔ ان کے دلائل منقوض اور غیر صحیح ہیں۔[1]

جواب غایۃُ المامول کی یہ عبارات تو اعلیٰحضرت قبلہ پر اس وقت چسپاں ہوتیں جب وہ معلوماتِ غیر متناہیہ کا علم کسی مخلوق کے لئے ثابت مانتے اور جب وہ اس کو شرعاً وعقلاً محال فرمارہے ہیں تو اعلیٰحضرت کا یہ دعویٰ اور اس پر جو استدلالات ہیں وہی مفتی صاحب کا دعویٰ اور استدلال قرار پائے بلکہ ایک مفتی صاحب ہی کیا ساری امّت کا یہی دعویٰ ہے تو اعلیٰحضرت قبلہ کی اس تحریر وعقیدہ کو از قبیلِ گمان اور غلط کہنا اور اسی بنا پر انہیں اہلِ باطل قرار دینا اور ان کے دلائل کو منقوض اور غیر صحیح ٹھہرانا گویا تمام امت کے عقیدہ کو گمان کہنا اور غلط ٹھہرانا ہے اور اسلامی دلائل کو منقوض اور غیر صحیح قرار دینا ہے اور تمام اہلِ اسلام کو اہلِ بطلان ثابت کرنا ہے۔ مصنّف اس پردہ میں اپنے اصل مذہب کو بیان کرگیا کہ مصنّف اور اس

---

[1] شہاب ثاقب ص ۳، ص ۴

marfat.com

کے اکابر کے نزدیک وہابی جماعت اور دیوبندی قوم کے سوا ساری امّت مشرک اور بدعتی اور اہلِ باطل وگمراہ ہے۔ اب باقی رہا مصنّف کا اعلیٰحضرت پر یہ افترا کر وہ تفسیر بالرائے کرتے ہیں اور بلا دلیل تفسیر پر جری ہیں۔ یہ منجملہ ان کی گالیوں کے ایک گالی ہے۔ ورنہ اعلیٰحضرت کی صدہا تصنیفات ہیں۔ جو ملک میں عام طور پر شائع ہیں۔ لیکن آج تک کسی دیوبندی کو یہ جرأت نہ ہوسکی کہ وہ کسی ایک آیت کے متعلق یہ ثابت کرتا کہ اعلیٰحضرت نے فلاں آیت میں تفسیر بالرائے کی ہے اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ تاقیامت کسی فرزندِ دیوبند میں یہ ہمت ہوسکتی ہے۔

مصنّف کو ہم بتائیں کہ تفسیر بالرائے کرنے پر جری آپ ہی کا دادا اُستاد قاسم نانوتوی ہے جس نے تحذیر النّاس میں آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیّین الایہ میں خاتم النّبیّین کی تفسیر بالرائے کی اور تمام علماء دین فقہاو متکلّمین مفسّرین و محدّثین۔ بلکہ صحابہ و تابعین۔ بلکہ خود رسول ربّ العٰلمین صلّی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی تفاسیر کی مخالفت کی جس کا مفصّل بیان آگے آئے گا۔ اور یہ بات ثابت کردی جائے گی۔ تو کیا مصنّف اپنی ان پیش کردہ احادیث کی بنا پر نانوتوی صاحب کو بھی کافر اور دوزخی کہنے کو تیار ہیں۔ یا یہ سارا غیظ وغضب صرف اعلیٰحضرت قبلہ ہی پر ہے۔ پھر مصنّف نے غایۃُ المامول کے صفحہ ۱۰-۱۵-۱۸ کی عبارات نقل کرکے اعلیٰحضرت قبلہ کے متعلق یہ سوقیانہ الفاظ اور گالیاں دیں جو شہاب ثاقب کے صہ۵ و صہ۶ پر ہیں۔

مصنّف کا علمائے مدینہ پر افتراء

اس سے معلوم ہوگیا کہ علماء مدینہ منوّرہ کے نزدیک دلائل بریلویہ ضعیف ضعیف شبہے ہیں۔ وہ اس شخص کو اعلیٰ درجہ کا دجّال اور مخرب دین کہہ رہے ہیں کہ اس کے افعال مسلمانوں کو حیرت میں ڈالنے والے اور دین کی مضبوط رسّیوں کو کھول ڈالنے والے اور فساد

marfat.com

عظیم پر پہونچانے والے باطل ہیں۔[1]

جواب مصنّف کا علماء مدینہ پر یہ افتراء ہے کہ علماء مدینہ منورہ نے اعلحضرت قدّس سرّہٗ کو جن تعریف کے الفاظ سے نوازا ان کو تو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض کے مزید الفاظ اسی حسّام الحرمین کی تقریظوں سے نقل کرتے ہیں۔ جن کو مصنّف بھی صحیح مانتا ہے۔ حضرت مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس فرماتے ہیں

فجزاه الله عن نبيه و دينه والمسلمين خير الجزاء وبارك فى حياته حتى يزيح به شبه اهل الضلالة الاشقياء واكثر فى الامة المحمدية امثاله واشباهه و اشكاله

تو اللہ اسے (اعلحضرت بریلوی) کو اپنے نبی اور دین اور مسلمانوں کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا فرمائے اور اس کی عمر میں برکت دے یہاں تک کہ اس کے سبب بدبخت گمراہوں کے سب شبہے مٹا دے اور امّت میں اس جیسے اور اس کی مانند اور اس کے شبیہ بکثرت پیدا کرے۔[2]

اور فاضلِ جلیل حضرت مولانا محمد بن احمد عمری اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں:۔

فجزاه الله ربه عن نبيه و دينه احسن الجزاء ووفاه اجره عن الاسلام واهله بالمكيال الاوفى شعر ولازال فى الاسلام فخر امشيدا به يهتدى فى البر و البحر من يسرى

اللہ تعالیٰ اعلحضرت بریلوی کو اپنے دین اور نبی کی طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے اور اسلام و مسلمین کی طرف سے سب سے زیادہ کامل پیمانے سے اس کا ثواب پورا کرے وہ ہمیشہ رہے اسلام میں ایک حصن حصین جس سے خشکی و تری والے ہدایت پائیں۔[3]

---

[1] شہاب ثاقب صہ و صہ
[2] حسّام الحرمین صہ ۱۸۶
[3] حسّام الحرمین صہ ۲۰۰

اسی طرح علماء مدینہ منورہ کے نزدیک اعلیٰحضرت کے دلائل قوی وحق ہیں اور ظاہر وروشن ہیں۔ چنانچہ فاضل کامل مولانا سید محمد بن محمد مدنی فرماتے ہیں۔

ان قولہ حق وادلتہ المرسومۃ صدق فیجب علی کل مسلم العمل بمقتضاھا۔	اعلیٰحضرت بریلوی کا قول سچا ہے اور اس کی لکھی ہوئی دلیلیں حق ہیں تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ انہیں دلائل کے حکم پر عمل کریں [1]

لہٰذا ان تصریحات کے موجود ہوتے ہوئے مصنّف کا علماء مدینہ کی طرف یہ نسبت کرنا کہ وہ اعلیٰحضرت قبلہ کو اعلیٰ درجہ کا دجّال اور مخرب دین اور دین کی مضبوط رسیوں کا کھول ڈالنے والا۔ اور فساد عظیم پر پہنچانیوالا وغیرہ کہتے ہیں صریح افترا و بہتان نہیں تو اور کیا ہے کہ ان کے اخلاق وصداقت سے ایسے الفاظ کا نکلنا ممکن نہیں۔

اب باقی رہا مصنّف غایۃُ المامول کا اعلیٰحضرت قبلہ کی تقسیم علم پر یہ کہنا کہ اگرچہ یہ فی نفسہا صحیح بھی ہو لیکن وہ تدقیقات فلسفیہ میں سے ہیں۔ جن کو علماء شرع اور اصحاب عقول سلیمہ معانی کتاب وسنّت کے سمجھنے میں اعتبار نہیں کرتے ہیں اور اس میں واقع کرنا ہے مسلمانوں کو بڑی حیرت میں اور کھول ڈالنا ہے۔ دین کی مضبوط رسیوں کو اور نہیں پوشیدہ ہے جو کچھ اس میں ہے بہت بڑے فساد سے اور جو چیزیں اس تک پہنچانے والی ہوں وہ باطل ہیں۔ [2]

اور خود اسی رسالہ غایۃُ المامول کے صفحہ ۲۷ میں حضرت امام اجل ابوزکریا نووی اور امام ابن حجر مکّی کی تصریحات نقل کی ہیں۔

ان المنفی عن الخلق ھو لعلم الاستقلال والعلم المحیط الکلی	یعنی آیات نفی علم غیب میں علم استقلالی اور علم محیط کلّی کی نفی کی گئی ہے۔ [3]

تو ان اماموں نے علم کی تقسیم کی تو گویا مصنّف غایۃُ المامول کے نزدیک یہ ہردو امام نہ علماء

---

[1] از حسام الحرمین صہ ۲۰۸   [2] شہاب ثاقب ر ۵ ر ۶ ملخصاً

[3] غایۃُ المامول صہ ۲۷

marfat.com

شریعت سے ہوئے نہ اصحابِ عقولِ سلیمہ سے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی حیرت میں واقع کیا اور دین کی مضبوط رسیوں کو کھول ڈالا اور یہ فسادِ عظیم پر پہنچانے والے باطل ہیں۔ تو اب اس مصنّف غایتہُ المامول اور مصنّف شہابِ ثاقب سے دریافت کرو کہ تم نے یہ ناپاک الفاظ فقط اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی ہی کی شان میں نہیں بکے بلکہ امام ابوزکریا نووی اور علّامہ ابنِ حجر مکی کی شانوں میں بھی کہہ کر اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت پیش کیا۔ پھر مصنّف نے غایتہُ المامول کے صفحہ ۱۹ کی ایک طویل عبارت نقل کی جس میں مفسّر کے لئے پندرہ علوم کی جامعیّت کا مفصّل ذکر ہے اس سے اعلیٰحضرت کے لئے یہ الفاظ لکھے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا عجیب دھوکہ

اس قول سے صاف ظاہر ہوگیا کہ جن لوگوں نے تقریظاتِ حسام الحرمین میں مجدّدِ بریلوی کی تعریفیں کیں ہیں وہ سب قبل از تحقیق ہیں قابلِ اعتبار نہیں اس میں تو تفسیر کرنے کی شروط ہرگز موجود نہیں پس امام اور مجدّدِ دین کیونکر ہو سکتا ہے اس کی تفسیریں ہی مردود ہیں[1]

جواب مصنّف نے اس عبارت میں پھر دوبارہ یہ اعتراف کیا کہ حسام الحرمین کی تقریظوں میں اعلیٰحضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی جو تعریفیں ہیں وہ فی الواقع علمأ حرمین شریفین ہی کی ہیں حقیقۃً اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور مسلمانو! جب مصنّف جیسا شخص اس کا انکار نہ کر سکا تو اس کا اب یا آئندہ اور کون انکار کر سکتا ہے پھر خود ہی اس مصنّف کو اس اعتراف کے بعد یہ خیال آیا کہ ہمارا یہ اعتراف تو خود اپنے ہی اوپر اقبالی ڈگری کرالینی ہے کہ ان کے متبعین ہماری اس بات کو سند بنا کر دنیا بھر میں اعلیٰحضرت کی تعریفوں کے خطبے پڑھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ایک یہی وہ ذات ہے جو شیخ الاسلام اور امام المسلمین اور مجدّد مأتہ حاضرہ ہے اور جس کی تعریفیں ہندوستان۔ عراق۔ شام ہی کے علماء نہیں بلکہ حرمین الشریفین

[1] شہابِ ثاقب صہ۱

کے علماء بھی کرتے ہیں۔ اس بات کا مخالفین کو بھی اعتراف واقرار ہے تو اس اعتراف کو اس طرح انکار سے بدلو اور اس کی اتنی تاویل تو کر ہی لو کہ علماء حرمین نے اعلحضرت قبلہ کی جو تعریفیں کی ہیں وہ محض اپنے حسنِ اخلاق سے کر دی ہیں وہ خود اس قابل تو نہیں تھے کہ ان کی ایسی تعریفیں کی جاتیں۔ پھر مصنّف کو خطرہ گذرا کہ صرف ہماری اس تاویل سے لوگ اعلحضرت بریلوی سے منحرف نہ ہوں گے اور ہم سے یوں کہیں گے کہ جس شخص کی علماء حرمین اپنے حسنِ اخلاق سے تعریفیں کرتے ہیں تم بھی حسنِ اخلاق ہی سے ان کی تعریف کرو تو پھر ہم سے کوئی بات بنائے نہیں بنے گی تو اب اس پہلی حسنِ اخلاق والی تاویل ہی کا ذکر چھوڑ دو اور اب صرف یہ بات کہو کہ علمائے حرمین نے اعلحضرت کی جو تعریفیں کیں تھیں وہ سب قبل از تحقیق تھیں جو ناقابلِ اعتبار ہیں۔ تو مصنّف کا یہ صریح کذب و فریب ہے ہم نے پہلے اس کو واضح کر دیا ہے کہ علماء حرمین شریفین اعلحضرت سے خوب اچھی طرح واقف تھے کہ اپنے مشکل مسائل اور لاینحل عقدے انہوں نے اعلحضرت سے حل کروائے تو ان کے تبحّر علمی کی تحقیق کے بعد ہی تو بعض علماء حرمین نے اعلحضرت سے بیعتیں کیں اور سندیں لیں لہٰذا مصنّف کا علمائے حرمین پر افترا ہے کہ انہوں نے قبل از تحقیق تعریفیں کیں۔

اب باقی رہا مصنّف کا یہ دعویٰ کہ اعلحضرت میں شروطِ تفسیر موجود نہیں تو مصنّف کے نزدیک اگر قاسم نانوتوی اور اسمٰعیل دہلوی میں شروطِ تفسیر موجود ہیں تو اعلحضرت قبلہ میں بدرجہ اولیٰ موجود ہیں اور اگر ان دونوں میں شروطِ تفسیر موجود نہیں ہیں۔ تو نانوتوی اس کے نزدیک شمس الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ علی العالمین اور دہلوی امام و مقتدا کیسے ہو گئے اور ان کی مردود تفسیریں کس طرح حق اور ایمان ٹھہرالیں اور اعلحضرت قبلہ تو کوئی تفسیر بالرائے فرماتے ہی نہیں بلکہ وہ ہمیشہ اقوالِ مفسرین ہی کو نقل فرمایا کرتے ہیں مصنّف میں اگر کچھ ہمت ہو تو اس باطل دعوے کے ثبوت میں ان کا کوئی ایسا قول یا ایسی تفسیر نقل کر کے اپنی بات کی سچائی ظاہر کرے۔ پھر مصنّف نے شہابِ ثاقب صنا سے صدا تک غایۃ المامول سے علومِ خمس اور علمِ قیامت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

marfat.com

حاصل نہ ہونے کی عبارات نقل کیں اور اعلحضرت قدس سرہٗ چونکہ ان علوم خمس کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے اثبات فرماتے ہیں تو انہیں مصنّف نے یہ الفاظ لکھے۔

> اس میں بریلوی کو غالی لوگوں میں سے فرمایا یعنی وہ کہ حدود شرع سے تجاوز کیے ہوں۔ کھلم کھلا جھوٹ بولا بعض ان لوگوں نے کہ دعویٰ علم کا کرتے تھے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ پس تحریف کی اس نے یہ بہت بڑی جہالت سے ہے اور بہت بڑی تحریف ہے[1]

اکابرینِ اُمّت کی شان میں بے ادبی اور گستاخی

جواب اعلحضرت قدس سرہٗ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے علوم خمس کا اثبات کیا تو اس مصنّف نے بلکہ مصنّف غایۃ المامول نے اعلحضرت قبلہ کو نہایت منہ کھول کر غالی۔ حدودِ شرع سے متجاوز۔ کھلم کھلا جھوٹا۔ تحریف کرنے والا۔ بہت بڑی جہالت والا کہہ دیا۔ لیکن انہوں نے یہ خود نہ دیکھا کہ اس کے قائل اور مثبت اکابر امّت سے کون کون حضرات ہیں۔ مصنّف شہاب ثاقب کے نزدیک شیخ احمد صاوی غالی۔ متجاوز عن الشرع کاذب۔ محرّف۔ جاہل ہیں۔ یہ ہر دو مصنّف کان کھول کر سنیں حضرت عارف باللہ شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں زیر آیۂ قُل اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللہ فرماتے ہیں۔

انها ای القیامة من الامر المکتوم الذی استاثر اللہ بعلمه فلم یطلع علیه احداً الا من ارتضاه من الرسل و الذی یجب الایمان به ان رسول اللہ لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمه اللہ بجمیع المغیبات

بیشک قیامت وہ پوشیدہ چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ خاص فرمایا تو اس پر سوا منتخب رسولوں کے اور کوئی مطلع ہی نہیں ہوتا اور وہ بات جس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ کے رسول دنیا سے تشریف نہیں لے گئے

---

[1] الخ شہاب ثاقب صفحہ ۱ و صفحہ ۲ ملخصاً

marfat.com

اللتی تحصل فی الدنیا والاخرۃ فھو یعلمھا کما ھی عین یقین ولکن امر بکتمان البعض ملخصًا

یہاں تک کہ انہیں تمام وہ غیوب جو دنیا وآخرت میں حاصل ہوں گے اللہ نے تعلیم فرما دیئے۔ تو حضور قیامت کو جانتے ہیں۔ جیسا کہ یقینی طور پر جانتے ہیں لیکن بعض غیوب کے چھپانے کا حکم ہوا۔ ؎۱

مصنّف کے نزدیک علّامہ سیوطی و علّامہ ابراہیم باجوری غالی کاذِب محرّف جاہل ہیں

خاتم المحدثین حضرت علّامہ جلال الدّین سیوطی۔ کتاب الخصائصُ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:۔

ذھب بعضھم الی انه صلی اللّٰہ علیه وسلّم اوتی علم الخمس ایضًا وعلم وقت الساعة والروح وانه امر بکتم ذلك

بعض علماء نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اُمورِ خمس کا علم اور وقتِ قیامت کا علم اور روح کا علم دے دیا گیا اور انہیں ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔ ؎۲

علّامہ فاضل شیخ مشائخ الاسلام حضرت شیخ ابراہیم باجوری شرح قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

انه صلی اللّٰہ علیه وسلّم لم یخرج من الدنیا الا بعد ان اعلمه اللّٰہ تعالٰی بھذہ الامور الخمسة

بیشک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان پانچوں غیبوں کا علم دے دیا۔ ؎۳

؎۱ تفسیر صاوی مصری صـ۹۷ ج۲ ؎۲ الخصائص صـ۱۹۵ ج ۲

؎۳ شرح قصیدۂ بردۂ مصری صـ۷۶

marfat.com

مصنف کے نزدیک غوثِ زماں حضرت سید عبد العزیز دباغ غالی کاذب محرف جاہل ہیں

حافظ الحدیث سیدی احمد اپنے شیخ قطب الواصلین سیدی عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الابریز میں راوی ہیں۔

قلت للشیخ رضی اللہ عنہ فان علماء الظاهر من المحدثین وغیرهم اختلفوا فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم هل کان یعلم الخمس المذکورات فی قوله ان اللہ عندہ علم الساعة وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر فقال رضی اللہ عنہ وکیف یخفیٰ امر الخمس علیہ صلی اللہ علیہ وسلم والواحد من اهل التصرف من امته الشریفة لا یمکنه التصرف الا بمعرفة هذه الخمس

میں نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین وغیرہم مسئلہ خمس میں اختلاف کرتے ہیں ایک گروہ کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان امور خمس کا علم ہے جو اس آیت میں مذکور ہیں ۔ بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ ۔ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ جاننے والا ہے بتانے والا ہے شیخ نے جواب دیا حضور سے یہ غیب کیونکر چھپے رہیں گے اور آپ کی امت شریفہ کا ہر اہل تصرف جب تک ان پانچوں کا علم نہ رکھے اس کو تصرف کرنا ممکن نہیں۔[1]

[1] ابریز مصری ص ۱۶۷

ان عبارات سے آفتاب کی طرح ثابت ہوگیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان اُمورِ خمسہ اور خاص کر قیامت کا علم عطا فرما دیا جن کا ذکر اس آیت سورۂ لقمان (اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ علم الساعۃ الآیہ) میں ہے۔ لیکن ان کے چھپانے کا حکم ہوا۔ اب یہ ہردو مصنّف آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ علومِ خمس کا اثبات صرف اعلیٰحضرت قدّس سرّہٗ کا مسلک ہی نہیں ہے بلکہ ان اکابر علماء کرام و مشائخ اولیاء عظام کا بھی یہی مسلک ہے تو کیا یہ مصنّف اسی بناء بر ان پیشوایان دین کو بھی غالی۔ متجاوز عن الشرّع کھلم کھلّا جھوٹے محرّف بڑے جاہل کہنے کو تیار ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو اعلیٰحضرت کے لئے اس کے یہ الفاظ استعمال کرنا دلی عداوت اور قلبی خباثت کا نتیجہ ہے پھر مصنّف نے صفحہ ۱۳ و ۱۴ پر غایۃُ المامول سے واقعہ نزول آیتہ تیمم و قصّہ اہلِ افک و تلقیح تمر کی احادیث اور آیاتِ نفی پیش کر کے اعلیٰحضرت کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا اعلیٰحضرۃ قبلہ پر ایک اور افتراء

> یہ لوگ اللہ اور رسول کے علم کی برابری کر کے کافر اور حضور کے لئے جملہ ماکان و مایکون کا علم تفصیلی ثابت کر کے حکم رسول کے نافرمان مخالفِ سنّت۔ مشابہ نصاریٰ۔ مخالفِ دین احادیث کا ذب کے مصدق۔ احادیث صحیحہ کے محرّف ہیں اور ان کا قول ضلال و باطل ہے ملخصًا۔[1]

الجواب وہابیہ نے نفی علمِ غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتّسلیم پر ہمیشہ جاہلانہ اعتراضات کئے اور ہمارے علماء کرام نے ان کے نہایت مُسکت اور محققانہ جوابات دیئے۔ بلکہ ان پر مستقل رسالے تصنیف کر کے شائع کر دیئے۔ دیکھو الفیوضات المکیتہ۔ انباء الحی۔ حاسم المفتری۔ انباء المصطفےٰ خالصُ الاعتقاد وغیرہا رسائل اعلیٰحضرت قدّس سرّہ خاص کر اس واقعہ نزول آیتہ تیمم اور قصہ اہلِ افک اور آیات نفی علم

[1] شہابِ ثاقب صفحہ ۱۳ و صفحہ ۱۴ و صفحہ ۱۵

marfat.com

غیب کے استدلالوں کے مکمّل جوابات میں الکلمۃ العلیا مصنفہ حضرت صدر الافاضل فاضل مرادآبادی قدّس سرّہٗ مطبوعہ موجود ہے اور تلقیح تمر کا مکمل جواب میں نے رسالہ ردِ سیفِ یمانی میں طبع کرادیا ہے جس کو تحقیق حق مقصود ہو وہ ان رسائل کا مطالعہ کرے۔

مصنّف کا اعلیٰحضرت قدّس سرّہٗ پر یہ افترا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں مساوات اور برابری کرتے ہیں۔ دیکھو اعلیٰ حضرت الدولۃ المکیۃ میں فرماتے ہیں۔

ان شبہ مساوات علوم المخلوقین بعلم ربنا اله العلمین . ما كانت لتخطر ببال المسلمين اما ترى العميان ان علم الله ذاتی و علم المخلوق عطائی . علم الله واجب لذاته و علم الخلق ممكن له . علم الله ازلی سرمدی قدیم حقيقي و علم الخلق حادث لان الخلق بحله حادث والصفة لا تتقدم الموصوف علم الله غير مخلوق و علم الخلق مخلوق علم الله غير مقدور و علم الخلق مقدور ومقهور علم الله واجب البقا و علم الخلق جائز الفنا . علم الله ممتنع التغير و علم الخلق ممكن التبدل . و مع هذه التفرقات لا يتوهم المساواة الا الذين لعنهم الله و اصمهم

ہمارے رب اِلٰہ العالمین کے علم کے ساتھ مخلوق کے علم کی برابری کا شبہ مسلمانوں کے دلوں میں تو خطرہ پیدا نہیں کرسکتا کیا اندھے نہیں دیکھتے کہ بیشک اللہ کا علم ذاتی ہے اور مخلوق کا علم عطائی۔ اللہ کا علم واجب لذاتہٖ ہے اور مخلوق کا علم ممکن ہے۔ اللہ کا علم ازلی۔ سرمدی۔ قدیم۔ حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث ہے اس لئے کہ مخلوق خود حادث ہے اور صفت موصوف سے مقدم نہیں ہوتی۔ اللہ کا علم غیر مخلوق ہے اور مخلوق کا علم مخلوق ہے اللہ کا علم غیر مقدور ہے اور مخلوق کا علم مقدور و مقہور ہے۔ اللہ کا علم واجب البقا ہے اور مخلوق کا جائز الفنا ہے۔ اللہ کا علم ممتنع التغیّر ہے اور مخلوق کا علم ممکن التبدّل ہے۔ تو علم خالق اور علم مخلوق میں اتنے فرقوں کے باوجود برابر ہونے کا وہم وہی کرسکتے ہیں جن

marfat.com

وا عمیٰ ابصارھم | پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں بہرا کر دیا اور ان کی بصارتوں کو لے لیا۔ لے

اُب رہا اعلحضرت قبلہ کا حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی علم ثابت کرنا تو یہ صرف اعلحضرت ہی کا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ سلف و خلف کا یہی مسلک ہے ہم چند اکابرِ امت کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

مصنّف کا علّامہ قاضی عیّاض و علّامہ علی قاری پر مخالفِ دین و سنّت مشابہ نصاریٰ محرّفِ احادیث کے فتوے و احکام

حضرت قاضی عیّاض نے شفا شریف میں اور علّامہ علی قاری نے اس کی شرح میں فرمایا۔

(وکذٰلک واخبارہ من الغیوب وانباءہ بما یکون) ای فی الاخرین (وکان) ای بما کان فی الاوّلین او بمایکون فی الغیوّب وبماکان من العدم۔ | اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا غیبوں کی خبر دینا اور مایکون یعنی پچھلوں میں جو ہوگا ماکان یعنی پہلوں میں جو کچھ ہوا یا جو کچھ غیبوں میں آئندہ ہوگا اور جو کچھ معدوم ہو چکا ان سب کو بتایا۔ ۲ہ

حضرت قاضی عیّاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

واطلعہ علیہ من علمِ ما یکون وماکان | اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو علمِ ماکان و مایکون پر مطلع کیا۔ ۳ہ

حضرت قاضی عیّاض نے شفا شریف میں اور علّامہ علی قاری نے اس کی شرح میں فرمایا۔

لہ از الدولۃ المکیۃ صہ۱۵ و صہ۱۶ ۔ ۲ہ شرح شفا شریف مصری صہ۵۴۱ ج ۱

۳ہ شرح شفا شریف صہ۲۲۳ ج ۱۲

marfat.com

(ما اطلع علیہ من الغیوب) ای الامور المغیبۃ فی الحال (و مایکون) ای سیکون فی الاستقبال۔

اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان غیبوں پر جو اس وقت امورِ غیب ہیں اور ان پر جو آئندہ ہوں گے سب پر مطلع کیا۔[1]

مصنف کا شیخِ محقق شاہ عبدالحق محدّثِ دہلوی اور علامہ ابنِ حجر مکّی پر مخالفِ دین، مخالفِ سنّت اور مشابہ نصاریٰ وغیرہ کا فتویٰ

حضرت شیخِ محقق شاہ عبدالحق صاحب محدّثِ دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں

ہر کہ مطالعہ کند احوالِ شریف اورا از ابتدا تا انتہا او بہ بیند کہ چہ تعلیم کردہ است اورا پروردگار و افاضہ کردہ است بروی علوم و اسرار ماکان و مایکون

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال شریف کا اوّل سے آخر تک مطالعہ کرے۔ تو دیکھ لے گا کہ پروردگا نے انہیں کیا تعلیم کیا ہے اور ان پر ماکان و مایکون کے علوم و اسرار کا اضافہ فرمایا ہے۔[2]

اعلحضرت قبلہ نے خود الدّولۃ المکّیہ میں حضرت امام علامہ ابنِ حجر مکّی کی کتاب افضل القریٰ کی یہ عبارت پیش کی۔

لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلّم علم الاولین والاخرین وماکان ومایکون

بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم پر مطلع فرمایا تو انہیں ماکان ومایکون اور اولین و آخرین کا علم سکھایا۔[3]

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت قاضی عیاض حضرت علامہ علی قاری حضرت

---

[1] شرح شفا مصری صہ ۶۶۷ ج ۱ [2] مدارج صہ ۴۲ ج ۱

[3] افضل القریٰ بحوالہ الدّولۃ المکیۃ

marfat.com

علامہ ابن حجر مکی، حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی نے بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ماکان ومایکون کے علوم پر مطلع مانا تو یہ حضرات بھی مصنف کے نزدیک نافرمان مخالف سنت۔ مخالفِ دین۔ مشابہ نصاریٰ۔ احادیث کاذبہ کے مصدق۔ احادیث صحیحہ کے محرف ٹھہرے اور ان کے یہ اقوال ضلال وباطل قرار پائے۔

مسلمانو! دیکھو اس مصنف نے یہ ناپاک الفاظ اور گندی گالیاں صرف اعلیحضرت ہی کو نہیں دیں بلکہ ان حضرات کو بھی دیں کہ یہ حضرات بھی ان کے نزدیک اسی جرم کے مرتکب ہوئے جو ان کے نزدیک اعلیحضرت قبلہ کا جرم تھا۔ پھر ان کے یہ الفاظ اور گالیاں کہاں تک پہنچتی ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان ومایکون کے علوم کا ثبوت خود احادیث سے بھی ثابت ہے چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

مصنف کے نزدیک خود شارع علیہ السلام پر بھی مخالفِ دین مشابہ نصاریٰ وغیرہ کے احکام

حدیث[1] بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔[1]

حدیث[2] مسلم شریف میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سے مغرب تک خطبہ دیا اور اس میں یہ بیان فرمایا۔

فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا

تو جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے ہمیں سب کی خبر دی تو ہم میں زیادہ جاننے والا وہ ہے جو ان واقعات کو زیادہ یاد

---

[1] بخاری شریف بحوالہ مشکوۃ شریف صہ ۵۰۶

marfat.com

احفظنا۔ کرنے والا ہے۔ [1]

حدیث[3] ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ کلمات حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے۔

فرأیتہ عزوجل وضع کفہ بین کتفی فوجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیٔ وعرفت [2]	پھر میں نے اللہ عزوجل کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ اس کے پوروں کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی پس مجھے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

حدیث[4] یہی حدیث شریف رویت اللہ عزوجل کا ذکر فرماتے ہوئے یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

فعلمت الاولین والاخرین اونی (روایۃ) علم ماکان وماسیکون	مجھے اولین و آخرین کا علم اور ماکان و مایکون کا علم دے دیا گیا۔ [3]

ان احادیث سے آفتاب کی طرح روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا علم عطا فرما دیا گیا۔ تو کیا اب یہ مصنف اپنے وہ ناپاک الفاظ اور گالیاں خود آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی استعمال کر کے اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت پیش کرے گا اور احادیثِ صحیحہ کو احادیثِ کاذبہ اور ضلال و باطل قرار دے گا۔ پھر احادیث ہی پر بس نہیں خود قرآنِ کریم سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و مایکون کا علم ثابت ہو رہا ہے

---

[1] مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف صہ ۵۴۳

[2] ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف صہ ۷۲

[3] تفسیر روح البیان صہ ۲۴ مصری جلد ۶

marfat.com

مصنّف شہابِ ثاقب کا مفسّرین پر بلکہ اللہ تعالٰی پر بھی ناپاک الفاظ سے حملہ

اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ	اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اس
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ	کو بیان سکھایا۔ [1]

امامِ جلیل محی السنّۃ علّامہ بغوی تفسیر معالم التنزّیل میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں

قال ابن کیسان خلق الانسان	ابنِ کیسان نے فرمایا کہ اللہ نے انسان
یعنی محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم	یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو پیدا فرمایا۔
علمہ البیان یعنی بیان ماکان وما یکون	اور انہیں ماکان و مایکون کا بیان سکھا
لانہ کان یبیّن عن الاوّلین و	دیا کیونکہ وہ اوّلین و آخرین کو اور قیامت
الاخرین وعن یوم الدّین	کے دن کو بیان کرتے ہیں۔ [2]

علّامہ ناصر الشّریعہ علاؤ الدّین خازن تفسیر لباب التاویل میں اس آیتہ کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اراد بالانسان محمدًا صلی اللہ علیہ	انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ
وسلّم علّمہ البیان یعنی بیان مایکون	فرمایا اور انہیں مایکون اور ماکان کا
وماکان لانہ صلی اللہ علیہ	بیان تعلیم فرمادیا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ
وسلم ینبیٔ عن خبر الاوّلین و	علیہ وسلّم اوّلین و آخرین اور قیامت کے
الاخرین وعن یوم الدّین	دن کی خبر دیتے ہیں۔ [3]

علّامہ سلیمان بن عمر جمل اپنی تفسیر الفتوحات الالہیّہ میں اس آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اراد بالانسان محمدًا صلی اللہ	انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم مراد ہیں
علیہ وسلّم علمہ البیان یعنی	انہیں ماکان و مایکون کا بیان تعلیم کیا
بیان مایکون وماکان لانہ	کیونکہ وہ اوّلین و آخرین اور روز قیامت

---

[1] سورۃ رحمٰن ج ۲۷ آیت نمبر ۳-۴ [2] معالم التنزیل مصری صہ ۲ ج ۷

[3] تفسیر خازن مصری صہ ۲ ج ۷

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ینبی من خبر الاوّلین والاخرین وعن یوم الدّین [1] — کی خبر دیتے ہیں۔

علّامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی اپنی تفسیر صاوی میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

هو محمد صلی اللہ علیہ وسلّم لانه الانسان الکامل والمراد بالبیان علم ماکان ومایکون وماهو کائن۔ — وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ وہی انسانِ کامل ہیں اور بیان سے مراد ماکان ومایکون کا علم ہے یعنی جو ہو گیا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کا علم دیا۔[2]

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وعلّمك مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیمًا — اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔[3]

تفسیر حسینی میں زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

وعلمك ودر آموزاینده ست ترا مالم تکن تعلم انچه نه بودی که بخود بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر و در بحر الحقائق میفرماید آں علم ماکان ومایکون ست که حق سبحانه در شب اسرا بداں حضرت عطا فرموده چنانچه در احادیث معراجیه آمده ست که در زیر عرش بودم قطره در حلق من ریختند فعلمت بها ماکان وماسیکون پس دانستم آنچه بود و آنچه خواهد بود۔ — اور تم کو سکھا دیا ہے وہ جو خود آپ نہیں جانتے تھے پوشیدہ امور اور دلوں کی چھپی ہوئی باتیں۔ بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ ماکان ومایکون کا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں آنحضرت کو عطا فرمایا جیسا کہ احادیث معراجیہ میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو میں نے اس کی وجہ سے ماکان ومایکون کو جان لیا یعنی جو ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا سب کو جان لیا۔[4]

---

[1] تفسیر جمل مصری صہ ۲۵۳ ج ۴
[2] تفسیر صاوی مصری ج ۴ صہ ۱۲۹
[3] سورۃ النساء آیت ۱۱۳
[4] حاشیہ قرآن مجید مطبوعہ مجتبائی صہ ۱۰۸

ان آیات وتفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان ومایکون کا علم عطا فرمادیا گیا۔ اب مصنف اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں بھی گستاخیاں کرے گا۔ مسلمانو اعلیحضرت قدس سرہٗ نے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان ومایکون مانا یہی علماء امت کا مسلک ثابت ہوا۔ اسی کا حدیث شریف سے ثبوت ہوا۔ یہی قرآن کریم سے ثابت ہوا۔ تو یہی تو دین وسنت اور حق وہدایت ثابت ہوا اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہوا اور یہ مصنف اسی کو خلافِ دین وسنت اور ضلال وباطل کہہ کر خود حکم رسول کا نافرمان اور مخالف دین اور مشابہ یہود ونصاریٰ ٹھہرا اور احادیث صحیحہ کا تحریف کرنے والا اس کے مقابل اپنے اکابر کی باطل اور جھوٹی باتوں کی تصدیق کرنے والا قرار پایا اور اس کی یہ ساری تقریر ضلال وباطل ثابت ہوئی

مصنف شہابِ ثاقب کا کذب وافترا یعنی قرآن وحدیث کو باطل وضلال کہنا

پھر مصنف نے غایۃ المامول کے صفحہ ۳۲ و ۳۳ کے کچھ الفاظ وناقص جملے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۵-۱۶-۱۷ [1] میں نقل کرکے اعلیحضرت قبلہ کے لئے یہ کلمات لکھے۔

> مجددِ بریلوی مثل نصاریٰ کے ہے حضور علیہ السلام کی حد سے زیادہ یعنی اوصافِ باری عزّ وجلّ سے مدح کرتا ہے۔ وہ اہلِ باطل میں سے ہے۔ اس کے عقائد وکلمات جھوٹ وافترا اور گمراہی وطغیان ہیں۔ وہ اصحابِ اضلال میں سے ہے۔ مجادل ہے کہ خلاف حق پر تعنتاً جما ہوا ہے اس کے قول کو چھوڑنا اور روند نا ضروری ہے اس کے اقوال قبیل خرافات سے تھے۔ اور التباس وشک کی اندھیری راتیں ہیں مصنف غایۃ المامول نے اس کے اقوال کو باطل کردیا۔ اور شبہات کو جڑ سے زائل کردیا ۔ اس کا مخالف دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے شرع کا مضبوط کرنے والا ہے۔ ملخصاً

[1] شہابِ ثاقب صہ ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

marfat.com

جواب اعلحضرت قدّس سرّہٗ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ماکان و مایکون کا علم عطائی مانتے ہیں۔ جیسے حضرت قاضی عیاض وعلاّمہ علی قاری وعلاّمہ ابن حجر وشیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی وغیرہ علماء کرام مانتے ہیں جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے منقول ہوا تو اس مصنف کے نزدیک سب مثلِ نصاریٰ کے ہوئے مصنّف پہلے تو اس کا اعتراف کرے۔ پھر اپنی اس جہالت کا اقرار کرے کہ ماکان ومایکون کا علم جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے وہ اس کا علم ذاتی۔ واجب۔ ازلی۔ سرمدی قدیم حقیقی۔ غیر مخلوق ومقدور واجب البقا۔ ممتنع التغیر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو جو علم حاصل ہے۔ وہ علم عطائی ممکن۔ حادث۔ مخلوق مقدور۔ جائز الفنا۔ ممکن تغیر ہے۔ تو حضور کے اس علم کو صفت عزّوجلّ قرار دے دینا کیسی زبردست جہالت ہے کیا مصنّف کے نزدیک علم جو صفت باری ہے وہ عطائی۔ ممکن حادث وغیرہ ہے۔ اگر نہیں ہے تو مثلِ نصاریٰ کہہ دینا افترا اور فریب نہیں۔ علاوہ بریں جب اعلحضرت کا یہ اعتقاد تصریحات علماء اور قرآن وحدیث کے بالکل موافق ہے تو اعلحضرت کے عقیدہ کو جھوٹ۔ افترا۔ گمراہی طغیان۔ باطل ضلال کہہ دینا گویا مصنّف کا قرآن وحدیث کو جھوٹ افترا۔ گمراہی۔ طغیان باطل ضلال کہنا ہے اور اعلحضرت کے اس قول کو چھوڑنا اور روندنا ضروری بتانا اور اس کو خرافات اور التباس وشک کی اندھیری رات ٹھہرانا گویا مصنّف کا قرآن وحدیث کو چھوڑنے اور روندنے کی ترغیب دینا اور خرافات والتباس وشک کی اندھیری رات قرار دینا ہے اور اعلحضرت کے اس قول کی مخالفت کرنے والے کو دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے شرع کو مضبوط کرنے والا کہنا گویا مصنّف کا مخالف قرآن وحدیث کو دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے شرع کو مضبوط کرنے والا بتانا ہے اور مصنّف غایۃ المامول نے جب اعلحضرت کے اس قول کو باطل کر دیا اور اس شبہ کو جڑ سے زائل کر دیا تو گویا مصنّف کے نزدیک مصنّف غایۃ المامول نے قرآن وحدیث کو باطل کر دیا اور جڑ سے زائل کر دیا۔

مسلمانو! دیکھو یہ ہے اس مصنّف کا عقیدہ اور مذہب کہ اس کا جو حملہ ہوا وہ یا خداد

marfat.com

رسول جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلّم پر ہوا یا قرآن وحدیث پر ہوا تو یہ ہے اس کے بہتانِ عظیم دجل وفریب اور گراہی وضلالت کی ننگی تصویر اور اصل حقیقت العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مصنّف شہابِ ثاقب کے نزدیک قرآن وحدیث خلافِ حق اور نامعتبر ہے

پھر مصنّف نے غایۃُ المامول کے صفحہ ۳۴ و ۳۵ کے کچھ الفاظ اور عبارات شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۷ تا ۱۹ پر مصدّقین کے نقل کر کے اعلحضرت کے لئے یہ الفاظ لکھے۔

> بریلوی طالب خلافِ حق کا ہے۔ ایسے امور میں پڑا ہوا ہے۔ کہ صاحبِ حیا ان کے قبائح کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جاوے اور اپنے مقاصد میں ریاء سمعہ و تعنت کا قصد کر رہا ہے اور نفاقی جھگڑوں میں مبتلا ہے۔ اس کی رائے نہایت ضعیف ہے اپنے وساوس کا متبع ہے۔ ان امور پر عقیدہ کئے ہوئے ہے۔ جس کو شیطان نے سکھایا۔ اس کا استاد و معلّم شیطانوں کا سردار ہے۔ مجدّدِ بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اسے ایسے فرقہ میں داخل مانتے ہیں۔ جن کے اقوال قابلِ اعتبار نہیں انہوں نے حاکم بنایا عقل کو اور تحکیم عقل گمراہی وضلال ہے۔[1]

جواب اعلحضرت قبلہ کا یہ عقیدہ کہ آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلّم کو ما کان و ما یکون کا علم عطائی حاصل ہے۔ بالکل قرآن وحدیث کے موافق ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے تو اعلحضرت کے اس عقیدہ کو خلافِ حق و ناقابلِ اعتبار بتانا۔ اور نفاقی جھگڑا اور ضعیف رائے و وساوس قرار دے کر اور تحکیم عقل کہہ کر اسے شیطان کا سکھایا ہوا ٹھہرانا اور گمراہی وضلالت قرار دینا گویا مصنّف کا قرآن وحدیث کو خلافِ . . . . حق ناقابلِ اعتبار نفاقی جھگڑا ضعیف رائے۔ وساوس حکم عقل بتانا ہے اور رحمانی تعلیم کو شیطانی تعلیم ٹھہرانا ہے تو اب ہم اس کا فیصلہ ناظرین کی انصاف پسند طبیعت پر چھوڑتے ہیں کہ شیطان اب کس کا معلّم استاد ہوا اور کون شیطان سے بڑھا ہوا ثابت ہوا اور صاحب

---

[1] شہابِ ثاقب ملخصاً از ص ۱۷ تا ۱۸

marfat.com

حیا کس کے قبائح کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جائے گا اور کون ریا و سمعہ و تعنت کا قصد کرتا ہے اور کس کے فرقے کے اقوال قابل اعتبار نہیں۔ پھر اس مصنّف کا افترا یہ ہے کہ ایسے ناپاک الفاظ کی ایسے غلط عقیدہ کی نسبت حضرت علماء مدینہ طیبہ کی طرف کر دی اور ذرہ بھر شرم نہ کی اور اپنی طرف سے الفاظ گڑھ کر ان حضرات کی طرف منسوب کر دیئے۔ ھدٰہ اللہ تعالیٰ۔

مصنّف کا نواں کذب و افترا

پھر مصنّف نے غایۃ المامول کے صفحہ ۳۶ و ۳۷ کے کچھ الفاظ شہاب ثاقب کے صفحہ ۲۰ میں نقل کر کے اعلحضرت کی تنقیصِ شان میں یہ الفاظ لکھے۔

> مجدّد صاحب کو عبی منا صنل گمراہ اہلِ باطل۔ مبطل قرار دیا اور ان کے قول کو گمراہی اور ظلمت قرار دیا (تنبیہ) واضح ہو کہ یہ جو کچھ علماء مدینہ منوّرہ نے خاں صاحب بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدّارین کی شان میں لکھا ہے یہ صرف اسی گفتگو اور اخیر ملاقات کا نتیجہ ہے جو کہ بریلوی صاحب کو سیّد مدنی کے مکان پر مفتی برزنجی صاحب سے حاصل ہوئی کوئی مخالف مجدّد صاحب کے احوال کے فوٹو کو لے کر علماء مدینہ کے پاس نہ گیا تھا نہ ان کی تصانیف و خیالات و مظالم بر اہلِ حق کو ان کے سامنے پیش کیا تھا [۱]

جواب مصنّف نے یہ تو ظاہر کیا کہ یہ الفاظ مصدّقین علماء مدینہ کے ہیں لیکن اس میں فریب یہ ہے کہ ان مصدّقین کے نام بنام سے الفاظ نقل نہیں کئے اور بکمال بے حیائی یہ کہہ دیا کہ یہ وہی علماء ہیں کہ جن کی تصدیق حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہے اگر اس دعوے میں صداقت تھی تو ہر مصدق حسام الحرمین کا نام لکھ کر اس کے الفاظ ظاہر کرتا تو اس کے دعوے کی صداقت ظاہر ہو جاتی۔ مگر مصنّف نے یہ بات خوب صاف کر دی کہ مفتی برزنجی صاحب اور مصدّقین نے جو الفاظ غایۃ

[۱] شہاب ثاقب صہ ۲۰ و صہ ۲۱ ملخصاً

marfat.com

الاُمول میں لکھے ہیں وہ اعلیٰحضرت قبلہ کی نہ تصانیف و خیالات پر مطلع ہونے کے بعد تحریر ہوئے ہیں نہ کسی مخالفِ اعلیٰحضرت کے ان کے حالات سنانے کے بعد لکھے بلکہ صرف وہی الدولۃ المکیّۃ کے سنانے اور مفتی صاحب سے گفتگو کے سبب سے ہیں۔ اور الدولۃ المکیّۃ میں اعلیٰحضرت نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے علم غیب عطائی خصوصًا علوم خمسہ اور ماکان ومایکون کا علم ثابت کیا ہے اور اس پر آیات و احادیث و اقوال سلف و خلف پیش کیے ہیں۔ تو گویا مفتی صاحب اور تمام مصدقین نے اعلیٰحضرت کو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیئے ماکان و مایکون کا علم عطائی اور امورِ خمسہ کے علوم ثابت کرنے کی بنا پر یہ تمام الفاظ لکھے ہیں تو کیا مفتی صاحب اور یہ مصدقین ان علمار سلف و خلف کو بھی ایسے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔ اور آیات و احادیث کو بھی ایسے گندے الفاظ لکھ سکتے ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں تو ثابت ہو گیا کہ یہ سارے الفاظ ان حضرات کے ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ یہ سب الفاظ منور علی رامپوری کے ہیں جس نے اس غایۃ الاُمول کو طبع کرایا ہے اور اس کی شان سے کچھ بعید نہیں جیسا ہم اوپر ثابت کر چکے۔ علاوہ بریں مصدقین حسام الحرمین و دیگر علماء مدینہ منوّرہ نے خود الدولۃ المکیّۃ کی بھی تصدیقیں فرمائیں اس پر تقریظیں لکھیں۔ تو اس مصنّف سے دریافت کرو کہ پھر تو وہ سارے الفاظ جو اعلیٰحضرت قبلہ کے لیئے بقول اس کے انہوں نے لکھے اب تصدیقوں اور تقریظوں کے بعد کیا خود ان پر نہیں لوٹ کر آجائیں گے۔ لہٰذا اب خوب اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ علمار مدینہ منوّرہ نے اعلیٰحضرت قبلہ کے لیے کوئی ایسا کلمہ ہرگز ہرگز نہیں لکھا۔ ان حضرات پر یہ صریح افترا ہے۔ میں نے خود مفتی برزنجی صاحب کے شاگردِ رشید حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شلبی طرابلسی سے دریافت کیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی کا جو وقار و عظمت اہلِ مدینہ نے عمومًا اور علمار مدینہ نے خصوصًا کیا یہ شان دیکھنے میں نہیں آئی۔ مصنّف صریح جھوٹ بول کر ان واقعات پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے پھر مصنّف اخیر میں اپنی عداوتِ قلبی اور خباثتِ باطنی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

marfat.com

مجدِّدِ بریلوی نے اہلِ حق کی شان میں افترا پردازی کر کے علمارِ حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کیا اگر ایسا معاملہ ان کے ساتھ کیا جاتا تو شاید اسفل السافلین اور مقامِ سجّین کے ورے کہیں ان کا ٹھکانا نہ ہوتا یہ انعام تو حضارِ بارگاہِ نبوی اور مخصوصین حضرت مصطفوی علیہ السّلام سے ان کو بغیر تحریکِ مخالفین ملا ہے۔ [۱]

جواب مصنّف اس میں یہ کہہ رہا ہے کہ علمارِ حرمین شریفین نے اکابر علمار دیوبند قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی کے جن اقوال کفریہ پر ان کے کافر و مرتد ہونے کے فتوے دیئے ہیں۔ جن کو حسّام الحرمین میں درج کیا گیا ہے تو ہم اہلِ دیوبند پر ان فتاوٰں کو دو وجہ سے تسلیم نہیں کرتے **وجہ اوّل** تو یہ ہے کہ یہ اقوال کفریہ ہمارے ان اکابر ہی کے نہیں ہیں بلکہ ان اقوال کفریہ کو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی طرف سے بنا کر اور گڑھ کر ہمارے ان اکابر کی طرف منسوب کر دیا ہے اور ان پر افترا پردازی کی ہے۔

تو مصنّف کی وجہ اوّل کا جواب یہ ہے کہ حاشا وکلّا اعلحضرت قدّس سرّہ نے ان اکابر علمار دیوبند کے یہ اقوالِ کفریہ نہ اپنی طرف سے بنائے نہ گڑھے بلکہ ان کے اکابر کی وہ کتابیں جو دیوبندیوں ہی کی چھپوائی ہوئی آج بھی موجود ہیں اور وہ بار بار طبع ہوئیں اور اب بھی طبع ہو رہی ہیں ان کی بلفظہا اصل عبارات کو نقل کیا اور ان کا عربی میں ترجمہ کر کے علمار حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا۔ لہذا جس کسی کو اصل کتابوں کی عبارات اور اعلحضرت کی نقل کردہ عبارتوں اور عربی ترجموں میں مطابقت کرنی منظور ہو وہ گھر بیٹھ کر ان میں مطابقت کر لے۔ اور سچ جھوٹ کا فیصلہ خود اپنے آپ کرے اور قطعی طور پر یہ طے کرے کہ اعلحضرت قدّس سرّہ سچے ہیں یا مصنّف اور اعلحضرت افترا پردازی کر رہے ہیں یا مفتریوں کا پیشوا مصنّف مفتری ہے۔

ہاں رشید احمد گنگوہی کا وہ فتویٰ جس میں وقوع کذب باری تعالیٰ کے قائل کی عدم تکفیر

---

[۱] راز شہاب ثاقب ص۲۱

marfat.com

ہے ۔اصل دستخطی مہری فتوے اعلحضرت کے پاس تھا جس کے بہت سے فوٹو اب بھی موجود ہیں اور وہ طبع بھی ہو چکا ہے اور جس کی تائید میں اور بھی وہابیہ کی عبارات مطبوعہ موجود ہیں ۔اس کا انکار بھی کوئی وہابی نہیں کر سکتا ۔ باقی تحذیر الناس ، براہین قاطعہ ۔ حفظ الایمان بکثرت ہزار ہا کی تعداد میں اب بھی موجود ہیں ۔تو اعلحضرت قدس سرہٗ کی اس آفتاب سے زیادہ روشن صداقت اور سچائی کو مصنّف کا افترا پرداز کی کہنا خود مصنّف کا کذب صریح اور زبردست افترا ہے شرم نہیں آتی کہ خود تو صریح افترا پردازی کرتا ہے اور دوسروں کو افترا پرداز کہتا ہے لہٰذا مصنّف کی یہ وجہ اوّل بالکل غلط سراسر باطل ہے اور ان اکابر دیوبند کے یہ وہ اقوال کفریہ ہیں جو ان کی کتابوں میں آج بھی بعینہٖ و بلفظہٖ مطبوعہ موجود ہیں ۔ تو علماء حرمین شریفین کے ان پر کفر و ارتداد کے فتاوے صحیح و حق ثابت ہو گئے ۔

مُصنّف کی وجہ **دوم** یہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کے ان اکابر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کے فتاوؤں کو صرف حسام الحرمین ہی میں اعلحضرت کے ماننے والوں ہی نے بریلی میں طبع کیا ہے اس لئے ہمیں اس کا اعتبار نہیں ہے اسی بناء پر ہم ان فتاووں کو حق و صحیح نہیں مانتے اور اپنے اکابر کو کافر و مرتد نہیں کہتے ۔ ہاں ان کو اگر کوئی ہمارا معتبر شخص طبع کراتا تو ہم ان فتاوؤں کو صحیح و حق مان لیتے ۔ تو مصنّف کی اس وجہ دوم کا جواب یہ ہے کہ اگر تمہاری یہ بات صحیح ہے اور اس میں کچھ شمہ بھر بھی صداقت ہے کہ تم علماء حرمین شریفین کے اکابر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کے فتاوے اگر علاوہ حسام الحرمین کے کسی اور کتاب میں دکھا دیئے جائیں اور وہ کتاب بھی دیوبندیوں کے نزدیک معتبر مستند ہو اور اس کتاب کے طبع کرانے والے اور شائع کرنے والے بھی دیوبندی عقیدہ کے شخص ہوں اور وہ شخص بھی دیوبندیوں کا معتمد و مستند شخص ہو تو دیوبندی خیال کے علماء اور خود مصنّف بھی ان فتاوؤں کو حق و صحیح مان لیں گے ۔ تو مصنّف اور اس کی تمام دیوبندی قوم خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ تمہارے مذہب کی وہ معتبر کتاب غایۃ المامول جس کے لفظ بہ مصنّف

marfat.com

کا ایمان ہے جس کے حرف حرف پر دیوبندی قوم کو اعتماد ہے جس کو سند بنا کر مصنّف اسی شہابِ ثاقب میں پیش کر رہا ہے۔ جس کو معتمد و مستند جانکر یہ مصنّف اس کے حوالے دے رہا ہے۔ پھر اس کا طبع کرانے والا بھی وہ دیوبندیوں کا پیشوا مولوی منوّر علی رامپوری ہے جس کا ذکر خود مصنّف نے اسی شہابِ ثاقب میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

> مفتی برزنجی صاحب نے اور جملہ علماء مدینہ نے ارشاد فرمایا تھا۔ وہ رسالہ (غایۃُ المامول) اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر مجدّد صاحب کے ہم وطن لوگ مولوی منوّر علی صاحب اسے چھپوانے کے واسطے لے گئے اور بالآخر امروز فردا میں اب تک ڈالے رکھا اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے چھپوا لیا ہے۔[1]

تو اسی دیوبندیوں کی معتبر و معتمد و مستند کتاب غایۃُ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیقِ علمِ غیبِ الرسول طبع کنایندہ مولوی منوّر علی رامپوری مطبوعہ سعیدی رامپور صہ ۳ پر ہے

ورد الی المدینۃ المنورۃ رجل من علماء الھند یدعٰی احمد رضا خان فلمّا اجتمع بی اخبرنی اولا بان فی الھند اناسا من اھل الکفر و الضلال منھم غلام احمد القادیانی فانہ یدعی مماثلۃ المسیح والوحی الیہ والنبوۃ ومنھم الفرقۃ المسماۃ بالامیریۃ والفرقۃ المسماۃ بالنذیریۃ والفرقۃ المسماۃ بالقاسمیۃ یدعون انہ لو فرض فی زمنہ صلّی اللہ

ہندوستان کے علماء میں سے ایک صاحب جن کو احمد رضا خاں کہا جاتا ہے۔ مدینہ منوّرہ آئے تو جب وہ مجھ سے ملے تو پہلے مجھے خبر دی کہ ہندوستان میں کچھ لوگ کافر و گمراہ ہیں انہیں میں سے غلام احمد قادیانی ہے کہ وہ مسیح علیہ السّلام کے مثل ہونے اور اپنی طرف وحی آنے اور نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور انہیں میں سے وہ طائفہ ہے جس کا نام فرقۂ امیریہ ہے اور وہ طائفہ

[1] شہابِ ثاقب صہ ۳۷

marfat.com

عليه وسلّم بل لو حدث بعده
نبي جديد لم يخل ذلك بخاتميته
ومنهم الفرقة الوهابية
الكذابية اتباع رشيد احمد
الكنكوهي القائل بعدم تكفير من
يقول بوقوع الكذب من الله
بالفعل ومنهم رشيد احمد
اللذي يدعي ثبوت اتساع
العلم للشيطان وعدم ثبوته للنبي
صلى الله عليه وسلّم ومنهم
اشرفعلي التانبي القائل ان صح الحكم
على ذات النبي صلى الله عليه وسلم
بعلم المغيبات كما يقول به زيد فالمسئول
عنه انه ماذا اراد بهذا
البعض الغيوب ام كلها فان
اراد البعض فاي خصوصية فيه
بحضرة الرسالة فان مثل هذا
العلم بالغيب حاصل لزيد وعمرو بل
لكل صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات
والبهائم وانه الف رسالة في الرد
عليهم وابطال اقوالهم سماها
المعتمد المستند ثم اطلعني على خلاصة
من تلك الرسالة فيها بيان اقاويلهم

ہے جس کا نام فرقہ نذیریہ ہے اور وہ طائفہ
ہے جس کا نام فرقہ قاسمیہ ہے، یہ سب
دعوے کرتے ہیں کہ اگر بالفرض آپ کے
زمانہ میں بھی بلکہ بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی
نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیّت محمدی میں کچھ
فرق نہ آئے گا، اور انہیں میں سے فرقہ
وہابیہ کذابیہ اس رشید احمد گنگوہی کے پیرو
ہیں جو اس شخص کی عدم تکفیر کا قائل ہے
جو خدا کے لئے وقوعِ کذب بالفعل کا قائل
ہے اور انہیں میں سے رشید احمد ہے جو
اس بات کا مدّعی ہے۔ کہ شیطان کے لئے
علم کا وسیع ہونا تو ثابت ہے اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلّم کے لئے علم کا وسیع ہونا ثابت نہیں
اور انہیں میں سے اشرف علی تھانوی ہے،
جو یہ کہتا ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر
علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو
تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب
سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر
بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی
کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ
ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے
بھی حاصل ہے اور اس عالم احمد رضا خاں
نے ان کے رد میں اور ان کے اقوال کے

marfat.com

المذکورة فقط والرد علیھم علی سبیل الاختصار وطلب تقریظا وتصدیقا علی ذلك فکتبنا له التقریظ والتصدیق المطلوب وحاصل ما کتبناه انه ان ثبت عن ھولاء تلك المقالات الشنیعة فھم اھل کفر وضلال لان جمیع ذلك خارق لاجماع الامة واشرنا فی ضمن ذلك الی بعض الادلة فی ابطال اقاویلھم

باطل کرنے میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ جس کا نام المعتمد المستند رکھا ہے پھر انہوں نے اس رسالہ کے خلاصہ پر مجھ کو مطلع کیا جس میں ان کفار کے اقوالِ مذکورہ کا بیان اور مختصراً ان پر رد ہے اور اس پر تقریظ وتصدیق طلب کی تو جو تقریظ وتصدیق انہوں نے طلب کی تھی وہ ہم نے ان کو لکھ کر دے دی اور جو ہم نے لکھا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں غلام احمد۔ طوالقنب ، امیریہ نذیریہ، قاسمیہ رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی سے یہ بُرے اقوال ثابت ہوں تو یہ لوگ کافر وگمراہ ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب باتیں اجماعِ اُمّت کو توڑنے والی ہیں اور اس تقریظ وتصدیق کے ضمن میں ان لوگوں کے ان اقوال کے ابطال پر بعض دلیلوں کی طرف بھی ہم نے اشارہ کر دیا ہے۔

پھر اسی رسالہ غایۃ المامول کے صفحہ ۳۲ سے ۳۳ تک سیّد احمد بن سیّد اسمٰعیل برزنجی مفتی الشافعیہ بالمدینۃ المنورہ اور علامہ عبد القادر شلبی طرابلسی صفحہ ۳۴ سے ۳۵ تک علامہ فالح بن محمد ظاہری صفحہ ۳۶ پر علامہ تاج الدین الیاس مفتی الحنفیہ بالمدینۃ الطیبہ، علامہ محمد سعید شیخ الدلائل، علامہ سیّد محمد امین بن سیّد احمد رضوان اور علامہ سیّد عبد اللہ اسعد صفحہ ۳۷ پر علامہ عباس بن سیّد محمد رضوان، علامہ عمر بن حمدان مالکی، علامہ احمد بن محمد خیر عباسی، علامہ محمد عزیز وزیر تونسی، علامہ موسیٰ علی شامی ازہری علامہ محمد بن احمد عمری، علامہ محمد مہدی بن احمد، علامہ سیّد احمد جزائری اور علامہ خلیل بن ابراہیم خربوتی سولہ علماء مدینہ منورہ کی تصدیقیں تقریظیں معہ مہروں کے ہیں۔ الحاصل اسی رسالہ غایۃ المامول ہی میں علماء مدینہ منورہ نے اکابر علماء دیوبند قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی

marfat.com

تھانوی کے انہیں اقوال پر ان کو کافر اور گمراہ ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ لہٰذا مصنف اور اس کی ساری دیوبندی قوم اپنی اس معتبر و مستند کتاب غایۃ المامول کی کس طرح تکذیب کر سکتی ہے اور اگر اسکی تکذیب کرتی ہے تو یہ کتاب شہاب ثاقب بھی جھوٹی قرار پاتی ہے کہ اس شہاب ثاقب حصّہ اول کی ساری بنیاد ہی غایۃ المامول پر موقوف ہے اور اگر دیوبندی قوم غایۃ المامول کی اس عبارت کی تصدیق کرتی ہے تو انہوں نے حسام الحرمین کی تصدیق کر دی کہ غایۃ المامول نے ان اکابر علماء دیوبند کی بالکل اسی طرح تکفیر کی جس طرح حسّام الحرمین نے ان کی تکفیر کی تو پھر مصنّف کو اور تمام دیوبندیوں کو قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ اشرفعلی تھانوی کو کافر اور گمراہ ماننا بلکہ کہنا پڑیگا۔

مصنّف کا دسواں کذب و افتراء

اب مصنّف اگر اس غایۃ المامول کو جھوٹا کہتا ہے تو خود اس کی کتاب شہاب ثاقب سخت جھوٹی و باطل کتاب قرار پاتی ہے اور اگر اس کو سچّا مانتا ہے تو حسام الحرمین سچّی کتاب ثابت ہوتی ہے اور اعلحضرت قدس سرہ نہایت سچے اور راست گو ثابت ہوتے ہیں اور خود مصنّف کے نزدیک بھی قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی۔ اشرفعلی تھانوی کافر اور گمراہ قرار پاتے ہیں اور اس کو یہ اعتراف بھی کرنا پڑے گا۔ کہ اعلحضرت قدّس سرّہ نے ان اکابر دیوبند کے جو اقوال پیش کئے تھے ان کی نقل کردہ عبارات صحیح ہیں۔ اور مطابق اصل ہیں اور حسّام الحرمین کے فتاوے بالکل حق و صحیح ہیں۔

مسلمانو! خدارا انصاف کرو کہ حسّام الحرمین میں قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی اشرفعلی تھانوی کی جس طرح تکفیر کی ہے بالکل اُسی کی تصدیق مصنّف کی مستند۔ معتبر۔ معتمد کتاب غایۃ المامول نے کر دی۔ تو اب مصنّف اور ساری دیوبندی قوم کو اپنے ان ہر سہ اکابر کو بھی علماء عرب کے فتاووں کی بناء پر کافر و گمراہ کہنا فرض ہے اور اعلحضرت قدّس سرّہ کو سچّا اور راست گو ماننا لازم ہے اور ان اکابر علماء دیوبند کے ان اقوال کفریہ کی تائید و تاویل سے اجتناب کرنا اہم فرائض سے ہے اور مصنّف کی کتاب شہاب

marfat.com

ثاقب کو جھوٹا اور باطل ماننا اور کہنا بھی ضروری ہے۔

الحاصل اعلحضرت قدس سرّہٗ تو علماء حرمین شریفین کی خدمت میں ان اکابر علماء دیوبند کے اقوال کے پیش کرنے میں صادق اور سچے ثابت ہو گئے اب ان پر افترا کرنے والا مصنّف ہی ثابت ہوا۔ تو یہ مصنّف اب اہلِ باطل کو اہلِ حق کہہ کر اور اہلِ حق کو مفتری و کاذب بنا کر ضرور اسفل السافلین اور مقامِ سجّین کے درپے کہیں اور ٹھکانہ بنائے گا حضار بارگاہِ نبوی ومخصوصین حضرت مصطفوی میں سے حضرتِ علّامہ شیخ عبدالقادر شلبی نے میرے سامنے اس مصنّف کو مفتری کذّاب، عدوِّ رسول کے خطابات دیئے تو اگر یہ بلا توبہ کے دنیا سے چلا گیا تو بروزِ قیامت ضرور سخت مصائب و عذاب میں مبتلا ہو گا۔ وادخلہ اللہ فی درك الاسفل من النار مع المنافقین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین اٰمین۔

مصنّف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۲۲ پر تو صرف طویل خطبہ ہی لکھا اور صفحہ ۲۳ پر اپنا وطنِ اصلی فیض آباد دھونا اور قیامِ مدینہ طیبہ کا واقعہ لکھ کر یہ کہا۔

> میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ حضرات علماء کرام سکانِ مدینہ منوّرہ زادہا اللہ شرفاً وفضلاً پوری طرح سے عقائد وغیرہ میں اہلسنّت والجماعۃ اور اکابرِ اسلاف کے متّبع ہیں اور حضرات اکابرِ علماء دیوبند وسہارنپور کے جملہ عقائد میں موافق ہیں جزئیات وکلیات میں سرمو تفاوت نہیں۔ [۱]

جواب مصنّف نے اس عبارت میں دو باتیں کہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ علماءِ مدینہ منوّرہ عقائد وغیرہ میں اہلسنّت وجماعت کے پوری طرح متّبع ہیں۔ یہ بات مصنّف نے فی الواقع صحیح کہی ہمارے نزدیک بھی اس وقت علماء مدینہ اہلسنّت وجماعت ہی تھے درحقیقت اس نے یہ ہمارے مسلک کا اظہار کیا۔ خود مصنّف اور اس کے اکابر کا مسلک مذہب اس بارے میں بالکل خلاف ہے۔ چنانچہ براہینِ قاطعہ میں حضرات علماء حرمین کے متعلق

---

[۱] شہابِ ثاقب ص ۲۳

marfat.com

انبیٹھوی صاحب نے اپنا اور اپنے اکابر کا خیال ان الفاظ میں ظاہر کیا۔

اور اکثر وہاں کے علماء نہ کہ سب اس حالت میں ہیں کہ لباس ان کا خلاف شرع اسبال آستین اور دامن کا چغہ وقمیص میں کرتے ہیں ریش اکثروں کی قبضہ سے کم۔ نماز میں بے احتیاطی۔ امر بالمعروف کا باوصف قدرت کے نام ونشان نہیں۔ اکثر انگوٹھی چھلے غیر مشروع ہاتھوں میں پہنے ہوئے ہیں۔ قطع صفوف شائع ہے۔ فتویٰ نویسی میں کچھ دے کر جو چاہو لکھوا لو اگر ان کے عصیان سے کوئی مطلع کر دیوے تو مارنے کو موجود ہو جائیں اور خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمۃ اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں اور بغدادی رافضی سے کچھ روپیہ لے کر ابو طالب کو مومن لکھ دیا خلاف روایات صحاح احادیث کے اور علیٰ ہذا کہاں تک لکھوں کہ طول ہے اور شرم بھی آتی ہے کہ ہجو علماء حرمین کی لکھوں۔[۱]

نیز اسی میں ہے مگر نہ سب علماء اور سب باشندے وہاں کے ایسے دیندار کامل ہی ہونے ضرور ہیں بلکہ اہلِ بدعت اور خلافِ شرع بھی وہاں رہتے ہیں۔[۲]

یہ براہین قاطعہ وہ کتاب ہے جس پر مولوی رشید احمد گنگوہی یعنی مصنف کے دادا پیر نے تقریظ لکھ کر اس کو حق کہا اور اس کی طباعت کا حکم دیا

اور اس کے مصنف انبیٹھوی صاحب کے متعلق ہمارے مصنف نے ان کا ان الفاظ میں اسی شہابِ ثاقب میں اس طرح خطبہ پڑھا ہے۔

> وارث انبیاء مرسلین۔ زبدۃ العلماء الکاملین۔ امام الفقہاء والمحدثین۔ رئیس الاصفیاء والمفسرین۔ محی السنۃ البیضاء۔ قامع البدع الظلماء حضرت مولانا الحاج الحافظ المولوی خلیل احمد صاحب الحنفی الانصاری الایوبی الچشتی القادری النقشبندی السہروردی السہارنپوری۔[۳]

---

[۱] براہین قاطعہ صہ ۱۸-۱۹ مطبوعہ مطبع بلالی واقع ساڈھورہ

[۲] " " صہ ۲۰ " " " "

[۳] شہابِ ثاقب صہ ۱۰

marfat.com

تواب اس عبارت براہینِ قاطعہ کے دیکھ لینے کے بعد ہر شخص یہ کہنے کے لئے مجبور ہے کہ گنگوہی اور انبیٹھوی سہارنپوری صاحب نے علمارِ حرمین کو فاسق گنہگار خلافِ شرع فاجر۔ تارک امر بالمعروف۔ دین فروش۔ غلط فتوے نویس۔ طماع۔ اہلِ بدعت۔ مخالفِ احادیث۔ کافر کو مومن لکھنے والا لکھا تو یہی مصنّف کے نزدیک ان کا حالِ نلہ ہے۔

مصنّف کا گیارھواں کذب و فریب ۸

اب مصنّف کا علمارِ حرمین کو عقائد وغیرہ میں اہلسنّت وجماعت اور اکابر اسلاف کا متبع کہنا کیا اپنے اکابر کے مذہب کے خلاف نہیں ہے اور مصنّف کا بھی یہی مذہب ہے جو اس کے اکابر کا ہے۔ لہذا اس مصنّف کا اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے خلاف یہاں لکھ دینا دجل وفریب نہیں تو اور کیا ہے اور اس بارے میں مصنّف سچا ہے یا اس کے اکابر سچے ہیں تو دونوں تو سچّے ہو نہیں سکتے لہذا ان میں کا ایک سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے۔

مصنّف کا بارھواں کذب و فریب ۹

اسی طرح مصنّف کی دوسری بات کہ (علمار حرمین علمار دیوبند وسہارنپور کے جملہ عقائد میں موافق ہیں سر مو تفاوت نہیں) تو مصنّف کی یہ بات تو واقع اور اس کے اعتقاد کے بالکل خلاف ہے۔ مصنّف اس میں صریح کذب اور نہایت کید وفریب سے کام لے رہا ہے اسی براہینِ قاطعہ میں ہے۔

علمار دیوبند کا حال جو کچھ ہے وہ سب روشن ہے اور کچھ دور نہیں کہ ظاہر لباس وہیئت موافقِ شرع کے رکھتے ہیں اور نماز کو بخوبی ادا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف میں بشرطِ قدرت کوتاہی نہیں کرتے اور تحریر فتوے میں رعایت غنی فقیر کی نہیں۔ حق جواب دیتے ہیں اور جو ان کو کوئی متنبہ کسی خطا پر کردیوے تو بشرطِ صحت کے قبول سے دریغ نہیں

marfat.com

بسر و چشم معترف ہوتے ہیں۔ یہ سب اوصاف واضح ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لیوے۔"[1]

اسی میں ہے پس اگر کسی نے ایسی حالت میں علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح بوجہ اعتماد کے دے دی تو کون ساغضب کیا اہلِ فہم انصاف کریں کہ ایسی حالت میں علماء دیوبند کا فتوىٰ قابلِ اعتماد ہو گا یا علماء حرمین کا۔[2]

اور مصنف کے دادا پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کے ایک جواب خط میں جو فتاویٰ رشیدیہ پر مطبوع ہے۔ سنئے۔

بندہ آپ کے واسطے دعا کرتا ہے آپ کے سفر حج کی خبر سے مسرور ہوا۔ حضرت (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب) کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہونا اور اگر کوئی امر خلافِ طبیعت دیکھو تو سکوت اختیار کرنا اور میں بخیریت ہوں آنکھوں کا حال بدستور ہے فقط والسلام اور وہاں چند آدمی بد وضع جمع ہیں ان سے مت الجھنا اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ویسے ہی رکھنا اور حافظ احمد حسین صاحب سے میرا سلام کہنا اور ان سے ملنا فقط والسلام[3]

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ علماء دیوبند کا عملی حال علماء حرمین کے بالکل خلاف ہے۔ علماء حرمین میں جو جو بد عملی تھی اس کے مقابل علماء دیوبند میں خوش عملی ہے علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح حاصل ہے۔ علماء دیوبند کے فتونے پر اعتماد ہے اور علماء حرمین کا فتوىٰ غیر معتمد ہے۔ علماء دیوبند کے عقائد و اعمال اور ہیں

اور علماء حرمین کے عقائد و اعمال اور دیگر یہی ہے مفہوم اس خط کے ان الفاظ (وہاں چند آدمی بد وضع جمع ہیں ان سے مت الجھنا اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں

---

[1] براہینِ قاطعہ صہ ۱۸ [2] براہینِ قاطعہ صہ ۱۹

[3] فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صہ ۱۲

marfat.com

ویسے ہی رکھنا) کا کیونکہ وہاں یعنی حرمین کے علمار اگر علمار دیو بند کے ہم عقیدہ وہم عمل ہوتے تو انہیں گنگوہی صاحب بدو منع کیوں لکھتے اور ان سے الجھنے کا کیوں ذکر کرتے۔ بلکہ ان سے الجھنے کا خیال ہی کیوں پیدا ہوتا اور پھر اس جملہ (اپنے عقائد واعمال جیسے یہاں ہیں ہیں ویسے ہی رکھنا) کی ضرورت ہی کیوں ہوتی۔ لہذا صاف ظاہر ہو گیا کہ یہاں علمار دیو بند کے جیسے عقائد واعمال ہیں ویسے علمار حرمین شریفین کے عقائد واعمال گنگوہی صاحب کے نزدیک نہیں ہیں۔

مصنّف نے یہاں اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے مسلک کے بالکل خلاف علمار دیو بند وسہارنپور کے جملہ عقائد کو علمار حرمین کے عقائد کے موافق بتا کر نہایت جھوٹ بولا اور مسلمانوں کو بہت بڑا فریب دیا۔ ورنہ مصنّف خود ہی بتائے کہ اس کا یہ کلام سچا ہے یا اس کے اکابر کے وہ کلام۔

مصنف کا تیرھواں کذب و فریب!

پھر مصنّف نے اسی شہابِ ثاقب میں اپنے زبردست فریب کی ابتدا ان الفاظ سے شروع کی۔

> جو لوگ زمانۂ سلف میں اکابر واہلِ حق کی تضلیل وتفسیق میں کوشش وسعی بلیغ کیا کرتے تھے ان کی عزّت وآبرو کے خواہاں اور ان کی تذلیل وتکفیر میں عمرِ عزیز کو صرف کرنا باعثِ نجات وعلو مراتب سمجھتے تھے۔ ان کا کچھ عرصہ سے زور نہایت کم ہو گیا تھا۔ ان کی قوتیں قریب الانعدام ہو چکی تھیں۔[1]

جواب مصنّف کی اتنی بات تو بالکل صحیح ہے کہ اکابر واہلِ حق کی تضلیل وتفسیق میں سعی کرنے والے ان کی عزّت وآبرو نہ چاہنے والے اور ربّانی وحقّانی علمار کی تذلیل وتکفیر ہی میں عمر صرف کرنے والے اور اسی کو باعثِ نجات سمجھنے والے زمانۂ سلف میں

---

[1] شہابِ ثاقب صہ ۲۳

marfat.com

ہمیشہ سے اہلِ باطل ہی ہیں۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ ان اہلِ باطل کا کچھ عرصہ سے زور کم ہو گیا تھا اور ان کی قوتیں قریب الانعدام ہو چکی تھیں۔

اصل حقیقت تو یہ ہے کہ زمانۂ سلف کے بعد جس قدر فتنے اور فساد روز بروز بڑھتے ہے اتنی ہی اہلِ باطل کی بھی پیداوار زیادہ ہوتی رہی یہاں تک کہ مصنّف کے زمانہ میں نیچریوں۔ قادیانیوں۔ رافضیوں۔ غیر مقلدّوں۔ چکڑالویوں وغیرہم باطل فرقوں کا کس قدر زور ہو گیا۔ مگر مصنّف کو انکا رِ اکابر و اہلِ حق کی تضلیل و تفسیق میں سعی بلیغ کرنا ان کی عزت و آبرو کے خواہاں ہونا اور ان کی تذلیل و تکفیر میں عمر صرف کرنے کو باعثِ نجات سمجھنا نظر ہی نہ آیا۔ نہیں نہیں نظر تو آیا لیکن مصنّف کے نزدیک نیچریوں کا اکابر علمائے حق کی تذلیل کرنا غیر مقلدّوں کا آئمہ دین کی تفسیق کرنا۔ رافضیوں کا صحابۂ کرام کی تضلیل کرنا۔ قادیانیوں چکڑالویوں کا انبیاء کرام کی شانوں میں گستاخیاں کرنا جرم ہی کب ہے اور ان کے بطلان کی دلیل ہی کب ہے کیونکہ مصنّف کے اکابر و پیشوا تو ان سے بہت بڑھ چڑھ کر اس کام کو انجام دے چکے ہیں۔ اس کا تفصیلی بیان تو ہمارے اس رسالے میں آئے گا۔ یہاں بطور اجمال صرف دو نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ تمام امّت کا اتفاقی اجماعی واعتقادی مسئلہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام گنہگاروں کی شفاعت اور سفارش فرمائیں گے۔

مصنّف کے نزدیک شارح عقائد ابوجہل کے برابر مشرک

شرح عقائد میں ہے۔

الشفاعة ثابتة للرسل و الاخيار في حق اهل الكبائر	انبیاء واولیاء کی شفاعت اہلِ کبائر کے حق میں ثابت ہے[1]

مصنّف کے نزدیک علّامہ علی قاری ابوجہل کے برابر مشرک

علّامہ علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں۔

---

[1] شرح عقائد صفحہ ۱۸

marfat.com

الشفاعة ثابتة علی ما اجمع علیه اهل السنة	اہلسنّت کا اس بات پر اجماع ہے کہ شفاعت ثابت ہے۔ [۱]

مصنّف کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ ابو جہل کے برابر مشرک

حضرت امام الائمہ سراج الامہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

شفاعة نبینا علیه الصلوٰة والسلام للمومنین المذنبین ولاهل الکبائر منهم المستوجبین العقاب حق ثابت	ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت گنہگار مسلمانوں اور ان کبیرہ گناہ کرنیوالوں کے لئے جو عذاب کے مستوجب ہیں گے حق اور ثابت ہے [۲]

مصنّف کے نزدیک مفسر امام بغوی ابو جہل کے برابر مشرک

امام جلیل حضرت محی السنّۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت فرماتے ہیں۔

(ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ) قال عطاء عن ابن عباس هو الشفاعة فی امته حتی یرضی و هو قول علی والحسن۔	آیہ ولسوف یعطیک ربک (بے شک عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کر تم راضی ہو جاؤ گے) کے متعلق حضرت عطاء نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ امت کے حق میں

شفاعت ہے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں گے اور یہی حضرت مولا علی اور حضرت حسن بصری کا قول ہے [۳]

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء کرام۔ علماء و اولیاء عظام کا مستحقین عذاب و اہل کبائر کی شفاعت و سفارش کرنا باجماع اہلسنّت ثابت ہے اور حق ہے

---

[۱] شرح شفا مصری صہ ۴۶ ج ۱ [۲] فقہ اکبر مصری صہ ۳

[۳] (معالم صہ ۲۱۵ ج ۷)

marfat.com

یہ عقیدہ بالاتفاق تمام امت کا ہے تمام علماء دین وائمہ مجتہدین بلکہ صحابہ وتابعین کا اس پر اجماع ہے۔ یہاں تک کہ خود فرمان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم سے بھی یہی ثابت ہے۔

مصنّف کے نزدیک حضور نبی کریم علیہ التسلیم بھی ابوجہل کے برابر مشرک ہیں

بخاری ومسلم شریف میں ایک طویل حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

واعطیت الشفاعۃ (الحدیث)	مجھے شفاعت عطا فرمادی گئی۔ [1]

ترمذی شریف وابوداؤد شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی	میری شفاعت میری امّت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے [2]

ابنِ ماجہ شریف میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

یشفع یوم القیمۃ ثلثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء	بروز قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے پہلے انبیاء پھر علما پھر شہداء۔ [3]

ان احادیث سے ثابت ہوگیا کہ ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو شفاعت عطا فرمادی گئی اور امّت کے اہلِ کبائر کے لئے وہ شفاعت ہوگی اور قیامت کے روز نہ صرف سیّدِ انبیاء بلکہ اور انبیاء علماء شہدا بھی شفاعت کریں گے۔

مصنّف کے نزدیک اللہ تعالیٰ بھی ابوجہل کے برابر مشرک ہے

بلکہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف صہ ۵۱۲ [2] مشکوۃ شریف صہ ۴۹۴

[3] مشکوۃ شریف صہ ۴۹۵

marfat.com

استغفر لذنبك للمومنين وللمومنات — اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو (یعنی شفاعت کرو) [1]

اس آیت اور آیہ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ سے نہایت روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن دے دیا اور حضور شفاعت یہاں تک کریں گے کہ خوش ہو جائیں گے۔ اور حضور کے خوش ہونے کی یہ حد ہے جو حضور نے خود ہی ظاہر فرمادی جس کو علّامہ محی السنّۃ نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل میں نقل فرمایا۔

(وَلَسَوفَ يُعطِيكَ رَبُّكَ فَتَرضىٰ) فی الاخرة من الثواب و مقام الشفاعة وغیر ذلك ولما نزلت قال صلی اللہ علیه وسلم اذاً لا ارضیٰ قطُّ و واحد من امّتی فی النّار — یقیناً آپ کو آپ کا ربّ آخرت میں ثواب اور مقام شفاعت اور اس کے سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتّی بھی دوزخ میں رہے۔ [2]

بالجملہ حضرات انبیاء کرام کا گنہگاروں کی شفاعت وسفارش فرمانا ایسا اعتقادی اجماعی مسئلہ ہے جو نہ صرف علماء دین اور فقہا و مجتہدین اور صحابہ و تابعین کی تصریحات سے بلکہ احادیث سیّد المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین سے بلکہ قرآنی حکم ربّ العالمین سے ثابت ہے اب دیکھو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں اس اعتقادی اتفاقی مسئلہ کے مقابلہ میں لکھتا ہے۔

---

[1] سورہ محمد ۲۶ ج

[2] (مدارک مصری صہ ۱۷۲ ج ۴)

marfat.com

امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کا عامۃ المسلمین سے لے کر اللہ تعالیٰ تک سب کو ابوجہل کہنا

ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ [1]

مسلمانو! دیکھو اس امام الوہابیہ نے تمام امت۔ سارے علماء دین اولیاء صالحین۔ ائمہ و مجتہدین۔ صحابہ و تابعین کو بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود رب العالمین عزاسمہ تک کو کیا ابوجہل کے برابر مشرک نہیں کہا ؟ کہا اور ضرور کہا! اب مصنف سے دریافت کرو کہ نہ فقط اکابر اہل حق کی تضلیل و تکفیر بلکہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم تک کو ابوجہل کے برابر مشرک و کافر بنانے کے فتوے کیا تجھ کو اس سے زائد درکار ہیں۔ تو مصنف اپنے اکابر کی ایسی تذلیل و تفسیق بلکہ تکفیر کی بیمثل مثال کے موجود ہوتے ہوئے نیچریوں، رافضیوں، قادیانیوں، چکڑالویوں، غیر مقلدوں کی تذلیل و تفسیق و تضلیل و تکفیر کو کب نظر میں لاتا اور اپنے اکابر کی یہ بات دیکھتے ہوئے ان کی کس منہ سے شکایت کرتا۔ یہ ہے وہابیت کی برہنہ تصویر۔

(۲) اسی طرح تمام امت کا اجماعی اعتقادی مسئلہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام غیوب پر مطلع ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں مغیبات کا علم عطا فرمایا ہے۔

مصنف کے نزدیک علامہ تفتازانی کافر و مشرک

شرح عقائد میں ہے۔

---

[1] (تقویۃ الایمان صہ ۸)

marfat.com

بالجملة العلم لغيب امر تفرد به الله تعالىٰ لا سبيل اليه للعباد الا باعلام منه او الهام لطريق المعجزة او الكرامة

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ منفرد ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں مگر اسی کے علم دینے یا الہام کرنے سے بطریقہ معجزہ یا کرامت کے۔ [۱]

مصنّف کے نزدیک حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کافر و مشرک

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی مدارج النبوت میں فرماتے ہیں۔

ہرچہ در دنیاست از زمان آدم تا آوان نفخۂ اولیٰ بروے (صلی اللہ علیہ وسلم) منکشف ساختند تاہمہ احوال را از اول تا آخر معلوم گردد یاران خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر داد۔

یعنی آدم علیہ السلام کے زمانے سے پہلے صور تک جو کچھ دنیا میں ہے۔ سب حضور صلے اللہ علیہ وسلّم پر ظاہر فرما دیا۔ یہاں تک کہ تمام احوال اوّل سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور نے اپنے اصحاب کو ان میں سے بعض کی خبر دی۔ [۲]

(اسی میں ہے) وھو بکل شی علیم وے صلے اللہ علیہ وسلم داناست برہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی و احکام وصفات حق و اسماء افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نمودہ و مصدوق و فوق کل ذی علم علیم شدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہر چیز کے جاننے والے اور شیونات ذاتِ الٰہی اور احکام وصفات حق اور اسماء افعال و آثار اور تمام علوم ظاہر و باطن اوّل سے آخر تک ان کے احاطہ علمی میں داخل ہے اور ان پر فوق کل ذی علم علیم صادق آگیا۔ یعنی وہ ہر علم والے سے اوپر جاننے والے ہیں۔ [۳]

---

[۱] شرح عقائد صفحہ ۲۴

[۲] مدارج النبوت مطبوعہ ناصری صفحہ ۱۶۵ ج ۱

[۳] از خطبہ مدارج النبوۃ صفحہ ۳

marfat.com

مصنّف کے نزدیک علّامہ احمد صاوی کافر و مشرک

عارف باللہ حضرت شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔

والذی یجب الایمان بہ ان رسول اللہ لم ینتقل من الدنیا حتے اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات اللتی تحصل فی الدنیا والاخرۃ

اور وہ بات جس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ کے رسول دنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں تمام وہ غیوب جو دنیا و آخرت میں حاصل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرما دیئے۔ [1]

مصنّف کے نزدیک علّامہ قسطلانی اور علّامہ زرقانی کافر و مشرک

علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور علّامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

(فکل ما ورد عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من الانباء المنبئۃ عن الغیوب لیس ھو الا من اعلام اللہ لہ بہ) لتکون تلک الغیوب (اعلاما علی ثبوت نبوتہ ودلائل) ای علامات (علی صدق رسالتہ) وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیھا علی اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب

پس تمام وہ باتیں جو غیب کی خبروں پر مشتمل ہیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے وارد ہوئیں تو وہ انہیں اللہ ہی کے علم دینے سے ہیں تاکہ یہ غیوب حضورؐ کے ثبوتِ نبوّت اور صدقِ رسالت پر نشانیاں اور علامتیں ہو جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے غیب پر مطلع ہونے پر احادیث متواتر اور ان کے معانی متفق ہو چکے ہیں۔ [2]

---

[1] تفسیر صاوی مصری ص ۹۷ ج ۲ [2] زرقانی مصری ص ۱۹۹ ج ۷

marfat.com

علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وقد اشتہر وانتشر امرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب

اور صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے[1] (یعنی وہ غیوب پر مطلع ہیں)

فاما اصحابہ المومنون فانہم جازمون باطلاعہ علی الغیب

صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں۔[2]

ان عبارات سے واضح ہوگیا کہ علم غیب انبیاء کرام کو اللہ تعالےٰ کی عطا سے بطریق معجزہ اولیاء کو الہام سے بطریق کرامت حاصل ہوتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ دنیا میں سیدنا آدم علیہ السلام کے وقت سے پہلے صور تک ہوگا از اول تا آخر تمام حالات روشن ہوگئے اور وہ ہر شئے کے جاننے والے ہیں اور تمام اول و آخر ظاہر و باطن کے علوم ان کے احاطۂ علمی میں ہیں اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دنیا سے منتقل ہونے سے قبل ہی وہ تمام غیوب جو دنیا و آخرت میں حاصل ہونے والے تھے تعلیم فرما دیئے۔ تو جن غیبوں کی خبریں آپ سے وارد ہیں وہ اللہ ہی کی تعلیم سے ہیں تاکہ یہ غیوب حضور کے ثبوتِ نبوت اور صدقِ رسالت پر نشانیاں اور علامتیں ہو جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع ہونے پر احادیث متواترہیں اور ان کے معانی متفق ہیں۔ یہی عقیدہ علماء دین اور آئمہ مجتہدین کا ہے اور صحابۂ کرام بھی اسی عقیدہ پر جزم کرتے تھے کہ اور ان میں یہی بات مشہور تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں تو یہ عقیدہ ساری امت کا قرار پایا اب باقی رہے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے بھی اس کا اقرار ان الفاظ میں فرمایا۔

(حدیث) فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔[3]

---

[1] از زرقانی صد ۲۰۰ ج ۷

[2] مشکوٰۃ شریف صد ۶۹

[3] مشکوٰۃ شریف صد ۶۹

marfat.com

فتجلی لی کل شیٔ فعرفت — مجھے ہر چیز روشن ہو گئی تو میں نے پہچان لیا۔

(حدیث) فعلمت علم الاوّلین والاٰخرین (وفی روایۃ) — مجھے اوّلین و آخرین کا علم دیا۔

فعلمت ماکان وما سیکون — میں نے ماکان و مایکون کو جان لیا۔ (جو ہوا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کو جان لیا۔)[۲]

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جان لیا اور مجھ پر ہر شے روشن ہو گئی اور مجھے اوّلین و آخرین کا علم سکھا دیا گیا اور میں نے جان لیا جو ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے تو حضور کا غیوب پر مطلع ہونا ان احادیث سے بصراحت ثابت ہو گیا۔ اب دیکھئے ان کا عطا فرمانے والا ربّ العالمین ہی فرماتا ہے۔

وما ھو علی الغیب بضنین — اور یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں[۳]

مصنّف کے نزدیک علّامہ بغوی و علّامہ خازن کافر و مشرک

امام محی السنّۃ علامہ بغوی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اس آیۂ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

یقول انہ یاتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلمکم ویخبرکم بہ ولا یکتمہ۔ — اللہ فرماتا ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں اور اس کو چھپاتے نہیں ہیں۔[۴]

اور محی السنّۃ علّامہ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں اور علّامہ خازن تفسیر لباب التاویل

۱؎ از مشکوٰۃ صـ۷۲

۲؎ تفسیر روح البیان صـ۲۲ ج ۶)

۳؎ (سورۃ التکویر آیت ۲۴)

۴؎ (تفسیر معالم و تفسیر خازن مصری صـ۱۸ ج ۷)

marfat.com

ہیں آیۃ کریمہ علّمہ البیان کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اراد بالانسان محمّدًا صلی اللہ علیہ وسلم (علمہ البیان) یعنی بیان ماکان ومایکون لانہ کان یبین عن الاولین والاخرین وعن یوم الدین۔

انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انہیں ماکان ومایکون کا بیان تعلیم کیا اسی لئے تو وہ اوّلین وآخرین اور روز قیامت کی خبریں دیتے ہیں۔[1]

ان آیات اور ان کی تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان ومایکون پر مطلع فرمادیا اسی لئے تو وہ اوّلین وآخرین اور روز قیامت کا بیان کرتے ہیں اور وہ تم پر بخل نہیں کرتے۔ بلکہ تمہیں بھی سکھاتے اور خبر دیتے ہیں اور اس کو چھپاتے نہیں۔

بالجملہ انبیاء اور خصوصًا سید الانبیاء علیہ وعلیہم السّلام کا اللہ تعالیٰ کی تعلیم وعطا سے غیوب پر مطلع ہونا ایسا اعتقادی مسئلہ ہے جو نہ صرف علماء دین بلکہ صحابہ وتابعین کی تصریحات سے بلکہ صریح قرآن وحدیث سے ثابت ہے اب دیکھو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اس اعتقادی مسئلہ کے بالمقابل لکھتا ہے۔

غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر۔[2]

کسی انبیاء اولیاء امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے۔[3]

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔[4]

مجدد مذہب وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاف طور پر لکھتے ہیں :۔

---

[1] تفسیر خازن مصری ص۲ ج ۷

[2] تقویۃ الایمان ص۶۶

[3] تقویۃ الایمان ص۳۰

[4] تقویۃ الایمان ص۱۰

marfat.com

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علمِ غیب تھا صریح شرک ہے [1]
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے۔ ساداتِ حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے [2]
انبیاء علیہم السّلام غیب پر مطلع نہیں [3]

مسلمانو دیکھو! اس امام الوہابیہ اور مجدد فرقہ دیوبندیہ نے علماء دین صحابہ و تابعین کو بلکہ خود رسول الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود ربّ العالمین جل جلالہ کو بھی کیا کافر و مشرک نہیں کہا۔ کہا اور ضرور کہا۔ اب مصنّف سے پوچھو کہ نہ فقط اکابر اہلِ حق کی تضلیل و تکفیر کی، بلکہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم تک کو مشرک و کافر بنانے کے فتوے کیا تجھے اس سے اور زائد چاہئیں۔
حاصل کلام یہ ہے کہ جب مصنّف کے اکابر تمام اُمّت کے علماء اور اکابر اہلِ حق کی تضلیل و تفسیق میں اس قدر بلیغ کوشش کر چکے اور انہیں کافر و مشرک بتانے میں اپنی عمر صرف کر چکے اور انبیاء کرام و سیّد الانبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی جناب میں بلکہ خود ربّ العالمین جل جلالہ کی شان میں ایسے گستاخانہ الفاظ استعمال کر چکے تو مصنّف کو نیچریوں۔ رافضیوں۔ قادیانیوں۔ چکڑالویوں غیر مقلدوں کی اکابر اہلِ حق کی تضلیل و تکفیر کرنا کس طرح یاد آتی اور وہ ان کے کفری و شرکی فتوؤں کو کب نظر میں لاتا کہ ایسی تضلیل و تکفیر تو نہ اس کے نزدیک کوئی جرم ہے۔ نہ قابلِ شکایت بات ہے بلکہ یہ تو اس کا مذہب و عقیدہ ہے ہاں مصنّف کے نزدیک مجرم اور قابلِ شکایت تو وہ لوگ ہیں جو اس کے اکابر کے لئے شرعی احکام بیان کریں۔ چنانچہ وہ اس کے بعد لکھتا ہے:۔

> ان اعلیحضرت بریلوی نے ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کیا ان کے ضعف کو قوّت سے بدلا۔ اہلسنّت پر وہ انواع و اقسام

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ صنا ج ۲ [2] فتاویٰ رشیدیہ ص۳ ج ۳
[3] مسئلہ علم غیب ص۲

marfat.com

ظلم و جفا کے ایجاد کیئے کہ اپنے اسلاف اہل دجل موجودگی عمدہ یادگار اور مجدّد بلکہ جملہ مفترین سابقین کے مایۂ افتخار بنے کوئی ہی عالم باعمل و محقق سنّی علماء ہند کا ایسا بدنصیب ہوگا جو ان اعلحضرت کے دستِ جفا سے شہید نہ ہوا ہو بلکہ کوئی طائف فرقہ ناجیہ کا ان دیار میں نہ ہوگا جس کو ان بریلوی مجدّد اور ان کے اتباع کے اقلامِ دانستہ نے ذبح نہ کیا ہو۔ ؎

جواب :۔ اہلسنّت و جماعت کے فاضلِ کامل۔ عالم عامل۔ حامی سنّت و ملّت۔ ماحیٔ کفر و ضلالت۔ مجدّد مائتہ حاضرہ۔ مؤیّد ملّتِ طاہرہ۔ اعلحضرت عظیم البرکت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی قدّس سرّہ جنھوں نے عمر بھر دینِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبردست حمایت کی اور اہلسنّت و مذہبِ حنفیّت کی بہت بڑی خدمت کی۔ صدہا رسائل و ہزارہا فتاوے تحریر فرمائے۔ تمام اہلِ باطل اور گمراہ فرقوں کے رد فرما کر ان کی حقیقت و بدمذہبیّت کو آشکارا فرما دیا۔ حق کا احقاق و باطل کا ابطال فرما کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ کر دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیائے اسلام ہند۔ سندھ مصر و شام۔ عرب و عجم ان کی حمایت دین و علمی کمالات کے معترف ہیں۔ علماء اہلسنّت نے ان کے روبرو اپنے سرِ نیاز خم کر دیئے اور ان سے سندیں حاصل کیں ان سے بیعتیں کیں اور ان کی طرف مسائل مشکلہ میں رجوع کیا۔ ہمیشہ اہلسنّت نے ان کی ذات کو ابرِ رحمت سمجھا۔

ہاں مخالفینِ اسلام باطل فرقوں۔ گمراہ جماعتوں کی گرم بازاری ان کے سامنے سرد ہو گئی ان کی فریب کاریاں ان کے زمانہ میں بے حجاب ہو گئیں اور گمراہی و بے دینی کا سیلاب بند ہو گیا اسی بنا پر تمام فرقِ باطلہ کو ان کی ذات سے انتہائی عداوت و دشمنی تھی۔ رافضی۔ قادیانی۔ چکڑالوی۔

؎ شہابِ ثاقب صہ ۲۳

وہابی غیر مقلدین وغیرہ گمراہ فرقے ان کے روبرو دم نہ مار سکے۔ ہر ایک کا ایسا رد بلیغ کر دیا کہ پھر اس کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ خود ہی فرماتے ہیں۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعلیحضرت قبلہ نے قادیانی۔ چکڑالوی۔ رافضی۔ نیچری غیر مقلدین کے رد میں مستقل رسالے تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے عقائد باطلہ اور مسائل فاسدہ پر قرآن وحدیث وتصریحات سلف وخلف کو نقل فرما کر احقاق حق وابطال باطل فرمایا اور ان کے اقوال کفر وضلال کی بنا پر ان کی تضلیل و تکفیر کی اور اس طرح اہل کفر وضلال کی تضلیل وتکفیر کرنا سنت انبیاء کرام ہے بلکہ خلق الہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کسی مشرک و کافر کی حضرات انبیاء کرام نے تضلیل وتکفیر نہیں کی۔ کتنی آیات واحادیث میں اہل کفر و ضلال کی تضلیل وتکفیر فرمائی گئی۔ پھر حضرات انبیاء کرام کے سچے متبعین نے ہمیشہ اہل باطل کی تضلیل وتکفیر کی۔ اعلیحضرت قبلہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ لہذا انہوں نے بھی اہل ضلال وکفر کی تضلیل وتکفیر کی اور عامۃ المسلمین کو ان کے فتنے اور شر سے محفوظ کیا۔ فرقہ وہابیہ کے کفر وضلال اور غلط مسائل کی طرف خاص طور پر اس وجہ سے توجہ کی گئی کہ اور فرق باطلہ کو عوام بھی پہچان لیا کرتے ہیں کہ نیچری احکام اسلام کا محض اپنی ناقص عقل سے انکار کر دیا کرتے ہیں۔ وارثان انبیاء حقانی علماء کی وہ توہین کیا کرتے ہیں تو عوام کے لئے ان کی اتنی ہی بات کافی ہے اسی طرح غیر مقلدین کا تقلید امام سے انکار کرنا۔ قرآن وحدیث کے سوا تمام کتب مذہب کو نہ ماننا ہی ان کی معرفت کے لئے کافی ہو جاتا ہے رافضی کا صحابہ کی شان میں گستاخیاں کرنا اور اپنی مخصوص نماز و افعال کرنا ہی ان کو پہچاننے کیلئے کافی ہے قادیانی کا غلام احمد کو نبی ماننا اور اپنے خاص افعال کرنا ہی انہیں جاننے کیلئے کافی ہے چکڑالوی

marfat.com

کا حدیث سے انکار کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منکر ہونا اور صرف قرآن کا ماننا ہی ان کی زبردست معرفت ہے۔

لیکن فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کا اہلسنّت میں ایسا خلط ہے کہ یہ اپنے آپ کو اہلسنّت کہلاتے ہیں۔ حنفی ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عقائد و فقہ کی کتابوں کو ماننے کا اظہار کرتے ہیں۔ علما سلف و خلف کی تصنیفات کے قبول کرنے کا اظہار کرتے ہیں۔ ہماری سی نماز۔ روزہ حج ادا کرتے ہیں۔ قادری و چشتی۔ نقشبندی و سہروردی بنتے ہیں۔ تعلیم قرآن و حدیث اور دینی کتابوں کے درس کا شغل رکھتے ہیں۔

لہذا ان کی معرفت عوام کے لئے نہایت مشکل تھی۔ ان کا اہلسنّت وجماعت سے امتیاز کرنا۔ ان کے اقوالِ کفر و ضلال کا پہچاننا۔ ان کے عقائدِ باطلہ کا جاننا۔ ان کے غلط مسائل سے واقف ہونا عامۃ المسلمین کے لئے سخت دشوار تھا۔ اعلحضرت قدس سرّہ نے ان سے فروعی اختلاف میلاد شریف قیامِ تعظیمی گیارہویں شریف عرس۔ فاتحہ۔ تیجہ۔ دسواں۔ چالیسواں۔ یارسول اللہ کہنا۔ مزارات پر روشنی کرنا۔ چادریں ڈالنا اولیاء سے استمداد کرنا۔ توسّل کرنا۔ عیدین کے روز معانقہ کرنا وغیرہ ہر ہر مسئلہ پر رسالے تحریر فرمائے اور ان میں قرآن و حدیث اور تصریحات سلف و خلف سے ان کے جواز کے کافی ثبوت دے کر ان کے غلط استدلالوں کا ردِ بلیغ فرمایا اور اصولی اختلاف اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی شانوں میں گستاخیاں کرنے۔ کثیر آیات و احادیث کے انکار کرنے۔ تصریحات کتبِ اسلامیہ کے نہ ماننے کے دو سو تیس اقوال کفر و ضلال کا اظہار فرمایا اور اس کو ایک رسالہ الاستمداد علی اجیال الارتداد میں جمع فرمایا اور ان کے صرف امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کے ستر (۷۰) اقوال کے لئے ایک رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ تحریر کیا اور ایک رسالہ المعتمد المستند لکھا جس میں غلام احمد قادیانی۔ رشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد انبیٹھی۔ اشرف علی تھانوی کے اقوالِ کفریہ نقل فرما کر ان کی تکفیر کی اور اسی پر علماء حرمین شریفین سے تصدیقیں حاصل

marfat.com

کیں جس مجموعہ کا نام حسّام الحرمین علیٰ منحرا الکفر والمین ہے۔ مصنّف کو اعلحضرت قبلہ سے اسی بنا، پر عداوت و دشمنی ہے اور وہ یہ سب کچھ اسی عداوت کے جوش میں لکھ رہا ہے اور دل کھول کر افترا کر رہا ہے۔ مصنّف کا یہ صریح افترا ہے کہ اعلحضرت نے اکابر علما، و اہل حق کی تضلیل و تکفیر اور تذلیل و تفسیق کی ہے مصنّف اس کی کوئی نظیر تا قیامت نہیں دکھا سکتا۔ مصنّف کا اعلحضرت پر یہ بھی صریح افترا ہے کہ انہوں نے اہلسنّت پر انواع و اقسام کے ظلم و جفا کئے۔ مصنّف اس کی بھی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ مصنّف کا اعلحضرت پر یہ بھی صریح افترا ہے کہ انہوں نے کسی سنّی عالم باعمل یا محقق سنّی علما، ہند کی تکفیر و تضلیل کی ہو۔ مصنّف اس کے ثبوت دینے سے بھی ہمیشہ عاجز رہے گا۔ مصنّف کا اعلحضرت پر یہ بھی صریح افترا ہے کہ انہوں نے فرقہ ناجیہ کے کسی فرد پر فتویٰ کفر دیا ہو۔ مصنّف اس کے ثابت کرنے سے بھی تا قیامت قاصر رہے گا۔ مصنّف کو ایسے صریح افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی خود تو بقیتہ الدجّالین و خاتم المفترین ہے اور اس کی نسبت اعلحضرت کی جانب کرتا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مصنّف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۲۴ میں جی بھر کر جھوٹ بولا اور دل بھر کر اعلحضرت قبلہ کو گالیاں دے کر جو افترا، کئے ان کو نقل کیا جاتا ہے۔

> یہ ربوا کو شیر مادر سمجھتے ہیں۔ تحریف معانی قرآن و حدیث اور قطع و برید الفاظ علما، مستند کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرات علما، دیوبند اور ان کے اکابر پر سخت افترا پردازیاں کی تھیں۔ [1]

مصنّف خود امام المفترئین ہے

جواب:۔ مصنّف کا اعلحضرت پر یہ صریح افترا ہے کہ انہوں نے ربوا کو شیر مادر سمجھا۔ اگر مصنّف کے اس دعوے میں ذرّہ بھر صداقت

---

[1] (شہابِ ثاقب صہ ۲۴ ملخصاً)

marfat.com

ہے تو اس کو ثابت کرے اسی طرح مصنّف کا یہ بھی بہتان عظیم ہے کہ اعلحضرت نے معانی قرآن وحدیث میں تحریف کی اگر مصنّف کی اس بات میں سچائی کا شائبہ بھی ہو تو اس کی کوئی مثال پیش کرے اسی طرح مصنّف کا یہ بھی بہت بڑا افتراء ہے کہ اعلحضرت نے علماء مستند کے الفاظ میں کہیں قطع برید کی ہو۔ اگر مصنّف کے اس قول میں راست بازی کی بُو بھی ہو تو اس کی ایک نظیر تو لائے اسی طرح مصنّف کا یہ زبردست بہتان ہے کہ اعلحضرت نے علماء دیوبند پر افتراء پردازی کی۔

مسلمانو! افتراء پردازی تو جب ہوتی کہ اعلحضرت قبلہ ان علماء دیوبند کی عبارتیں خود اپنی طرف سے بنا لیتے یا ان عبارتوں میں ایک لفظ بلکہ ایک حرف کا بھی تغیر کر دیتے اور جب وہ عبارتیں بلفظہٖ آج بھی ان علماء دیوبند کی تصنیفات میں موجود ہیں اور عود ان عبارات کے لفظ لفظ کے درست وصحیح ہونے کا وہ اعتراف کرتے ہیں تو پھر اس کو کوئی شریف طبیعت انسان تو افتراء پردازی کہہ نہیں سکتا لیکن مصنّف نے اپنا عرف ہی ایسا بنا لیا ہے کہ وہ ایسی عبارتوں کو تو افتراء پردازی کہتا ہے جو کتابوں میں بلفظہٖ موجود ہوں جن میں ایک لفظ ایک حرف کا تغیر نہ ہوا ہو۔ جن کا نہ صرف ان کے مصنّفین بلکہ ساری قوم اعتراف کرتی ہو۔ آج بھی جو اسی مصنّف ہی کے نام سے وہ کتاب مطبوعہ کتب خانوں میں بکتی ہو اور جو عبارات ایسی ہوں کہ ایک لفظ تو کیا ایک حرف بھی اس کے مصنّف کا نہ ہو۔ عبارت بھی خود ساختہ ہو اس کا مصنّف بھی فرضی ہو اس کا مطبع بھی گڑھ لیا جائے۔ اس کے صفحہ بھی اپنی طرف سے بنا لئے جائیں تو وہ عبارتیں افتراء پردازی نہ ہو سکیں۔ جیسا کہ اس مصنّف ہی نے اسی شہابِ ثاقب کے ص ۱۲۱ پر جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک کتاب خزینۃ الاولیاء گڑھی اور اس کا مطبع کانپور بنا لیا اور اس کے صفحہ ۱۵ کی ۳ سطر کی عبارت محض اپنی طرف سے بنا ڈالی اور شہابِ ثاقب صفحہ ۱۲۲ پر حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی کے نام سے ایک کتاب

marfat.com

ہدایۃ الاسلام گڑھ لی اور اس کا مطبع صبح صادق سیتاپور بنا ڈالا اور اس کے صفحہ ۳۰ کی ۲ سطری عبارت محض اپنے دل سے تراش لی جس کو ہم پہلے بہ تفصیل پیش کر چکے ہیں۔

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کہ افترا پردازی یہ ہے جو مصنف نے نے کی ہے کہ نہ یہ عبارات ان کے مصنفین کی نہ ان کا نام صحیح نہ ان کا مطبع موجود نہ ان کتابوں کا کہیں دنیا میں وجود ہوا۔ مصنف خود تو امام المفترئین ہے اور دوسروں کو مفتری ثابت کرنے کی ناپاک سعی کرتا ہے۔

پھر یہ مصنف اسی صفحہ کے آخر میں اپنی معرفت کراتا ہے اور علماء دیوبند سے اپنے تعلق کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے:-

> احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند و گنگوہی کا خوشہ چین اور ان کے ہی دامن عاطفت کا منتسب ہے۔ سات آٹھ برس تک ان اکابر کے بارگاہ کی خاکروبی اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمت سے مالا مال رہا ہے اس لئے ان حضرات کے عقائد و خیالات و اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ [۱]

جواب:- یہ واقعہ ہے کہ مصنف نہایت متعصب وہابی دیوبندی ہے اس کے عقائد و خیالات وہی ہیں جو وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد و خیالات ہیں۔ اگرچہ وہابیہ کے دو سو تیس اقوال کفر و ضلال اعلیٰحضرت قبلہ نے الاستمداد میں جمع فرما دیئے ہیں ہم محض آگاہیِ عوام کے لئے ان میں سے اٹھائیس ہی نقل کرتے ہیں۔

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
۱-	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ	سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیئے [۲]	وہابیہ نے اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کیلئے مکر جیسا عیب ثابت کیا کوئی جاہل بھی ایسی

[۱] شہاب ثاقب صہ ۲۴-۲۵

[۲] (تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صہ ۵۲ مصنف امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی)

marfat.com

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
	مکار ہے۔		گستاخی کی جرات نہ کرے گا
۲۔	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالےٰ مکار ہے۔	لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد[1] (ترجمہ) ہم نہیں مانتے کہ جھوٹ بولنا محال ہو (عبارت دوم) امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔[2]	وہابیہ نے اس عبارت میں اللہ کے لئے جھوٹ ممکن مانا باوجودیکہ عقیدہ اہلسنت میں اللہ تعالیٰ کے لئے کذب محال ہے شرح فقہ اکبر صہ ۲۲ میں ہے، والکذب علیہ محال شرح مواقف صہ ۶۰۴ میں ہے یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً۔
۳۔	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم نہیں البتہ وہ اگر چاہے تو دریافت کر سکتا ہے	سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔[3]	وہابیہ نے اس میں خدا کے علم کو اختیاری کہہ کر اس کی صفتِ علم کو حادث مانا اور دریافت کرنے سے پہلے اس کو غیب کا علم نہ ہوگا تو خدا کو جاہل بھی مانا۔
۴۔	وہابیہ کے نزدیک فرشتوں کو نہ مانو۔	اللہ کے سوا کسی کو نہ مان[4] اللہ کو مانیں اور اس کے سوا کسی کو نہ مانیں[5]	ترجمہ شاہ عبدالقادر میں ایمان کا ترجمہ ماننا ہے تو ان عبارات کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کو مانو۔ یعنی اسی پر ایمان لاؤ اور ذکر

لہ (یکروزی صہ ۱۴۵ مصنفہ امام الوہابیہ) ۲ہ (براہینِ قاطعہ صہ ۲)
۳ہ (تقویۃ الایمان صہ ۲۳) ۴ہ (تقویۃ الایمان صہ ۲) ۵ہ (تقویۃ الایمان صہ ۱۶)

marfat.com

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
			نہ مانو یعنی فرشتوں پر ایمان نہ لاؤ تو فرشتوں کے نہ ماننے کا حکم بھی دیا۔
۵۔	وہابیہ کے نزدیک	اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے۔	اس عبارت میں انبیاء کو بے حواس کہا۔
۶۔	قرآن پاک کلام الٰہی نہیں بلکہ آپس کی باتیں ہے اور انبیاء کرام بے حواس ہو جاتے ہیں۔	جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے یہ سب رعب میں آکر بیحواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایکدوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لہ	اور بے حواسی کی وجہ سے احکام الٰہی ان کی سمجھ میں نہیں آتے اور خوف و دہشت کی وجہ سے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے تو آپس میں کہتے و مشورہ کر کے آمنّا صدقنا کر لیتے ہیں تو قرآن باہمی ہم مشورہ ہوا کلامِ الٰہی نہ ہوا۔ العیاذ باللہ
۷۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کی بشر کے برابر	کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو	اس میں بزرگ کہا چاہے وہ نبی ہو تو اس کی اور بشر کی برابر تعریف کرو۔ یعنی انبیاء کے

لہ تقویۃ الایمان ص ۳۴

marfat.com

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
	تعریف کیجائے بلکہ اس میں بھی اختصار کرو	اس میں بھی اختصار ہی کرو، سو اس میں	مخصوص فضائل کو بیان نہ کرو صرف ان کی بشریت کا ذکر کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔
٨۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں	انبیاء۔ امام زادہ۔ پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہیں[2] اللہ کے روبرو عاجز ہونے میں اور بے اختیار ہونے میں ہم اور بت اور پیغمبر سب برابر ہیں۔[3]	اس میں انبیاء کی عظمت گھٹائی ان کے خداداد اختیار کو نہ مانا۔ ان کو اپنے برابر عاجز و بے اختیار کہہ کر انہیں اپنے برابر ٹھہرایا اور انکی برتری کا انکار کیا۔
٩۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام بے خبر اور نادان ہیں	ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان[4]	اس میں بڑے کہہ کر انبیاء مراد لئے کہ بندوں میں بڑے انبیاء ہی ہوتے ہیں تو انبیاء کی علمی فضیلت کا انکار کر کے اپنے برابر انہیں بھی بے خبر و نادان کہا اور ان کی فوقیت کو مٹایا۔
١٠۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کی سرداری چودھری اور زمیندار جیسی ہے	جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کہ ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے[5]	اس میں انبیاء کرام کی سرداری کی قدر و منزلت گھٹانے کیلئے انہیں چودھری اور زمیندار کے ساتھ تشبیہ دی ورنہ ایسی تشبیہ کسی مخلص سے ممکن نہیں۔

[1] تقویۃ الایمان ص١٠ [2] تقویۃ الایمان ص٦٨ [3] نصیحۃ المومنین ص١٢
[4] تقویۃ الایمان ص٢٩ [5] تقویۃ الایمان ص٢٧

marfat.com

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
۱۱۔	وہابیہ کے نزدیک انبیائ ذرّہ ناچیز سے کمتر ہیں۔	سب انبیاء اولیائ اس کے روبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں [۱]	اس میں انبیاء کرام کے شرف تقرّب اور فضائل خاص سب کو مٹا کر انہیں نہ صرف ذرّہ کی برابر بلکہ ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ٹھہرایا یہ کوئی مسلمان تو کہہ نہیں سکتا
۱۲۔	وہابیہ کے نزدیک انبیائ کرام چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔	ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے [۲]	اس میں بڑی مخلوق سے مراد انبیاء ہی ہیں کہ مخلوق میں انبیاء سے بڑا اور کون ہے تو انہیں چمار سے زیادہ ذلیل کہہ کر ان کی دربار الٰہی کی وجاہت سے انکار ہے۔
۱۳۔	وہابیہ کے نزدیک انبیائ کرام کی بڑے بھائی کی سی تعظیم ہے۔	انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے [۳]	اس میں بڑے بزرگ سے مراد انبیاء ہیں تو انبیاء کے تمام فضائل و خصوصیات کو پس پشت ڈال کر ان سے برادری اور بھائی بندی کا رشتہ جوڑنا کسی غلام کا کام نہیں
۱۴۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کے معجزہ سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم	بسیار چیز است کہ ظہور آن از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردن میشود حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقوی واکمل ازاں ارباب	اس کا ترجمہ یہ ہے بہت چیزیں کہ مقبولوں کا معجزہ گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ قوت و کمال میں ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں اس میں معجزہ کو جادو و طلسم کی صرف

[۱] تقویۃ الایمان ص۶۳ [۲] تقویۃ الایمان ص۱۶۱ [۳] تقویۃ الایمان ص۶۸

marfat.com

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
	والے کر سکتے ہیں۔	سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد ۱؎	برابر بلکہ قوت و کمال میں بڑھ کر کہا اور نبی کو جادوگر اور طلسم والے کی نہ صرف برابر بلکہ قوت و کمال میں بڑھ کر قرار دیا۔ یہ انبیاء کی تنقیص شان ہے۔
۱۵۔	وہابیہ کے نزدیک اعمال میں امتی انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔	انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں ۲؎	اس میں انبیاء کو امت سے تفوق علمی مانا اور اعمال میں انبیاء کو امت کی برابر مانا بلکہ امت کو انبیاء سے بڑھا دیا تو امتی کو انبیاء کے برابر کہنا ہی تنقیص شان انبیاء ہے چہ جائیکہ انبیاء کو امتی سے گھٹا دینا۔
۱۶۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو اپنا شفیع سمجھنے والے نیاز و منت کرنے والے ابوجہل کی برابر مشرک ہیں۔	پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ ۳؎	اس میں منتیں ماننے والے نذر و نیاز کرنیوالے انبیاء کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنے والے سب کو ابوجہل کی برابر مشرک کہا اور یہ بھی صاف کر دیا کہ انبیاء کو جو اللہ کا بندہ اور مخلوق اعتقاد کرنے کے باوجود بھی جو انہیں اپنا وکیل و شفیع سمجھے گا۔ وہ بھی ابوجہل کے برابر مشرک ہے اور یہ تمام امت کا عقیدہ ہے۔ تو سب امت مشرک ٹھہری۔

۱؎ فتاوی رشیدیہ ص۲ / ج۳ ۲؎ تحذیر الناس ص۵

۳؎ تقویۃ الایمان ص۸

marfat.com

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبند	اصل عبارات وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
١٧۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی پچھلے اور آخری نبی نہیں یہاں تک کہ آپ کے زمانے کے بعد اور نبی تجویز کیا جا سکتا ہے۔	عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے[۱] (اس میں ہے) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا[۲]	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونا خیالِ عوام ٹھہرایا اور یہی وہ معنی ہیں جو احادیث اور آثار صحابہ اور اجماع مسلمین سے ثابت ہیں تو اس نے تمام امت اور صحابہ تابعین بلکہ خود رسولِ امین کو بھی عوام قرار دیا اور اہل فہم کے خلاف ٹھہرایا اور خدا کی نسبت یاوہ گوئی کا استعمال کیا تو اس نے حضور کی خاتمیت ہی کا انکار کیا اور زمانہ اقدس کے بعد اور نبی کا پیدا ہو جانے کی تجویز کو مان لیا تو اس نے خاتمیت ذاتی و زمانی ہر دو کا انکار کر دیا اور یہ صریح کفر ہے۔
١٨۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم	شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم بتایا ہے اور شیطان

[۱] تحذیر الناس صہ ۳ [۲] تحذیر الناس صہ ۲۸

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
	کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم ہے۔	نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ لے	علم نص قطعی سے ثابت ہے اور حضورؐ کی وسعت علم کیلئے کوئی نص قطعی نہیں اور جو چیز حضورؐ کیلئے شرک ہے وہ ہی چیز شیطان و ملک الموت کیلئے شرک نہیں۔
۱۹۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر علم بچوں پاگلوں جانوروں کو بھی ہے۔	پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ ٹے	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو زید عمر اور بچوں پاگلوں اور تمام جانوروں اور چوپایوں کے برابر کر دیا اس میں نہایت صاف اردو میں حضور کی تنقیص شان کی اور صریح توہین کی کہ اعلم الخلق کے علم کو کم علموں بلکہ بے علموں کے برابر ثابت کر دیا۔
۲۰۔	وہابیہ کے نزدیک	جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے	اس میں پہلے تو نام اقدس کس

لے براہین قاطعہ ص ۵۱   ٹے حفظ الایمان ص ٦ و ٧

marfat.com

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے مختار نہیں۔	وہ کسی چیز کا مختار نہیں [1]	بے تہذیبی سے لیا کہ نہ ابتدار میں کوئی کلمۂ ادب ہے نہ بعد میں پھر حضورؐ کے خداداد اختیار و تصرف کا صاف انکار کر دیا۔ جس میں کثیر آیات واحادیث کا انکار لازم آتا ہے۔
۲۱۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔	(اپنی طرف سے حضورؐ کا یہ قول دل سے گڑھ کر لکھا) میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں [2]	اس میں ایک تو اپنے دل سے گڑھ کر یہ حضورؐ کا قول ٹھہرایا پھر آپ کے حیات ہونے کا انکار کیا اور حدیث نبی اللہ حیٌّ کا بھی انکار کیا۔
۲۲۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیحواس ہو گئے۔	سبحٰن اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ [3]	اس میں نہایت صاف الفاظ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیحواس کا لفظ استعمال کیا جو کسی نیاز مند غلام سے ممکن نہیں اگر یہ بیحواسی میں کہتا تو بیحواس کی بڑ ہوتی لیکن یہ تو بدرستی حواس کہتا ہے کیا یہ توہین نہیں ہے۔
۲۳۔	وہابیہ کے نزدیک	(اللہ) چاہے تو کروڑوں نبی	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر

[1] تقویۃ الایمان ص۴۷ [2] تقویۃ الایمان ص۷۹ [3] تقویۃ الایمان ص۶۴

marfat.com

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کروڑوں اور ہو سکتے ہیں۔	اور ولی اور جن وفرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے۔ ١	ممکن جانا اور ممتنع النظیر کے قول کا صاف انکار کیا جس سے کثیر آیات واحادیث کی مخالفت لازم آئے گی تو اس میں حضور کی توہین بھی ہے اور ممتنع کا ممکن ماننا بھی ہے۔
٢٤۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نماز میں خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے تصوّر میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔	صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔ ٢	اس کا ترجمہ یہ ہے نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالتماب حضور ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصوّر میں ڈوب جانے سے بدتر ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیسی گندی گالی اور صریح تنقیص کی العیاذ باللہ۔
٢٥۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ دیوبند کے تعلق سے	ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں	وہابیہ کا یہ خواب منگھڑت ہے علاوہ بریں اس میں ایک بے ادبی تو یہ ہے کہ حضور کے اردو بولنے پر اعتراض کیا پھر علماء دیوبند سے معاملہ کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ

١ تقویۃ الایمان ص ٣٥ ٢ صراط مستقیم مصنفہ اسماعیل دہلوی ص ٨٦

marfat.com

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
	اردو بولن آگئی۔	سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ ۱ے	حضور نے علماء دیوبند سے اردو سیکھی حضور شاگرد بنے اور وہ علماء مدرسین دیوبند حضور کے استاد ہوئے جب ہی تو مدرسۂ دیوبند کا رتبہ بڑھا کر حضور نے مدرسۂ دیوبند میں طالب علمی کی تو ان استادوں کا مرتبہ کیسا بلند ہوا جنہوں نے حضور کو تعلیم دی۔
۲۶۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی رشید احمد گنگوہی ہے۔	زبان پر اہلِ اہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی۔ ۲ے	اس میں رشید احمد گنگوہی کو ثانیٔ رسول یعنی مثلِ رسول کہا یہ تو جب ہے کہ بانیٔ اسلام سے حضور مراد ہوں اگر بانیٔ اسلام سے خدا مراد ہے تو گنگوہی جی ثانیٔ خدا یعنی مثلِ خدا ثابت ہوئے تو وہابیہ کے نزدیک گنگوہی یا مثلِ رسول ہیں یا مثلِ خدا ہیں۔
۲۷۔	وہابیہ کے	قبولیت اسے کہتے ہیں	اس میں علیہ سود کا ترجمہ کلے

۱ے براہینِ قاطعہ صـ ۲۱ ۲ے مرثیہ گنگوہی مصنف محمود حسن دیوبندی صـ ۶

marfat.com

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارت وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
	نزدیک حضرت یوسف علیہ السّلام کا ثانی گنگوہی جی کا کالا غلام ہے۔	مقبول ایسے ہوتے ہیں عبیدِ سود کا ان کے لقب ہے۔ یوسفِ ثانی [1]	غلطی ہے مطلب یہ ہے کہ گنگوہی جی کے کالے، چھوٹے سے چھوٹے غلام یوسف ثانی ہیں اور گورے تو گورے ہی ہوں گے۔ تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین ہے۔
۲۸۔	وہابیہ کے نزدیک گنگوہی جی کی مسیحائی حضرت مسیح علیہ السّلام کی مسیحائی سے بڑھ گئی	مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس مسیحائی کو دیکھیں۔ ذری ابنِ مریم [2]	اس میں گنگوہی جی کا حضرت مسیح علیہ السّلام سے مقابلہ کیا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح کی مسیحائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ فرماتے تھے اور گنگوہی جی کی ایسی ہے کہ یہ مردوں کو زندہ بھی کرتے۔

[1] مرثیہ دیوبند ص ۱۱

[2] " "

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
			ہیں اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے یہ حضرت مسیح کی توہین نہیں تو کیا ہے

مسلمانو! یہ ہے اکابر فرقہ وہابیہ کے عقائد وخیالات کا نمونہ جنہیں سُن کر ہر ناخواندہ صحیح الاعتقاد انسان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے کہ انہوں نے اللہ عزوجل اور انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہ وعلیہم السلام کی شانوں میں کیسی بے ادبیاں کیسی گستاخیاں کی ہیں۔ اور ان کے کیسے گندے خیالات اور ناپاک عقائد ہیں اور بخیالِ اختصار صرف اتنے ہی پر اکتفا کیا گیا۔ ورنہ دو سو ایسے ہی ان کے عقائد وخیالات الاستمداد میں اور درج ہیں اور میرے رسالہ کاشف سُنیت و وہابیت میں ان کے عقائد وخیالات ۵۰۰ جمع کر دیئے گئے ہیں۔

مُصنف انہیں عقائد وخیالات سے بخوبی واقف ہو کر اپنے ان اکابر کا جب خوشہ چین بنا اور ان کے دامن تھامنے پر جب نازاں ہوا اور ان کی بارگاہوں کی خاکروبی کرنے اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمات پر جب افتخار کرتا ہے تو ثابت ہو گیا کہ مصنف کے بھی وہی عقائد وخیالات ہیں جو اس کے ان اکابر کے ہم نے بطور نمونہ ۲۸ پیش کیے ہیں۔ اور مصنف نے یہ عقائد ناواقفی کے حال میں نہیں ملنے بلکہ بخوبی واقف ہو کر مانے ہیں۔

اس کے بعد مُصنف نے عُلماء مدینہ منورہ کے حسام الحرمین پر تصدیق اور دستخط کی یہ توجیہ اپنی طرف سے ان الفاظ میں پیش کی۔

> اسی وجہ سے اُس زمانے میں بھی اِن کی مکاریوں اور افتراپردازیوں کا اظہار مدینہ منورہ میں کیا گیا تھا اور رسائل اکابر لوگوں کو دکھلائے گئے تھے مگر جو لوگ قبل از اطلاع دستخط کر چکے تھے وہ لوگ مجبور ہو گئے اور انہوں نے بعد از اطلاع یہی کہا کہ ہم نے اپنی اپنی تقریظوں

marfat.com

میں شرط لگادی ہے۔ [1]

جواب :۔ اعلیحضرت قدس سرہ نے علماء حرمین شریفین کے سامنے گنگوہی انبیٹھی تھانوی وغیرہ کی کتابوں کی اصل عبارات پیش کیں آج وہ کتابیں مطبوعہ موجود ہیں۔ ان میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ جو عبارات اعلیحضرت نے پیش کی تھیں وہ آج بھی ان میں بلفظہٖ موجود ہیں تو مصنف کا اس کو مکاری اور افترا پردازی کہنا دجل و فریب نہیں تو اور کیا ہے۔ علماء حرمین شریفین نے ان عبارتوں پر حکم صادر فرمائے۔ مدینہ منورہ ہی کے علامہ برزنجی مفتی شافعیہ کی تقریظ پڑھ لیجئے کہ انہوں نے ان کی اصل عبارت کو نقل کر کے حکم دیا ہے۔ تو اہل فہم کو حیرت یہ ہو گی کہ آخر مدینہ منورہ میں اظہار ہوا کس چیز کا۔ اگر بقول مصنف رسائل اکابرِ دیوبند لوگوں کو دکھائے گئے تو ان رسائل میں یہ عبارات تھیں یا نہیں اگر مصنف کہے کہ وہ عبارات ان رسائل میں تھیں تو اہل مدینہ کو اعلیحضرت کی صداقت اور سچائی کا اظہار ہو جانا چاہیئے تو پھر ان کا یہ کہنا کہ ہم نے اپنی اپنی تقریظوں میں شرط لگا دی ہے۔ غلط قرار پاتا ہے کہ جب انہوں نے اپنی آنکھ سے وہ اصل رسائل دیکھ لیے تو پھر شرط لگادی ہے۔ کا جملہ بیکار ٹھہرتا ہے اور شرط کی تعلیق ہی ختم ہوتی ہے کہ ان کا حکم معلق بالشرط کے درجے سے نکل کر قطعی حکم قرار پاتا ہے۔ علاوہ بریں جب اس شرط کا وجود ثابت تو وقوعِ حکم سے کون چیز مانع ہے۔ اور اگر مصنف یہ کہے کہ وہ اصل عبارات ان رسائل ہی میں نہیں تھیں تو یہ بھی کذب صریح ہے کہ وہ اصل عبارات تو آج بھی ان رسائل میں مطبوعہ موجود ہیں تو مصنف کا یہ کذب صریح ہے کہ وہ رسائل انہیں دکھائے گئے۔ اور اگر یہی فرض کر لیجئے کہ انہیں وہ رسائل دکھائے گئے۔ لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ حسام الحرمین کی تقریظوں کے بعد دکھائے گئے اور وہ دستخط کر کے مجبور ہو گئے تھے تو انہیں علامہ برزنجی نے ان رسائل کے دیکھنے کے باوجود پھر غایۃ المامول میں واقفیت کے بعد کیوں گنگوہی۔ انبیٹھی۔ تھانوی وغیرہ

---

[1] از شہاب ثاقب صـ ۲۵ ۔

کے اوپر کفری فتویٰ دیا۔ اور دیگر علماء مدینہ نے اس کی تصدیقیں کیں جس کی عبارت ہم نقل کر چکے ، بالجملہ مصنف کی یہ بات نہایت لغوگوئی پر مبنی ہے۔

علمائے حرمین شریفین کی توہین

مصنف نے اسی صـ ۲۵ میں اعلیٰحضرت قبلہ کے سفرِ حجاز پر اپنی عادت کی بنا پر منہ شگافی کرتے ہوئے اور اس پر غیب دانی کا اظہار کرتے ہوئے علماء حرمین کی یہ توہین کی "انہوں نے حُسنِ ظن سے کام لیا اور ان کے قول وفعل کی تصدیق کی"[له] مصنف ان حضرات علماءِ حرمین شریفین کی یہ توہین کر رہا ہے کہ غیر محتاط ہیں۔ انہوں نے اشخاص پر کفری فتوے دینے میں کچھ تحقیق نہیں کی بلکہ غلطی یہ کی کہ صرف اعلیٰحضرت قبلہ کی ذات پر حُسنِ ظن کر لیا اور ان کے قول وفعل کی تصدیق کر دی۔ اب مصنف ہی سے دریافت کر دکہ اگر یہ بات واقعی ہے تو جب مصنف وغیرہ نے ان حضرات کو اکابرِ دیوبند کے رسائل دکھادئے تو اس کے بعد غایۃُ المامول میں ان علماءِ مدینہ نے پھر گنگوہی، تھانوی انبیٹھی وغیرہ کی تکفیر کس بنا پر کی۔ اس وقت تو بقول مصنف ان حضرات کا اعلیٰحضرت پر نہ حُسنِ ظن باقی رہا تھا نہ ان کا قول وفعل قابلِ اعتماد رہا تھا تو ان حضرات کا غایۃُ المامول میں ان اکابرِ دیوبند کی تکفیر کرنا کس بُنیاد پر تھا۔ مصنف اس گتھی کو تو سلجھائے۔ ورنہ اپنے اُوپر لعنۃ اللہ علی الکٰذبین پڑھ کر دم کرلے۔

پھر مُصنّف اپنے ہندوستان واپس آنے کے تذکرے اور اس کتاب کے لکھنے کا سبب ذکر کرتے ہوئے۔

اپنے اکابر کی صفائی میں کہتا ہے۔

> حضرات علماء دیوبند و سہارنپور وغیرہ ۔۔۔۔ کے دامنِ عصمت کو مجدّد صاحب دھبّہ لگانا چاہتے ہیں۔ وہ ان نجاستوں سے بالکل پاک صاف ہیں وہ اکابران خیالاتِ فاسدہ سے کوسوں دُور ہیں[ٹه] ملخصاً

له :۔ شہابِ ثاقب صـ ۲۵ ۔ ٹه :۔ شہابِ ثاقب صـ ۲۶ ۔

marfat.com

جواب :- ان اکابرِ دیوبند کے جو کفری اقوال و خیالات ہیں اور بقول مصنف نجاسات ہیں وُہ آج بھی ان کی کتابوں میں مطبوعہ موجود ہیں جس کا دل چاہے۔ تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ وغیرہ رسائل میں ان اقوال و خیالات کو دیکھ لے پڑھ لے۔ اعلحضرت قبلہ نے اس کفری دھبّہ کا اظہار فرمایا اور ان نجاستوں کو دکھایا ہے۔ اب خود دُنیا فیصلہ کرلے گی کہ اکابرِ دیوبند ان نجاستوں سے ملوث ہیں یا پاک و صاف ہیں۔ اور ان خیالاتِ فاسدہ کو سر پر لیے پھرتے ہیں یا کوسوں دُور ہیں۔ اور ان کے نجس دامن پر ان نجاستوں کا دھبّہ لگا ہوا ہے یا نہیں ہے۔

پھر مصنف نے اس شہابِ ثاقب کے واقعات کی بُنیاد اور اس کی زبان کی سختی اور اپنی طبیعت کے جذبہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا۔

> اب مجھے بھی لازم ہوا کہ ان کی (اعلحضرت کی) حالت سچی سچی جس کو میں نے مشاہدہ کیا ہے یا معتبر ذریعوں سے وہاں سُنا ہے آپ حضرات کے گوش گذار کرکے ان کی اِفترا پردازیوں اور بہتان بندیوں پر مطلع کروں۔ مگر آپ حضرات اگر کوئی کلمہ سخت ان کے اور ان کے گروہ کی نسبت ملاحظہ کریں تو اس میں احقر کو معذور خیال کریں۔ میں اپنی طبیعت کو نہایت تھام کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرتا ہوں۔[1]

جواب :- مصنف کے کذب و افترا کی دو شہادتیں تو ابتدائے تمہید میں پیش ہو چکی ہیں کہ اس کتاب میں اعلحضرت قُدّس سرّہٗ کے جدِ امجد قُدّس سرّہٗ کے نام سے کتاب ہدایۃ الاسلام اور دادا پیر کے نام سے کتاب خزینۃ الاولیاء گڑھ لی ان کے مطبع بنا لیئے اُن کے صفحہ تراش لیے اور پھر کذب و افترا یہ کہ ان کی عبارتیں اپنے دِل سے گڑھ دیں تو ایسے کاذب و مفتری سے کیا اُمید ہے کہ وُہ اعلحضرت کی سچی حالت صحیح واقعہ لکھدے اور واقعی مشاہدہ کا ذکر کردے اب رہا ان کا معتبر ذریعہ

---

[1] :- شہابِ ثاقب ملخصاً ص ۲۶ و ۲۷۔

marfat.com

تو اس کے معتبر ہونے کا حال آگے آئے گا۔ اور مصنف خود افترا پردازی اور بہتان بندی کا انتہائی مشاق ہے تو اسے دوسرے بھی ایسے ہی نظر آتے ہیں کسی نے کہا ہے کہ۔

اپنے اوپر کرتا ہے سب کو قیاس

مصنف پر پہلے تو یہ لازم تھا کہ اعلحضرت قدس سرہ کے افتراد بہتان کی کوئی مثال پیش کرتا پھران الفاظ کا استعمال کرتا جس طرح ہم نے اس کے افتراد بہتان کی یہ دو مثالیں ابتداء میں ہی پیش کر دیں اور صرف ان ھدیۃ الاسلام اور خزینۃ الاولیاء مطبوعہ مذکور اوران کے ان صفحات پر یہ عبارات دکھلانے پر مبلغ سو روپیہ کا انعام انہیں کے معتقدین کو میں نے تحریر کر دیا۔ لیکن اب تک تو کیا تاقیامت وہ نہیں دکھا سکتے اور جب یہ مصنف کوئی مثال پیش نہ کر سکا تو یہ افتراد بہتان کے الفاظ بول کر گالیاں دیتا ہے کہ جن سے معانی حقیقیہ مقصود نہیں ہیں۔

نیز مصنف شہاب ثاقب کے لب و لہجہ کے متعلق نہایت جزم کے ساتھ وعدہ تو یہ کرتا ہے کہ میں اپنی طبیعت کو نہایت تھام کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرتا ہوں نا واقف لوگ تو اس وعدہ پر مطمئن ہو گئے ہونگے کہ جب اس کتاب میں مصنف نے نہایت طبیعت کو تھام کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کی ہو گی تو اس کتاب میں اپنے مخالف کو کوئی سخت کلمہ کسی طرح تہذیب سے گرا ہوا نہ لکھا ہو گا۔ اور اس کا لب و لہجہ علمی و تہذیبی لحاظ سے بہترین ہو گا۔ لیکن جب ان ناواقفوں کی نظر کے سامنے ہمارا پیش کردہ مصنف کا ۶۴۰ کلمات کا گالی نامہ آئے گا تو انہیں سخت حیرت ہو گی۔ اور ہر منصف مزاج اس فیصلہ کے لیے تیار ہو جائے گا کہ جس نے طبیعت کو تھام کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرنے کا قصد کیا تھا وہ یہ ۶۴۰ گالیاں لکھ رہا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ وہ طبیعت کی لگام ڈھیلی کر دیتا اور خوب اچھلتا کودتا تو کتاب کے سارے صفحات گالیوں سے پر کر دیتا بلکہ خود مصنف نے بھی اپنی دشنام دہی اور یاوہ گوئی پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ الفاظ کہے "آپ حضرات اگر کوئی کلمہ سخت ملاحظہ کریں تو احقر کو معذور خیال کریں

اس میں خود مُصنّف نے یہ اعتراف کر لیا کہ شہابِ ثاقب میں اعلحضرت اور اہلسنت کی نسبت سخت کلمات کا استعمال کیا گیا ہے۔ اب کسی دیوبندی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ مُنہ کھول کر کہے کہ شہابِ ثاقب میں کوئی سخت کلمہ نہیں ہے۔

مُصنّف کی چونکہ عادت ہی دشنام دہی اور افترا پردازی ہے تو مُصنّف اپنی عادت کے پُورا کرنے کے لیے اپنی معذوری کو حجاب اور عذر قرار دیکر گالیاں دینا چاہتا ہے۔ اور اپنی برأت ثابت کرنا چاہتا ہے۔

پھر یہ مُصنّف اپنے اُوپر سے دشنام دہی کے الزام کو ان الفاظ میں اُٹھانے کی سعی کرتا ہے۔

> مگر کیا کروں کہیں اس بدگو کی گالیوں اور خرافات کیوجہ سے طبیعت قابُو سے نکل جاتی ہے۔ پس مجبُور ہو جاتا ہوں مگر تاہم وہاں بھی حتّی الامکان شرافت وعلم کے حدُود سے تجاوز نہیں کرتا اور پُورا مقابلہ اس باب میں تو ان کا وہی کر سکتا ہے جو رذیلُ النسب وقبیحُ الاخلاق جاہل اُجدّ ہو۔[1]

جواب:۔ مُصنّف کا اعلحضرت قدس سرہٗ پر یہ افترا ہے کہ اُنہوں نے اپنی تصنیفات بس کسی عالمِ دین تو کیا بلکہ کسی مُسلمان کے لیے بھی کوئی گالی اور خرافات لکھی ہو مُصنّف اگر سچا تھا تو اُسے چاہیئے تھا کہ اپنی اس کتاب میں اعلحضرت کی گالیاں اور خرافات کی ایک چھوٹی سی فہرست بقید صفحہ وسطر پیش کرتا۔ جس طرح ہم نے مُصنّف کے گالی نامہ کی ایک فہرست ابتداء میں پیش کر دی ہے۔ تاکہ دنیا اس کی صداقت کو جان لیتی۔ اور اسے معذور متصوّر کرتی۔ مگر جب مُصنّف نے ایسا نہیں کیا تو ثابت ہو گیا کہ یہ محض اس کا کذب وافترا ہے اور خود گالیاں اور خرافات لکھنے کا ایک حیلہ بناتا ہے۔

ناظرین کرام توجہ کریں کہ یہ مُصنّف ۲۴۰ گالیاں اور خرافات لکھ کر بھی شرافت وعلم

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۲۔

کے حدود سے متجاوز نہیں ہوا۔ اور اگر کہیں شرافت و علم سے متجاوز ہو جائے تو پھر ہزاروں مغلظات لکھ مارتا۔ دیکھئے یہ ہے دیوبندی شرافت و علم کے حدود کا نمونہ۔

پھر مصنف اپنی مزید عداوت کا اظہار کرتا ہے۔

> مجدد صاحب نے اپنے طریقہ آبائی کو جو بنی اسرائیل کا ہمیشہ سے تھا یعنی یقتلون الانبیاء بغیر حق زندہ کیا ہے
> ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ؎[1]

آخر خود بھی تو اسرائیلی ہی ہیں۔

جواب :۔ مصنف کی آنکھوں پر اگر عداوت کی عینک رنگی ہوتی تو انہیں نظر آجاتا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اور آپ کے آباء نے جو عظمتِ شانِ انبیاء علیہم السلام کا درس دیا وہ نہ فقط اہلِ ہند بلکہ تمام عرب و عجم عراق و شام بلکہ تمام روئے زمین کے اہلِ اسلام پر پوشیدہ نہیں ہے آج ان کی تصنیفات مطبوعہ موجود ہیں جن کا کلمہ کلمہ بلکہ لفظ لفظ حضرات انبیاء کی عظمت و رفعت اور توقیر و ادب کا بہترین درس ہے۔ میں نے بہت سے اہلِ علم و فضل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اعلیٰحضرت قبلہ کی اگر ذات بابرکات نہ ہوتی تو ہم لوگ بزرگانِ دین۔ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی شانوں کی اس قدر عظمت اور ایسے آداب سے واقف نہ ہوتے۔ خود مدینہ طیبہ کے بعض جلیل القدر افاضل نے فرمایا کہ اعلیٰحضرت میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی جو محبت اور حسن ادب دیکھا ایسا کسی دوسرے شخص میں نظر نہ آیا۔

لیکن مصنف اپنے جن اکابر کا خوشہ چین بنا ہے اور جن کی جوتیاں سیدھی کرنے اور جن کی درسگاہوں کی خاک روبی کرنے پر فخر کرتا ہے ان کی شان حضراتِ انبیاء کرام میں گستاخیوں کا بھی تو ذکر کرتا کہ وہ حضراتِ انبیاء کرام کو اپنے برابر عاجز و بے اختیار اور بے خبر و ناداں کہتے ہیں انہیں چمار سے زیادہ ذلیل۔ ذرۂ ناچیز سے کمتر ٹھہراتے ہیں ان کی چودھری اور زمیندار بلکہ بڑے بھائی کی سی تعظیم بتاتے ہیں۔ ان کے معجزوں سے

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص ۲۷۔

marfat.com

بڑھ کر جادوگر اور طلسم والوں کو قدرت ثابت کرتے ہیں۔ اعمال میں اُمتی کو ان سے بڑھاتے ہیں، ان کا علم بچوں، پاگلوں، جانوروں کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ ان کا علم ملک الموت اور شیطان سے گھٹاتے ہیں۔ انہیں دیوبندی مُلّوں کا شاگرد اور باورچی قرار دیتے ہیں وغیرہ خرافات جن کی عبارات بلفظہٖ ہم عقائدِ وہابیہ کی مختصر فہرست میں نقل کر چکے العیاذ باللہ من ھذہ الخرافات۔

تو مصنف اپنے ان روحانی آبا کے طریقے کو بھی متعین کرتا کہ انہوں نے فرعونی کارنامے کو تازہ کر دیا یا ابوجہلی طریقے کو زندہ کیا یا شیطانی خدمت کو انجام دیا، اور آخر یہ خود آلِ فرعون ہی سے ہیں یا فرزندانِ ابوجہل سے ہیں یا ذریت شیطان سے ہیں۔

مصنف نے شہابِ ثاقب کے ص۲۷ سے ص۳۰ تک اعلیٰحضرت قبلہ کے مکہ مکرمہ حاضر ہونے کے وقت سے پورے زمانۂ قیام کے واقعات پیش کیے اور ان واقعات کی سند کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔

> اس تمام قصہ کو احقر نے مجملاً عرض کیا ہے۔ جس کا جی چاہے تفصیل وار شیخ شعیب صاحب مالکی مدرس حرم شریف مکہ معظمہ یا شیخ احمد فقیہہ یا شیخ عبدالقادر شیبی یا شیخ محمد معصوم صاحب یا مولوی منور علی صاحب محدث رام پوری سے یا ان لوگوں سے جو شریف صاحب کے اس زمانہ میں مصاحب تھے پوچھ لیوے[۱]

جواب :- دُنیا جانتی ہے کہ ہر قصہ کی صحت و غلطی کا دار و مدار اس کے بیان کرنے والے کی صداقت یا کذب پر موقوف ہوتا ہے آپ نے بارہا علماء سے سنا ہوگا کہ حدیث کی صحت کا دار و مدار راوی کی عدالت پر ہے اسی بناء پر علماء محدثین نے فنِ رجال میں صدہا کتابیں لکھیں اور راویانِ حدیث کے حالات میں انتہائی جستجو و عرق ریزیاں کر کے ان کا عادل و غیر عادل ہونا نام بنام متعین فرما دیا۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

---

[۱]:- شہابِ ثاقب ص۳۰ و ص۳۱۔

marfat.com

یاایھا الذین اٰمنوان جاءکم فاسق بنبأفتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین۔[1]	اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہو۔

آیت کریمہ نے یہ تعلیم فرمایا کہ ہر خبر کو سنکر کسی کو ایذا نہ دے بیٹھو بلکہ اگر فاسق کی خبر ہو تو اس کی پہلے تحقیق کر لیا کرو۔ اور بلا تحقیق فاسق کی خبر کو معتبر نہ جانو۔ لہٰذا ہم پہلے اس قصہ خواں مُصنّف شہاب ثاقب کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا نہایت کافی سمجھتے ہیں کہ اسی ہماری کتاب کے ابتداء ہی میں مُصنّف کے دو کذب و افترا اسی شہاب ثاقب سے پیش کیے ہیں کہ اس نے دو کتابیں ہدایۃ الاسلام اور خزینۃ الاولیاء محض اپنے دل سے گڑھ کر پیش کیں ان کے مطبع تراش لیے ان کے صفحات بنا ڈالے ان کی عبارتیں اپنی طرف سے تصنیف کر کے لکھ ماریں تو کیا مُصنّف کے کذب و افترا کا اس سے زائد صریح و روشن ثبوت درکار ہے تو یہ مُصنّف نہ فقط فاسق و مفتری بلکہ امام الفاسقین اور رئیس المفترین ثابت ہوا۔ اور یہ بات کوئی عداوت یا عناد سے نہیں کہی ہے بلکہ جس کو اس کی صداقت دیکھنی ہو وہ کہیں روئے زمین سے ان خاص کتابوں کو پیش کر دے۔ اور ہم سے دو ہزار روپیہ کا انعام حاصل کر لے۔

اب مُصنّف کے راویوں کے احوال سُنیے ان سب میں حقیقۃً دو اصل راوی ہیں جن کا اس کتاب شہاب ثاقب میں بار بار تذکرہ کیا ہے۔ ایک شیخ محمد معصوم رام پوری دُوسرے مولوی منور علی محدث رامپوری پھر ان دونوں میں بھی ہر اعتبار سے ممتاز مولوی منور علی محدث رامپوری ہے۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے غایۃ المامول کو ہندوستان میں لا کر طبع کرایا ہے جس کا ذکر شہاب ثاقب کے ص۳۷ میں آئے گا۔

---

[1]: سورہ حجرات ۲۶ ج۔

marfat.com

اور یہی وہ شخص ہے جس نے اس غایۃ المامول میں دل کھول کر تحریفیں کی ہیں۔ اور اگر اس کے کذب وافترا کا کماحقہٗ معائنہ کرنا ہو تو ان کی تصنیف کردہ کتاب سیف النقی (جس کا ایک فرضی مصنف محمد نقی اجمیری کو گڑھ لیا ہے) جس کے کذب وافترا کے پانچ نمبر ہم نے اپنی ابتدائے کتاب میں نقل کیے ہیں کہ اعلحضرت قبلہ کے آباؤ اجداد اور مشائخ کی طرف عبارتیں گڑھ لیں۔ ان کی تصانیف کے نام تراش لیے، ان کتابوں کے مطبع فرض کر لیے، صفحات اپنی طرف سے بنا لیے۔ باوجودیکہ روئے زمین پر کہیں ان کتابوں کا نام ونشان نہیں۔ محض فرضی وخیالی تراشیدہ اور منگھڑت ہیں تو ہمیں نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ سیف النقی انہیں منور علی رامپوری کی تصنیف کردہ ہے تو ان منور علی کے کذب وافترا کے ثبوت کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا دستاویز پیش کی جاسکتی ہے لہٰذا یہ منور علی بھی نہ فقط فاسق ومفتری بلکہ سلطان الفاسقین، مجدد المفترئین ثابت ہوئے۔ تو جس کو ذرا بھر شک ہو وہ سیف النقی سے ان کتابوں کے نام دیکھ کر دیوبندی قوم سے ان کتابوں کا مطالبہ کرے۔ اور خود امتحان کر لے کہ سیف النقی میں کس قدر جیتا جھوٹ اور صریح افترا کیا گیا ہے۔

اب باقی رہے شیخ معصوم رامپوری یہ نہ محدث نہ مولوی بلکہ ایک جاہل وہابی تھا اس کی بدمذہبی اور گمراہی اہلِ مکہ معظمہ پر ظاہر ہو چکی تھی اسی بنا پر علمائے حرم شریف نے اس کا نام ہی بدل کر بجائے معصوم کے مفصوم رکھ دیا تھا۔ اس نے اعلحضرت پر جھوٹ بولنے اور دل بھر کر افترا کرنے میں کوئی کمی اُٹھا نہ رکھی تو اس کا کاذب ومفتری ہونا بھی ظاہر ہے تو اس کے فاسق ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں۔

اسی طرح شیخ احمد فقیہ کہ یہ بھی جاہل وہابی تھا۔ اس کی بدمذہبی اہلِ حرم پر ظاہر ہو چکی تھی۔ یہاں تک کہ اس کو علماء مکہ مغفل احمق سفیہ کہتے تھے تو اس کا یہ لقب ہی اس کے غیر معتبر ہونے کے لیے نہایت کافی ہے نیز اس کے تذکیہ میں جب علماء حرم یہ فرمائیں تو مصنف کو اُسے شاہد بناتے ہوئے شرم کرنی چاہیے تھی۔ اور شیخ عبدالقادر شیبی نائب حرم ایک ناخواندہ شخص تھے ان کو منور علی وشیخ مفصوم واحمد فقیہ

نے دجل و فریب سے اپنا موافق بنا لیا تھا یہاں تک کہ فاضل جلیل عالم نبیل مولانا سید اسمٰعیل محافظِ کتب حرم اس کو بجائے نائب حرم کے ناصب الحرم کہتے تھے تو اس شاہد کے غیر معتبر ہونے کے لیے یہ الفاظ بہت کافی ہیں۔ شیخ شعیب کا حال کسی سے معلوم نہ ہو سکا۔ بہت ممکن ہے کہ ان کو کسی فریب سے منوّر علی وغیرہ نے اپنا ہمنوا بنا لیا ہو اور وہ حقیقتِ حال سے ناواقف ہوں جیسا کہ وہابیہ نے ناصرُ السنۃ، کاسرُ الفتنۃ، سیدُ العلماءُ المحققین۔ امامُ العظماءِ المدققین، علامہ شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ و سابق قاضی مکہ کو فریب دے کر حضرت مولانا مولوی سلامۃ اللہ صاحب رامپوری پر کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کی سعی کی۔ لیکن ان پر وہابیہ کا فریب ظاہر ہو گیا۔ اسی طرح شیخ شعیب کو اپنے فریب سے اپنے موافق بنا لیا ہو نیز یہ بھی ممکن ہے کہ ان شیخ شعیب کو کچھ اشرفیاں دیکر منوّر علی وغیرہ نے اپنا ہمدرد بنا لیا ہو۔ اور یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ خود انبیھٹی صاحب حضرت مفتی حنفیہ شیخ صالح کمال کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے تھے اور مفتی صاحب کو اپنا ہمدرد و معاون بنانا چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے اس نذرانہ کو ٹھکرا دیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اسی طرح شیخ شعیب صاحب کو نذرانہ دیکر توڑ لیا ہو بالجملہ یہ شیخ شعیب کم از کم مجہولُ الحال ہیں تو ان کی شہادت بھی غیر معتبر۔ الحاصل جب مُصنف کے پیش کردہ شاہدین بدمذہب اور فساق ہیں اور کوئی اسمیں مجہولُ الحال ہے تو شرعاً ان میں سے کسی کی شہادت معتبر نہیں۔

اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ کے اس سفرِ حجاز کا اصل واقعہ یہ ہے کہ اس سال اعلیٰحضرت قبلہ کے برادر خورد جناب مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب اور خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب معہ متعلقین بارادہ حج بریلی شریف سے روانہ ہوئے تھے اعلیٰحضرت قبلہ انہیں لکھنؤ تک پہنچا کر بریلی واپس آ گئے۔ لیکن طبع مُبارک میں ایک ہفتہ تک اضطراب رہا۔ یہاں تک کہ جب قلبِ مُبارک وہاں کی حاضری کے لیے زیادہ بے چین ہوا تو اچانک بریلی شریف سے روانہ ہو کر بمبئی تشریف

فرما ہوئے اور اسٹیشن سے اُتر کر سیدھے قرنطینہ میں پہنچے۔ اور اپنے اعزہ کے ساتھ ہی روانہ ہو گئے اور مکہ معظمہ پہنچ کر تمام مناسکِ حج سے فارغ ہوئے۔ بعد فراغتِ مناسک کُتب خانہ حرم شریف میں تشریف لے گئے تو فاضلِ جلیل حضرت مولانا سید اسمٰعیل صاحب محافظِ کُتبِ حرم سے مُلاقات ہوئی۔ انہیں اعلیٰحضرت قبلہ کے ساتھ غائبانہ خلوص تھا تو انہیں از حد مسرت ہوئی۔

اعلیٰحضرت کی یہ حاضری غیر متوقع طور پر بلا کسی ارادے کے اتفاقاً ہو گئی کہ حج فرض تو بہت پہلے ادا فرما چکے تھے۔ اور یہ حج نفل تھا۔ تو کوئی پہلے سے خاص اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ پھر حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب سے دیگر اکابرِ مکہ معظمہ کو اعلیٰحضرت قبلہ کے تشریف لانے کی اطلاع ہوئی تو یہ لوگ جوق در جوق مُلاقات کے لیے آنے لگے تو بعض سے یہ خبر سُننے میں آئی کہ خلیل احمد انبیٹھی وغیرہ وہابیہ بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور اُنہوں نے شریف صاحب تک رسائی پیدا کر لی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑ رکھا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو بعد نمازِ عصر اعلیٰحضرت قبلہ کُتب خانۂ حرم میں تشریف فرما تھے کہ حضرت مُفتیٔ حنفیہ تشریف لائے اُن سے سلام مُصافحہ مُلاقات ہوئی مفتی صاحب نے اپنی جیب سے ایک پرچہ نکالا جس میں علمِ غیب پر پانچ سوالات تھے۔

اور فرمایا یہ سوالات وہابیہ نے شریف صاحب کے ذریعہ سے پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ اعلیٰحضرت قبلہ نے حضرت مولانا سید اسمٰعیل صاحب کے بھائی مولانا سید مصطفےٰ سے فرمایا کہ قلم دوات دیجیے۔ حضرت مفتی صاحب مولانا سید اسمٰعیل صاحب اور جو اکابر اس وقت وہاں تشریف فرما تھے اُنہوں نے فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے۔ بلکہ ایسا جواب ہو جو دندان شکن ہو۔ تو اعلیٰحضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس کے لیے کچھ مُہلت درکار ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ کل سہ شنبہ ہے پرسوں چہار شنبہ ہے تو یہ دو روز ہیں اور مجھے تو وہ جوابات

پنجشنبہ کو ملجائیں کہ میں شریف صاحب کے سامنے پیش کر دوں۔ اعلیٰحضرت قبلہ نے سہ شنبہ کو رسالہ تصنیف کرنا شروع کر دیا جس کا تاریخی نام الدّولتہ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ہے اور پنجشنبہ کو صبح حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا یہ رسالہ صرف دو دن میں لکھا گیا اور اعلیٰحضرت برابر بخار میں مبتلا رہے اور پھر ان میں حضرات علماء کی ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ حضرت مفتی صاحب نے دن میں اس کا مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لے کر پہنچے اور دربار میں یہ کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا کہ اس مصنف علامہ نے اس میں وہ علم ظاہر فرمایا جس کے انوار چمک اُٹھے اور جو ہم نے خواب میں بھی نہ دیکھا تھا۔ شریف صاحب نے اس رسالے کے پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی ایک شیخ احمد فقیہ دُوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی موجود تھے اُنہوں نے مقدمہ کتاب ہی کو سُن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ مسئلہ ان پر واضح ہو جائے گا۔ اور شریف صاحب ذی علم شخص ہیں تو اس پر کچھ نہ کچھ اعتراض کریں اور بحث میں اُلجھا کر وقت گذار دیں لہٰذا اُنہوں نے ایک مہمل اعتراض کیا اور حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا اور فرمایا کہ کتاب کو پہلے سُن لیجئے کہ بہت ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آجائے اور نہ ہو گا تو جواب کا میں ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مُصنف تو موجود ہے اور یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد اُنہوں نے پھر ایک لایعنی اعتراض کر دیا۔ مفتی صاحب نے شریف صاحب سے کہا کہ آپ کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ لوگ اُلجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا کتاب سناؤں۔ شریف صاحب نے فرمایا اقرأ آپ پڑھیے۔ اب کیا تھا کہ ان وہابیوں کے مُنہ پر مہر سکوت لگ گئی۔ شریف صاحب نے جب دلائل قاہرہ کو سُنا تو بآوازِ بلند فرمایا اللّٰہُ یُعْطِیْ وَهٰؤُلَاءِ یَمْنَعُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ اور یہ منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سُنائی اب دربار برخاست ہونے کا وقت آگیا۔ شریف صاحب نے

marfat.com

مفتی صاحب سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دیجئے اور کتاب بغل میں لیکر بالاخانہ پر آرام کے لیے تشریف لے گئے۔ شریف صاحب کا یہ دربار عام تھا۔ کافی لوگ اس میں موجود تھے۔ صبح کو مکہ معظمہ میں شہرہ ہوا کہ وہابیہ پر اوس پڑ گئی۔ سب کے دبے ٹھنڈے پڑ گئے۔ شہر کے گلی کوچے میں لڑکے ان سے تمسخر کرتے تھے کہ اب کچھ نہیں کہتے۔ اب وہ جوش کیا ہوئے۔ اب وہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمہارا کھر (؟) شرک نہیں پر پلٹا۔ وہابیہ بس اپنی گلو خلاصی کے لیے یہ کہدیتے کہ اس شخص نے اس کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف صاحب پر جادو کر دیا ہے۔ پھر علماء کرام نے اس کتاب پر دھوم دھام سے تقریظیں لکھنی شروع کیں۔ بالجملہ شریف صاحب کے یہاں تو وہابیہ کو مہذب ذلت ہوئی اور دربار کی باریابی سب خاک میں مل گئی۔ اب انہوں نے یہ خیال کیا کہ شریف صاحب تو ذی علم شخص تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے۔ احمد راتب پاشا جو گورنر مکہ معظمہ ہے۔ یہ ایک دیندار ناخواندہ فوجی آدمی ہے یہ ہمارے بھڑکانے سے بھڑک جائیگا۔ ایک روز بعد عصر یہ طواف سے فارغ ہوا تو وہابیہ کے نائب حرم نے ان سے گذارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت سے لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں۔ اور وہ اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے یہ کہہ تو دیا لیکن اس کے ساتھ ہی دل میں یہ سوچا کہ اس بات کو کوئی کیسے گوارہ کرے گا۔ کہ ہندی عالم اور مکیوں کے عقیدے بگاڑ دے۔ لہٰذا مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ چند اکابر مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل اور مفتی حنفیہ مولانا شیخ صالح کمال اور فاضل جلیل مولانا ابوالخیر مرداس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی احمد پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر مارا اور کہا یَا خَبِیْثُ اِبْنِ اُلْخَبِیْثِ یَا کَلْبُ اِبْنِ الْکَلْبِ اِذَا کَانَ ھٰؤُلَاءِ مَعَہٗ فَھُوَ یُفْسِدُ اَمْ یُصْلِحُ یعنی اے خبیث ابن خبیث اور اے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا۔ یہ ہیں وہابیہ کی ذلتوں کے واقعات جن کا اگر ذکر کیا جاوے تو کتاب بہت طویل ہو جائے۔

marfat.com

الحاصل اعلحضرت قدس سرہٗ کا مکہ مکرمہ میں تقریبًا دو ماہ اور قیام رہا اسمیں تمام اکابر علماء سے سلسلۂ ملاقات رہا اکثر حضرات تو خود یہاں تشریف لاتے اور کہیں اعلحضرت بھی تشریف لے جاتے برابر ان ملاقاتوں میں مذاکرۂ علمی رہتا۔ وہاں کے حضرات نے بکثرت دعوتیں کیں، اور سندیں لیں بیجتیں کیں اعلحضرت کو مکہ مکرمہ میں جو اعزاز ملا وہ کسی کو نصیب نہ ہوگا۔ پھر ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو حاضری مدینہ طیبہ کے لیے روانہ ہوئے تو وہاں کے بعض علماء اور دیگر حضرات شہر سے باہر دور تک برسم وداع تشریف لائے۔ یہ اعلحضرت قدس سرہٗ کے قیام مکہ معظمہ کے مختصر واقعات ہیں، اللہ تعالیٰ علیم وبصیر ہے۔ کہ اس میں کوئی کلمہ مبالغہ آمیز نہیں ایک لفظ جھوٹ نہیں کوئی بات خلافِ واقعہ نہیں۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بہتانوں کی طویل فہرست

مصنف نے اعلحضرت قدس سرہٗ کا جو واقعہ تقریبًا دو ورق میں لکھا ہے غلط و باطل ہے۔ اس میں پہلا کذب وافترا تو یہ ہے کہ اعلحضرت قبلہ کے خلاف ایسا ایک محضر نامہ تیار ہوا پھر یہ بھی کذب ہے کہ اس میں بہت سی مہریں اور دستخط تھے۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ وہ محضر شریف صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ شریف صاحب نہایت غضب ناک ہوئے اور ارادہ قید کرنے کا کیا۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ محمد معصوم اور منور علی نے اعلحضرت کی حمایت کی۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ شریف صاحب نے تین سوالات کیے اور یہ کہا کہ جب تک اس کا جواب نہ دے دو اُس وقت تک تم کو یہاں سے سفر کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ اعلحضرت سفر کرنے سے بند کر دیئے گئے ایک قسم کی قید میں پڑ گئے بہت سٹ پٹائے لینے کے دینے پڑ گئے۔ وغیرہ خرافات پھر اعلحضرت قبلہ کی طرف جو جوابات منسوب کیے ہیں یہ بھی کذب وافترا ہیں بلکہ اعلحضرت نے جو اثباتِ علمِ غیب میں تحریر فرمایا ہے

marfat.com

وُہ الدولۃ المکیۃ میں موجود ہے تو یہ جوابات محض مصنف کے اپنے خیال سے گڑھے ہوئے ہیں۔ پھر یہ بھی کذب افترا ہے کہ مفتی حنفیہ شیخ صالح سے دربار میں شیخ احمد فقیہ کی بات کا جواب نہ بن پڑا اور وُہ رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوئے۔ پھر یہ بھی کذب افترا ہے کہ شریف صاحب نے فرمایا کہ اس شخص (اعلحضرت) کو یہاں سے نکال دو پھر یہ بھی کذب وافترا ہے کہ دربار شریفی سے حکم آیا کہ تم جلد یہاں سے چلے جاؤ۔ پھر یہ بھی کذب افترا ہے کہ اعلحضرت مکہ سے ذلت سے نکالے گئے۔ مصنف کے صریح کذب وافترا کی کہاں تک شمار کرائی جائے کہ خود ہی ص۲۸ میں یہ اقرار ہے کہ اعلحضرت حج سے فارغ ہو چکے تھے اور اس کے بعد اسی ماہ ذی الحجہ میں یہ واقعات پیش آئے اور انہیں آٹھ دس روز میں بھاگنے کی فکر لاحق ہو گئی تھی باوجودیکہ اعلحضرت قبلہ مکہ معظمہ میں ۲۴ صفر تک مقیم رہے اور مرجع خلائق بنے رہے تو دو ماہ تک وُہ شریفی حکم کیوں نہ جاری ہو سکا تو مصنف نے یہ کیسا جیتا جھوٹ اور صریح افترا و بہتان کیا۔ فلعنۃ اللہ علی الکذبین۔

خلیل احمد انبیٹھی کی مکہ معظمہ میں ذلت اور اسکے واقعہ کا جواب

مصنف نے ص۳۱ سے ص۳۳ تک پورے ایک ورق میں دل کھولکر جھوٹ بولا اور صریح افترا کیا ہے۔ اعلحضرت قبلہ پر یہ پہلا افترا ہے کہ اعلحضرت نے شریف صاحب کے پاس خلیل احمد انبیٹھی کی شکایت پہنچائی ہے دُوسرا صریح کذب یہ ہے کہ انبیٹھی صاحب نے خدا کو جھوٹا اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعلم نہیں کہا یہ ان پر محض افترا اور بہتان بندی ہے باوجودیکہ انبیٹھی نے اسمٰعیل دہلوی کی یک روزی اور گنگوہی کے فتوے کی تصدیق کی اور خود براہین قاطعہ کے ص۲ میں اللہ تعالیٰ کے لیے امکانِ کذب کو جائز مانا۔ اور اسی براہین قاطعہ کے ص۵ میں شیطان اور ملک الموت کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعلم کہا جن کی اصل عبارات عقائدِ وہابیہ کی فہرست

marfat.com

میں گذر چکیں۔ اور اس پر مزید بحث آگے آئے گی۔ تیسرا صریح کذب یہ ہے کہ خلیل احمد نے مفتیٔ حنفیہ سے کہا میں ہرگز اسکا قائل نہیں ہوں یہ محض افترا اور بہتان ہے۔ باوجودیکہ براہینِ قاطعہ مطبوعہ موجود ہے اس میں یہ دو باتیں موجود ہیں جو چاہے اسے دیکھ کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھے۔ پھر جملہ متکلمین پر یہ صریح افترا کیا کہ جوازِ خلفِ وعید کے جملہ متکلمین قائل ہیں۔ مصنف اس کو تا قیامت کسی معتمد کتاب سے ثابت نہیں کرسکتا۔ پھر یہ بھی صریح کذب ہے کہ علیٰ ہذا القیاس مسئلہ علمِ غیب میں بھی مولانا انبیٹھی نے حسبِ عقیدۂ اہلسنت والجماعت تقریر کی اس کا بیان گذر چکا کہ عقیدۂ اہلِ سنت میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماکان و مایکون کے علوم ثابت ہیں جس کی عبارات ہم نے اسی کتاب میں نقل کیں اور انبیٹھی صاحب اس کے منکر ہیں تو یہ اہلسنت کے ہم عقیدہ کب ہوئے۔ یہ کذب صریح نہیں تو اور کیا ہے۔ مصنف کا یہ بھی جھوٹ ہے کہ اعلیٰحضرت قبلہ بوقتِ روانگی انبیٹھی شریف صاحب کی طرف سے ممنوع عن السفر تھے۔ پھر مصنف نے مفتیٔ حنفیہ پر یہ افترا کیا کہ مفتی صاحب خلیل احمد کی گفتگو میں سخت شرمندہ ہوگئے اور کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے اور صریح جھوٹ بولا کہ خلیل احمد نسک وارکینِ حج وغیرہ کرکے باطمینان تمام باہمہ عزت وشوکت روانہ ہوئے درگاہِ نبوت علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہوگئے۔ اس کی تکذیب کے لیے ہم خود حضرت مفتیٔ حنفیہ کا خط جو بنام حضرت مولانا سید اسمٰعیل محافظ کتب پہنچا اس کی نقل پیش کرتے ہیں۔

مکتوب مفتیٔ حنفیہ حضرت محمد صالح کمال بنام حضرت مولانا سید اسماعیل آفندی

صاحب الفضیلۃ و الاخلاق	بزرگی اور اخلاق اور محبتِ جمیلہ
والمحبۃ الجمیلۃ حضرۃ السید	والے حضرت اسمٰعیل آفندی حافظ
اسمٰعیل أفندی حافظ الکتب	الکتب آیا ہمارے پاس آج سے
حضر عندنا قبل تاریخہ رجل	پہلے ایک شخص ہندی جسکو خلیل احمد

marfat.com

من اهل الهند يقال له خليل
احمد مع بعض علماء الهند
المجاورين بمكة يستعطف
خاطرنا عليه لانه قد بلغه
انى شديد الغيظ عليه وانا
لا اعرفه شخصا فقال يا سيدى
بلغنى انكم واجدون على وذلك
بسبب انى ذكرت ما وقع منه فى
البراهين القاطعة لدى
حضرة الامير حفظه الله فقلت
له لعلك خليل احمد الانبیٹھی
فقال نعم فقلت له ويحك
كيف تقول فى البراهين القاطعة
تلك المقالات الشنيعة و
تجوز الكذب على الله جل جلاله
كيف لا اغتاظ عليك ولقد
كتبت عليها بانك رجل زنديق
وكيف تعتذر و تنكر وهى قد
طبعت و شاعت عنك فقال
يا سيدى هى لى ولكن ليس
فيها تجويز الكذب على الله و
لأن كان فيها فانا تائب وراجع
عما فيها مما يخالف

کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علماء
ہند کی جو مکہ میں مجاور ہیں۔ وہ مہربان
کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے
اوپر اس لیے کہ اُسے خبر پہنچی کہ میں
سخت ناراض ہوں اس پر تو اس
نے کہا اے میرے سردار مجھے یہ خبر
پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں۔
اُس کے آنے کا سبب یہ تھا کہ براہین
قاطعہ میں اس سے جو کچھ واقع ہوا تھا
میں نے حضرۃ امیر حفظ اللہ سے اس
کا ذکر کر دیا تھا۔ پس میں نے اس
سے کہا شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے
کہا ہاں
میں نے کہا تجھ پر افسوس ہے
تو براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں
کیوں کر کہتا ہے۔ اور اللہ جل جلالہٗ
پر کذب کو جائز رکھتا ہے۔ میں تجھ
پر کیوں کر ناراض نہ ہوں اور میں
اس پر لکھ چکا ہوں کہ بے شک تو
زندیق آدمی ہے۔ اور تو کس طرح
عذر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ
براہین قاطعہ چھپ کر تیری جانب سے
شائع ہو چکی۔ تو اس نے کہا اے

marfat.com

اهل السنة والجماعة فقلت
له ان الله يحب التابين
والبراهين موجودة وسلخرج
لك منها هذا الذي انكرته و
تجاسرته به على الله
جل شانه فصار يتصل ويتعذر
و يقول ان كان فهو مكذوب
على وانا رجل مسلم موحد من
اهل السنة والجماعة ما قلت
فيها هذا ولا غيره مما يخالف
اهل السنة والجماعة فتعجبت
منه كيف ينكر ما هو مطبوع
فی رسالته البراهين القاطعة
المطبوعة بلسان الهند وظهرلی
انه انما قال ذلك تقية
كانهم مثل الرافضة يرون
التقية واجبة واردت ان
احضرها واحضر من يفهم
ذلك اللسان لاقرره و ما
فيها واستبينه لكنه فی ثانی
يوم من مجيئه عند ناهرب
الى جدة ولا حول و لا
قوة الا بالله اجبنا

میرے سردار وہ کتاب تو میری ہے
مگر اسمیں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے
اور اگر اس میں ہے۔ تو میں
توبہ کرتا ہوں اور اس میں جو کچھ مخالف
مذہب اہلسنّت وجماعت ہے اس
سے رجوع کرتا ہوں تو میں نے اس
سے کہا کہ بے شک اللہ توبہ کرنیوالوں
کو دوست رکھتا ہے اور براہین میرے
پاس موجود ہے۔ میں ابھی نکالتا ہوں
وہ جس کا تو نے انکار کیا ہے۔ اور تو
نے اللہ جلّ شانہ پر جرأت کی تو وہ
عذر و خوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ
براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افترا
ہے اور میں مسلمان آدمی موحد سنی
ہوں۔ میں نے اس میں نہ یہ کہا نہ کچھ
اور جو مخالف مذہب اہلسنّت ہے۔
تو مجھے تعجب ہوا کہ کیسے انکار کرتا ہے
اس بات سے جو اس کے رسالہ براہین
قاطعہ میں چھاپی جا چکی ہے جو زبان
ہندی میں طبع ہوا۔ اور مجھ پر کھل گیا
کہ وہ یہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے۔
گویا وہ مثل روافض کے ہے جو تقیہ کو
واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا

marfat.com

اعلامکم بذلک ودمتم.
محمد صالح کمال
۲۸ ذی الحجۃ ۱۳۲۳ھ

کہ براہینِ قاطعہ لاؤں اور اس شخص کو بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہے. تاکہ اس سے اقرار لوں اس کا جو کچھ براہینِ قاطعہ میں ہے اور توبہ لوں. لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دوسرے

دن ہی جدہ کو بھاگ گیا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ہم نے اس واقعہ پر آپ کا خبردار کرنا محبوب رکھا. اور آپ ہمیشہ رہیں.

محمد صالح کمال ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

اس خط سے خلیل احمد انبیٹھی کے حالِ زار. اور اس کا علماءِ مکہ کی نظر میں عزت و وقار اور حضرت مفتیٔ حنفیہ کے سامنے براہینِ قاطعہ کی عبارت کا صاف انکار. اور انہوں نے جب اس کتاب کے پیش کرنے کا ارادہ کیا تو توبہ کے لیے اظہار اور پھر جدہ کی طرف جلد فرار. یہ تمام امور خوب ظاہر ہو گئے اور مصنف شہاب ثاقب کا صریح کذب اور افترا و بہتان کی بھی پوری حقیقت کھل گئی. لیکن ناظرین کو یہ دکھانا ہے کہ ادھر یہ مصنف اپنے اکابر کی اس قدر جھوٹی تعریفیں کرتا ہے. اور ان کے مقابلہ میں نہ کسی کے وقارِ علمی کو مانتا ہے نہ کسی عالمِ دین کا احترام کرتا ہے. یہاں تک کہ وہ علماءِ مکہ معظمہ جنہوں نے حسام الحرمین کی تصدیقیں کی ہیں. ان کی سخت توہین کرتا ہے.

علماءِ مکہ معظمہ کی شان میں مصنف کی گستاخیاں

مصنف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۳۳ سے ۳۵ تک ان اکابر علماءِ مکہ معظمہ کے لیے جنہوں نے المعتمد المستند پر تقریظیں لکھیں اور اکابرِ وہابیہ کی تکفیر کی جن کا مجموعہ حسام الحرمین ہے یہ منہ شگافیاں کیں.

بڑے بڑے مشہور و معروف علماء مدرسین و اصحابِ لیاقت نے ہرگز

ہرگز ان کی تصدیق و موافقت نہیں کی۔ جو لوگ طالبِ شہرت تھے یا بوجہ اپنی سادگی کے اُن کے تزویر میں آ گئے۔ انہوں نے مہر و دستخط میں تاخیر ہرگز نہ کی۔ ان اسامی میں جن کو مجدد صاحب نے اہلِ مکہ سے نقل کیے ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوتِ علمیہ میں کوئی دخل نہیں اور نہ وہ درس و تدریس کے ساتھ مشتغل ہیں۔ نہ علماءِ مکہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا اگر ہم اس درجہ کے ان علماء کا ذکر کریں جنہوں نے ان کی مخالفت کی تھی تو ایک دفترِ مستقل تیار ہو جائے[له] (ملخصاً)

مصنف کا سفید جھوٹ اور صریح کذب دیکھیے کہ اس نے محض اس جرم میں کہ جن علماءِ مکہ معظمہ کی حسام الحرمین میں تصدیقیں ہیں۔ ان کی شانوں میں اس قدر الفاظ لکھے۔ وہ بڑے بڑے علماء نہیں۔ مشہور[۲] و معروف مدرس نہیں۔ اصحاب[۳] لیاقت نہیں وہ طالب[۴] شہرت تھے۔ یا ان میں سادگی[۵] و بے وقوفی تھی وہ تزویر[۶] فریب میں آ جانے والے ہیں۔ وہ عجلت[۷] میں مہر و دستخط کر دیتے ہیں۔ انہیں[۸] قوتِ علمیہ میں کوئی دخل نہیں۔ وہ درس[۹] و تدریس کا شغل نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ وہ علماءِ[۱۰] مکہ میں شمار بھی نہیں۔ یعنی یہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہیں۔ مدرس نہیں بلکہ علم سے نا آشنا ہیں۔ انہیں کسی طرح کی لیاقت نہیں۔ یہ شہرت طلب اور بے وقوف لوگ ہیں۔

اب میں حسام الحرمین کے وہ مصدقین جو مدرسین بلکہ استاذ المدرسین ہیں اور علماءِ مکہ معظمہ کے امام و اکابر ہیں اور مفتیانِ مذاہبِ آئمہ ہیں ان کے چند اسماء شمار کراتا ہوں۔

اسماءِ مفتیان و مدرسین اکابرِ علماءِ مکہ معظمہ

(۱) العلامۃ الھمام۔ البحر الطمطام۔ الحبر القمقام شیخ العلماء الکرام ببلد اللہ الحرام سیدنا و

له: شہاب ثاقب ص۳۳ تا ص۳۵۔

marfat.com

مولانا الشیخ محمد سعید بابصیل مفتی الشافعیہ۔

(۲) مقدام العلماء المحققین۔ ہمام الفضلاء المدققین۔ ناصر السنۃ کاسر الفتنۃ مولانا العلامہ الشیخ صالح کمال مفتی الحنفیہ۔

(۳) اوحد العلماء الحقانیہ۔ افرد العلماء الربانیہ۔ فخر الاماثل صدر الافاضل شیخ الخطباء والائمہ بمکۃ المکرمہ مولانا الشیخ احمد ابوالخیر مراد۔

(۴) الفاضل الکامل۔ العالم العامل۔ العلامۃ المحقق۔ الفہامۃ المدقق مولانا الشیخ عابد بن حسین مفتی المالکیہ۔

(۵) امام الفضلاء استاذ العلماء البحر الزاخر۔ والبحر الفاخر۔ الشیخ مولانا مولوی عبدالحق مہاجر الہ آبادی مصنف اکلیل وغیرہ کتب۔

(۶) العلامۃ الجلیل۔ الفہامۃ النبیل مولانا الشیخ السید اسمٰعیل محافظ کتب حرم شریف۔

(۷) جامع العلوم النقلیہ۔ حاوی الفنون العقلیہ مولانا الشیخ اسعد بن احمد الدہان مُدرس حرم شریف۔

(۸) العلامۃ المحقق۔ الفہامۃ المدقق۔ استاذ الاساتذہ۔ مولانا الشیخ محمد یوسف مُدرس مدرسۃ الصولتیہ۔

(۹) الحبر الفہامہ۔ والبحر العلامہ مولانا الشیخ احمد المکی۔ مُدرس مدرسۃ الحرم مدرسہ احمدیہ اجل خلفاء حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر۔

(۱۰) فخر المدرسین، صدر المعلمین۔ مولانا العلامۃ الشیخ عبدالکریم الواغستانی مُدرس حرم شریف۔

(۱۱) مُدرس المعقول والمنقول مُعلم الفروع والاصول۔ مولانا الشیخ محمد علی بن حسین مالکی مُدرس مسجد حرم شریف۔

(۱۲) العالم النحریر۔ الفاضل صاحب التقریر والتحریر۔ مولانا الشیخ جمال بن محمد بن حسین مُدرس حرم شریف۔

(۱۳) ذوالعلم الراسخ۔ والفضل الشامخ۔ والکرم والمن۔ والخلق الحسن۔ مولانا العلامہ

marfat.com

السید المرزوقی ابوالحسین مُدرس حرم۔

(۱۴) الفاضل الکامل۔ البالغ منتہی الامانی۔ مولانا الشیخ محمد سعید بن محمد یمانی مُدرس مسجد حرم شریف۔

(۱۵) العلامۃ المحقق۔ الفہامۃ المدقق۔ مشرق سنار الفہوم مشرق ذکاء العلوم۔ ذو العلوم والافضال۔ مولانا الشیخ علی بن صدیق کمال۔

حسام الحرمین میں علماءِ مکہ معظمہ کی کل بیس تصدیقیں ہیں جن میں سے مذکورہ بالا پندرہ حضرات وُہ ہیں جو مُدرسین ہیں جن میں مفتیانِ مذاہب بھی ہیں اور اکابر علماء بھی ہیں، اور اُستاذ الاساتذہ بھی ہیں۔ اور یہی مکہ معظمہ کے وُہ بڑے بڑے علماء اور مدرسہ حرم شریف و مدرسہ صولتیہ وغیرہ کے وُہ مشہور و معروف مُدرسین ہیں جن کے علم و فضل کو نہ فقط حرمین شریفین بلکہ دُنیائے اسلام جانتی ہے۔ مگر اس مصنف کی دریدہ دہنی ملاحظہ ہو کہ وُہ ان علماءِ عظام کو جاہل کہتا ہے۔ انہیں علم سے ناآشنا لکھتا ہے۔ انہیں بے وقوف اور بے لیاقت بتاتا ہے۔ پھر اس کا مزید جیتا جھوٹ اور صریح کذب ملاحظہ ہو کہ یہ حضرات درس و تدریس کا شغل نہیں رکھتے تھے بلکہ یہ اکابر اس کے نزدیک عُلماءِ مکہ ہی میں شمار نہیں تھے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مصنف کے لیے اسی کے وُہ مخدوم خلیل احمد انبیٹھی سے ان حضرات عُلمائے کرام کے بارے میں دریافت کریں جن کی تعریف اور خطابات واوصاف میں اِس نے تین سطریں اسی شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۰۷ پر سیاہ کیں ہیں، وُہ مفتیِ شافعیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

> چونکہ شیخ العلماء حضرت محمد سعید بابصیل تمام علماءِ مکہ مکرمہ زید شرفاً وفضلا کے سردار اور ان کے امام ہیں، لہٰذا ان کی تصدیق و تقریظ کے بعد کسی عالم کی عُلماءِ مکہ معظمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں۔[1]

اور مفتیِ مالکیہ مولانا عابد اور ان کے بھائی مولانا محمد علی مُدرس حرم شریف کی تقریظیں

---

[1] :۔ المہند مطبوعہ ہلالی پریس ساڈھورہ ص ۶۶۔

marfat.com

لکھیں اور مفتی شافعیہ کے القاب یہ لکھے۔ الشیخ الاجل۔ الفاضل اجل۔ امام العلماء مقدام الفضلاء۔ رئیس الشیوخ الکرام۔ سند الاصفیاء العظام۔ عین اعیان الزمان قطب فلک العلوم والعرفان۔ حضرۃ مولانا الشیخ محمد سعید بابصیل الشافعی شیخ العلماء بمکۃ المکرمۃ والامام والخطیب[1] اور مفتی مالکیہ کے یہ اوصاف لکھے۔ مولانا العلام الامام الہمام الفقیہ الزاہد۔ والفاضل ماجد حضرت مولانا الشیخ محمد عابد مفتی المالکیہ اور مفتی مالکیہ کے بھائی کے یہ اوصاف لکھے الشیخ الاجل۔ والبحر الاکمل حضرت مولانا محمد علی بن حسین مالکی مُدرس حرم شریف[2]

اب ناظرین غور فرمائیں کہ مُصنف کا یہ پیشوا انبیٹھی تو جن کے اس قدر اوصاف لکھے اور یہ مُصنف انہیں کو نہ علماءِ مکہ میں شمار کرے۔ نہ انہیں مُدرس مانے نہ ان میں لیاقت علمی جانے۔ نہ ان میں درس و تدریس کی قوت تسلیم کرے بلکہ انہیں جاہل قرار دے تو ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے یعنی اگر انبیٹھوی سچا ہے تو یہ مُصنف جھوٹا ہے اور اگر یہ عُلماءِ مکہ اور مُدرسین حرمین سے نہیں ہیں بلکہ جاہل ہیں تو المہند میں انکی تصدیقیں کیوں درج کی ہیں۔ کیا یہ حضرات اس وقت علماءِ مکہ اور مدرسین حرمین میں سے شمار تھے اور مُصنف کے پیش کردہ چار مشہور اور بہت بڑے بڑے علما مکہ شیخ حسب اللہ الکی الشافعی۔ شیخ شعیب المالکی۔ شیخ احمد فقیہ۔ شیخ عبدالجلیل آفندی ان میں شیخ احمد فقیہ کا ذکر تو پہلے گذر چکا کہ ایک جاہل وہابی ہے اور باقی حضرات کا علم نہیں ممکن ہے کہ یہ بھی عالم ہی نہ ہوں یا ہوں تو وہاں کے مشہور عُلماء میں سے نہ ہوں۔ کہ صرف مُصنف کی تو کوئی بات قابل اعتبار ہی نہیں اور اگر یہ وہاں کے مشہور عُلماء میں شمار ہوتے تو المہند میں ان کی تصدیقیں ضرور ہوتیں۔ اور جب المہند ہی میں ان کی تقریظیں موجود نہیں ہیں تو حسام الحرمین میں ان کی تقریظوں کا نہ ہونا کب قابل شکایت چیز ہے۔ کہ حسام الحرمین میں تو مکہ کے مفتیانِ مذاہب و مُدرسین حرم شریف اور مشہور عُلما و خطباء

---

[1] :۔ المہند صـ ۶۰

[2] :۔ المہند صـ ۶۶ و صـ ۶۷۔

marfat.com

کی تقریظیں ہیں۔ مصنف کی یہ دروغ گوئی اور کذب بیانی ہے کہ اس نے خطبا د علماء مکہ معظمہ کے نہ صرف عالم و مدرس ہونے کا انکار کیا بلکہ ان سب کو جاہل قرار دیا۔ اسی طرح یہ مصنف حسام الحرمین کے مصدقین علماء مدینہ منورہ کی شانوں میں منہ شگافی کرتا ہے۔

علماءِ مدینہ منورہ کی شانوں میں مصنف کی گستاخیاں

مصنف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۳۵ کے اخیر سطور سے صفحہ ۴۱ تک ان اکابر علماءِ مدینہ منورہ جن کی حسام الحرمین میں تصدیقیں و تقریظیں درج ہیں کے متعلق یہ مصنف یہ الفاظ لکھتا ہے۔ ان صفحات سے صرف ان الفاظ کو نقل کیا جاتا ہے۔

> بعض لوگ فریب میں آگئے۔ جو لوگ زیادہ تر مشہور و معروف ہیں ان کے نام بھی میں ذکر کرونگا۔ اکثر اہلِ مدینہ نے شرط لگا دی کہ اگر یہ قول ان لوگوں کا ہو تو ایسا حکم ہے۔ مولانا سید احمد برزنجی مفتیِ شوافع نے ان کے رسالہ کی تصدیق فرمائی اور لوگوں کو ترغیب اس کی دی مگر جب ان کی آخری ملاقات سید عبداللہ مدنی کے مکان پر شب کو ہوئی اور مسئلہ علمِ غیب میں گفتگو ہوئی اسی وقت تقریظ اپنی منگا کر اپنی مہر کو مٹا دیا (الی قولہ) بالآخر اس کی عاجزی و تذلل پر شرما کر یہ فرمایا کہ خیر پھر مہر کیے دیتا ہوں۔ بعض لوگوں نے مجدد المضلین کی شان میں اپنے حسنِ اخلاق کی وجہ سے الفاظ کہدیئے تھے اور بعض نے ناواقفیت اور سادہ لوحی کی بنا پر ذکر کیا تھا۔ مخالفین ان کے اکثر معتمدین و علماءِ مدرسین ہیں[1]

[1]: (ملخصاً از شہابِ ثاقب صفحہ ۳۵ تا ۴۱)۔

جواب: مصنف کا یہ صریح کذب اور جیتا جھوٹ ہے ناظرین اسی کتاب میں صفحہ ۴۵ پر ملاحظہ کر چکے کہ مفتی برزنجی صاحب نے "حسام الحرمین کی تصدیق پر سے اپنی مہر کو مٹایا نہ دوبارہ مہر کو ثبت کیا نہ ان کفریات پر کوئی بحث و گفتگو کی بلکہ اس حکم تکفیر کو غایۃ المامول میں بھی تحریر فرمایا جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۷۰ میں پوری عبارت درج ہے تو یہ مصنف کا حضرت مفتی برزنجی پر صریح افترا و بہتان ہے ہم اس کے لیے اس آیت کریمہ کی تلاوت کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اب علماء مدینہ مصدقین حسام الحرمین مفتیانِ عظام و علماء مدرسینِ کرام کو فریب میں آنے والے، غیر مشہور، غیر معروف ٹھہرانا، غیر معتمد اور ناواقف اور سادہ لوح قرار دینا۔ اور حسنِ اخلاق سے جھوٹی تعریف کرنے والے کہنا۔ اور انہیں علماء اور مدرسین میں شمار نہ کرنا سرتاپا غلط اور باطل ہے اور خلاف واقعہ اور صریح کذب و افترا ہے اور ان الفاظ میں ان حضرات کی سخت توہین اور گستاخیاں ہیں۔

اب میں حسام الحرمین کے وہ مصدقین جو اکابر علماء مدینہ اور مدرسینِ کرام و مفتیانِ عظام کے چند اسماء شمار کراتا ہوں۔

اسماءِ مفتیان و مدرسین و علماءِ مدینہ طیبہ

(۱) تاج المفتیین۔ امام المحققین۔ ناصر السنۃ۔ مولانا المفتی تاج الدین الیاس مفتی الحنفیہ۔

(۲) اجل الافاضل۔ امثل الاماثل۔ العالم الربانی مولانا عثمان بن عبد السلام داغستانی سابق مفتی مدینہ۔

(۳) المحقق الالمعی۔ والمحقق اللوذعی۔ جامع العلوم النقلیہ۔ فائز الفنون العقلیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی الشافعیہ۔

(۴) الفاضل الکامل۔ باہر الفضائل طاہر الشمائل۔ مولانا سید احمد الجزائری شیخ المالکیہ۔

marfat.com

(۵) کبیر العلماء۔ کنز العوارف۔ معدن المعارف۔ مولانا الشیخ خلیل بن ابراہیم الخربوتی۔

(۶) الصنور المنور۔ والروح المصور۔ مولانا السید محمد سعید شیخ الدلائل۔

(۷) الفاضل الجلیل۔ والعالم النبیل مولانا محمد بن احمد العمری۔

(۸) الفاضل العقول۔ احد الفحول۔ العالم الزکی۔ الفطن الذکی مولانا عمر بن حمدان المحرسی المدرس بالمسجد النبوی۔

(۹) الفاضل الکامل۔ العالم العامل مولانا السید محمد بن محمد المدنی۔

(۱۰) جامع العلوم الجاری۔ احد الاخیار من خیار الباری مولانا الشیخ محمد بن محمد السوسی الخیاری المدرس بالحرم الخیاری۔

(۱۱) الفاضل الشہیر۔ ولسطان العلم شل وزیر مولانا الشیخ محمد العزیز الوزیر المغربی الاندلسی المالکی۔

(۱۲) العالم المدرس۔ مولانا الشیخ الفاضل عبد القادر الشلبی الطرابلسی المدرس بالمسجد النبوی۔

یہ وُہ مشہور اکابر عُلماء مدینہ طیبہ ہیں جن میں مفتیین بھی ہیں اور مدرسین بھی ہیں ان کے دستخط خود مصنف کے پیشوا خلیل احمد انبیٹھی نے المہند میں بھی پیش کیے ہیں دیکھو اس کا صفحہ ۴۷، تو ان کے لیے مصنف کا یہ لکھنا کہ یہ حضرات غیر مشہور و معروف ہیں اور ان کو غیر معتمد اور ناواقف اور سادہ لوح قرار دینا یہاں تک کہ ان کو علماء و مدرسین شمار نہ کرنا صریح کذب نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

پھر ان کی تصدیقیں اگر حسام الحرمین کے لیے قابلِ اعتراض ہیں تو المہند کے لیے بھی قابلِ اعتراض ہونی چاہییں۔ اور اسی بنا پر اعلحضرت قدس سرہٗ پر جس بے تمیزی سے اعتراض کیا ہے۔ انہیں الفاظ میں اپنے پیشوا انبیٹھی پر بھی اعتراض کرے مگر جب انبیٹھی کے اس فعل پر مصنف نے اعتراض نہیں کیا تو معلوم ہو گیا کہ اعلحضرت قبلہ پر اعتراض کرنا محض مصنف کی عداوتِ دلی اور خباثتِ قلبی کا نتیجہ ہے۔

marfat.com

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۳۸ سے صفحہ ۴۰ تک جن مشہور صاحبان درس وتدریس کے اسماء شمار کرائے ہیں۔ ان میں اکثر وہ ہیں جن کی تصدیقیں المہند پر نہیں ہیں تو بقول مصنف ان مشہور علماء و مدرسین پر خلیل احمد انبیٹھی کے ضلال و فساد کی قلعی کھل گئی تھی اسی بنا پر یہ انبیٹھی کے فریب میں نہیں آئے اور انہوں نے المہند پر نہ مہر کی نہ تصدیق لکھی۔ اور بخیال مصنف انبیٹھی صاحب بھی اسی خوف کی وجہ سے مدینہ شریف سے بھاگ آئے کہ کہیں اور تصدیقیں بھی نہ چھن جائیں۔ لہٰذا یہ مصنف جس طرح اعلحضرت کو منہ بھر بھر کر کہتا ہے اپنے پیشوا انبیٹھی کو بھی تو کہے اور چھاپے تو اس کے کذب و افترا کی خود قلعی کھل جائے۔ اور انبیٹھی کا اصل واقعہ عوام کے سامنے آجائے۔

پھر مصنف نے رسالہ غایۃ المامول کی حقیقت ان الفاظ میں صاف طور پر ظاہر کر دی۔

> مولوی منور علی صاحب اسے (یعنی رسالہ غایۃ المامول کو) چھپوانے کے واسطے لے آئے اور بالآخر امر وز فردا میں ابتک ڈالے رکھا، اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے (ہندوستان میں) چھپوایا ہے[۱]

جواب:- جب رسالہ غایۃ المامول مصنفہ حضرت سید احمد برزنجی کو ان منور علی صاحب نے اپنے اہتمام سے ہندوستان میں چھپوایا ہے تو اس رسالہ کی کون سی بات پر اعتماد کیا جائے کہ یہ منور علی صاحب اس جماعت وہابیہ میں وہ یکتا شخص ہیں کہ جنہوں نے سچ تو کبھی بھول کر بھی نہیں بولا ہے۔ عمر بھر اس کی کذب و افترا میں گذری ہے ہماری اس کتاب کے شروع میں ان کی کتاب سیف النقی کے چند حوالے پیش کیے گئے ہیں جن سے ظاہر ہو چکا کہ عبارات کا بنا لینا، کتاب

---

[۱]: (از شہاب ثاقب صفحہ ۳۷)۔

کا گڑھ لینا۔ اس کا نام تجویز کر لینا۔ اسکا مصنف محض اپنے دل سے تجویز کر لینا۔ مطبع تراش لینا۔ صفحہ اور سطر کا نام لیکر عبارات گڑھ لینا ان کی فطرت ہے تو غایۃ المامول میں مصنف کے الفاظ کا بدل دینا۔ اس کی مراد کو متغیر کر دینا۔ ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی کر دینا نہ فقط محتمل بلکہ یقینی ہے تو کوئی منصف مزاج اس غایۃ المامول پر کسی طرح اعتماد ہی نہیں کر سکتا کہ اہلِ عقل کے نزدیک متہم بکذب وافترا کی کوئی بات کوئی شہادت قابلِ اعتبار اور لائقِ اعتماد نہ کبھی ہوئی نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ تو مصنف نے یہ عبارت لکھ کر بڑی حقیقت کا اظہار کر دیا۔

مصنّف کا سفید جھوٹ اور بے بنیاد ڈینگ

مصنف نے شہابِ ثاقب میں یہ سفید جھوٹ بولا اور بے بنیاد ڈینگ تحریر کی ہے۔

> مفتی برزنجی صاحب سے کیا پیش آیا کہ حسین احمد صاحب نے بذریعہ سید اسحاق صاحب بر دوانی مناظرہ کی استدعا کی تھی تو کیوں مناظرہ سے (اعلحضرت فاضلِ بریلوی) نے فرار کیا تھا۔[1]

جواب:۔ میں نے مولوی عبد القادر صاحب شلبی شاگرد مفتی برزنجی صاحب سے دریافت کیا تھا کیا اعلحضرت قدس سرہٗ سے مولوی حسین احمد صاحب نے مدینہ طیبہ میں مناظرہ کی استدعا کی تھی اور اعلحضرت نے مناظرہ سے فرار کیا تھا تو انہوں نے فرمایا یہ سب کذب محض ہے فاضلِ بریلوی سے کون مناظرہ کر سکتا ہے۔ یہاں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ علاوہ بریں حسین احمد صاحب نے اگر کہیں عمر بھر میں کوئی مناظرہ کیا ہوتا تو یہ ان کا ڈینگ مارنا کوئی باور کر سکتا ہے۔ لیکن جس کو مناظرہ کی میم موت

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۳۸ ۔

marfat.com

میں بھی جانے کا قصد کر رہا ہوں اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو متنبہ ہوا۔ اور بہت ٹال مٹول مہر کرنے میں کی لیکن جب مفتی شافعی نے زور دیا تو تقریظ وہ لکھی جس کی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے۔[1]

جواب :۔ ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ دو باتیں سراسر جھوٹ اور کذب ہیں لیکن مصنف کی جرأت ملاحظہ ہو کہ وہ ان کو لکھ کر ان کی تصدیق کے لیے صاف لکھتا ہے۔

صاحبو ان دونوں واقعوں کی تصدیق کرنا اگر آپ کو منظور ہو تو آپ بلا واسطہ خط بھیجکر شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی شبلی سے مدینہ منورہ میں دریافت کریں۔[2]

میں جب ۱۹۴۷ء میں بعد حج کے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضرت مولانا مولوی ضیاء الدین صاحب مہاجر اور جناب چودھری خورشید علیخاں صاحب سنبھلی میرے ہمراہ تھے میں نے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شبلی سے ذکر کیا کہ شہاب ثاقب میں شیخ حبیب اللہ صاحب کے اس واقعہ اور خود ان کا خواب جو چھاپا گیا ہے۔ کیا یہ واقعہ ہے اور کیا خواب صحیح ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہر دو مصنف کے صریح کذب و افترا ہے نہ میں نے ایسا خواب دیکھا نہ شیخ حبیب اللہ صاحب نے میری موجودگی میں ایسا بیان کیا۔ تو اب مصنف کی یہ جرأت و دلیری دیکھئے کہ صریح جھوٹ اور افترا کرتا ہے اور اس کی تصدیق کی دعوت دیکر اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کی ناپاک سعی بھی کرتا جاتا ہے تو ہمارے لیے ان کے جواب میں اتنا کہدینا بہت کافی ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پھر مصنف نے ص ۴۱ اور ص ۴۲ پر شہاب ثاقب کے لکھنے کے سبب اور اس کے بابوں اور فصلوں پر تقسیم کرنے کی فہرست ذکر کر کے باب اول کی سرخی لکھ کر کید اول شروع کیا جس کو ان الفاظ سے شروع کیا ہے۔

کید و بہتان اول اور اس کی حقیقت

---

[1]: شہاب ثاقب ص ۴۰-۴۱۔ [2]: شہاب ثاقب ص ۴۱۔

marfat.com

نظر آتی ہے وُہ کیا مناظرہ کی استدعا کر سکتا ہے۔ اوران کا مناظرہ کی خواہش اُس ذاتِ اقدس سے جس کے مقابل کبھی مُصنّف کے اکابر کو بھی آنے کی ہمت نہ ہوئی اور مکان میں چھُپ کر اپنی جان بچائی مُصنّف صاحب کا سالِ گذشتہ کا واقعہ ہے کہ سنبھل میں جلسہ سیرت میں آپ نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دو مرتبہ ناؤ میں شریک ہونا اور حضور کا اہلِ مکہ کی اُجرت پر بکریاں چرانا بیان کیا تھا۔ مجھے صبح کو علم ہوا۔ تو میں نے چند اشخاص کے ذریعہ سے ان ہر دو باتوں کا حوالہ طلب کیا تو اُسی دن ایک جلسہ مقررہ چھوڑ کر سنبھل سے فرار کر گئے اور میں نے فتویٰ لکھ کر بھیجا تو آبتک اس کا جواب نہ دیا گیا۔ لہٰذا حیرت ہے کہ یہ مُصنّف اور مناظرہ کا نام لے اور وُہ بھی اعلحضرت قُدّس سرّہٗ سے۔ میں انہیں ہر دو باتوں پر چیلنج مناظرہ دیتا ہوں کہ وُہ میرے ان مطالبوں کو پُورا کر دیں اور اپنے اکابر کا اور اپنا اسلام ثابت کر دیں اگر کبھی اُنہوں نے مناظرہ کیا ہے تو تیار ہو جائیں گے۔ ورنہ بے بُنیاد ڈینگ ہے اور سفید جھُوٹ ہے۔

پھر مُصنّف نے یہ دو واقعات اور خواب گڑھ کر پیش کیا ہے۔

سنہ ۱۳۲۵ھ کے رمضان المبارک میں شیخ حبیب اللہ صاحب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اُنہوں نے اسی مجلس میں جس میں شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی الشلبی بھی مُوجود تھے۔ بیان کیا کہ اس سال ایک فتنہ مکہ معظمہ میں ہوا ایک ایسا گمراہ شخص آیا تھا اور تمام قصّہ بیان کر کے کہا کہ بعض نوعُمر ناتجربہ کار اور بعض معمر سادہ لوح اس کے ساتھ ہو گئے تھے لیکن شریف صاحب نے ان لوگوں کو بہت تہدیدات کیں اور وُہ لوگ اپنے فعل پر پشیمان ہوئے۔

شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی شلبی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چند پائخانے بنے ہوئے ہیں اور جو لوگ اس رسالہ پر تصدیق کر رہے ہیں وُہ لوگ ان پائخانوں میں جاتے ہیں چنانچہ

marfat.com

کیدِ اوّل جن عالمانِ دین کی نسبت کفر کا فتویٰ حرمین سے حاصل کیا ہے ان پر وہ جھوٹے الزام اور اتہام لگائے گئے ہیں۔ جن سے وہ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ عقیدے اور خیالات ان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عالمانِ ہندوستان سخت بیزار ہیں اور خود بھی ان کو کفر سمجھتے ہیں۔ حرمین شریفین کے عالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دے دیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا۔[۱]

جواب :۔ مصنف کو یہ تو تسلیم ہے کہ علماءِ حرمین شریفین کے احکامِ تکفیر جو حسام الحرمین میں درج ہیں وہ واقعی علماء حرمین شریفین ہی کے احکام ہیں ان میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا کوئی تصرف نہیں ہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ وہ جوابات بالکل حق ہیں اور جن عبارات پر اُنہوں نے کفر و شرک کا حکم لگایا ہے وہ حکم ایسا صحیح اور حق ہے کہ خود مصنف اور اس کے اکابر بھی اس حکم کی تصدیق کرتے ہیں اور ایسی عبارات والوں کو کافر سمجھتے ہیں اور ان عبارات کو کفر جانتے ہیں۔ چنانچہ اسی شہابِ ثاقب میں صاف اقرار کر لیا کہ سوال میں ایسی باتیں لکھی تھیں جو بالاتفاق کفر ہیں ص ۴۴ تو اب اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا نقل حکم علماء حرمین میں کوئی تصرف کسی طرح کا کید و فریب نہیں متحقق ہوا۔ اب صرف یہ تحقیق باقی رہ جاتی ہے کہ سوالات میں جن عبارات کو پیش کیا گیا ہے وہ عبارات بلفظہٖ و بعینہٖ حفظ الایمان اور براہین قاطعہ اور تحذیر الناس اور فتویٰ گنگوہی میں موجود ہیں یا نہیں اور حفظ الایمان کے مصنف مولوی اشرف علی تھانوی اور براہینِ قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور تحذیر الناس کے مصنف مولوی قاسم نانوتوی ہیں یا نہیں۔ تو ہر اردو خواں شخص حسام الحرمین کے سوالات کی منقولہ عبارات

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب ص ۴۲۔

marfat.com

اور اصل کتاب حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس کی عبارات سے مطابقت کرلے اور ہر کتاب کے مُصنّف کا نام اس مطبوعہ کتاب پر دیکھ لے اور مزید اطمینان کےلیے دیوبند سے اور اپنے شہر کے مشہور دیوبندی مولوی سے دریافت کرلے تو اس کو یقینی طور پر معلوم ہوجائے گا کہ حفظ الایمان کے مُصنّف اشرف علی تھانوی اور براہین قاطعہ کے اصل مُصنّف مولوی رشید احمد گنگوہی اور مشہور مُصنّف مولوی خلیل احمد انبیٹھی ہیں اور تحذیر الناس کے مُصنّف مولوی قاسم نانوتوی ہیں تو ہر ایسے شخص کو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوجائیگا کہ عُلماءِ حرمینِ شریفین کے احکامِ تکفیر جو حسام الحرمین میں موجود ہیں وُہ واقعی اُنہیں کتابوں کی عبارات اور یقینی انہیں تھانوی و گنگوہی و انبیٹھی و نانوتوی پر ہیں جو بالکل صحیح اور حق ہیں۔ اعلیٰحضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا کید و فریب جب ہوتا کہ ان کی نقل مطابق اصل نہ ہوتی یا ان کتابوں کے مُصنّفین یہ لوگ نہ ہوتے لیکن جب فی الواقع حسام الحرمین کی نقل مطابق اصل ہے۔ اور ان کے مُصنّفین بھی یہی لوگ ہیں تو اس سچی بات اور واقعی چیز کو کید و فریب کہہ دینا خود مُصنّف کا زبردست کید و فریب ہے۔ اور ناواقفوں کی آنکھوں میں دُھول جھونکنا ہے۔ اور اپنی کیادی اور فریب کاری کا بیّن ثبوت پیش کر دینا ہے۔

اور ص۴۴ میں مُصنّف کا یہ کہنا کہ عُلماءِ حرمینِ شریفین کو اپنے ان اکابر کا ہم عقیدہ ٹھہرا دینا خود افتراء و بہتان اور الزام و اتہام ہے اور عامۃ المسلمین کو نہایت زبردست دھوکہ دینا ہے یہ تو مُصنّف کے کیدِ اوّل کا مختصر بیان ہے۔ اب کیدِ ثانی کی حقیقت ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔

کید و بہتان ثانی اور اس کی حقیقت

کیدِ دوم جو بہتان اور تہمتیں ان بزرگوں پر لگا کر کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے (شہاب ثاقب ص۴۵ سطر۲ اسی صفحہ کے ص۷ و ص۸ میں (کیدِ ثانی و بہتان عظیم لکھتا ہے) کہ سب لوگ ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں اور خُدا تعالےٰ اور رسُولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

marfat.com

گالی دیتے ہیں (پھر اسی سنا تا سا میں ہے) مگر اتنی ہمت نہ ہوئی کہ کوئی مثال بھی دے دیتا کہ مولانا رشید احمد، مولانا اشرف علی صاحب یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب وغیرہ نے کونسی ضروریاتِ دین کا انکار کیا ہے۔[1]

جواب:۔ جب جواب کیدِ اوّل میں یہ ثابت کر دیا گیا کہ تھانوی کی عبارت حفظ الایمان اور گنگوہی و انبیٹھی کی عبارت براہینِ قاطعہ اور نانوتوی کی عبارت تحذیر الناس کو نقل کر کے فتویٰ حاصل کیا گیا ہے تو اس کو بہتان یا تہمت کہنا مصنف کا جیتا جھوٹ اور صریح کذب ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان عبارات میں اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے اور انہیں گالی دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے وقوعِ کذب کے ماننے سے اس کے صادق ہونے سے انکار اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو بچوں پاگلوں اور جانوروں چوپایوں کی برابر ماننے اور شیطان و ملک الموت کو حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم ثابت کرنے سے حضور کے اعلم الخلق ہونے سے انکار اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں کوئی اور نبی تجویز کر لینے سے حضور کے خاتم الانبیاء ہونے سے انکار ہے اور یہ سب ضروریاتِ دین میں سے ہیں تو تھانوی و گنگوہی و انبیٹھی و نانوتوی نے نہایت صاف طور پر ضروریاتِ دین کا انکار کیا۔ اور یہ عبارات ان کے قائلین کے منکر ضروریاتِ دین ہونے کی نہایت واضح اور روشن مثالیں ہیں تو اس میں اعلحضرت قدس سرہٗ کا نہ کسی طرح کا کید و فریب پایا گیا نہ بہتان عظیم متحقق ہوا اور جب عبارات پیش کر دیں تو ان میں ضروریاتِ دین کا انکار اور توہین و گالی دینا خود ہی ان عبارات سے ظاہر ہو گیا تو مصنف کی یہ ساری گفتگو لغو و باطل ٹھہری بلکہ خود مصنف کا کیاد و کذاب ہونا روشن ہو گیا پھر چاہیے وہ بقول خود اپنے ہی اس ناشائستہ فعل پر لاحول پڑھ لے۔

---

[1]:۔ شہابِ ثاقب ص۴۵

پھر مصنف شہابِ ثاقب صـ۴۵ سے صـ۴۹ تک کیدِ ثالث اور چوتھے بہتان میں ساڑھے تین صفحات اس طرح سیاہ کرتا ہے۔

کیدِ ثالث اور چوتھے بہتان کی حقیقت

علماءِ حرمین کو دھوکہ دینے کے لیے غلام احمد قادیانی کے عقائد کو ان بزرگانِ اہلسنت کے ساتھ خلط ملط کر کے لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ ایک ہی عقیدہ اور خیال کے لوگ ہیں کچھ خفیف سا اختلاف ہوگا۔ چونکہ مرزا غلام احمد باتفاق اہلسنت وجماعت گمراہ ہے اور فی الحقیقت ضروریات دین کا منکر ہے لہٰذا اہلِ حرمین نے کفر و ارتداد کا فتویٰ دے دیا اور سب پر ایک حکم لگا دیا۔[له]

جواب: مصنف اپنی عادت کذب بیانی وافترا پردازی کے علاوہ یاوہ گوئی اور بے فائدہ اور غیر متعلق باتوں پر اتر آیا ہے جن کے جواب کی طرف متوجہ ہونا سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ نہیں ہے رہا یہ امر کہ حسام الحرمین میں غلام احمد قادیانی کے عقائد اور پیشوایانِ وہابیہ کے عقائد کو خلط ملط کر کے لکھا ہے یہ صریح کذب اور جیتا افترا ہے۔ کتاب حسام الحرمین مطبوعہ موجود ہے اس میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ فرقۂ مرزائیہ کو علیحدہ سرخی قائم کر کے تحریر کیا ہے اور فرقۂ وہابیہ کو جدا سرخی کے ماتحت لکھا ہے۔ اور ہر ایک کے اقوال کفری ہر ایک سرخی کے ماتحت درج کیے ہیں اس کو خلط ملط کہنا صریح کذب وافترا ہے بطور نمونہ اس کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

فمنهم المرزائية ونحن	(ترجمہ) ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور
نسميهم الغلامية نسبة	ہم نے اس کا نام غلامیہ رکھا ہے
الى غلام احمد القاديانى	غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت
دجال حدث فى هذا الزمان	وہ ایک دجال ہے جو اس زمانہ

له: شہابِ ثاقب صـ۴۶۔

marfat.com

فادعی اولاً مماثلۃ المسیح اھ۔ | میں پیدا ہوا کر ابتداءً مثیل مسیح ہونے کا دعوے کیا (اور اس کے بعد اس کی کتابوں سے اور اس کے اقوال صـ۹۱ تک نقل کیے)۔

اور حسام الحرمین کے صفحہ ۱۰۰ سے علیحدہ سُرخی قائم فرما کر فرقہ وہابیہ کا ذکر ان الفاظ سے شروع کیا گیا۔

ومنھم الوھابیۃ الامثالیۃ والخواتمیۃ وھم مقتسمون الی الامیریۃ نسبۃ الی امیر حسن وامیر احمد السھسوانیین والنذیریۃ المنسوبۃ الی نذیر حسین الدھلوی والقاسمیۃ المنسوبۃ الی قاسم النانوتوی صاحب تحذیر الناس اھ۔ ؎۲

(ترجمہ) دُوسرا فرقہ وہابیہ امثالیہ (یعنی رسُول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھ یا سات مثل موجود ماننے والے) اور خواتمیہ (یعنی حضور کے سوا اور طبقات زمین میں چھ خاتم النبیین موجود جاننے والے) اور وہ کئی قسم ہیں ایک امیریہ یہ امیر حسن و امیر احمد سہسوانیو کیطرف منسوب اور نذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جسکی تحذیر الناس ہے (اس کے بعد ان کے اقوال نقل کیے)۔

مسلمانو دیکھو کہ جس کو جُدا جُدا سُرخیوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کو مصنف خلط ملط کہہ کر کیا صریح کذب بیانی اور افترا پردازی نہیں کر رہا ہے اور خود کید صریح اور بہتانِ عظیم کر کے حسام الحرمین پر کید و بہتان کا غلط الزام نہیں لگا رہا ہے اور نیز علماء

؎۱: حسام الحرمین مطبوعہ بریلی صـ۹۶ تا صـ۱۰۰۔ ؎۲: ملخصاً صـ۱۰۰

marfat.com

حرمین شریفین کے پاک دامنوں پر یہ ناپاک دھبہ لگا رہا ہے کہ وہ اس قدر جاہل و بے تمیز ہیں کہ ان سُرخیوں کی علیحدگی کا امتیاز نہ کر سکے اور انہوں نے اس کو غلط ملط سمجھ کر اور اپنی کم علمی کی بنا پر ہر دو فرقوں پر ایک غلط حکم اور باطل فتویٰ دے دیا، تو یہ مصنف کا علماءِ حرمین پر نہایت بے باکی کے ساتھ بہت زیادہ ناپاک حملہ ہے۔ العیاذ باللہ تعالےٰ اور اسی کے ساتھ اپنے دیوبندی مولویوں کو علماءِ حرمین پر فضیلت دے کر انہیں ذی علم اور صاحب تمیز اور حقیقت بیں منتی قرار دیا۔

پھر مُصنف اسی صفحہ پر اپنی عداوتِ قلبی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

البتہ مرزا قادیانی کے عقائد میں بریلوی شریک ہیں[1] **جواب**:۔ مُصنف کا یہ دعویٰ ایسا غلط ہے کہ جس پر وُہ نہ کوئی دلیل پیش کر سکا۔ اور نہ آئندہ کبھی کوئی دلیل قائم کر سکتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ قادیانی کے عقائد میں اگر شرکت ہو سکتی ہے تو دیوبندیوں کی ہو سکتی ہے اس لیے کہ قادیانی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دُوسرے نبی کی تجویز جائز جانتا ہے اسی بنا پر اس نے اپنے آپ کو نبی تجویز کر لیا اور دیوبندی بھی تحذیر الناس کی بنا پر یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء نہیں ہیں آپ کے زمانے کے بعد اور دُوسرا نبی تجویز کیا جا سکتا ہے۔ تو جو قادیانیوں کا عقیدہ تھا وہی دیوبندیوں کا عقیدہ ثابت ہو گیا تو عقائد قادیانی و عقیدۂ دیوبندیت میں اس بنا پر شرکت متحقق ہو گئی لہٰذا مرزا قادیانی کے عقائد میں دیوبندی شریک ٹھہرا اور مرزا قادیانی کو اس عقیدہ کی بنا پر مُصنف اور اس کے اکابر مرتد و کافر کہتے ہیں، منکر ضروریاتِ دین قرار دیتے ہیں تو مُصنف کو چاہیئے کہ انہی عقائد کی بنا پر دیوبندیوں پر بھی کافر و مرتد اور منکر ضروریاتِ دین ہونے کا فتویٰ صادر کرلے اور اپنی شرکت کا اعلان کرلے۔

---

[1] شہابِ ثاقب ص۴۶۔

marfat.com

پھر مصنف اپنے اکابر کے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ غلط مبحث کرتا ہے۔

> مجدد صاحب کو غیظ و غضب اہلِ ضلال سے نہیں ایسا ہوتا تو نیچریہ کے اقوال کو جو سراسر دہریت سے پُر اور ان کے رئیس کی تفسیر کے نصوص کو جو صراحۃً قطعیات کی مخالفت سے بھرے ہیں ضرور ذکر کرتے علیٰ ہذا القیاس غیر مقلدین و روافض قرآنیہ وغیرہ کے حالات اور تردیدات کی ضرورتیں کیا لاحق نہ تھیں۔ ۱؎

جواب :۔ مصنف نے ایک صفحہ سے زائد محض ہزلیات و سبّ و شتم میں سیاہ کر دیا اور عوام کو فریب میں مبتلا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے اور کوئی جملہ راست بازی کا نہ کہہ سکا اور اس نے اپنے غیظ و غضب میں دِل بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ باوجودیکہ اعلیٰحضرت قُدس سرّہٗ نے اس فتاوے حسام الحرمین سے سات برس پہلے فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین میں نیچریوں[22] غیر مقلدوں[3]۔ رافضیوں کے کفر و ارتداد پر فتوے دے کر علمائے[13] حرمین شریفین سے تصدیق کرائیں ہیں جو مطبوعہ موجود ہے اس کے علاوہ ردِ نیچریہ میں فتوے دیئے اور ردِ روافض میں ردالرفضۃ اور ردِ غیر مقلدین میں جابک لیث اطائب الصیب النہی الاکید الفضل الموہبی وغیرہ چند رسائل تحریر فرمائے جو ملک میں طبع ہو کر شائع ہوئے اور بار بار طبع ہوئے لیکن مصنف کو جتنا جھوٹ بولتے ہوئے نہ شرم آتی ہے نہ خدا و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کچھ خوف و ڈر ہے۔

پھر یہ مصنف نہایت جرأت و دلیری سے سفید جھوٹ بولتا ہے اور اپنی دروغ گوئی کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

> مجدد التفضیل صاحب نے ان کی تردید میں یا عیسائیت کے خلاف میں آریوں کے جواب میں یا غیر مقلدوں کے ابطال میں رسائل تصنیف نہ کیے

۱؎ :۔ شہابِ ثاقب ص۴۶ و ص۴۷ ۔ ۲؎ :۔ شہابِ ثاقب ص۴۷ ۔

marfat.com

جواب:۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تصنیف کے وقت شاید یہ قسم کھالی تھی کہ اس کتاب میں کہیں سچ نہیں بولا جائے گا اسی بنا پر یہ ساری کتاب کذب و افترا سے پر ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے تو ہر بد مذہب بے دین کے رد میں فتادے و رسائل اس کثرت سے تحریر فرمائے ہیں کہ چند متبحر علما کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ ایسا متبحر معنی و مصنف کئی صدی میں نظر نہیں آتا۔ مصنف آنکھیں کھول کر فتاوے رضویہ جلد اوّل مطبوعہ ہی کو دیکھ لیتا کہ اس میں پورا ایک رسالہ باب العقائد والکلام ہے جس میں فلاسفہ آریہ۔ مجوس۔ یہود۔ نصارٰی۔ نیچری۔ چکڑالوی۔ قادیانی۔ رافضی وغیرہ فرقوں کا مع ان کے اقوال کفریہ کے رد موجود ہیں تو اس کو یہ صریح کذب تو نہ بولنا پڑتا مگر جھوٹے خدا کے پجاری سے جھوٹ کی کیا شکایت مصنف کو چاہیئے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ اور اپنے شیخ الکاذبین ہونے کا اعلان کرے۔

پھر مصنف شہابِ ثاقب میں اپنی فریب کاری کا پورا ثبوت اس طرح پیش کرتا ہے۔

> آخر اہل اہوا و بدع کے فرقۂ عظیمہ ضالہ روافض کے چھوٹے بھائی آپ حضرات ہی ہیں[1]

جواب:۔ مصنف نے یہ سارا صفحہ سب و شتم اور لغو گوئی میں سیاہ کیا ہے۔ اور اپنی یاوہ گوئی کا پورا ثبوت پیش کیا ہے۔ جو اعلیٰحضرت قدس سرہ روافض کو کافر و مرتد ہونے کا فتوٰے دیں ان کے رد و ابطال میں رسائل تحریر فرمائیں وہ ان روافض کے بھائی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ہاں ہم یہ دکھائیں کہ روافض کے بڑے بھائی وہابیہ دیوبندیہ ہیں کہ روافض تو صرف صحابۂ کرام کی شانوں میں بے ادب و گستاخ ہیں اور مصنف اور اس کے اکابر صحابۂ اہلبیت۔ انبیاءِ کرام۔ سیّد الانبیاء علیہم السلام بلکہ اللہ عزوجل سب کی شانوں میں انتہا درجہ کے بے ادب و گستاخ ہیں دیکھو رسالہ

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب صہ ۴۸ ۔

marfat.com

الاستمداد و کاشف سنت و وہابیت وغیر رسائل تو وہابیہ روافض کے بڑے بھائی بلکہ باپ ٹھہرے کہ انہوں نے تو تمام پیشوایانِ دین اور بانیانِ مذاہب کی توہین و تنقیص کا درس دیا ہے اور ہر گستاخ کو راستہ دکھایا ہے پھر مصنف کہتا ہے۔

پانچواں بہتان اور اس کی حقیقت

الحاصل یہ جملہ اکابر (نانوتوی۔ گنگوہی انبیٹھی۔ تھانوی) ایک روح۔ اور چند قالب اور ایک معنے اور چند الفاظ ہیں ان کے خیالات وعقائد واعمال ایک ہی ہیں ان کے مریدین معتقدین تلامذہ سب یک خیال ویک عقائد ہیں جملہ اوقات ان کے اعمالِ صالحہ و مرضیاتِ نبویہ سے معمور ہیں نہ ان میں مختلف فرقے ہیں اور نہ ان کی مخالف رائیں[1]

جواب :۔ فرقوں کا اختلاف ایک بات کی بنا پر بھی ہو جایا کرتا ہے۔ جیسے خوارج روافض یک خیال ویک عقائد ہیں مگر ایک ایک بات کی بنا پر وہ روافض وخوارج ۲۴ فرقے ہو گئے اور ہر ایک کا نام علیحدہ ہو گیا جیسے نفریہ۔ علویہ۔ شیعہ۔ اسحاقیہ۔ زیدیہ عباسیہ۔ امامیہ۔ لاغیہ وغیرہ فرقہائے روافض تو جب چھوٹے بھائی میں اس قدر فرقے ہو گئے تو بڑے بھائی وہابیہ دیوبندیوں میں بھی مختلف فرقے اور مخالف رائیں ہو گئیں تو اعلحضرت قبلہ کا اس میں بہتان ومکر کیا ہے کہ انہوں نے ہر پیشوا کو اس کے نئے اعتقاد وایجاد کے اعتبار سے اور اس کے مریدین معتقدین کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ فرقہ ٹھہرایا جیسے سلف نے انہیں ایک مجدد رفض کے لحاظ سے مختلف فرقے قرار دیا اب مصنف کا بہتان ومکر یہ ہے کہ وہ اپنے اکابر کے خصوصی عقائد واقوال کو سیٹ کر یک خیال واعتقاد دکھا کر عوام کو فریب دینا چاہتا ہے اور ہر ایک کے مخصوص کفری عقیدہ پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جس کا مفصل بیان آگے آئیگا۔

چھٹا بہتان اور اس کی حقیقت

پھر مصنف اسی شہاب ثاقب میں چھٹا بہتان اور مکرِ عظیم کی سرخی قائم کر کے

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب صد ۴۹۔

marfat.com

محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

صاحبو محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالاتِ باطلہ وعقائدِ فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہلسنت وجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب ورحمت شمار کرتا رہا اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو عموماً اس نے تکالیفِ شاقہ پہونچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے الحاصل وہ ایک ظالم وباغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ [1]

جواب :۔ اس عبارت میں مصنف نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے خیالات کو باطلہ۔ اور عقائد کو فاسدہ قرار دیا اور اس کو اہلسنت کے مالوں کو مالِ غنیمت اور حلال سمجھنے والا اور ان کے قتل کو باعثِ ثواب ورحمت شمار کرنے والا اور انہیں بالجبر اپنے باطل خیالات وفاسد عقائد کا منوانے والا۔ اور اہلِ عرب کو تکالیفِ شاقہ پہنچانے والا۔ اور سلف صالحین کی شان میں گستاخی وبے ادبی کرنے والا۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو شہید کرنیوالا ٹھہرایا اور اس کو ظالم۔ باغی خونخوار فاسق شخص کہا۔ اور ازراہِ مکروفریب عوام کو یہ باور کرایا کہ تمام اکابر وہابیہ دیوبندیہ محمد بن عبدالوہاب کو ایسا ہی جانتے ہیں۔ تو اکابرِ دیوبندیہ نجدی کے خیالاتِ باطلہ وعقائدِ فاسدہ کو بہت برا جانتے ہیں چنانچہ یہ مصنف اسی کتاب میں صاف طور پر لکھتا ہے۔

[1] :۔ از شہابِ ثاقب صہ ۵۰۔

marfat.com

حالانکہ عقائدِ وہابیہ اور ان اکابر کے معتقدات و اعمال میں زمین آسمان بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے [۱]

تو مصنف کے نزدیک اکابرِ دیوبندیہ کے عقائد اچھے اور عمدہ ہیں۔ اور عقائدِ نجدیہ بُرے اور باطل و فاسد ہیں۔ لہٰذا یہ مصنف کا زبردست فریب اور مکرِ عظیم اور جیتا جھوٹ اور صریح کذب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اکابرِ دیوبندیہ کے عقائد بالکل وہی ہیں جو محمدؐ بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد ہیں۔ چنانچہ پیشوائے مصنف و فرقۂ دیوبندیہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ میں صاف طور پر موجود ہے سوال و جواب بعینہٖ و بلفظہٖ نقل کیے جاتے ہیں۔

سوال سولھواں وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہلِ نجد کے عقائد میں اور سُنّی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے [۲]

پیشوائے فرقۂ دیوبندیہ نے اس فتوے میں یہ چند امور صاف کر دیے۔

(۱) وہابی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ماننے والوں کو کہتے ہیں۔

(۲) نجدی اور اس کے مقتدیوں کے عقائد عمدہ تھے۔

(۳) ان کا مذہب حنبلی تھا۔

(۴) ان میں سے جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہو گئی ہے وہ بھی اچھے ہیں۔

---

[۱]:۔ شہابِ ثاقب ص ۵۱۔ [۲]:۔ فتاویٰ رشیدیہ ج ا ص ۸۔

(۵) جن میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے فساد آگیا ہے ان کے عقائد نہیں بدلے ہیں بلکہ عقائد ان کے بھی باوجود فساد آجانے کے عمدہ ہی باقی رہے۔

(۶) ان اہلِ نجد کے عقائد میں اور سُنی حنفیوں کے عقائد میں کچھ فرق نہیں۔

(۷) سُنی حنفیوں اور اہلِ نجد میں حنفی شافعی مالکی حنبلی ہونے کا فرق صرف اعمال میں ہے

تو گنگوہی جی کے نزدیک اہلِ دیوبند جو اپنے آپ کو سُنی حنفی کہتے ہیں ان کے عقائد میں اور اہلِ نجد محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے مقتدیوں کے عقائد میں کچھ فرق نہیں بلکہ اہلِ نجد کے عقائد کی عمدگی اور ان کا مذہباً اچھا ہونا اس اعلیٰ حد پر پہنچ گیا ہے کہ جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہوگئی ہے اور جن میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے فساد بھی آگیا ہے وہ بھی عمدہ عقائد والے اور اچھے ہی رہے

تو اب اس کذاب مصنف سے دریافت کرو کہ تو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے خیالات کو باطلہ اور عقائد کو فاسدہ کہتا ہے اور اس کو ظالم باغی خونخوار کہہ کر بُرا کہتا ہے اور اسی کو اکابرِ دیوبند کا مذہب بتاتا ہے اور پیشوائے اکابرِ دیوبند گنگوہی جی اس کے عقائد کو عمدہ اور اس کو اچھا کہتے ہیں لہٰذا تم میں کون سچا ہے۔ اور کون جھوٹا کذاب ہے ظاہر ہے کہ گنگوہی جی پیشوائے اکابرِ دیوبند ہیں ان کی یہ بات سارے فرقہ کو تسلیم کرنی پڑے گی اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ عمدہ عقائد والے کی اقتدا کیجاتی ہے تو ساری دیوبندی قوم نجدی کے عقائد کو عمدہ مانکر بقول گنگوہی جی وہابی ٹھہری لہٰذا تمام دیوبندیوں کا وہابی ہونا گنگوہی جی کے فتوے سے۔ ایسا ثابت ہوگیا جس کا کوئی دیوبندی انکار ہی نہیں کرسکتا تو اب مصنف کے اس کذب وفریب کی حقیقت کا پردہ فاش ہوگیا کہ عقائدِ وہابیہ اور ان اکابر (یعنی اہلِ دیوبند) کے معتقدات واعمال میں زمین آسمان، بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے۔

نیز مصنف کے اس مکرِ عظیم وکیدِ اعظم کی قلعی کھل گئی اور ساری دلیل کی تعمیر خاک میں مل گئی۔ کہ وہ عوام کو یہ باور کرارہا تھا کہ:

| یہ حضرات (یعنی دیوبندی قوم) بالکل سلفِ صالحین کے عقائد پر

> ہیں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور فقہاءِ حنفیہ کے طریق پر ہر طرح علماً وعملاً کاربند ہیں سرِ مو تفاوت کرنا نہیں چاہتے سلوک اکابر طریقِ اربعہ خصوصاً چشتیہ صابریہ ان کا معمول بہا ہے۔ [1]

گنگوہی جی نے نجدیوں کو اچھا کہہ کر اور اُن کے عقائد کو عمدہ بتا کر یہ واضح کر دیا کہ دیوبندیوں کی جماعت سلف صالحین کے عقائد پر ہرگز نہیں ہے بلکہ نجدی عقائد پر ہے جن کو مصنف خیالاتِ باطلہ وعقائدِ فاسدہ کہتا ہے۔ اور جب نجدی کے عقائدِ باطلہ وفاسدہ ہوئے تو فرقہ دیوبندی نہ امامِ اعظم اور فقہائے طریق پر ہر طرح علماً وعملاً کاربند قرار پائے نہ سلوک طریقِ اربعہ کا معمول بہا ٹھہرا۔ لہٰذا مصنف کا دجل و فریب ظاہر ہو گیا اور گنگوہی صاحب کے فتوے سے دیوبندیوں کا وہابی ہونا ثابت ہو گیا پھر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اگر دیوبندیوں کو وہابی بتایا تو اس میں بہتان اور بکر عظیم کس طرح ہوا۔ بلکہ خود مصنف بھی اپنی جماعت کے وہابی ہونے کا اس طرح معترف ہے۔

> صاحبو شراب پیو، داڑھی منڈواؤ گو [illegible] کرو نذر لغیر اللہ مانو زناکاری اغلام بازی، ترکِ جماعت وصوم وصلوٰۃ جو کچھ کرو یہ سب علامت اہلسنت والجماعت ہونے کی ہو اور اتباعِ شریعت صورۃً وعملاً جس کو حاصل ہو وُہ وہابی ہو جاویگا۔ [2]

مصنف نے اس عبارت میں صاف طور پر کہدیا کہ اتباعِ شریعت صورۃً وعملاً کرنا وہابی ہونے کی علامت ہے اور سارے دیوبندی اتباعِ شریعت صورۃً وعملاً کرنے کے زبردست مدعی ہیں تو وُہ وہابی قرار پائے اور گنگوہی صاحب نجدی کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں تو نتیجہ نکل آیا کہ اتباعِ شریعت صورۃً وعملاً نجدی کی اقتدا سے حاصل ہوتا ہے تو دیوبندی بایں معنے وہابی قرار پائے۔ اب باقی رہا مصنف کا اہلِ سنت وجماعت کی علامت شراب پینے داڑھی منڈانے زناکاری اغلام بازی

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۵۔

کرنے ترک جماعت وصوم وصلوٰۃ کرنے گور پرستی کرنے نذر لغیر اللہ ماننے کو قرار دینا یہ بالکل غلط و باطل اور افترا و بہتانِ عظیم ہے اور اس طرح ہے کہ کوئی بازاری آدمی بعض دیوبندیوں کے شراب پینے داڑھی منڈانے سینما دیکھنے، سُود لینے، ترک صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ حج کرنے اور دیوبند کے اساتذہ کی اغلام بازی وزناکاری کرنے اور گنگوہی صاحب کی قبر پرستی اور نذرانہ وغیرہ کو دیوبندیت ووہابیت کی علامت و شعار قرار دے اور ان سب کو اپنے ذاتی مشاہدے سے ثابت کر دے اور ان پر شہادتیں پیش کر دے تو کوئی عاقل ان اُمور کو علامت دیوبندیت ووہابیت نہیں سمجھ سکتا ہے کہ بدعمل ہر فرقے میں ہوتے ہیں تو ان کی بدعملی مذہب کی علامت نہیں ہوا کرتی ہے۔ مصنف کو اگر اتنی بھی عقل و سمجھ ہوتی تو وہ ایسی لچر بات کبھی زبان پر نہ لاتا۔

پھر مُصنف محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد شمار کراتا ہے اور دیوبندیوں کو ان عقائد کا مخالف ثابت کرنے کی ناکام سعی کرتا ہے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا پہلا عقیدہ

> محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانانِ دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ [1]

جواب :۔ مُصنف نے یہ ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ پیش کیا اور اپنے اکابر وہابیہ دیوبندیہ سے اس عقیدہ کے مخالفت میں گنگوہی جی کے رسالہ لطائفِ رشیدیہ کی ایک طویل عبارت پیش کی اور اس کے بعد مُصنف نے ان الفاظ میں اس کا نتیجہ نکال کر عوام کو فریب دیا۔

---

[1] :۔ از شہابِ ثاقب ص ۵۱۔

marfat.com

حضرات غور فرمائیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز اور ان کے اتباع کس قدر تکفیر اور مشرک کہنے وغیرہ میں احتیاط فرماتے ہیں، اور کس طرح سلفِ صالحین کے اتباع میں سرگرم ہیں بخلاف وہابیہ کے کہ تمام کو ادنٰی شبہ خیالی سے کافر و مشرک کرتے ہیں اور ان کے اموال و دیار کو حلال جانتے ہیں۔[۱]

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا[۱]

جواب :۔ مصنف نے اپنی فریب کاری سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی کہ اکابر دیوبند یہ وہابیہ اس عقیدے کے بالکل مخالف ہیں۔ لہٰذا یہ مصنف کا صریح جھوٹ اور مکرِ عظیم ہے۔ ہم مصنف کے پیش کردہ گنگوہی صاحب کی مسلّمہ کتاب فتاوٰی رشیدیہ سے امام الوہابیہ کی کتاب تقویت الایمان کا اچھا ہونا لکھا ہوا دکھاتے ہیں تقویت الایمان وہ کتاب ہے جسے اگر شرک و کفر کی مشین کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا جبکہ رشید احمد گنگوہی اس کی تعریف میں یہ تحریر کرتے ہیں۔

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردِّ شرک بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عینِ اسلام ہے۔ (اسی میں صہ ۱۱۲ پر ہے)[۲] بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے۔

اس میں انہیں گنگوہی صاحب نے تقویۃ الایمان کے تمام مسائل کو صحیح مانا تمام کتاب پر عمل کرنے کا حکم دیا بلکہ اس کے نہ فقط عمل کرنے کو بلکہ اس کے پڑھنے کو بلکہ صرف رکھنے کو عین اسلام قرار دیا تو جس کتاب کا پڑھنا اور عمل کرنا تو درکنار بلکہ رکھنا بھی عین اسلام ہوگا اسکے مضامین و مسائل ترجمان اسلام ہونگے، لہٰذا اس تقویۃ الایمان میں ہے :۔

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب صہ ۵۳۔ [۲] :۔ فتاوٰی رشیدیہ مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی ج ۱ صہ ۱۱۵

دیوبندیوں وہابیوں کی شرک کی مشین

پھر کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چھڑا دے یا ایسے مکانوں میں دُور دُور سے قصد کرکے جاوے یا وہاں روشنی کرے۔ غلاف ڈالے۔ چادر چڑھاوے۔ ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرکے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے۔ اس پر شامیانہ کھڑا کرے۔ چوکھٹ کو بوسہ دیوے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کرے۔ مراد مانگے مجاور بن کے بیٹھ رہے۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتیں کریں تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔[۱]

اس عبارت میں امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے اتنے مسلمانوں کو مشرک بنایا سنیئے

(۱) جو مسلمان کسی نبی ولی کی سچی قبر کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وہ مشرک ہے۔

(۲) جو کسی نبی ولی کی قبر کی زیارت کے لیے دُور دُور سے سفر کرکے جائے وہ مشرک ہے

(۳) جو کسی نبی ولی کی قبر پر روشنی کرے وہ مشرک ہے۔

---

[۱] : تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور ص ۱۲ ۔

marfat.com

(۴) جو کسی نبی ولی کے مزار پر غلاف ڈالے وُہ مشرک ہے۔
(۵) جو کسی نبی ولی کے مزار پر چادر چڑھائے وُہ مُشرک ہے۔
(۶) جو کسی نبی ولی کے مزار سے رُخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں برائے اَدب چلے وُہ مشرک ہے۔
(۷) جو کسی نبی ولی کی قبر کو بوسہ دے وُہ مشرک ہے۔
(۸) جو کسی نبی ولی کی قبر کو مورچھل جھلے وُہ مُشرک ہے۔
(۹) جو کسی نبی ولی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے وُہ مشرک ہے۔
(۱۰) جو کسی نبی ولی کی چوکھٹ کو بوسہ دے وُہ مُشرک ہے۔
(۱۱) جو کسی نبی ولی کی قبر پر ہاتھ باندھ کر کچھ عرض کرے وُہ مشرک ہے۔
(۱۲) جو کسی نبی ولی کی قبر پر کسی طرح کی کوئی مُراد مانگے وُہ مُشرک ہے۔
(۱۳) جو کسی نبی ولی کی خدمت کے لیے مجاور بن کر رہے وُہ مُشرک ہے۔
(۱۴) جو کسی نبی ولی کے مزار کے اردگرد کے جنگل کا اَدب کرے وُہ مُشرک ہے۔

پھر یہ بھی صاف کر دیا کہ اگر انبیاء کرام و اولیاء عظام کو خُدا کا بندہ اور مخلوق سمجھ کر اور یہ جان کر کہ ان کی تعظیم سے اللہ خُوش ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ یہ معاملہ کرے وُہ بھی مُشرک ہے۔ یہ تو وہابیوں دیوبندیوں کی شرک کی مشین ہے۔ اَب کُفر کی مشین ملاحظہ ہو۔

وہابیوں دیوبندیوں کی کُفر کی مشین

اس زمانہ میں ہندوستانی مُسلمانوں میں ہزاروں نئی باتیں اَور نئے عقیدے اور رسم و رسوم جو رائج ہیں اور ایک جہان اس میں گرفتار ہے جیسے لڑکا پیدا ہوتے وقت ایک بکرا ذبح کرنا۔ اور بندوقیں چھوڑنا چھٹی کرنا۔ اور نام فلاں بخش اور غلام فلاں رکھنا۔ بسم اللہ کی شادی کی محفل کرنا۔ اور ختنہ میں شادی اور محفل اور رسم و رسم کرنا۔ رسومِ منگنی کرنا۔ سہرا باندھنا

marfat.com

شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا۔ محرّم کی محفلیں کرنا۔ ربیع الاوّل میں مولود کی محفل ترتیب دینا۔ اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے کھڑے ہو جانا۔ اور ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا۔ شعبان میں حلوا پکانا۔ اور رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع اور قضاء عمری پڑھنا۔ شوال میں عید کے روز سویاں پکانا۔ اور بعد نماز عیدین بغلگیر ہو کر ملنا یا معانقہ کرنا۔ کفن کے ساتھ جانماز اور چادر بھی ضرور بنانا۔ کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا اور قبر میں قُل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا۔ اور تیجہ دسواں۔ چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی عُرس مُردوں کے کرنا۔ قبروں پر چادریں ڈالنا۔ مقبرے بنانا۔ قبروں پر تاریخ لکھنا۔ وہاں چراغ جلانا۔ اور دُور دُور سے سفر کر کے قبروں پر جانا۔ اور مقلّد کے حق میں تقلید ہی کو کافی جاننا۔ مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرنا۔ اپنے جسم و مکان اور سواری وغیرہ کی زینت بہت سی کرنا (اور چند باتیں شمار کر کے لکھتے ہیں) غرض کہ یہ باتیں اور سوا اس کے ہزاروں رسمیں رائج ہیں کہ ہزاروں آدمی یہ رسمیں کرتے ہیں (پھر ان باتوں کے کرنے والے کا حکم آخر میں یہ لکھتے ہیں) جو شخص اس کی بُرائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا بُرا لگے تو صاف جان لینا چاہیئے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب مسلمان نہیں (یعنی کافر ہے) [1]

اس عبارت میں کس قدر مسلمانوں کو کافر بنایا۔ اس کو اس طرح شمار کیجیے۔

(۱) جو مسلمان بوقت پیدائش فرزند بکرا ذبح کرے وہ کافر۔ (۲) جو اس وقت بندوقیں چھوڑے وہ کافر۔ (۳) جو چھٹی کرے وہ کافر۔ (۴) جو پیر بخش یا علی بخش یا حسین بخش یا نبی بخش یا غلام محمد یا غلام احمد یا غلام مصطفٰے یا غلام نبی یا غلام رسول یا غلام علی یا غلام امام یا غلام حسن یا غلام حسین یا غلام محی الدین یا غلام جیلانی یا غلام معین الدین

---

[1] :۔ تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور از ص۸۶ تا ص۸۸۔

یا غلام صابر وغیرہ نام رکھے وُہ کافر۔ (۵) جو بسم اللہ کی محفل کرے وُہ کافر۔

(۶) جو ختنہ کی محفل کرے وُہ کافر۔ (۷) جو منگنی کی رسم کرے وُہ کافر۔

(۸) جو سہرا باندھے وُہ کافر۔ (۹) جو قبل شادی برادری کو کھانا دے وُہ کافر۔

(۱۰) جو محرم کی محفلیں کرے وُہ کافر۔ (۱۱) جو ربیع الاوّل میں مولود شریف کی محفل منعقد کرے وُہ کافر۔ (۱۲) جو بوقت ذکرِ ولادت قیام کرے وُہ کافر۔

(۱۳) جو ربیع الاخر میں گیارہویں کرے وُہ کافر۔ (۱۴) جو شعبان میں حلوا پکائے وُہ کافر۔

(۱۵) جو رمضان میں آخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع پڑھے وُہ کافر۔ (۱۶) جو قضا عمری پڑھے وُہ کافر

(۱۷) جو عید کے دن سویاں پکائے وُہ کافر۔ (۱۸) جو بعد نماز عید معانقہ کرے وُہ کافر۔

(۱۹) جو اس دن مصافحہ کرے وُہ کافر۔ (۲۰) جو کفن کے ساتھ جا نماز بنائے وُہ کافر۔

(۲۱) جو کفن کے ساتھ چادر بنائے وُہ کافر۔ (۲۲) جو کفنی پر کلمہ لکھے وُہ کافر۔

(۲۳) جو قبر میں قُل کے ڈھیلے رکھے وُہ کافر۔ (۲۴) جو قبر میں شجرہ رکھے وُہ کافر۔

(۲۵) جو تیجہ کرے وُہ کافر۔ (۲۶) جو دسواں کرے وُہ کافر۔

(۲۷) جو چالیسواں کرے وُہ کافر۔ (۲۸) جو چھ ماہی کرے وُہ کافر۔

(۲۹) جو برسی و عُرس کرے وُہ کافر۔ (۳۰) جو قبر پر چادر ڈالے وُہ کافر۔

(۳۱) جو مقبرہ بنائے وُہ کافر۔ (۳۲) جو قبر پر تاریخ لکھے وُہ کافر۔

(۳۳) جو قبر پر چراغ جلائے وُہ کافر۔ (۳۴) جو قبر پر دُور دُور سے سفر کر کے جائے وُہ کافر۔

(۳۵) جو مقلد کے حق میں تقلید کو کافی جانے وُہ کافر۔ (۳۶) جو عورتوں کا مہر زیادہ مقرر کرے وُہ کافر۔ (۳۷) جو اپنے جسم کو زینت دے وُہ کافر۔

(۳۸) جو اپنے مکان کو بہت زینت دے وُہ کافر۔ (۳۹) جو اپنی سواری کو زینت دے وُہ کافر۔ (۴۰) جسے ان باتوں کا ترک کرنا بُرا لگے وُہ کافر۔

تو یہ امام الوہابیہ و پیشوایانِ دیوبندیہ کی شرک کی مشین اور کُفر کی ٹکسال کا صرف نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ جس سے جملہ اہلِ عالم اور تمام اہلِ اسلام مُشرک و کافر ٹھہرتے ہیں اور جب تمام اہلِ اسلام مُشرک و کافر ہوئے تو ان سے قتل و کشتال کرنا اور

اِن کے اموال کو اُن سے چھین لینا بھی حلال ہوا۔ تو مصنف نے جو عقیدہ نجدی کا لکھا تھا بالکل وہی عقیدہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا ثابت ہوا۔ لہٰذا مصنف کا اپنے اکابر کو اس عقیدہ نجدی کے مخالف ثابت کرنے کی ناپاک سعی کرنا کیا صریح کذب بیانی اور کھلی ہوئی فریب کاری نہیں ہے۔

الحاصل مصنف کے اکابر ابن عبدالوہاب نجدی کے پورے پورے متبع ہوئے اور اس کے قدم بقدم چل کر تمام مسلمانوں کو مشرک و کافر بنانے والے ثابت ہوئے۔ اب مصنف ہی بتائے کیا اس کے یہ اکابر محب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حامیانِ دین کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں اور کیا شارع علیہ السلام و ائمہ کرام نے اور سلفِ صالحین نے اسی کی تعلیم دی تھی کہ اہلِ اسلام کو مشرک و کافر بناؤ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

مصنف کا یہ کہنا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے تفسیق و تضلیل کی اور علماء دیوبند کی تضلیل و تکفیر و تفسیق کی تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے جو حکم دیا۔ اس کی تصدیق تمام علماء کرام و مفتیانِ عظام عرب و عجم نے کی دیکھو حسام الحرمین و فتاوے الحرمین برجف ندوۃ المین و الصوارمُ الہندیہ وغیرہ رسائل۔ نیز جب اعلیٰحضرت قدس سرہٗ عقائدِ نجدیہ کو کفر فرماتے ہیں اور نجدی کو کافر کہتے ہیں تو وہ متبع نجدی کس طرح ہوئے۔ ہاں متبع نجدی وہ اکابرِ دیوبند ہیں جو اس کے عقائد کو عمدہ بتائیں اور نجدی کو اچھا کہیں۔

ابنِ عبدالوہاب نجدی کا دُوسرا عقیدہ

پھر مصنف محمد بن عبدالوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ لکھ کر اپنے اکابر کو اس کا مخالف اس طرح ثابت کرتا ہے۔

(۲) نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دُنیا میں تھے بعدازاں

marfat.com

وُہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیاتِ برزخ ہے جو آحادِ اُمت کو ثابت ہے بعض ان کے حفظِ جسمِ نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ رُوح اور متعدد لوگوں کے زبان سے بالفاظ کریہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارۂ حیاتِ نبوی علیہ السلام سُنا جاتا ہے۔ اور انہوں نے اپنے رسائل اور تصانیف میں لکھا ہے۔ اب غور فرمایئے کہ ان اکابر کے رسائل اور اعتقادات بالکل اس کے مخالف ہیں[1]۔

جواب:۔ مُصنّف کا یہ کُھلا ہوا جھُوٹ اور دجل وفریب ہے کہ اکابرِ دیوبند نجدی کے اس عقیدہ کے مخالف ہیں۔ اور ہم یہ دکھاتے ہیں کہ دیوبندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے جو نجدی کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل کی عبارت ص۱۸۰ میں منقول ہوئی کہ گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ نجدی کے عقائد عمدہ تھے تو گنگوہی جی کے نزدیک نجدی کا یہ عقیدہ بھی عمدہ ہوا۔ اور ہر اہلِ عقل جانتا ہے کہ باطل عقیدہ کو عمدہ کہنا اس عقیدہ کی موافقت ہے نہ کہ مخالفت ہے۔ اہلِ دیوبند کے حکیم الاُمت اشرف علی تھانوی نے تو صاف لکھدیا ہے۔

حضُور صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی قبرِ مُبارک میں گفتگو تھی جس میں آپ نہایت قوی حیاتِ برزخیہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں[2]۔

دیکھو تھانوی نے نہایت صاف الفاظ میں حضُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی حیاتِ شریفہ کو حیاتِ برزخیہ مانا جو آحادِ امت کو ثابت ہے۔ یعنی وُہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ لہٰذا جو نجدی کا عقیدہ تھا بالکل وہی تھانوی اور تمام دیوبندی قوم کا عقیدہ ہوا۔ بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بھی بدرجہا بدتر ہے۔ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے تو یہ جرأت کی کہ اپنے ناپاک عقیدہ کو حدیث بنا کر حضُور صلی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۴۵۔ [2] :۔ حفظُ الایمان ص۳۔

کی طرف نسبت کردی کہ حضور فرماتے ہیں۔

یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ [۱]

اور ظاہر ہے کہ مٹی میں ملنے کا یہی مطلب ہوا کہ حضور کا جسم اقدس ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کے ذرّوں میں مل گیا تو امام الوہابیہ کے نزدیک جسم اقدس محفوظ نہ رہا۔ تو نجدی عقیدہ میں تو یہ بھی تھا کہ بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں اور امام الوہابیہ نے اپنا عقیدہ یہ بتادیا کہ جسم نبی ہرگز محفوظ نہیں رہا بلکہ وہ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کے ذرّوں میں مل گیا۔ العیاذ باللہ۔ اور گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت ص ۱۸۵ میں منقول ہوئی کہ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس (تقویۃ الایمان) کے صحیح ہیں۔ اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے۔ تو گنگوہی صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہوا۔ امام الوہابیہ اور گنگوہی صاحب اور تھانوی صاحب وغیرہ تمام اکابرِ دیوبند کا عقیدہ بالکل نجدی عقیدہ کے موافق ثابت ہوا بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بدرجہا بدتر قرار پایا۔ تو اب مصنف کا یہ قول کہ ان اکابر کے رسائل و اعتقادات بالکل اس کے مخالف ہیں۔ کس قدر جیتا جھوٹ اور دجل و فریب ہے اور آبِ حیات و ہدیۃ الشیعہ و اجوبہ اربعین و لطائف قاسمیہ و زبدۃ المناسک وغیرہ رسائل میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب مکر و فریب ہے کہ عوام کہیں قبضہ سے نہ نکل جائیں۔ ورنہ گنگوہی جی اور ساری دیوبندی قوم جس کو صحیح جانے اور قرآن و حدیث کا مقتضا مانے اور عینِ اسلام اعتقاد کرے۔ اس کی مخالفت کیسے کر سکتے ہیں۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا تیسرا عقیدہ

پھر مصنف شہاب ثاقب میں نجدی کا تیسرا عقیدہ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

---

[۱] : تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور ص ۶۹۔

marfat.com

(۳) زیارت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت و حرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے۔ لاتشد و الرحال الا الی ثلثۃ مساجد ان کا مستدل ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہونچاتے ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلاۃ و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ و السلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔[1]

مُصنّف اس عقیدہ کو لکھ کر اپنے اکابر دیوبند کو اس عقیدۂ نجدی کا مخالف ثابت کرنے کے لیے عوام کو اس طرح فریب دیتا ہے سُنیئے۔

ما جو ہمارے اکابر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے مخالف اس طائفہ باغیہ کے ہیں (چند سطر کے بعد میں ہے) ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارت قبر حضور اکرم علیہ السلام افضل مستحبات میں سے ہے بلکہ قریب واجب ہے (شہاب ثاقب ص۵۵) (اور ص۵۶ پر آخر میں ہے) حضرت مولانا (گنگوہی صاحب) قدس اللہ تعالے سرّہ العزیز صریح مخالف ہو کر فرماتے ہیں کہ فقط زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہونی چاہیئے اب دیکھئے دونوں مذہبوں میں کس قدر فرق ہو گیا۔[2]

جواب:۔ مُصنّف نے اس عبارت میں کھلا ہوا جھوٹ اور صریح کذب بول کر دیوبندی اکابر کا عقیدہ عقیدۂ نجدی کے مخالف ہے اور مذہب نجدی و مذہب دیوبندیہ میں فرق ہے یہ اس کا بڑا مکر اور کھلا ہوا فریب ہے۔ ہم نے جب فتاوی رشیدیہ کی یہ عبارت پیش کر دی کہ نجدی کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اس کے معتقد اچھے ہیں تو گنگوہی جی کے حکم سے نجدی کا یہ عقیدہ بھی عمدہ ہوا اور ان کے نزدیک بھی

---

[1] :۔ شہاب ثاقب ص۵۵۔ [2] :۔ شہاب ثاقب ص۵۶۔

marfat.com

زیارت قبرِ اطہر کے لیے سفر کرنا بدعت و حرام اور محظور و ممنوع قرار پایا بلکہ ان کے عقیدہ میں بھی یہ سفر زیارت زنا کے درجہ کو پہنچا اور انہوں نے بھی مسجدِ نبوی میں جا کر نہ صلوٰۃ و سلام پڑھا ہوگا اور نہ روضہ اقدس کی طرف متوجہ ہوکر دعا مانگی ہوگی، کہ نہ تو عمدہ عقیدہ کی مخالفت کی جاسکتی ہے نہ اچھے کے فعل کو بُرا کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ اچھے کے فعل پر عمل نہ کرنا بھی بُرا ہے۔ بلکہ عقیدۂ دیوبندیہ عقیدۂ نجدی سے بہت زیادہ بدتر ہے کہ عقیدہ نجد میں تو سفر زیارتِ قبر محظور و ممنوع اور بدعت و حرام اور زنا کے درجہ کے برابر ہے اور عقیدۂ وہابیہ دیوبندیہ میں یہ سفر کفر و شرک ہے دیکھو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارت جو شرک کی مشین میں صـ۱۶۱ پر منقول ہے اس میں صاف موجود ہے کہ ایسے مکانوں میں دُور دُور سے قصد کرکے جاوے اور اسی تقویۃ الایمان کے صـ۴۵ پر ہے کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر جانا اور دُور سے قصد کرنا (ان کا آخر میں حکم لکھا) یہ سب شرک کی باتیں ہیں اور کفری مشین میں بقیہ تقویۃ الایمان کی عبارت صـ۱۶۲ پر منقول ہے کہ دُور دُور سے سفر کرکے قبروں پر جانا۔ اور پھر گنگوہی صاحب کا فتویٰ ہے کہ تقویۃ الایمان کے مسائل بندہ کے نزدیک صحیح ہیں اور ان پر عمل کرنا عینِ اسلام ہے۔ تو آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک سفرِ زیارت قبرِ اطہر کفر و شرک ہے۔ لہٰذا اب ان اکابر وہابیہ کا سفر زیارت قبرِ اطہر کو مستحب بلکہ قریب بواجب کہنا صریح کذب اور بڑا مکر و فریب ہے اور اپنے عمدہ عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ کفر و شرک کو مستحب و واجب ٹھہرانا ہے۔ تو اب مصنف اور اس کے اکابر کا دجل و فریب مکر و کید روشن ہوگیا۔

پھر مصنف اسی سلسلہ میں اپنے اکابر دیوبندیہ اور نجدیوں کا ایک یہ فرق اور ظاہر کرتا ہے کہ دیوبندی شفاعت کو ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

> ششم یہ کہ شفاعت حضرت رسولِ مقبول علیہ السلام کی ثابت مانتے ہیں، بخلاف وہابیہ کے کہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑنت

marfat.com

اکرتے ہیں اور قریب قریب انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔[۱]
جواب :۔ مصنف کی یہ بھی کذب بیانی اور فریب کاری ہے کہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کو مانتے ہیں کہ جب نجدی عقیدہ میں شفاعت کا انکار ہے تو گنگوہی صاحب کے نزدیک نجدی کا یہ عقیدہ بھی عمدہ ہے تو انکارِ شفاعت کا عقیدہ اکابر مصنف کے نزدیک عمدہ عقیدہ ثابت ہوا تو شفاعت کو ثابت مان کر کیا یہ اکابر عمدہ عقیدہ کی مخالفت کر سکتے ہیں تو مصنف کا یہ قول غلط و باطل ہے بلکہ اپنے اکابر پر بہتان و افترا ہے۔ مگر ہم تو مصنف کو یہ دکھائیں کہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ نجدیوں سے بہت بڑھ چڑھ کر منکر شفاعت ہیں۔ چنانچہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اسی تقویۃ الایمان میں صاف طور پر لکھتا ہے۔

> پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔[۲]

اس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ اللہ کے کسی بندہ و مخلوق کو چاہے وہ ولی ہو یا نبی یا سید الانبیاء ہی کیوں نہ ہوں جو کوئی اپنا وکیل و سفارشی سمجھے یعنی ان کی شفاعت کو مانے تو وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے تو اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا تو یہ عقیدہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا وکیل و شفیع اور سفارشی ماننے والا ابوجہل کے برابر مشرک ہے اور عقیدۂ دیوبندیہ میں تقویۃ الایمان کی یہ بات نہ صرف صحیح بلکہ عینِ اسلام ہے تو عقیدۂ دیوبندیہ میں انکار شفاعت عقیدۂ نجدیہ سے

---

[۱] شہاب ثاقب ص ۵۶۔ [۲] تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور ص ۸۔

marfat.com

بدرجہا بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا تو اب مصنف کا کس قدر دجل وفریب ہے کہ اکابر دیوبند کو نجدیوں کا مخالف ثابت کرنے کی سعی کر رہا ہے۔ علاوہ بریں مصنف کے نزدیک جب اکابرِ دیوبند حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شفاعت کو ثابت مانتے ہیں تو خود اپنے امام اسمٰعیل دہلوی کے حکم سے یہ اکابرِ دیوبند ابوجہل کے برابر مشرک قرار پائے تو اب مصنف اپنے اکابرِ دیوبند کے حکم کو صحیح مانتا ہے یا امام دہلوی کے حکم کو یا دونوں کے حکموں کو، یا کسی کے حکم کو نہیں مانتا۔ غالباً تقویۃ الایمان کے حکم سے تو انحراف کر نہیں سکتا وہ اس کے نزدیک عینِ اسلام ہے۔ لہٰذا مصنف اس گتھی کو تو سلجھائے ورنہ اس کو سب اکابرِ دیوبند کو ابوجہل کے برابر مشرک کہنا پڑے گا۔

ابنِ عبدالوہاب نجدی کا چوتھا عقیدہ

(۴) شانِ نبوت وحضرتِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذاتِ سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔ اور اپنی شقاوتِ قلبی وضعفِ اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کرکے راہ پر لا رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقلِ کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے تو کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں

marfat.com

| کر سکتے ہیں[۱] |

جواب :۔ اس عقیدۂ نجدی میں اتنے امور ہیں۔

۔ شانِ نبوت میں نجدی نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔
۔ نجدی اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل خیال کرتے ہیں۔
۔ نجدی اپنے اوپر حضور علیہ السلام کی نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں
۔ نجدی اپنے آپ کو یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کرکے راہ پر لا رہے ہیں۔
۔ نجدی حضور روحی فداہ کا اپنے اوپر نہ کوئی حق مانتے ہیں نہ کوئی احسان۔
۔ نجدی حضور کی ذاتِ پاک سے بعد وفات کوئی فائدہ نہیں مانتے۔
۔ نجدی بعد وفاتِ شریفہ کے آپ کی ذاتِ پاک سے دعا میں توسل کو ناجائز کہتے ہیں
۔ نجدی اپنے ہاتھ کی لاٹھی کو حضور کی ذات سے زیادہ نفع دینے والی کہتے ہیں۔
۔ نجدی اپنی لاٹھی کو کتے کے لیے دافع مانتے ہیں۔
۔ نجدی حضور فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کو لاٹھی کی برابر بھی دافع نہیں مانتے ہیں۔

تو نجدیوں کا یہ عقیدہ گویا اِن (مذکورہ بالا) عقائد کا مجموعہ ہے۔ مصنف اس عقیدہ کو لکھ کر اپنے اکابر وہابیہ دیوبند کی صفائی کے لیے شہابِ ثاقب میں اس طرح لکھتا

> ص۵۵ پر ہے: جب اس کے مقابلہ میں ان ہمارے حضرات اکابر کے اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ ص۶۱ پر ہے: اس تمام عبارت میں مخالفتِ وہابیہ بات بات سے ظاہر ہے نہ وہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ ص۶۴ پر ہے: کیا وہ ایسے عقائد و خیالات رکھتے ہیں ہرگز نہیں۔ ص۶۵ پر ہے: ہرگز مولانا (گنگوہی) اور ان کے متعلقین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نہیں کہ جو وہابیہ خبیثہ

---

۱ :۔ شہابِ ثاقب ص۵۶ و ص۵۷۔

marfat.com

> کہتے ہیں ص۶۶ پر ہے وہ کوئی کلمہ گستاخی کا بہ نسبت حضور سرورِ کائنات علیہ السلام کہہ سکتا یا اعتقاد کر سکتا ہے۔ ص۶۹ پر ہے یہ اکابر بالکل از سرتاپا مخالف و مباین عقیدہ وہابیہ کے ہیں۔ (یہ کل عبارات شہاب ثاقب میں اسی عقیدہ نجدی کے ضمن میں ہیں)۔ لہ

مصنف نے اس عقیدہ نجدی کے ضمن میں اپنے اکابر دیوبند گنگوہی و نانوتوی وغیرہ کی عبارات اور اشعار، قصائد، اور حکایات و واقعات کے نقل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے اور انتہائی کذب بیانی، فریب کاری اور ہر طرح کے دجل و کید کا استعمال کیا ہے اور شہابِ ثاقب کے ص۵۷ سے ص۶۷ تک اپنے اکابر کے عقائد و اقوال کو لکھ مارا ہے اور عوام کو یہ باور کرانے کا زور لگا دیا ہے کہ اکابرِ دیوبند اس نجدی عقیدہ کے بالکل مخالف ہیں۔ ان کے اعتقادات و اقوال عقیدہ نجدی کے از سرتاپا مقابل ہیں یہ شانِ رسالت کے گستاخوں کو کافر و مرتد کہتے ہیں۔ لیکن ہم مصنف کے ص۲ کے اس قول "جملہ تصانیف حضراتِ اکابر موجود ہیں اور چھپی ہوئی جگہ جگہ دستیاب ہوتی ہیں" پر عمل کر کے اس مصنف کا جیتا جھوٹ اور صریح کذب اور دجل و فریب اور مکر و کید کا مظاہرہ کراتے ہیں اور ان اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ کی شانِ رسالت میں سڑی ہوئی گالیاں اور بدترین گستاخیاں اور انتہائی بے ادبیاں انہیں کی مطبوعہ تصانیف سے پیش کرتے ہیں۔

مسلمانو! اگر ہم اس عقیدہ نجدی کی مجموعی اعتبار سے موافقت اور تائید ان اکابر دیوبند کے قول سے پیش کریں تو پھر اس کے لیے گنگوہی صاحب کا وہ فتویٰ جو فتاویٰ رشیدیہ سے ص۱۵۶ میں نقل کیا ہے نہایت کافی ہے۔ "کہ محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں"۔ ملخصاً۔

لہ: ۔ شہابِ ثاقب ص۵۷ تا ۶۹۔

اس میں جب گنگوہی صاحب نے نجدی عقائد کو عمدہ کہا تو یہ عقیدہ نجدی بھی ان کے نزدیک عمدہ ٹھہرا اور وہ باوجود اس عقیدہ کے اچھا قرار پایا۔ تو اس عقیدۂ نجدی کی ہر بات ہر ہر گستاخی ہر بے ادبی ہر توہین گنگوہی صاحب کے نزدیک عمدہ ہوئی اور وہ نجدی باوجود اس توہین و گستاخی کے اچھا ہوا تو اس عقیدۂ نجدی کی اس سے زیادہ موافقت و تائید اور کیا ہو سکتی ہے تو مصنف کا ان گنگوہی وغیرہ اکابر دیوبند کو اب اس عقیدۂ نجدی کے مخالف بتانا۔ اور اس کے مقابل گنگوہی وغیرہ اکابر کی عبارتیں اور اقوال پیش کرنا صریح کذب اور کھلا ہوا مکر و فریب نہیں ہے تو اور کیا ہے بلکہ مصنف کا اس عقیدۂ نجدی کو گستاخی و توہین بتانا گویا اپنے اکابر گنگوہی وغیرہ کو گستاخ و توہین کرنے والا کہہ کر انہیں کافر و مرتد بتانا ہے۔ بلکہ ان اکابر کو خود ان ہی کی دوسری عبارت و اقوال سے کافر بنانا ہے اور اپنے اکابر پر اقبالی ڈگری کا ہے۔ تو ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہے کہ مصنف نے اس کتاب میں اپنے اکابر کی حمایت نہیں کی بلکہ ان پر انہیں کے اقوال سے کفر ثابت کر دیا۔

اور اگر نجدی عقیدہ کے ہر ہر ضمنی عقائد کی موافقت و تائید ان اکابر دیوبندیہ سے دیکھنی مقصود ہو تو ان کی مطبوعہ عبارات سنیئے کہ اس نجدی عقیدہ کا (ا) یہ تھا۔

"نجدی شانِ نبوت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں"۔

اس میں کوئی شک نہیں وہابی دیوبندی اس سے بہت زائد شانِ نبوت میں گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور لکھ کر چھاپتے ہیں۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ میں انہیں گنگوہی صاحب کا فتوےٰ مطبوعہ موجود ہے۔

رشید گنگوہی کا مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ڈاکہ

استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ لفظ رحمۃ للعٰلمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

marfat.com

الجواب لفظ رحمۃ للعالمین صفتِ خاصہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماءِ ربانیین بھی موجب رحمتِ عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا اگر دُوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے فقط۔
بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [۱]

مُسلمانو دیکھو :- قُرآن کریم نے رحمۃ للعٰلمین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت خاصہ بیان فرمائی وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی ہم نے آپ ہی کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس میں اور انبیاء شریک نہیں چہ جائیکہ اور اولیاء و علماء گنگوہی صاحب نے اِس صفت خاصہ کو اس بے قدری سے مٹا کر اپنے آپ کو اور ہر دیوبندی مُلّے کو رحمۃ للعٰلمین بنا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر اور برابر کر دیا ہے کہیے مُصنّف صاحب کیا گنگوہی نے شانِ نبوت میں گستاخی کا کلمہ استعمال نہیں کیا؟

کیا کسی کی صفتِ خاصہ کا مٹا دینا اس کی توہین و گستاخی نہیں ہے؟
کیا اس میں حضور کی ہمسری اور برابری کا دعوےٰ مُضمر نہیں ہے؟

نانوتوی جن کے بہت سے اشعار مصنّف نے نقل کیے ہیں اور انہیں زبردست عاشقِ سرکارِ رسالت ثابت کیا ہے وُہ تحذیر النّاس میں لکھتے ہیں۔

قاسم نانوتوی کا شانِ مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ

انبیاء اپنی اُمّت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمّتی مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں۔

---

[۱] :- فتاوےٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۲ مطبوعہ قاسمی دیوبند۔

marfat.com

بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ [1]

مسلمانو! اس عبارت میں نانوتوی نے فضل وکمال علم وعمل میں منحصر کیا پھر عمل میں اُمتیوں کو نہ فقط انبیاء کی مثل ٹھہرایا بلکہ اُمتیوں کو انبیاء سے بڑھا دیا۔ تو اُمتیوں کا انبیاء کرام سے مقابلہ کرنا ہی کونسی کم گستاخی تھی اور پھر اُمتیوں کو انبیاء کرام سے بڑھا دینا تو شانِ نبوت میں سخت گستاخی و بے ادبی ہے۔ کہیئے مصنف جو اُمتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں وہ علماء دیوبند ہی ہوں گے۔ چونکہ ہم اہل سنت تو آپ کے عندیہ میں کافر و مشرک ہیں تو ہمارے اعمال کب قابلِ اعتبار ہو سکتے ہیں تو نانوتوی صاحب کا مقصد یہ ہے کہ انبیاء پر علماء دیوبند کو عملی فوقیت حاصل ہے اب باقی رہا علمی امتیاز اس کو اس طرح ختم کیا۔

یہی گنگوہی اور انبیٹھی صاحب جن کی تعریفوں سے مصنف نے ورق کے ورق سیاہ کر دیئے ہیں وہ براہینِ قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

رشید گنگوہی اور خلیل انبیٹھی کا شانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیخلاف بکواس

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے۔

اور چند سطر بعد ہے۔

افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان اُمور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ [2]

مسلمانو! انبیٹھی اور گنگوہی جی نے اس عبارت میں شیطان و ملک الموت کو

---

[1]: تحذیر الناس مطبوعہ خیر خواہ پریس سہارنپور ص۔

[2]: براہینِ قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص۵۲۔

marfat.com

لم میں حضور علیہ السلام سے بڑھا دیا تو شیطان و ملک الموت کو حضور علیہ السلام سے
م میں بڑھا دینا شان نبوت میں کیسی سخت گستاخی و بے ادبی ہے، اب کوئی
مصنف سے دریافت کرے کہ نانوتوی نے تو حضور کی علمی فضیلت و فوقیت کو میٹ
یا اور گنگوہی نے علمی فضیلت و فوقیت کو ختم کر دیا۔ تو کیا یہ شانِ نبوت میں گستاخی
و بے ادبی اس کو نظر نہیں آتی۔

مولوی اشرف علی تھانوی جن کو حکیم الامت کا لقب مشہور کر دیا ہے وہ اپنے
رسالہ حفظ الایمان میں لکھتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی کی شانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گستاخی

> پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح
> ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہیں
> یا کُل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے،
> ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے
> لیے بھی حاصل ہے۔ [۱]

مسلمانو! تھانوی جی نے اس عبارت میں حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
علم شریف کو زید و عمر ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں چوپایوں کے برابر کر دیا۔ تو کیا
شانِ نبوت میں یہ شدید گستاخی، بڑی گالی، کھلی توہین نہیں ہے اب چند گستاخیاں
دیوبندیوں کی عین اسلام کتاب تقویۃ الایمان سے پیش کی جاتی ہیں۔

اسماعیل دہلوی کی چھ گستاخانہ عبارتیں

| اوّلاً :۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر

[۱] :۔ حفظ الایمان ص ۶۔

marfat.com

ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار ہے۔[1]

ثانیاً:۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔[2]

ثالثاً:۔ اولیاء و انبیاء و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہے۔[3]

رابعاً:۔ سبحٰن اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے موتھ سے اتنی بات سُنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔[4]

خامساً:۔ جس کا نام محمد یا علیؓ ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔[5]

سادساً:۔ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔[6]

اوّلاً:۔ ان عبارات میں امام الوہابیہ کا حضرات انبیاء کرام کو عاجز اور اپنا بھائی کہنا انہیں بے حواس لکھنا۔ انہیں چودھری اور زمیندار جیسا بتانا انہیں چمار سے زیادہ ذلیل ٹھہرانا انہیں ذرہ ناچیز سے کمتر قرار دینا۔ کیا مصنف کے نزدیک توہین اور گستاخی نہیں ہے تو پھر مصنف کے نزدیک گستاخی و بے ادبی کے یہ کلمات نہیں ہیں تو کیا ایسے کلمات علماء دیوبند کو کہے جا سکتے ہیں اور اگر یہ کلمات گستاخی کے ہیں تو دیوبندیوں نے یہ وہ کلمات گستاخی استعمال کیے جنہیں نجدی نے بھی استعمال نہیں کیا۔ تو ثابت ہو گیا کہ شانِ نبوت میں دیوبندیوں نے بھی گستاخی کے کلمات

---

[1]:۔ تقویۃ الایمان ص۱۶۔ [2]:۔ تقویۃ الایمان ص۲۷۔

[3]:۔ تقویۃ الایمان ص۶۴۔ [4]:۔ تقویۃ الایمان ص۶۸۔

[5]:۔ تقویۃ الایمان ص۶۳۔ [6]:۔ تقویۃ الایمان ص۴۷۔

marfat.com

استعمال کیے اور اپنی کتابوں میں چھاپے۔
ثانیاً۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل خیال کرتا ہے۔ تو دیوبندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ سے نقل ہوا کہ گنگوہی نے اپنے آپ اور ہر دیوبندی مُلا کو رحمۃ للعالمین بتا کر حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر و مثل بنایا۔
شیخ الہنود نے تو صاف لکھدیا۔

بقول محمود حسن گنگوہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی تھا

زبان پر اہلِ اہوا کے ہے کیوں اعل ہبل شاید۔
اُٹھا عالم سے کوئی بانئ اسلام کا ثانی لہ

مسلمانو! اس میں ثانی بمعنے مثل کے ہے تو دیوبندی اکابر نے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل گنگوہی کو قرار دیا تو جو نجدی عقیدہ تھا وہی دیوبندی عقیدہ ہوا۔
ثالثاً۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے اُوپر حضور علیہ السّلام کی نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانۂ تبلیغ کی جانتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے۔ دیکھو انہیں گنگوہی کے عین اسلام تقویۃ الایمان میں صاف موجود ہے۔
" انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔ سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔ اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں "۔
مسلمانو! اس میں امام الوہابیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت و بڑائی

لہ: مرثیہ گنگوہی مطبوعہ ساڈھورہ صـ ۶ ۔ لہ: تقویۃ الایمان صـ ۲۸ ۔

marfat.com

صرف اتنی مانی کہ وہ راہِ خدا بتلاتے ہیں یعنی تبلیغ کرتے ہیں تو جو نجدی عقیدہ تھا بالکل وہی دیوبندی وہابی عقیدہ ہوا گراس سے تمام معجزات اور خصوصیات اور فضائل و محاسن کا انکار ہے۔ بلکہ رسالت کا بھی انکار ہے کہ ایسی راہ بتانے کے لیے رسالت کب ضروری ہے ہر عالم مبلغ کی یہ شان ہے۔

رابعًا:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو تباہ کرکے راہ پر لا رہے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے۔ دیکھو مرثیہ گنگوہی کہ

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی
جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی
ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسرے جاگر ہوا گمراہ
وہ میزابِ ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی [1]

مسلمانو! اس میں شیخ الہنود نے گنگوہی جی کو ہدایت کرنے والا بتایا کہ یہ حق کے تابع نہیں تھے بلکہ حق ان کا تابع تھا۔ اور اپنی ہدایت سے تمام مخلوق کی تربیت کرتے تھے اور ہدایت کا صرف یہی ایک ایسا پرنالہ تھے کہ ان کے سوا کہیں ہدایت نہیں مل سکتی تھی تو [2] یہ دیوبندی عقیدہ تو نہ فقط نجدی عقیدہ کے موافق بلکہ بہت بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

خامسًا:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے اُوپر نہ کوئی حق مانتا ہے نہ احسان۔ دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے۔ تقویۃ الایمان کی

---

[1]:۔ مرثیہ گنگوہی ص ۱۲ از محمود حسن دیوبندی۔ [2]:۔ اس بات کا مسٹر گنگوہی نے اپنی زبان سے یوں اقرار کیا ہے "سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۱۷)" ادارہ

...ارات منقول ہوئیں کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی چیز کے مختار نہیں ... عاجز ہیں ذرۂ ناچیز سے کمتر ہیں۔ بلکہ اسی میں انہیں ناکارہ بھی کہا چنانچہ تقویۃ الایمان ... ہے۔

"محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجے" [1]

تو جو بے اختیار و عاجز ہوں، ذرۂ ناچیز سے کمتر ہوں ناکارہ ہوں تو ظاہر ہے ایسے بے اختیار و عاجز اور ناکارے اور ذرۂ ناچیز سے کمتر کا نہ کسی پر کوئی حق ہو سکتا ہے نہ کوئی احسان تو دیوبندی بھی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے اوپر ...وئی حق مانتے ہیں نہ کوئی احسان تو دیوبندی عقیدہ بھی نجدی عقیدہ کے بالکل ...فق ثابت ہوا۔

سادساً :۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ ...ت سے بعد وفات شریفہ کوئی فائدہ نہیں مانتے اور دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے ...نچہ گنگوہی کے عینِ اسلام یعنی تقویۃ الایمان میں جب حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...ر بے اختیار عاجز ناکارہ لکھدیا تو ثابت ہو گیا کہ ان کی ذات سے کوئی فائدہ ...یں پہنچ سکتا پھر اور صاف لکھا۔

اسماعیل دہلوی کے مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر مزید پانچ حملے

اول :۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا [2]

دوم :۔ اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ لوگوں کو سنا دیویں کہ میں ...ہارے نفع و نقصان کا کچھ مالک نہیں [3]

---

[1] :۔ تقویۃ الایمان ص ۳۳ ، [2] :۔ تقویۃ الایمان ص ۶۶ ۔ [3] :۔ ایضاً ص ۳۲ ۔

marfat.com

سوم :- نفع و نقصان کی اُمید رکھنی اسی (خدا) سے چاہیئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے۔[1]

چہارم :- ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کرنے کی ہے۔[2]

پنجم :- پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔[3]

مسلمانو! اس میں امام الوہابیہ نے صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نفع اور فائدہ پہونچانے کی قدرت ہی نہیں بخشی اسی وجہ سے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو پھر ان کی ذات سے کسی نفع اور فائدہ کی اُمید نہ رکھنی چاہئیے خواہ ان کی خداداد طاقت ہی سے کیوں نہ ہو شرک ہے تو نجدی عقیدہ میں تو ذاتِ پاکِ مصطفےٰ سے بعد وفات کے کوئی فائدہ نہ مانتا تھا۔ اور دیوبندی عقیدہ میں بعد وفات کی قید بھی نہ رہی بلکہ حضور کی ذاتِ پاک سے مطلقاً کسی فائدہ اور نفع کی اُمید رکھنی چاہیے خداداد طاقت سے ہو ممنوع بھی ایسا کہ شرک ہے دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

سابعًا :- نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ بعد وفاتِ شریفہ کے آپ کی ذاتِ پاک سے دعا میں توسّل کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور دیوبندی عقیدہ بھی بالکل یہی ہے۔

توسّل کا عقیدہ شرک ہے

جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دُور دُور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں

---

[1] :- تقویۃ الایمان صـ۴۴ ۔ [2] :- ایضاً صـ۶ ۔
[3] :- ایضاً صـ۱۱ ۔

ہیں کر یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دُعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دُعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے[1]۔

مُسلمانو! اس میں امام الوہابیہ نے بزرگوں سے دُعا میں توسّل کرنے کو نہ فقط ناجائز بلکہ شرک قرار دیا تو یہ دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بھی بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

شامنا:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے ہاتھ کی لاٹھی کو حضور کی ذات سے زیادہ نفع دینے والی کہتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی اس جیسا ہی ہے۔ اِسی گنگوہی جی کے فتاوے میں ہے۔

کلونجی میں ہر مرض میں نافع ہونا آیا ہے[2]

اسی میں ہے۔

مولوی قاسم صاحب کو میرے یہاں سے نفع ہوا ہے اور ان سے اوروں کو نفع پہنچا ہے[3]۔

مُسلمانو! اس میں گنگوہی صاحب نے کلونجی کو نافع مانا اور اپنی ذات کو مولوی قاسم کے لیے نافع قرار دیا اور مولوی قاسم کو اوروں کے لیے نافع ٹھہرایا۔ اور عقیدہ نجدی نمبر ۶ میں تقویۃ الایمان کی عبارت منقول ہوئی۔ "کہ انبیاء کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے نہ نقصان کر دینے کی"۔ تو گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالےٰ نے مولوی قاسم کو نفع و فائدہ پہنچانے کی قدرت دی بلکہ خود ہی گنگوہی جی کو بھی نفع و فائدہ پہنچانے کی قدرت دی ہے۔ بلکہ کلونجی تک کو نفع پہنچانے کی قدرت دی ہے۔ اور انبیاء کو نفع و فائدہ پہنچانے

---

[1]:۔ تقویۃ الایمان ص ۲۷۔ [2]:۔ فتاوے رشیدیہ ص ۸ ج ۳۔

[3]:۔ فتاوے رشیدیہ ص ۱۲۴ ج ۳۔

marfat.com

کی قدرت نہیں دی۔ لہذا گنگوہی جی و نانوتوی جی و کلونجی تو نفع پہنچانیوالے ثابت ہوئے اور حضرات انبیاء کا نفع پہنچانا تو درکنار ان سے نفع کی اُمید رکھنی بھی شرک ہے۔ تو دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہوا کہ نجدی حضور کی ذات کو تو نفع دینے والی جانتے تھے۔ البتہ ان کی ذات سے زیادہ لاٹھی کو نفع دینے والی ثابت کرتے ہیں۔ اور دیوبندی حضور اور تمام انبیاء کی ذات ہی کو نفع والے نہیں مانتے۔ چہ جائیکہ زائد اور غیر زائد نفع دینے والے کا فرق۔ تو دیوبندی عقیدہ میں حضور اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات بالکل نفع دینے والی نہیں اور گنگوہی جی و نانوتوی جی اور کلونجی یقیناً نفع و فائدہ دینے والے ثابت ہوئے تو گنگوہی و نانوتوی اور کلونجی حضور و انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات سے بہت بہتر والے و افضل ٹھہرے تو دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بڑھ گیا۔ بلکہ گنگوہی جی و نانوتوی جی اور کلونجی میں نفع کی اُمید مان کر خود مشرک ہوئے، مصنف اس گتھی کو بھی سلجھائے کہ عین اسلام کے حکم سے گنگوہی جی خود بھی مشرک ٹھہرتے ہیں۔ تو وہ اب عینِ اسلام کا حکم مانتا ہے تو گنگوہی کو مشرک کہنا پڑے گا۔

تاسعًا:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنی لاٹھی کو کتے کے لیے دافع مانتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے۔ کہ یہ کلونجی کو مرض کے لیے دافع مانتے ہیں۔ کیونکہ کلونجی اگر مرض کو دفع نہیں کرتی ہے تو وہ نافع نہیں ہوئی اور اس کا نافع ہونا ثابت تو اس کا دافع مرض ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

عاشرًا:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور فخرِ عالم علیہ السلام کی ذات کو لاٹھی کی برابر بھی دافع نہیں مانتے۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہوا کہ کلونجی کو دافع مرض جاننا اور ماننا تو جائز اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کو دافع البلاء والمرض ماننا شرک ہے۔

چوں آں کہ دراں (یعنی درود در دردتاج دافع البلاء والمرض الخ) کلمات شرکیہ مذکور اند اندیشہ خرابی عقیدہ عوام است لہٰذا وردِ آں ممنوع ست

marfat.com

پس تعلیم درود دتاج ہمانا سم قاتل بعوام سپردن ست کہ صدہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ مبتلا شوند موجب ہلاکت ایشاں گردد [1]

مسلمانو دیکھو! نجدی عقیدہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات لاٹھی کے برابر نافع نہیں اور دیوبندی عقیدہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کلونجی کی برابر بھی دافع مرض نہیں، بلکہ دیوبندی عقیدہ اس سے بڑھ گیا۔ کہ حضور کی ذات کو دافع مرض ماننا شرک ہے۔ اور کلونجی کو دافع مرض ماننا ایمان ہے۔

الحاصل اس نجدی عقیدہ کے ضمنی دس عقائد کے ہر ہر عقیدہ کی موافقت وتائید ہم نے اکابر دیوبند خصوصاً گنگوہی صاحب کی مطبوعہ تصانیف سے پیش کردی جسکا مطالعہ کرنے کے بعد ہر منصف مزاج شخص یہ فیصلہ کرنے کے لیے مجبور ہے کہ اکابر دیوبند فی الواقع نجدی کے اس عقیدہ کی ہر ہر بات کی موافقت وتائید کرتے ہیں۔ مصنف شہاب ثاقب کے صـ۵۹ سے صـ۶۲ تک اس عقیدہ نجدی کی مخالفت میں اپنے اکابر دیوبند خصوصاً گنگوہی ونانوتوی کی جس قدر عبارات پیش کی ہیں۔ یہ سب فانی مکروکید اور دجل وفریب ہے۔ اور عوام کو سخت مغالطہ میں ڈال دینا ہے۔

علاوہ بریں اگر ہم یہ تسلیم بھی کریں کہ اکابر دیوبند نے اس نجدی عقیدہ کی مخالفت بھی کچھ عبارات لکھی ہیں تو یہ تائیدی عبارات کی فرد جرم کو نہیں مٹا سکتیں۔ اگر یہ بقہ کسی کے توہین آمیز اقوال اور گستاخیوں کی صفائی کے لیے کافی ہو تو نصاریٰ ہنود کے بھی بہت اقوال وعبارات مطبوعہ اسلام کی تعریف اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت ومدح میں نثر ونظم میں بکثرت موجود ہیں ہم اگر ان کو نقل یں تو یہ گفتگو بہت طویل ہو جائے لیکن کوئی عاقل نصاریٰ وہنود کے ایسے اقوال و عبارات سے ان کے مسلمان ہونے اور عاشق رسول ہونے پر استدلال نہیں کرتا ہے ور ان کا ان اقوال وعبارات کو باوجود ان کے کفریات کے اپنے عاشق رسول اور حب اسلام ہونے کی دلیل بنا کر پیش کر دینا کسی مسلمان کی نظر میں کوئی معتبر چیز ہے۔

---

[1] فتاوےٰ رشیدیہ ج ۳ صـ۳۰۔

marfat.com

جب تک کہ وہ اپنے کفریات سے تائب نہ ہوں۔ اسی طرح یہ اکابرِ دیوبند جب
تک اپنی گستاخیوں اور توہین آمیز اقوال سے توبہ نہ کریں اس وقت تک ان کی وہ
عبارات جنکو مصنف نے نقل کیا ہے۔ کسی طرح قابلِ اعتبار اور لائقِ استناد نہیں۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ اکابرِ دیوبند کی نجدی عقیدہ کی موافقت وتائید میں ان کی
مطبوعہ کتابوں میں جب ایسی عبارات موجود ہیں جن سے ان کی توبہ یا رجوع ثابت
نہیں تو مصنف کا بغیر ان کی توبہ اور رجوع کے صرف مخالف عبارات کو پیش کرکے
شہابِ ثاقب میں یہ نتیجہ نکالنا۔

> اس تمام عبارت میں مخالفتِ وہابیہ (نجدیہ) بات بات سے ظاہر ہے
> نہ وہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے [1]

صریح فریب اور انتہائی مکروکید ہے۔ جبکہ ہم نجدی اور اکابرِ دیوبند کا ہم عقیدہ
ہونا اور اس کی ہر بات کی موافقت وتائید کرنا اکابرِ دیوبند کی مطبوعہ مصنفات سے
ثابت کر چکے تو مصنف کا یہ کھلا ہوا فریب اور صریح کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی
طرح مصنف کا یہ کہنا۔

> یہ (اکابرِ دیوبند) جملہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس قدر تعظیم وادب
> واجب برنسبت حضور علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں۔ کوئی طائفہ روئے
> زمین پر آج اس درجہ پر نہیں [2]

جیتا جھوٹ ہے۔ کہ دیوبندیوں کی ایسی گستاخانہ عبارات کے باوجود انہیں تعظیم و
ادب کرنے والا کہنا مصنف جیسے کذاب ہی کو زیبا معلوم ہوتا ہے اور یہ تو واقعہ
ہے کہ روئے زمین پر آج کوئی طائفہ ایسا نہیں ہے کہ جو شانِ رسالت میں انتہائی عریاں
سڑی گالیاں بھی دیتا جائے اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو شانِ رسالت کی تعظیم و
ادب کرنے والا بھی کہتا جائے۔ یہ طرۂ امتیاز اس طائفہ وہابیہ دیوبند ہی کا ہے۔ پھر

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۶۶۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب ص۶۶۔

نف کی شہاب ثاقب میں یہ دیدہ دلیری ملاحظہ ہو۔

> آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہرگز مولانا (گنگوہی) اور ان کے متبعین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نہیں ہے کہ جو وہابیہ خبیثہ (نجدیہ) کہتے ہیں [1]

کہ خود گنگوہی صاحب تو یہ فتوے دیں کہ وہابیہ خبیثہ نجدیہ کا عقیدہ عمدہ ہے وہ اچھے ہیں۔ اور مصنف ان پر یہ افتراء و بہتان باندھے کہ گنگوہی صاحب اس عقیدہ کے مخالف ہیں اور نجدی خبیث ہیں۔ بھلا دیکھو کہ گنگوہی صاحب اپنے بتائے عقیدہ کی طرح مخالفت کریں گے اور اچھوں کو کیونکر خبیث ٹھہرائیں گے مصنف اپنی شوخی سے۔ مدعی ت اور گواہ چست کی مثل کو بھی پس پشت ڈال کر اپنی بے حیائی کا نرالا سین پیش کرنے لگا۔ نیز مصنف کا یح کذب یہ ہے۔

> یہ اکابر (یعنی دیوبندی) بالکل از سرتاپا مخالف و مباین عقیدہ وہابیہ کے ہیں [2]

مصنف کا ان اکابر دیوبند (جو سرتاپا عقیدۂ وہابیہ نجدیہ کے موافق اور مؤید ہیں) الف و مباین کہنا کیسا صریح کذب اور شدید فریب ہے کہ ان کی مطبوعہ یفات و فتادے موجود ہیں اور ان میں نجدی عقائد کی موافقت ایک دو جگہ ں متعدد جگہ موجود ہے۔ مگر مصنف کی دیدہ دلیری ملاحظہ ہو۔ لعنۃ اللہ ـ الکاذبین۔

انہیں صفحات بلکہ ساری کتاب میں اعلٰحضرت قدس سرہٗ کی شان میں مصنف س قدر سب دشتم اور دریدہ دہنی کی ہے ہم نے اس کے متعلق یہ ابتدائے ب میں بھی عرض کر دیا ہے اور پھر یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم گالیوں کا جواب سے دینا کسی مہذب انسان کے لیے مناسب نہیں سمجھتے۔ اس طرح کی گالیاں ۔ دینا مصنف کے لیے زیبا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عاجز کے پاس

---

[1]: شہاب ثاقب ص۶۵۔ [2]: شہاب ثاقب ص۶۹۔

marfat.com

سوائے گالیوں کے اور کوئی سرمایہ ہی نہیں ہوتا۔

ابنِ عبدالوہاب نجدی کا پانچواں عقیدہ

(۵) وہابیہ اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ مراقبہ و ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں۔ فیوض روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔[1]

جواب :۔ یہی عقیدہ اکابرِ دیوبند کا ہے کہ گنگوہی صاحب نجدی کے عقائد کو عمدہ بتاتے ہیں گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ سب فضول و لغو اور بدعت و ضلالت ہوئے۔ اور اقوال و افعالِ صوفیہ شرک قرار پائے اور ان سلاسل میں داخل ہونا مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد ٹھہرا اور فیوضِ روحیہ کوئی چیز نہیں ہوئے بلکہ گنگوہی صاحب کے عینِ اسلام بقیۃ تقویۃ الایمان تذکیر الاخوان میں تو صاف طور پر لکھدیا۔

تم اپنے دین میں نئی نئی رسم اور نئے نئے عقیدے اور طریقے نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہووے کوئی خارجی بنے اور کوئی رافضی اور کوئی ناصبی اور جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجئی کہلاوے اور کوئی ″ ″ ″ ″ ″ اور چار ا برد کا صفایا دے کر فقیری جتا دے پھر ان میں ہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے حکم یہی ہے

[1] :۔ شہاب ثاقب صــ۴۲ـ۴۳

marfat.com

کہ سب ملکر قرآن و حدیث پر عمل کرو اور سُنّت کے طریقے کے موافق مُسلمان رہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت ہو جاؤ۔ [۱]

نیز اسی کے ص۸۱ پر ہے۔

ایک فرقے نے گوشہ نشینی اور ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر اختیار کر کے شغل برزخ اور نماز معکوس اور ختم اور توشے اور طرح طرح کے درود و وظیفے اور فالنامے اور گنڈے تعویذ اور اُتارے اور حاضراتیں عُرس اور قبروں پر مراقبہ اور باجا راگ سُننا اور حال لانا ایجاد کیا اور مشائخ اور پیر کہلائے پھر کسی نے آپ کو چشتی مقرر کیا اور کسی نے قادری اور کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی کسی نے رفاعی ٹھہرالیا۔ [۲]

اس عبارت میں قادریوں چشتیوں نقشبندیوں سہروردیوں کو بدمذہبوں گمراہ فرقوں معتزلہ روافض، خوارج، نواصب قدریہ۔ جبریہ۔ مرجیہ کی طرح بدمذہب اور گمراہ ٹھہرایا۔ اور نہ فقط اتنا بلکہ انہیں یہود و نصاریٰ کافر فرقوں کی طرح کافر قرار دیا۔ اور مشائخ کے اشتغال، ختم۔ اوراد۔ وظائف۔ گنڈے تعویذ۔ مراقبہ۔ حال وغیرہ اعمال کو فقط لغو و فضول بلکہ بدعت و گمراہی اور ضلالت و کفر بنایا۔ اور ان چاروں سلاسل میں داخل ہونے والوں کو گمراہ و کافر بنایا تو جو نجدی عقیدہ تھا بالکل وہی دیوبندی عقیدہ ثابت ہوا۔

پھر مُصنّف کا امداد السلوک کی عبارات نقل کرنا کیا کھُلا ہوا دجل و فریب نہیں ہے۔ اپنے اکابر کو نجدیوں کے خلاف ثابت کرنا کیا صریح کذب نہیں ہے۔

ابنِ عبدالوہاب کا چھٹا عقیدہ

(۶) وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ

[۱]: تذکیر الاخوان ص۷۹۔ [۲]: تذکیر الاخوان ص۸۱۔

marfat.com

اوران کے مقلدین کی شان میں الفاظ وابیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے مسائل میں وُہ گروہ اہلِ سنت والجماعت کے مخالف ہوگئے چنانچہ غیر مقلدینِ ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعوے حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عملدرآمد اُن کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وُہ بھی اپنے فہم کے موافق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا بھی مثل غیر مقلدینِ ہند اکابرِ اُمت کی شان میں الفاظ گستاخانہ وبے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے۔[۱]

جواب :۔ جو عقیدہ نجدی کا ہے وہی اکابرِ دیوبند کا عقیدہ ہے کہ گنگوہی صاحب جب نجدی عقائد کو عُمدہ بتاتے ہیں تو گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی کسی خاص امام کی تقلید شرک فی الرسالۃ ہے اور مقلدینِ آئمہ اربعہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کا استعمال صحیح ہے بلکہ گنگوہی صاحب کے عین اسلام تقویۃ الایمان میں صاف مُوجود ہے۔

کسی کی راہ رسم کا ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔[۲]

غرضیکہ مسلمان کو چاہیئے کہ جب تک مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو تب تک مجتہد کی پیروی اور تقلید نہ کرے اور تحقیق کی فکر میں رہے اور کوشش کرے محض تقلید ہی پر خاطر جمع کرکے نہ بیٹھ رہے۔[۳]

جیسے خُدا کے حکم کو ماننا ویسے ہی اور کسی مولوی۔ درویش کا حکم ماننا شرک ہے۔[۴]

---

[۱] :۔ شہاب ثاقب ص۶۰ و ص۶۱ ۔ [۲] :۔ تقویۃ الایمان ص۳۴ ۔

[۳] :۔ بقیہ تقویۃ الایمان ص۲۱۲ ۔ [۴] :۔ بقیہ تقویۃ الایمان ص۲۱۳ ۔

marfat.com

ان عبارات میں صاف طور پر کہہ دیا کہ مقلدین چونکہ اپنے امام کی راہ رسم کو مانتے ہیں اور اسی کے حکم کو سند سمجھتے ہیں تو یہ مشرک ہیں اور ان کا اس طرح کی تقلید کرنا شرک ہے اور جو مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو اس میں کسی مجتہد کی پیروی و تقلید ہرگز نہ کی جائے۔ اور کسی مولوی کا حکم دین و مذہب سمجھ کر ماننا شرک ہے۔ لہٰذا ان عبارات میں تقلید کو شرک ٹھہرا کر نجدی عقیدہ کی موافقت و تائید کی اب مصنف کا شہاب ثاقب میں اکابر دیوبند کے لیے یہ لکھنا۔

> یہ اکابر ان امور میں بھی بالکل مخالف اس طائفہ کے ہیں [1]

اور یہ لکھنا۔

> وہابیہ اہلسنت کے مخالف ہوئے ہیں اور یہ اکابر طریقۂ اہلسنت پر ثابت قدم رہ کر اس طائفہ کی مخالفت کرتے ہیں [2]

صریح کذب اور شدید مکر و فریب ہے کہ فتویٰ گنگوہی و تقویۃ الایمان کی ان عبارات کے خلاف ہے۔ مصنف کی یہ بات کہ نجدی غیر مقلدین طریقۂ اہلسنت کے مخالف ہیں باعتبار حقیقت کے تو صحیح ہے لیکن خود اس کے اکابر کے نزدیک غلط ہے۔ چنانچہ گنگوہی صاحب امام غیر مقلدین مولوی نذیر حسین دہلوی کے متعلق صاف لکھتے ہیں۔

> ان (نذیر حسین دہلوی) کو مردود اور خارج اہلسنت سے کہنا بھی سخت بیجا ہے۔ عقائد میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں واللہ تعالےٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [3]

مصنف تو یہ کہتا ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ طریقۂ اہلسنت کے مخالف ہیں اور گنگوہی صاحب انہیں عقائد میں اہلسنت مقلدین کے متحد مان کر طریقۂ اہلسنت جانتے ہیں اور انہیں خارج اہلسنت کہنا سخت بیجا سمجھتے ہیں تو ان میں مصنف سچا ہے یا گنگوہی جی۔

---

[1]: شہاب ثاقب ص۳۳۔ [2]: شہاب ثاقب ص۳۷۔

[3]: فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی دیوبند ص۱۹۔

marfat.com

لہٰذا ظاہر یہ ہے کہ گنگوہی جی کس طرح جھوٹ بولیں گے تو جھوٹا کذاب مصنف ہی قرار پایا۔ پھر مصنف نے جو ایک ورق اس میں سیاہ کیا ہے کہ اکابر دیوبند گنگوہی وغیرہ نے ان کے رد میں رسائل تحریر کیے ہیں اور ہندوستان میں ان کے مقابل عقائدِ اہلسنت کی حمایت کی ہے اور مذہب حنفیت کی تائید کی ہے کس قدر صریح کذب اور کھلا ہوا مکر وفریب ہے۔ مصنف اس منہ سے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر زبان لعن وطعن کھولتا ہے۔ اور اپنے اکابر کی تحریروں کے خلاف لکھ کر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ابنِ عبدالوہاب نجدی کا ساتواں عقیدہ

(۷) مثلاً الرحمٰن علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوتِ جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔ علی ہذا القیاس ندا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ وہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ۔ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس نداو خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔ یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام ودعا وغیرہ پڑھنا مکروہ وبدعت شمار کرتے ہیں[1]

[1] شہابِ ثاقب ص۴۹ وص۵۰ ملخصاً۔

جواب:۔ نجدی کا یہ عقیدہ اس قدر عقائد پر مشتمل ہے۔
اولاً:۔ نجدی خدا کے لیے استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔
ثانیاً:۔ نجدی کے نزدیک خدا کے لیے جسمیت لازم آتی ہے۔
ثالثاً:۔ نجدی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کو سخت منع کرتے ہیں۔
رابعاً:۔ نجدی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نداء خطاب کرنے والوں پر سخت نفرت کرتے ہیں ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔
خامساً:۔ نجدی برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے جو شرک ہے۔

نجدیوں کا یہ عقیدہ گویا پانچ عقائد کا مجموعہ ہے۔ اکابر دیوبند کی اس عقیدہ نجدی سے بحیثیت مجموعی اگر موافقت اور تائید مقصود ہو تو گنگوہی جی کا وہ فتوے نہایت کافی ہے کہ "نجدی عقائد عمدہ ہیں اور وہ اچھے ہیں" تو یہ عقیدہ بھی بحیثیت مجموعی عمدہ ثابت ہوا۔ اور نجدی باوجود ان گندہ عقائد کے اچھے ٹھہرے۔ اور اگر بہ تفصیل ہر ہر عقیدہ کی موافقت و تائید دیکھنی ہے تو سنیئے کہ:۔

اولاً:۔ نجدی عقیدہ میں تھا کہ وہ خدا کے لیے استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔ تو اکابر دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے۔

تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان وجہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد ملخصاً۔[1]	اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان اور جہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بے کیف و بلا جہت اور بغیر مقابلہ ماننا بدعات حقیقیہ کے قبیل سے ہے اگر یہ اعتقاد والے انہیں عقائد دینیہ کی جنس سے شمار کرتے ہیں۔

[1] ۔ ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی ص۳۵ و ص۳۶۔

marfat.com

مسلمانو! اس عبارت میں امام الوہابیہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور جہت ثابت مانا اور ان سے پاک سمجھنے کو بدعت حقیقیہ ٹھہرایا۔ تو جو نجدی عقیدہ تھا وہی اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ کا عقیدہ ثابت ہوا۔ مصنف کا اپنے اکابر کو اس کا مخالف ثابت کرنا کذب صریح اور فریب ہے۔

ثانیاً:۔ نجدی عقیدہ میں تھا کہ اس کے نزدیک خدا کے لیے جسمیت لازم آتی ہے۔ اکابرِ وہابیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب عبارت مذکور میں خدا کے لیے مکان وزمان اور جہت ثابت تو اس سے خدا کے لیے جسمیت لازم آتی ہے تو جو نجدی عقیدہ تھا۔ وہی اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ کا عقیدہ ہوا۔ اب مصنف کا اپنے اکابر کو اس کا مخالف ثابت کرنا نہایت دجل وفریب ہے۔

ثالثاً:۔ نجدی عقیدہ میں تھا کہ وہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کو سخت منع کرتے ہیں۔ اور برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے جو شرک ہے۔ اور اس نداو خطاب کرنے والوں کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ تو جو نجدی کا یہ عقیدہ ہے بالکل ایسا ہی اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ کا بھی عقیدہ ہے جس کو یہ مختلف عبارات اور الفاظ میں لکھتے ہیں۔

سوال:۔ یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عوام کو منع کرنا چاہیے[1]

> جب انبیاء علیہم السلام کو علمِ غیب نہیں تو یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا اگر یہ عقیدہ کرکے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے[2]
>
> مجمع میں ہر قسم کے مبتدع وفساق موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر عقیدہ قاری کا

---

[1]:۔ فتاوٰی امدادیہ حصہ چہارم ص۱۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

[2]:۔ فتاوٰی رشیدیہ حصہ سوم ص۴ و ص۵۔

marfat.com

درست ہو مگر عوام کی وجہ سے مکروہ و ناجائز ہے [۱]

بہشتی زیور میں کفر و شرک کی باتوں میں ہے۔

کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی [۲]

پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے [۳]

مدح خوانی مجمع جہلا عوام میں کون سی حدیث سے ایسے خطابات واجب ہیں مؤلف اس کو بتا دے تاکہ یہ بھی درست ہو جائے اور منع ابہام کا رفع ہو جائے [۴]

ایسے کلمات (یا رسول اللہ) کو نظم ہو یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ کفر و فسق نہیں کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف جاننا ہے اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے اور کراہت تنزیہی یہ کہ فی الجملہ مشابہت استعانت غیر سے ہونے کی..... بھی گنجائش نہیں [۵]

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ یا رسول اللہ کہنا ممنوع و ناجائز ہے اور دور سے علم غیب سے سننے کے عقیدہ کی بنا پر کفر ہے ورنہ یہ کلمہ مشابہ بکفر ہے اور مجمع عوام

---

[۱]:۔ براہین قاطعہ ص ۲۱۷۔ [۲]:۔ بہشتی زیور مطبوعہ ساڈھورہ ص ۴۰۔

[۳]:۔ تقویۃ الایمان ص ۸۔ [۴]:۔ براہین قاطعہ ص ۲۱۸۔

[۵]:۔ فتاوے رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۶۔

marfat.com

میں اگرچہ عقیدہ قاری درُست ہو جب بھی ناجائز ہے کہ اس میں خطاب ہے اور شائبہ استعانت لغیر ہے اور اپنے اُوپر شرک کی تہمت رکھ لینا اور پکارنا شرک ہے اور ابوجہل کی برابر شرک ہے تو اکابرِ دیوبند کا بھی بالکل وہی عقیدہ ہے جو عقیدۂ نجدی تھا۔ اب مُصنّف کا اس کے خلاف اپنے اکابر کو بتانا جیتا جھوٹ اور کھُلا ہوا فریب ہے کہ جب یہ عبارات ان کی مطبوعہ تصانیف میں موجُود ہیں تو اکابرِ دیوبند کا ان کے خلاف عقیدہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ اور اعلیٰحضرت کو نجدی کا ہم عقیدہ ثابت کرنا ایک ایسی غلط اور بے بُنیاد بات ہے، جس پر خُود مُصنّف کا ضمیر بھی اس پر انتہائی ملامت کرتا ہو گا۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا آٹھواں عقیدہ

وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلاۃ وسلام و درُود بر خیرُ الانام علیہ السلام وقرأت دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنا اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں۔ اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً

یا اَشرَفَ الخَلقِ مالی مَن اَلوذُبِہٖ سِوَاکَ عِندَ حُلُولِ الحَادِثِ العَمَم۔ [۱]

جواب:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابرِ دیوبند کا عقیدہ ہے جب گنگوہی صاحب اپنے فتوے میں یہ لکھ چکے کہ نجدی کے عقائد عُمدہ ہیں تو گنگوہی صاحب کے نزدیک کثرتِ صلوٰۃ وسلام وقرأت دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ کا ورد سخت قبیح ومکرُوہ قرار پایا۔ اور قصیدہ بُردہ کے بعض اشعار شرک ٹھہرے اس کے علاوہ وُہ اکابر دیوبند اور گنگوہی صاحب کی عینِ اسلام تقویۃُ الایمان کو دیکھیے اس میں صاف طور پر

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب ص۶۱ ۔

marfat.com

موجود ہے۔ بہشتی زیور کی کفر و شرک کی باتوں میں ہے۔

کسی بزرگ کا نام بطورِ وظیفہ کے جپنا[1]

آداب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اور اس کا نام جپنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں۔ اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے[2]

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے۔

مثلاً ورد وظیفہ ان اشعار ذیل کا اگر کوئی کرے تو کیا حکم ہوگا۔ جائز یا منع اور صغیرہ یا کبیرہ اور شرک کیا ہوگا۔ جیسے ورد یا رسول اللہ انظر حالنا۔ یا رَسُوْلَ اللّٰہ اسْمَعْ قَالَنَا۔ اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُغْرَقٌ۔ خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا۔ یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا ورد کرنا یا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ۔ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعُمَمِ۔ یا اور کوئی شعر یا نثر میں ورد اسماء مخلوق بطور وظیفہ کرنا تو جناب ممدوح نے اس کے جواب میں عبارت ذیل تحریر فرمائی وہ عبارت یہ ہے۔ از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون آنکہ آج خط آیا۔ جواب آپ کے اس مسئلہ کا تو لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے کلمات کو نظم ہو یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر و فسق نہیں کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف جاننا ہے اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدۂ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے۔ اور کراہت تنزیہی یہ کہ فی الجملہ مشابہت استعانت غیر سے ہونے کی بھی گو نیت نہیں ہے[3]

ان عبارات میں اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ نے صاف لکھ دیا کہ کسی بزرگ کا نام بطور

---

[1]: از بہشتی زیور حصہ اول ص۴۱۔ [2]: تقویۃ الایمان ص۴۳۔

[3]: فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۱۶۔

marfat.com

وظیفہ کے جپنا شرک ہے اور کسی بزرگ میں اور کسی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ہیں کہ وہ بھی غیر خدا ہیں۔ اور کثرتِ ورد اور صلوٰۃ وسلام میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جپنا ہی تو ہے۔ نیز دلائل الخیرات میں درود شریف ہی تو ہے۔

تو دلائل الخیرات کے وظیفہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جپنا ہی تو ہوا تو اکابرِ دیوبند کے نزدیک کثرتِ صلوٰۃ وسلام اور قرأتِ دلائل الخیرات شرک ہوئے پھر خاص قصیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کے متعلق گنگوہی صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ جب حاضر ومتصرف جانکر نہ ہو ورنہ کفر ہے۔ اور اس کے وظیفہ پڑھنے والے کو اپنے اوپر تہمت شرک رکھنے والا اور استعانت بالغیر کرنیوالا قرار دیا تو اکابرِ دیوبند نے نہ فقط نجدی عقیدہ کی موافقت کی بلکہ نجدیوں کے قبیح وکروہ بتاتے ہوئے کو کفر وشرک تک پہنچا دیا۔ اب مصنف آنکھیں کھولکر دیکھے کہ نجدی عقیدہ کی موافقت کیا اس کو اس سے زیادہ درکار ہے۔ اب مصنف کا یہ کہنا کہ:۔

> ہمارے مقدس بزرگانِ دین اپنے متعلقین کو دلائل خیرات وغیرہ کی سند دیتے رہے ہیں اور ان کو کثرت درود وسلام وتحزیب قرأت دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں[1]

کتنا صریح کذب اور کیسا شدید افترا اور کس قدر کھلا ہوا دجل وفریب ہے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا نواں عقیدہ

> (۹) وہابیہ تمباکو کھانے اور اس کے پینے کو حقہ میں ہو یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں سے شمار کرتے ہیں ان جہلا کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقہ کرنے والا اس قدر ملامت نہیں کیاجاتا جس قدر تمباکو کا استعمال کرنے والا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ

[1]:۔ شہاب ثاقب صہ۸۱۔

> کے فساق و فجار سے وُہ نفرت نہیں کرتے جو تمباکو کے استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں[1]

جواب:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابرِ دیوبند کا عقیدہ ہے اس لیے کہ جب گنگوہی صاحب فرما چکے ہیں کہ نجدی کے عقائد عُمدہ ہیں تو گنگوہی جی کے نزدیک بھی تمباکو کھانے اور حقہ وغیرہ میں پینا حرام و اکبر الکبائر میں سے ہے اور تمباکو استعمال کرنے والا زانی اور چور سے زیادہ ملامت کا حقدار اور اعلیٰ درجہ کے فساق و فجار سے زیادہ نفرت کا مستحق ہے۔ اکابرِ دیوبند اس کا فتویٰ دیتے ہیں۔ تھانوی صاحب کے امداد الفتاوے معروف بفتاوے اشرفیہ حصہ دوم کے کتاب الحظر والاباحہ میں مبسوط فتوے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

> یہ حقہ قریب تین سو برس کے ہوئے کہ کفار نے نکالا ہے۔ اور کثرت اس کی مُضر ہے۔ پھر تمباکو میں بھی بعض اقسام بہت تیز اور مُضر ہیں بعضے کم درجے میں ہیں کسی میں بو زیادہ ہے کسی میں نوبت نشہ یا فتور کی ہے کسی میں نہیں۔ اسی طرح حقہ اور نیچہ میں بھی بعضے نیچہ کے کپڑے پاک ہیں کسی کے ناپاک کسی کے مشتبہ۔ ہر ایک کا حکم جدا بس اگر کسی نے ضرورتِ شدید میں کسی مرض دشوار کے علاج کے لیے احتیاط سے بطورِ دوا کے کبھی ایک آدھ بار پی لیا چنداں جُرم نہیں اور جو بعد ازالہ بغیر ضرورت شوقیہ پیوے جیسا آج کل شائع ہے کہ یہی محفل کی زیب و زینت ہوگئی۔ اور آخر میں مُضر بھی ہوتا ہے اور مُنہ میں برابر بُو آتی ہے اور ہر دم مُنہ میں گھسا رہتا ہے اور حواس میں بھی کدورت آجاتی ہے۔ اور تشبہ اہلِ نار کے ساتھ ہے کہ مُنہ اور ناک میں سے دُھواں نکلتا ہے اور خود دُھواں اور آگ بھی آلہ عذاب کا ہے اس کے ساتھ متلبس رہتی ہے اس طور پر اس کا

[1]:۔ شہاب ثاقب صہ ۸۱ و صہ ۸۲۔

عادی ہو جانا بسبب اجتماع ان امُور کے بیشک بُرا اور سخت مکروہ ہے بعضے پینے والے جو بد احتیاط ہیں اور سڑے ہوئے حُقّے ناپاک نیچے نیز تمباکو کے پیتے پیتے نشہ ہو جاتا ہے اور شراب کیسی مدہوشی ہوتی ہے۔ اس کی حُرمت میں کچھ شُبہ نہیں، حاصل یہ کہ کوئی حقہ زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ کوئی حرام کوئی ضرورتِ شدیدہ میں بطور دوا کے ایک آدھ بار روا۔ بہرحال پینے والا اس کا گُناہ سے خالی نہیں اور اصرار گُناہ پر سخت گُناہ ہے۔ اور اس کا پینے والا محفلِ مبارک نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں دخل نہیں پاتا اور بعضوں نے اس کے پینے والوں کو معذب بھی دیکھا ہے اعاذ اللہ منہ کسی نے کیا خوب کہا ہے تمباکو نوش را سینہ سیاہ است۔ اگر باور نہ داری سنے گواہ است ہذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم ملخصاً[۱]

(مولوی امیر باز خاں واعظ جامع سہارنپور کے رسالہ انکار القلیان مطبوعہ ہاشمی کے صفحہ[۳] میں ہے)

یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس یعنی لادیگا آسمان دُھواں ظاہر کر آسمان سے مینہ برسے گا اور اس سے ایک درخت پیدا ہوگا کہ وہ لوگوں کو حاوی ہوگا۔ یعنی بہت سے لوگ حقہ نوشی کے وقت میں اس کے اندر پھنسیں گے فرمایا ھذا عذاب الیم یہ عذاب درد دینے والا ہے کہ مزا اس کا کڑوا ہے اور آخرت میں باعث ماخوذی کا ہے۔

پھر صفحہ ۶ پر ہے۔

حُقّہ نوشی سے دِل سیاہ ہو جاتا کیونکہ جب دھواں تانبہ اور کڑاہی پر لگ جاتا ہے تو وہ سیاہ ہو جاتی ہے جب یہ دُھواں حلق اور جگر اور دِل اور انتڑیوں پر پہنچا تو وہ کیسے سیاہ نہ ہو جائیں و نعم ما قیل ؎

---

[۱] فتاوے اشرفیہ حصہ دوم مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۳۹ تا ص ۱۴۱۔

marfat.com

کہ حقہ نوش را قلب سیاہ است　　اگر باور نداری نے گواہ است

اسی کا اشارہ فرمایا حکیم علی الاطلاق نے کلا بل ران علی قلوبھم ماکانو ایکسبون ایسا نہیں جو یہ کہتے ہیں بلکہ زنگ لگا دیا یعنی سیاہی جما دی ان کے دلوں پر اس چیز نے کہ تھی وہ کرتے مثل حقہ نوشی اور دھواں کشی کے اھ[1]

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اکابرِ دیوبند کے نزدیک تمباکو کا استعمال اور حقہ نوشی سخت مکروہ اور حرام اور اس کا پینے والا گنہگار اور اس پر اصرار کرنے والا سخت گنہگار، اور محفلِ نبوی سے محروم اور معذب اور حقہ پینے میں اہلِ نار سے تشبہ۔ اور خود دھواں اور آگ آکر عذاب ہے۔ اور اس کی ممانعت دو آیات سے ثابت۔ اور حقہ نوشی سے دِل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور آخرت میں سبب ماخوذی۔ اور یہ عذاب دردناک ہے۔ لہٰذا اکابرِ دیوبند کا عقیدہ نجدی عقیدہ کے موافق ہوا بلکہ نجدی عقیدہ سے بھی بڑھ بڑھ کر ثابت ہوا کہ انہوں نے حقہ نوش کو معذب۔ سیاہ دِل اور اہل نار سے تشبہ کرنے والا بھی بتایا اور یہ امور نجدی عقیدہ میں نہ تھے۔ اب مصنف کا شہابِ ثاقب میں یہ کہنا۔

> ان حضرات کا خیال دیکھئے تو یہ جملہ بزرگانِ دین تمباکو کے استعمال پر سوائے کراہتِ تنزیہی و خلافِ اولے دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے[2]

کس قدر شدید کذب اور جیتا فریب ہے، ہر شخص ان مطبوعہ عبارتوں کو دیکھ کر مصنف پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین تو پڑھ ہی دے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا دسواں عقیدہ

| وہابیہ امرِ شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے |

---

[1]۔ براہینِ قاطعہ معہ انوارِ ساطعہ صفحہ ۶۸، ۶۹۔　[2]۔ شہابِ ثاقب صفحہ ۸۲۔

marfat.com

پہنچا دیتے ہیں[۱]۔

جواب :۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابرِ دیوبند ہی کے موافق ہے کہ گنگوہی جب نجدی
عقائد کو عمدہ لکھ چکے تو گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی انکارِ شفاعت عمدہ عقیدہ
اب گنگوہی صاحب کا عینِ اسلام تقویۃ الایمان ملاحظہ ہو۔ کہ شفاعت بالوجاہت
شفاعت بالمحبت ہر دو سے صاف انکار ہے۔

امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی اور جو کوئی کسی نبی وولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل ہے[۲]

بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کرلی اور یہ بات بھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کردینا بہتر ہے۔ اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھ کو ہوگا اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں اور جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل جیسا اول مذکور ہو چکا ہے[۳]

وہ بڑا کریم و رحیم ہے وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں ہے[۴]

(گویا حضور فرماتے ہیں) اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا ہے[۵]

کوئی کسی کا وکیل و حمائتی نہیں بننے والا ہے[۶]

اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی

---

۱ :۔ شہاب ثاقب صـ ۸۲ ۔ ۲ :۔ تقویۃ الایمان صـ ۳۵ ۔
۳ :۔ تقویۃ الایمان صـ ۳۶ ۔ ۴ :۔ تقویۃ الایمان صـ ۳۸ ۔
۵ :۔ تقویۃ الایمان صـ ۴۲ ۔ ۶ :۔ تقویۃ الایمان صـ ۹ ۔

marfat.com

> حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وُہ شرک میں برابر ہے۔[1]

ان عبارات میں امام الوہابیہ نے صاف طور پر لکھ دیا کہ خدا کے حضور میں کسی کی سفارش و شفاعت اور وکالت و حمایت کی حاجت نہیں نہ کوئی کسی کی حمایت کر سکتا ہے نہ کوئی شفیع اور وکیل بن سکتا ہے اور جو کسی نبی ولی کو اللہ کا بندہ اور مخلوق سمجھ کر شفیع و وکیل جانے وُہ بڑا جاہل اور اصلی مشرک بلکہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ اور شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت ماننا دونوں شرک ہیں تو یہ امام الوہابیہ شفاعت کا کیسا صاف انکار کر رہا ہے۔ لہٰذا اکابرِ وہابیہ کا عقیدہ بھی نجدی عقیدہ کے بالکل موافق ہے بلکہ اس سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے اب مصنف اس عقیدۂ نجدی کو لکھ کر اپنے اکابر کے لیے یہ لکھتا ہے۔

> یہ اکابر ظاہراً و باطناً تحقیق اور ثبوت شفاعت کے حضرت رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قائل ہیں۔[2]

یہ صریح کذب، جیتا جھوٹ اور کھلا ہوا دجل و فریب ہے اور عوام کو سخت مغالطہ میں ڈالتا ہے۔

ابنِ عبدالوہاب نجدی کا گیارہواں عقیدہ

> وہابیہ سوائے علم احکام والشرائع جملہ علوم اسرار و حقائق وغیرہ سے ذاتِ سرورِ کائنات

---

[1] تقویۃ الایمان ص ۸۔ [2] شہاب ثاقب ص ۸۲۔

marfat.com

خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں[1]

جواب :۔ نجدی کے اس عقیدہ کی اکابرِ دیوبند نے بھی موافقت کی۔ گنگوہی صاحب نے تو جب نجدی عقائد کو عمدہ ہی قرار دیا تو گویا گنگوہی جی کے نزدیک بھی حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سوائے علم احکام و شرائع کے جملہ اسرارِ حقانی سے خالی ہے۔ نیز گنگوہی صاحب نے اس میں چند فتوے دیئے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (یعنی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو علمِ غیب تھا، صریح شرک ہے فقط[2]

اثباتِ علمِ غیب غیر حق تعالےٰ کو شرک صریح ہے[3]

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونیکا معتقد ہے، ساداتِ حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے[4]

اس میں ہر چہار ائمۂ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں[5]

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے[6]

اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۸۲۔ [2] :۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی دیوبند ص

[3] :۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۔ [4] :۔ فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص۳۶۔

[5] :۔ رسالہ مسئلہ در علمِ غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۲۔

[6] :۔ حفظ الایمان ص۶ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔

marfat.com

> سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ [۱]

ان عبارات اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک علومِ غیب و اسرار سے خالی ہے تو جو نجدی کا عقیدہ تھا بالکل وہی ان اکابر دیوبند کا عقیدہ ثابت ہے، بلکہ اکابرِ دیوبند کا یہ عقیدۂ نجدی عقیدہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے کہ نجدی عقیدہ میں حضور کے لیے علومِ غیوب و اسرار ثابت کرنے والے کا حکم مذکور نہیں تھا اور انہوں نے اس کا حکم بھی بیان کر دیا کہ وہ کافر و مشرک ہے۔

اب مصنف کا یہ لکھنا کہ:۔

> علومِ اولین و آخرین سے آپ مالا مال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو۔ [۲]

صریح کذب اور شدید فریب ہے اور اپنے اکابر کے مسلک کے بالکل خلاف ہے اور خود گنگوہی جی وانبیٹھی صاحب کے قول کے مقابل ہے وہ کہتے ہیں۔

> شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی ...
> .... وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ [۳]
>
> پھر چند سطر بعد میں ہے۔
>
> ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ [۴]

---

[۱]:۔ تقویۃ الایمان ص۱۰۔ [۲]:۔ شہاب ثاقب ص۸۲۔

[۳]:۔ براہینِ قاطعہ ص۵۱۔ [۴]:۔ براہینِ قاطعہ ص۵۲۔

اس عبارت میں اکابرِ دیوبند نے صاف کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علوم میں نہ فقط ہم پلہ فرشتہ ملکُ الموت ہی ہے بلکہ شیطان لعین بھی ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علوم سے افضل شیطان و ملکُ الموت کے علوم ہیں۔ تو مصنف کا یہ کلام کس قدر لغو اور کذب و فریب ہے۔ پھر مصنف کا یہ قول

> دیکھیئے کس قدر فرق ان حضرات (اکابرِ دیوبند) کے عقائد اور وہابیہ کے عقائد میں ہے[1]

کس قدر جیتا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے بلکہ اکابر دیوبند عقائدِ نجدیہ کو عمدہ ٹھہرا کر ان کے ہر ہر عقیدہ کو عمدہ بتلانے والے اور نجدی عقائد کے زبردست موافق اور مؤیّد ثابت ہوئے۔ بلکہ عقیدۂ نجدی سے بڑھ چڑھ کر وہ باتیں کہنے والے ثابت ہوئے۔ ہماری پیش کردہ عبارات جو ہر عقیدے میں ہم نے پیش کیں انہیں دیکھ کر ہر منصف یہ انصاف کرنے پر مجبور ہے کہ اکابرِ دیوبند کے اقوال نجدی عقائد کے بالکل موافق ہیں۔ مصنف کو چاہیئے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو پڑھ کر اپنے اُوپر دَم کرے

ابنِ عبدالوہاب نجدی کا بارھواں عقیدہ

> وہابیہ نفسِ ذکرِ ولادت حضورِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس اذکارِ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالےٰ کو بھی بُرا سمجھتے ہیں۔[2]

جواب:۔ نجدی کے اس عقیدہ کی بھی اکابر دیوبند نے موافقت کی کہ گنگوہی صاحب نے جب عقائدِ نجدی کو عمدہ کہا تو اُنہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفسِ ذکرِ ولادت کو قبیح و بدعت کہا اور اذکارِ اولیاء کو بھی بُرا سمجھا۔ نیز انہیں گنگوہی کے فتوے ملاحظہ ہوں[3]

---

[1]:۔ شہاب ثاقب ص۸۲۔ [2]:۔ شہاب ثاقب ص۸۳۔

[3]:۔ فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص۴۸۔

marfat.com

عقد مجلسِ مولود اگرچہ اس میں کوئی امرِ غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانے میں درست نہیں۔[۱]

سوال:۔ محفلِ میلاد میں جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف گذاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

جواب:۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے فقط۔[۲]

سوال:۔ انعقاد مجلسِ میلاد بدونِ قیام بروایاتِ صحیح درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ انعقاد مجلسِ مولود ہر حال ناجائز ہے تداعی امرِ مندوب کے واسطے منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔[۳]

سوال:۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔

جواب:۔ کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس و مولود درست نہیں۔[۴]

یہ مجلسِ میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے۔ شرعاً اور کوئی صورتِ جواز اس کی نہیں ہوسکتی۔[۵]

گنگوہی جی کی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک

- جس میلاد شریف میں کوئی نامشروع بات نہ ہو وہ بھی درست نہیں۔
- اور جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور کسی قسم کا کوئی لاف وگذاف نہ ہو اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ بھی نہ ہوں وہ بھی ناجائز ہے۔
- جس میں صحیح روایات پڑھی جائیں اور قیام بھی نہ ہو وہ بھی ناجائز ہے۔
- جس میں صرف قرآن شریف کی آیات پڑھی جائیں وہ بھی ناجائز ہے۔

---

[۱]:۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۳۱۔ [۲]:۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۹۲۔
[۳]:۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱۲۔ [۵]:۔ براہینِ قاطعہ ص ۱۴۸۔

marfat.com

یہاں تک کہ صاف کہہ دیا کہ کوئی سا مولود درست نہیں کہ وہ بدعت ومنکر ہے شرعًا میلاد شریف کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی تو اکابرِ دیوبندیہ کا یہ عقیدہ بالکل عقیدۂ نجدی کے موافق ہوا اب مصنّف کا اس کے بالکل خلاف عوام کو دھوکہ دینے اور اپنے اکابر کی صفائی کے لیے یہ کہنا:۔

> یہ (اکابرِ دیوبند) جملہ حضرات نفس ذکر ولادتِ شریفہ کو جبکہ بروایاتِ معتبرہ ہو مندوب اور مستوجبِ برکت فرماتے ہیں[1]

کس قدر لغو اور کیسا صریح کذب اور زبردست فریب ہے اور اپنے اکابر کے اصل عقیدہ پر پردہ ڈالنا ہے اور مصنّف کا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے اکابرِ دیوبند پر محض اپنی طرف سے گڑھ کر زبردستی ایسے عقائد پیش کیے جو عقائدِ نجدی کے موافق ہو گئے ہیں، تو مصنّف کے اس مکر وکید اور دجل وفریب کی حقیقت ہمارے جوابات سے ظاہر ہو گئی کہ اعلیٰحضرت نے جو فرمایا وہ بالکل حق فرمایا فی الواقع اکابرِ دیوبند کے عقائد بالکل عقائدِ نجدیہ کے موافق ہیں ان کے اکابر کے اقوال ان کی مطبوعہ تصنیفات میں موجود ہیں ہم نے بطورِ نمونہ کے ہر عقیدۂ نجدی کی موافقت میں اکابرِ دیوبند کے اقوال پیش کر کے ہر منصف شخص پر یہ فیصلہ رکھدیا ہے کہ وہ اپنی انصاف پسند طبیعت سے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے فرمان کی صداقت اور مصنّف کے کذب وفریب کا اعتراف کرے اور کھل کر صاف طور پر اقرار کرے کہ فی الواقع اکابرِ دیوبند تو اپنے ان اقوال سے بالکل عقائدِ نجدیہ کی موافقت اور تائید کر رہے ہیں مصنّف کا اپنے اکابرِ دیوبند کو نجدی عقائد کا مخالف ثابت کرنا سراسر جھوٹ بالکل کذبِ صریح ہے۔

مسلمانو! اب انصاف سے کہدو کہ بڑا مکار اور فریبی کون ہے۔ اور سلطان الدجالین اور زبردست چال باز کون کہلانے کا حقدار ہے۔

---

[1] شہابِ ثاقب ص۸۳۔

ساتواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی صاحب اور انبیٹھوی صاحب نے اپنی کتاب براہینِ قاطعہ میں یہ صاف لکھا ہے جس کسی کو سچ اور جھوٹ کا فیصلہ مقصود ہو وہ دیکھ لے اس کی مطبوعہ عبارت یہ ہے۔

> الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوص کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے[۱]۔

مسلمانو! تمہیں انصاف سے کہنا کیا اس عبارت میں گنگوہی و انبیٹھوی نے ابلیس شیطان لعین کے لیے محیطِ زمین کی وسعت علم نص سے ثابت مانی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایسی وسعتِ علم کا انکار کیا اور خلافِ نصوص قرار دیا تو صاف طور پر کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع علم والا شیطان کو نہ کہا۔ کہا اور یقیناً کہا۔ ہر اردو خواں اس کے ماننے کے لیے مجبور ہے تو اب اس مصنف سے دریافت کرو کہ اس میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے کیا جھوٹ بولا اور کیا بہتان کیا اور کیا بے حیائی کا کام کیا۔ جب کتاب مطبوعہ موجود، اس میں یہ عبارت موجود، اس میں یہ تصریح موجود، تو مصنف کا اس کو الزام کہنا۔ خود انتہائی صریح کذب اور جیتا جھوٹ اور شرمناک بے حیائی ہے۔ اب خود مصنف ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا طوق اپنے گلے میں ڈالے اور اپنے منہ پر خود ہی تھوک لے۔

---

[۱] براہینِ قاطعہ مطبوعہ بلالی ساڈھورہ صہ ۵۱ ۔

marfat.com

آٹھواں بہتان اور اسکی حقیقت

جب گنگوہی و انبیٹھوی کی یہ عبارت براہین قاطعہ میں مطبوعہ موجود ہے تو اس میں صاف موجود ہے کہ انہوں نے محیطِ زمین کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماننا تو شرک کہا ہے[1]

اور اسی محیطِ زمین کے علم کو ابلیس لعین کے لیے مانا اور اسے نصوصِ قطعیہ سے ثابت جانا تو نہایت روشن طور پر صاف صاف کہہ دیا کہ ابلیس لعین دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا شریک ہے کہ خدا کی یہ صفت اس کے لیے ثابت ہے تو براہین قاطعہ میں یہ بات نہایت واضح طور پر موجود ہے تو اب مصنف سے پوچھو کہ اس میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا بہتان کیا ہے اور صراحت عبارت کے باوجود تہمت لگانا اور جھوٹ پر کر باندھنا کس طرح پایا گیا۔ لہٰذا اب ہر ادنیٰ عقل والا بھی یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس عبارت براہینِ قاطعہ میں گنگوہی و انبیٹھوی نے ابلیس کو خدا کا شریک ٹھہرایا اور یہی دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اور علماء حرمین شریفین کا کفری فتوےٰ ان پر بالکل صحیح ہے اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا قول بالکل حق ہے اور مصنف کی یہ ساری گفتگو لغو و باطل ہے۔

نواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی جی کا وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کا دستخطی مہری فتوےٰ موجود ہے۔ اس کے فوٹو بھی ہمارے پاس ہیں یہ ۱۳۰۸ھ میں میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا اور اس پر اسی وقت مواخذات کیے گئے اس کے پندرہ برس بعد تک گنگوہی صاحب زندہ رہے۔ اور انہوں نے اپنی حیات میں اس فتوے کا انکار نہیں کیا۔ اور آج تک مطبوعہ کتابوں میں اس کے مضامین چھپ رہے ہیں۔ جس کی تفصیل ہم بھی آئندہ فصل کے جواب میں

---

[1] :- شرک یہی تو ہوتا ہے کہ خدا کی صفت دوسرے کیلئے ثابت کرنا جس سے وہ شریک خدا ہو جائے۔

marfat.com

پیش کریں گے۔ تو مصنف سے سوال کرو جو چیز چھپی ہوئی موجود۔ پندرہ برس برابر اس کا لکھنے والا انکار نہ کر سکا تو پھر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا اس میں بہتان کیا ہے اور جھوٹی تہمت بندی کیا ہے۔ علماءِ حرمین شریفین کے سامنے اس کا فوٹو موجود تھا تو ان کا فتوائے کفر مصنف کے نزدیک بھی حق ثابت ہوگیا۔ اب مصنف ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو پڑھ کر اپنے اُوپر دم کرلے۔

دسواں بہتان اور اس کی حقیقت

مولوی قاسم نانوتوی کی مطبوعہ کتاب تحذیر الناس موجود ہے اسمیں جس کا دل چاہے دیکھ لے وہ صاف طور پر لکھتے ہیں۔

> بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے[1]

اس عبارت میں صاف طور پر لکھدیا کہ جب زمانۂ نبوی کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے گا۔ تو یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار ہی تو ہوا اور آپ کے بعد دُوسرے نبی کے آجانے میں کچھ مضائقہ نہ ہونا ہی تو انکار ہے۔ لہٰذا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے نانوتوی کا جو عقیدہ حسام الحرمین میں ظاہر فرمایا وہ اس کی عبارت سے ظاہر ہے تو اس میں افترا پردازی اور تہمت و بہتان کونسا ہوا۔ مصنف کا خود صریح کذب اور شدید فریب ہے کہ وہ دیدہ و دانستہ اس سے انکار کرتا ہے تو اہل حرمین شریفین کا فتوائے کفر صحیح ثابت ہوا۔ پھر مصنف کا بہ کمالِ دلیری یہ لکھنا۔

> مولانا علیہ الرحمۃ (یعنی نانوتوی) اس عقیدے اور خیال سے بالکل بری اور پاک ہیں[2]

---

[1]:۔ تحذیر الناس ص ۲۸ ۔ [2]:۔ شہاب ثاقب ص ۸۵۔

marfat.com

کیا جتیا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب نہیں ہے کہ نانوتوی اس عقیدے اور خیال کو تحذیر الناس میں لکھ رہے ہیں اور مصنف انہیں بری اور پاک بتا رہا ہے اور یہ تو مصنف کا دل جانتا ہے کہ کفر سیدھا دیوبند پہنچا اور نانوتوی کے اندر داخل ہو گیا۔ اس مسئلہ پر ہم بھی اسی فصل میں مفصل گفتگو کریں گے جس میں مصنف اس پر کچھ بولے گا۔ اور یہ آفتاب سے زیادہ روشن طور پر دکھا دیں گے کہ نانوتوی حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا منکر ہے۔ اور اس اخیر زمانہ میں تو کیا کسی صدی میں بھی ایسا منکرِ خاتمیت کوئی دوسرا مشکل نکلے گا۔ اور اس مصنف مفتری کذاب کو یہ منوا دیں گے کہ نانوتوی بہت بڑا منکرِ خاتمیت تھا۔

گیارھواں اور بارھواں بہتان اور اسکی حقیقت

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان میں صاف طور پر لکھتے ہیں یہ مطبوعہ کتاب ہے وہ نہایت دلیری سے یہ ناپاک الفاظ تحریر کرتے ہیں۔

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علمِ غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے [1]

---

[1] حفظ الایمان ص ۷۔

marfat.com

تھانوی صاحب نے اس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں اور پاگلوں کے علم سے ملا دیا۔ اور وہ تھانوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں و پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا ہے اس عبارت کے پڑھ لینے کے بعد ہر اردو خواں اس نتیجے پر پہنچے گا کہ تھانوی نے حضور کے علم غیب کو پاگلوں و جانوروں کے علم سے واقعی ملا دیا اور وہ خود حضور اور جانوروں و پاگلوں میں فرق کا نہ جاننے والا ہے۔ تو اعلحضرت قدس سرہٗ نے اس پر کیا بہتان بندی اور دیدہ دلیری کی۔ اور یہ الزام بالکل بے اصل کس طرح ٹھہرا۔ اور اس میں تحریف کیا ہوئی۔ عبارت حفظ الایمان مطبوعہ موجود ہے۔ لیکن مصنف کو نظر نہیں آتی۔ اس عبارت کی مکمل بحث آئندہ آتی ہے۔ جس پر ہم مصنف کی ہر بات کا مکمل و مسکت جواب دیں گے۔

تیرھواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی جی کا وقوعِ کذب باری تعالیٰ کا فتویٰ جس کے فوٹو موجود ہیں اسمیں صاف موجود ہے۔ اس میں لکھا ہے :۔

بعض علماء وقوعِ خلفِ وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلفِ وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں۔ قول خلافِ واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ، گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم۔ انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا۔ لہٰذا وقوعِ کذب کے معنی درست ہوگئے اگر بضمن فرد کے ہو۔ پس بناءً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علماءِ سلف کی لازم آتی ہے[1]

نیز براہینِ قاطعہ میں ہے۔

---

[1] :۔ فوٹو فتویٰ گنگوہی۔

marfat.com

امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلفِ وعید آیا جائز ہے یا نہیں پس اس پر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ ملخصاً۔ ؎

گنگوہی جی نے ان عبارات میں صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالےٰ کے لیے کذب اور جھوٹ کو ثابت کرنا علمائے سلف کا بھی مذہب تھا اور اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس سے تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے تو عباراتِ براہینِ قاطعہ اور فوٹو فتوے گنگوہی میں موجود ہے جس کو اس کی تحقیق مقصود ہو وہ ان کا مطالعہ کرے۔ تو مصنف کا اس کو اعلحضرت قدس سرہ کا افترا و بہتان اور سفید جھوٹ کہنا خود جیتا جھوٹ وصریح کذب اور شدید دجل وفریب ہے۔

چودھواں بہتان اور اسکی حقیقت

اکابرِ دیوبند کا خدا کی طرف کذب کی نسبت کرنا ابھی براہینِ قاطعہ اور فتوائے گنگوہی کے فوٹو سے ظاہر ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سڑی گالیاں دینا دیوبندیوں کی کتابوں اور رسائل میں صدہا کی تعداد میں موجود ہیں۔ جن کا مفصل ذکر ا ا مستمداد علی اجیال الارتداد ملقب بہ کشفِ ضلال دیوبند اور رسالہ کاشفِ سنیت و وہابیت وغیرہ رسائل میں موجود ہے جن کے دس اقوال اسی کتاب میں چوتھے عقیدۂ نجدی کے جواب میں پیش کیے گئے اور باوجود ان عبارات توہین خدا و رسول جل جلالہٗ وصلے اللہ علیہ وسلم کے اکابرِ دیوبند اپنی صرف کلمہ گوئی کو اپنے اسلام کی دلیل بناتے ہیں اور تبلیغ کلمہ شریف کا ڈھونگ بنا کر عوام کو فریب دیتے پھرتے ہیں۔ جس کی تحقیق ہر ادنٰے سے ادنٰے مسلمان کر سکتا ہے۔ آج اہلِ دیوبند کے مطبوعہ رسائل موجود ہیں مصنف کو شرم وحیا نہیں آتی کہ وہ ایسی ظاہر بات کا انکار کرتا ہے اور بکمال بے حیائی وبے شرمی

؎ ۔ از براہینِ قاطعہ ص۲ ۔

marfat.com

اعلحضرت قدّس سرہٗ کو افترا و بہتان کرنے والا اور الزام و اتہام لگانے والا کہہ کر عوام کو فریب دیتا ہے۔ اور اپنے اکابر کی محض اپنی زبان درازی سے صفائی پیش کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اگر اکابرِ دیوبند کی کتابیں اور رسائل مطبوعہ موجود نہ ہوتے تو اس کی بات کوئی باور بھی کر لیتا۔ لیکن جن کے رسائل خود چیخ چیخ کر اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلے اللہ علیہ وسلم کی شانوں میں انتہائی گستاخیوں اور بڑی بڑی گالیوں کا اعلان کر رہے ہیں۔ مصنف محض اعلحضرت کو گالیاں دے کر اور اپنے اکابر کی مدح سرائی کر کے ان کے سارے اقوال پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس طرح تو ہر قادیانی علماء اہلسنت کو گالیاں دیکر اور غلام احمد کی تعریف کر کے اپنے پیشوا کی صفائی پیش کر سکتا ہے اور اس کی ساری گستاخیوں بے ادبیوں پر پردہ ڈال سکتا ہے۔ لہٰذا جس طرح ایک قادیانی کے اس اندازِ صفائی کو کوئی سمجھدار انسان کافی نہیں سمجھتا۔ اسی طرح مصنف کے اس اندازِ صفائی کو بھی کوئی عاقل کافی نہیں سمجھ سکتا۔

پندرھواں بہتان اور اسکی حقیقت

اکابرِ دیوبند کا یہ خیال کہ غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتانے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن ہے اور رسول اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے۔ اُن کی کتابوں رسالوں سے ظاہر ہے۔ چند عبارات ہم نے گیارہویں عقیدہ نجدی کے جواب میں نقل کیں گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم کے صنا پر ہے۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (محمد رسول اللہ علیہ وسلم) کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اگر خدا نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی ایک بات بتائی ہوتی تو پھر حضور کے لیے مطلقاً علمِ غیب کا اعتقاد شرک نہ ہوتا۔ اور تقویۃ الایمان کی یہ عبارت کہ :۔

marfat.com

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔[1]

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ایک بات کے غیب کا اعتقاد اگر خدا کے دینے کے لحاظ سے بھی ہو جب بھی شرک ہے تو ان کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک غیب کے بتانے اور دینے کی قدرت ہوتی تو وہ نبی ہی کو بتاتا اور دیتا تو نبی کو ایک غیب کا علم نہ محال ہوتا نہ ناممکن اور نبی کے لیے علم غیب کا اعتقاد نہ کفر ہوتا نہ شرک۔ اور جب نبی کے لیے ایک بات کے غیب کا علم شرک ہے تو نہ تو خدا کو ایک غیب کے بتانے اور دینے کی قدرت ہے نہ نبی کو ایک غیب کا علم ممکن اور جب خدا نبی کو ایک غیب کا علم نہیں دے سکتا تو اور کسی کو ایک غیب کا علم کس طرح دے سکتا ہے، تو انہیں دو عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ اکابر دیوبند کے خیال میں غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک بھی غیب کا علم دے سکے۔ تو دیوبندیوں کے خیال تو خیال بلکہ کتابوں میں یہ عقیدہ چھپا ہوا موجود ہے۔ مصنف محض عوام کو دھوکہ دینے اور اپنا مکر و فریب کا جال پھیلانے کے لیے اپنے اکابر کے اس عقیدہ سے انکار کرتا ہے اور اپنے اکابر کی مطبوعہ عبارات پر پردہ ڈالتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو علم غیب کے عطا کرنے پر قادر نہیں مانتا۔ اور نبی کے لیے ایک بات کا علم غیب بھی محال و ناممکن جانتا ہے۔ اور محض دریدہ دہنی سے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو افترا و بہتان کرنے والا قرار دے کر اپنے اکابر کی گلو خلاصی کی فکر میں دل بھر کر جھوٹ بولتا ہے انتہائی فریب کی راہیں نکالتا ہے۔ اور ہر طرح عوام کو مغالطہ اور فریب مکر و کید میں پھانستا ہے۔

ہداہ اللہ تعالیٰ الی دینہ القدیم و صراطہ المستقیم۔

---

[1] : تقویۃ الایمان۔

marfat.com

بابِ ثانی

مُصنّف نے بابِ ثانی کو نو فصلوں پر تقسیم کیا اور فصلِ اوّل و دوم کو صٓ۸۸ سے صٓ۹۸ تک لکھا جس میں تحذیرُالنّاس کی کفری عبارت کو بحث مقرر کیا۔

مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیرُالنّاس والی عبارت

مُصنّف نے شہابِ ثاقب کے دس صفحات تو اپنے نصیب کی طرح سیاہ کیے جس میں ادھر نانوتوی کی دِل کھول کر تعریف کا خطبہ بھی دیا اور اُدھر جی بھر کر اعلحضرت قدس سرّہٗ کو سب و شتم اور لباس اخلاق سے ننگا ہو کر خوب گالیاں بھی دیں۔ اور تحذیرُالنّاس کے متعدد صفحات سے کچھ عبارات بھی پیش کر دیں۔ اور اپنی قابلیت کی اچھی طرح ڈینگیں بھی مارلیں لیکن اعلحضرت قُدّس سرّہٗ نے تحذیرُالنّاس کی جن عبارات پر مواخذہ فرمایا اور عُلماءِ حرمین شریفین نے جن پر حکم کُفر دیا نہ تو ان عبارات کو ان دس صفحات میں نقل کیا نہ ان کی ایسی توضیح وتفصیل کی جس سے وُہ کفری معنی سے بچ جائیں۔ نہ ان کی ایسی تاویلات پیش کیں جن سے ان کا مفہوم اسلامی تعلیم کے موافق ہو جائے اور اہلِ عقل کے نزدیک وُہ کُفری مُراد سے صاف اور بری ہو جائیں۔ مُصنّف کو جب کتاب لکھنے کا شوق پیدا ہوا تھا تو اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری اور اہم امر یہی تھا چاہے کہ اس بحث میں خواہ دو چار صفحات ہی لکھتا لیکن ان عبارات سے کُفری الزام کو اُٹھا دیتا۔ اور دلائلِ شرعیہ اور اقوالِ سلف سے اس کی نہایت روشن طور پر تائید نقل کرتا اور اپنے مخالفین کو بھی نانوتوی کا حجۃ اللہ علی العٰلمین اور مرکز دائرۃ التحقیق والتدقیق وغیرہ اوصاف باور کرا دیتا۔ اور دُنیائے اسلام والمسلمین پر اس کا

marfat.com

قطبِ افلاک الحکم واسرار التشریع ہونا ثابت کر دیتا۔

مگر مصنف میں نہ ادھر اتنا علم وقابلیت تھی، نہ اس قدر دلیری و جرأت تھی نہ ادھر ان عبارات تحذیر الناس میں ایسی گنجائش وصلاحیت تھی، نہ ان پر سے الزامات کفریہ کے اُٹھا دینے کی قدرت وطاقت تھی، اس لیے بیچارے مصنف نے ان عباراتِ کفریہ کو نقل کیا نہ ان کی تاویلات پیش کیں، بلکہ عوام کو فریب دینے اور اپنے جاہلوں پر نانوتوی کا وقار باقی رکھنے کے لیے دس صفحات محض لغویات سے بھر دیئے، اور اپنے عمل سے یہ اعتراف کر لیا کہ اعلحضرت قدس سرہٗ کے مواخذات کے کچھ جوابات نہیں اور ان عبارات کو کفری معنے سے بچا لینا اس کے امکان سے باہر ہے۔

اب ہم اس مسئلہ کو تفصیل دلائل کی روشنی میں پیش کریں اور یہ دکھائیں کہ تمام اہلِ اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشک خاتم النبیین بمعنے آخر الانبیاء ہیں یعنی آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں، اس پر نصوصِ صریحہ بکثرت دلالت کرتی ہیں۔

خاتم النبیین کا ثبوت قرآنِ پاک سے

اللہ تعالےٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔[1]

محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

[1]:۔ سورہ احزاب ۵ ع ۲۲۔

مفسّرینِ اہلسنّت کے قلم سے لفظ خاتم النبیّین کی تشریح

اوّلاً :۔ صاحبِ تفسیر معالم التنزیل نے اپنی تفسیر میں سیّد المفسّرین حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی یہ تفسیر نقل کی۔

عن ابن عباس ان اللہ تعالٰی لما حکم ان لانبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرا۔[1]	حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالٰی نے جب حکم فرمایا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں تو انہیں کوئی لڑکا نہ عطا فرمایا۔

ثانیاً :۔ علامہ خازن تفسیر لباب التاویل فی معانی التاویل میں تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں۔

(خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ) ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ ای ولا معہ (وَکَانَ اللہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا) ای دخل فی علمہ انہ لا نبی بعدہ۔[2]	خاتم النبیّین یعنی اللہ نے ان سے نبوت کو ختم کیا تو ان کے بعد کوئی نبی نہیں نہ ان کے زمانے میں، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے یعنی یہ اس کے علم میں ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ثالثاً :۔ علامہ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں خاتم النبیّین کے معنی یہ ذکر کیے۔

(خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ) ختم بہ النبوۃ وقرأ ابن عامر وعاصم خاتم	خاتم النبیّین یعنی ان پر نبوت ختم کی گئی اور ابنِ عامر اور امام عاصم نے خاتم کو تا کے زبر سے پڑھا یعنی آخر

[1] :۔ معالم مصری ج ۵ ص ۲۱۸ ۔ [2] :۔ خازن مصری ج ۵ ص ۲۱۸ ۔

marfat.com

بفتح التاء ای اٰخرھم [۱] — الانبیاء سب انبیاء میں آخر نبی۔

رابعًا:۔ علامہ نسفی تفسیر مدارک میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

(خَاتَمَ النبیین) بفتح التاء عاصم بمعنے الطابع ای اٰخرھم یعنی لا ینبأ احد بعدہ۔[۲] — خاتَم النبیّین کو عاصم نے تا کے زبر سے پڑھا یعنی آخر الانبیاء جن کے بعد کوئی نبی نہ کیا جائے۔

خامسًا:۔ علامہ شیخ احمد جیون تفسیر احمدی میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

ھذہ الاٰیۃ فی القراٰن تدل علٰی ختم النبوۃ علٰی نبینا صریحا و خاتم النبیین ای لم یبعث بعدہ نبی قط و یختم بہ ابواب النبوۃ و یغلق الی یوم القیٰمۃ ملخصًا [۳] — یہ آیت قرآن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر صراحۃً دلالت کرتی ہے اور خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ہرگز مبعوث نہ ہوگا۔ ان کے ساتھ نبوت کے دروازے قیامت تک ختم اور بند کر دیئے گئے۔

ان تفاسیر سے ثابت ہوگیا کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم نبوت ثابت ہونے کے لیے یہ آیت صریح دلیل ہے اس میں یہ فرمایا گیا کہ حضور ہی خاتم النبیین ہیں اور ان ہی پر نبوت کے دروازے بند کر دیئے گئے یہی آخر الانبیاء ہیں تو قیامت تک اب دروازۂ نبوت بند ہو گیا۔ لہٰذا اب ان کے زمانے میں یا ان کے بعد کوئی نبی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ تعالےٰ جو ہر شے کا علیم ہے اس کے علم میں ہی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

بالجملہ یہ تو خالقِ عالم جل جلالہ کا فرمان واجب الاذعان تھا۔ اب خود حضور نبی عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث بھی سنیئے۔

---

[۱]:۔ معالم التنزیل مصری ج ۵ ص ۲۱۸۔ [۲]:۔ مدارک ج ۳ ص ۲۳۴۔

[۳]:۔ تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی ص ۶۲۲

marfat.com

لفظِ خاتم النبیین کی تشریح مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے

اوّلاً:۔ مسلم شریف و ترمذی شریف میں یہ حدیث مروی ہے۔

فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لي الغنائم وجعلت لي الارض طهورا و مسجدا وارسلت الى الخلق كافة وختم بي النبيون [1]

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا۔ مجھے[1] جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں[2] کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی۔ اور میرے[3] لیے غنیمتیں حلال ہوئیں۔ اور میرے[4] لیے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی۔ اور میں[5] تمام خلق کی طرف رسول ہوا۔ اور مجھ[6] پر انبیاء ختم کیے گئے۔

ثانیاً:۔ بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثلي ومثل الانبياء كمثل قصر حسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة فكنت انا سددت موضع اللبنة ختم بي البنيان وختم بي الرسل (وفي رواية) فانا اللبنة وانا خاتم النبيين [2]

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نہایت عمدہ محل بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی دیکھنے والے اسکے آس پاس پھرتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کر نگاہوں میں کھٹکتی ہے میں نے تشریف لا کر وہ

۱؎ جامع الصغیر مصری ج ۲ ص ۶۳ ۔ ۲؎ مشکوٰۃ شریف باب فضائل النبی ج ۲ ص ۲۰۶ ۔

marfat.com

جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی۔ مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی۔ میں عمارتِ نبوت کی وُہ پچھلی اینٹ ہوں میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔

ثالثاً:۔ بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان لی اسماء انا محمد وانا	میرے متعدد نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔
احمد وانا الماحی الذی	میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ اللہ
یمحوا اللہ بی الکفر وانا الحاشر	تعالےٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے
الذی یحشر الناس علی	ہے میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں
قدمی وانا العاقب والعاقب	پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ میں عاقب ہوں
الذی لیس بعدہ	اور عاقب وُہ جس کے بعد کوئی نبی
نبی [1]	نہیں۔

رابعاً:۔ ترمذی شریف اور مسندِ امام احمد اور مستدرک میں حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الرسالۃ والنبوۃ قد	بے شک رسالت اور نبوت ختم
انقطعت فلا رسول بعدی	ہوگئی اب میرے بعد نہ کوئی رسُول
ولا نبی [2]	ہو نہ کوئی نبی ہو۔

خامساً:۔ امام احمد نے اپنے مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسُول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

فی امتی کذابون	میری اُمّت میں ستائیس کذّاب
دجالون سبعۃ وعشرون	دجال ہوں گے۔ اُن میں چار عورتیں
منھم اربع نسوۃ وانی	ہیں۔ حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں

[1] مشکوٰۃ شریف ج ۲ صفحہ ۵۱۲۔ [2]: جامع صغیر ج ۱ ص ۷۶۔

marfat.com

خاتم النبیین لا نبی بعدی [۱]	میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان احادیث شریفہ سے ثابت ہوگیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر نبوت ختم ہوگئی، وہ خاتم الانبیاء ہیں وہ عمارتِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی ہو نہ رسُول وہی آخر الانبیاء ہیں۔ وہی مرسلین میں آخری رسُول ہیں۔ اب جو شخص اس کے خلاف کہتا ہے، وہ آیۃ کریمہ اور احادیثِ شریفہ کا منکر ہے۔ اور منکرِ قرآن و حدیث کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

علامہ شیخ ابنِ نجیم الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں۔

اذا لم یعرف ان محمدا صلے اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات [۲]	جب یہ نہ جانے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم آخر الانبیاء ہیں تو وہ مسلمان نہیں کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہوگیا کہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو آخر نبی نہ جانے اور آپ کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا ممکن بتائے وہ بلا شک کافر و مرتد ہے اور آیۃ کریمہ خاتم النبیّین میں خاتم کے معنی باعتبار لغت کے آخر ہیں اور خاتم النبیّین لغوی ترجمہ آخر النبیّین ہے۔

علامہ ابوبکر سجستانی کے غریبُ القرآن میں ہے۔

قولہ خاتم النبیین آخر النبیین [۳]	خاتم النبیّین کا ترجمہ آخر النبیّین ہے۔

---

۱ :۔ جامع صغیر مصری للسیوطی ج ۲ ص ۶۵۔ ۲ :۔ الاشباہ والنظائر کشوری معہ حموی ص ۲۶۷۔

۳ :۔ غریبُ القرآن مصری ج ۱ ص ۲۴۷۔

marfat.com

لفظِ خاتم النبیّین کی تشریح مفتی شفیع دیوبندی کے قلم سے

خود مفتیٔ دیوبند محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ ہدیۃ المہدیین میں لکھتے ہیں۔

ان اللغۃ العربیۃ حاکمۃ بان معنے خاتم النبیین فی الایۃ ھو اٰخر النبیین لا غیر [۱]	بے شک لغت عربی اسی پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے اس کے معنی آخر النبیین ہیں۔ نہ کچھ اور۔

یہی مفتیٔ دیوبند اسی میں تصریح کرتے ہیں اور تفسیر رُوح المعانی سے ناقل ہیں کہ اسی معنے پر اجماعِ اُمت بھی منعقد ہو چکا ہے۔

اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر [۲]	اُمت نے خاتم کے یہی معنے ہونے پر اجماع کیا ہے تو اس کے خلاف کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر اسی پر اصرار کرے قتل کیا جاوے۔

الحاصل آیۂ کریمہ خاتم النبیین میں خاتم کے لغوی معنے اور تفاسیر و احادیث و اجماعِ اُمت سے شرعی معنے متواتر اور قطعی یہی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب انبیاءِ کرام کے زمانے کے بعد میں ہیں اور آپ ہی سب میں سے آخری نبی ہیں اسی معنے پر ایمان فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ اب ناظرین اس کے مقابل قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس کی پوری عبارت بغور پڑھیں وہ لکھتا ہے۔

> بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنے خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال

---

[۱] ہدیۃ المہدیین ص ۲۱ [۲] ہدیۃ المہدیین ص ۳۵۔

marfat.com

عامیں تو رسُولُ اللہ صلعم[1] کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تأخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں ولکن رسُولَ اللہ وخاتَمَ النبیّن فرمانا اس صُورت میں کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیتِ باعتبارِ تأخرِ زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہو گی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قدو قامت وشکل و رنگ وحسب ونسب وسکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دُوسرے رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہلِ کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں[2]

نانوتوی صاحب کی اس عبارت میں اس قدر کفریات ہیں۔

- خاتم النبیین کے معنے سب میں آخر نبی ہونے کو جو تفاسیر واحادیث اور اجماعِ اُمت سے متواتر اور قطعی ثابت ہو چکے انہیں عوام جاہلوں کا خیال بتانا۔
- انہیں نافہم ٹھہرانا۔
- تمام اُمت کو عوام اور نافہم قرار دینا۔

---

[1] :- سیدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ذکر کے ساتھ پُورا دُرود لکھنا چاہیئے صرف صلعم لکھنا بھی محرُومی کی نشانی ہے اور غلط ہے۔

[2] :- تحذیر الناس مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور صہ ۳۔

marfat.com

○ — رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ عوام اور نافہم کہنا۔

○ — مخالفین معنی تفسیر و حدیث اور اجماع کو اہلِ فہم بتانا۔

○ — معنی متواتر و قطعی کی جو احادیث و اجماع ہیں کچھ فضیلت نہ ماننا۔

○ — اس متواتر معنے کو مقامِ مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا۔

○ — خاتمیت باعتبار تاخرِ زمانی جب تک صحیح نہیں کہ یہ مانو کہ یہ مقامِ مدح کا مقام اور یہ وصف اوصاف میں سے ہے۔

○ — اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر نبی مانا جائے اور اس وصف کو مدح جانیں تو خدا کی طرف زیادہ گوئی کا وہم ہونا۔

○ — اور حضور کی جانب نقصانِ قدر اور کم رتبہ ہونے کا احتمال پیدا کرنا۔ زیادہ گوئی اور بے ہودہ بکواس کو کہتے ہیں اس میں خدا کی توہین بھی ظاہر ہے۔

بالجملہ اس عبارت میں نانوتوی نے خاتم النبیین کو بمعنے آخر الانبیاء ہونے کا کس قدر تاکید اور شدت کے ساتھ انکار کیا۔ جس معنے پر قرآن و حدیث اور اجماع نے ایمان لانا ضروری اور فرض قرار دیا تھا۔ اس نانوتوی نے اسی معنی کا کیسا صاف انکار کیا۔ تمام اُمت اور اللہ رسول جل جلالہٗ و صلے اللہ علیہ وسلم سب کو عوام جاہل اور نافہم ٹھہرایا۔ خدا کو زیادہ گو اور بے ہودہ بکواس کرنے والا کہا تو اگر یہ امور بھی کفر نہ ہوں تو پھر مصنف کے نزدیک کفر کی کیا تعریف ہے۔ علاوہ بریں دیوبندی لوگ یہی سمجھتے پھرتے تھے کہ اعلحضرت قدس سرہٗ نے قاسم نانوتوی کو کافر کہا علمائے عرب و عجم نے اس پر کفری فتوے صادر کیے۔ لیکن اب تو لینے کے دینے پڑ گئے کہ مفتیٔ دیوبند محمد شفیع دیوبندی کے حکم اور اس پر اکابرِ دیوبند کی تصدیقوں نے بھی قاسم نانوتوی کو کافر مرتد واجب القتل قرار دیا۔ تو مصنف پہلے اپنے گھر کی تو خبر لے اور ان سب کو مفتری۔ کذاب۔ دجال۔ شیطان کہے۔ اور ان کی گردنوں میں کفر و لعنت کا طوق ڈال کر سود اللہ وجوھھم ووجوہ اتباعھم فی الکونین کو لکھ کر چھاپے۔

marfat.com

اب مُصنف کا اعلحضرت پر یہ افترا کرنا اور صریح جھوٹ بولنا کہ :۔

> اس نے قطع و برید کر کے عبارت تحذیرُ الناس کی اس طرح نقل کی کہ ایک سطر صفحہ ۲ کی لے لی اور دو سطریں صفحہ ۱۴ کی لے لیں اور ہر دو صفحوں میں سے عبارت سابقہ ولاحقہ حذف کر دیں اور ان دونوں عبارتوں کے جمع کرنے سے ایک خراب و فاسد معنے پیدا کر دیئے (دو سطر کے بعد ہے) اس مفتری کذّاب نے قطع و برید کر کے مولانا نانوتوی پر بہتان باندھا ہے[1]

کس قدر غلط اور کتنا مکر و کید ہے۔ ہم نے تحذیرُ الناس کے صٓ کی پُوری عبارت نقل کی تو نانوتوی پر حکم کفر تو اسی عبارت پر لگ گیا۔ کہ نانوتوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیّین بمعنے آخر الانبیاء ہونے کا منکر ہے اس میں قطع و برید کہاں ہے، ناظرین اس کے اس صریح جھوٹ اور شدید فریب کو ملاحظہ کریں۔ اور تحذیرُ النّاس کے صٓ۱۴ کی عبارت یہ ہے۔

> بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے[2]

تو نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں اسی صفحہ ۲ والے کفر کا اعادہ کیا ہے۔ مُصنف کا اس پر یہ کہنا کہ ان دونوں عبارتوں کو جمع کرنے سے خراب و فاسد معنے پیدا کر لیے ہیں۔ کس قدر دجل و فریب اور مکر و کید ہے۔ باوجودیکہ صفحہ ۲ والی عبارت اپنے کفری معنے میں مستقل عبارت ہے۔

اور صفحہ ۱۴ والی عبارت میں اسی کُفر کو اس کے بعد لوٹایا گیا ہے۔ یہ خُود ایک مستقل کفری عبارت ہے تو مُصنف کا ان کے جمع کرنے کو کفر قرار دینا محض عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ اسی طرح نانوتوی کا اس کے بعد پھر اسی کُفر کا اعادہ کرنا اور اس طرح لکھنا۔

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب صٓ۸۹ ۔ [2] :۔ تحذیرُ النّاس صٓ۱۴ ۔

marfat.com

> بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔[۱]

پھر اسی کفری معنے کو مستقل طور پر لوٹا دیتا ہے۔ لہٰذا یہ ہر سہ عبارات اپنے اپنے کفری معنے میں مستقل ہیں تو مصنف کا اعلیٰحضرت پر قطع و برید کا الزام لگا دینا اور یہ کہہ دینا کہ ان عبارات کو جمع کر کے کفری معنے پیدا کیے ہیں۔ یہ اس کی صریح بے ایمانی اور انتہا درجہ کی خباثتِ قلبی ہے۔ مصنف سے جب ان عبارات کی کوئی صحیح تاویل نہ بن سکی اور ان سے کفر نہ اٹھ سکا۔ تو اس نے اپنی عاجزی اور مجبوری کو اس پُرفریب طریقہ پر دفع کرنے کی سعی کی ہے۔ جس کو اہلِ عقل خوب اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔ پھر مصنف نے دیکھا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر صرف قطع و برید کا غلط الزام لگا دینا اور عبارات کو جمع کر کے کفری معنے پیدا کر دینے کا افترا کر دینا ایسا غلط انداز اور پھر طریقہ ہے کہ اس کو کوئی عقل مند تسلیم نہیں کرے گا۔ تو اس نے اپنا جواب سے عاجزی کا یہ طریقہ اختیار کیا۔ وہ کہتا ہے :-

> حضرت مولانا صاف طور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے تو وہ کافر ہے۔[۲]

جواب :- مصنف کا یہ صریح کذب اور جیتا جھوٹ ہے کہ تحذیر الناس میں نانوتوی کی یہ عبارت بلفظہٖ کہیں موجود ہو اگر کہیں ہو تو مصنف بتائے کہ فلاں صفحہ پر یہ عبارت بعینہٖ و بلفظہٖ موجود ہے۔ پھر اگر ہم اس سے قطع نظر بھی کر لیں اور یہ تسلیم بھی کر لیں کہ یہ عبارت تحذیر الناس میں بلفظہٖ مذکور ہے تو یہ عبارت ہمارے خلاف نہیں کہ اس میں نانوتوی نے خود اپنے ہی اوپر کفر کا فتویٰ دیدیا اور اپنی ہر سہ عبارات ص۲ و

---

۱ :- تحذیر الناس ص۲۸ ۔ ۲ :- شہابِ ثاقب ص۹۱ ۔

marfat.com

ص۲۱ و ص۲۸ کو کفر قرار دیا اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ اور علماء حرمین کے فتاوؤں پر صاد کر دیا اور خود اپنے مُنہ پر تھوک لیا۔ اور مُصنّف کی ان ہر سہ عبارات کی حمایت اور محنت پر پانی پھیر دیا۔

علاوہ بریں جب مُصنّف ص۲ پر کُفر بک چکا اور ص۱۰ پر اس کا یہ اقرار کُفر ہے تو محض اقرارِ کفر اس کو اس کُفرِ سابق سے نہیں بچا سکتا۔ مُصنّف ہی بتائے کیا کسی کافر کا محض اقرارِ کفر اس کو مُسلمان ثابت کر دے گا۔ پھر اس عبارت میں نانوتوی نے خاتم النبیین کو بمعنے آخر النبیین کے انکار کرنے اور آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانے کے بعد ملنے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا۔ اور خود تحذیر الناس کے صفحہ ۲ پر خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنے میں لینے کو خیالِ عوام قرار دے کر انکار کیا۔ اور اسی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانہ کے بعد ماننے کو خیالِ عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا۔ اور اسی طرح ص۲۱ و ص۲۸ کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکنے کی تصریح کر کے خُود اپنے اُوپر کُفر کا حُکم دیا تو یہ اپنے کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی۔ لہٰذا مُصنّف نے اس عبارت کو پیش کر کے نانوتوی کی حمایت نہیں کی بلکہ اس کے کُفر کو اور مستحکم کر دیا۔

پھر مُصنّف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۹۰ پر تحذیر الناس والی عبارت نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا۔

> دیکھیے اس عبارت میں کس طرح تصریح۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کی فرما رہے ہیں اور آپ کے خاتم زمانی ہونے کے منکر کو خود کافر کہہ رہے ہیں پھر اس شخص گمراہ کنندۂ عالم مجدد الدجالین کی جرأت اور دروغ گوئی کو دیکھئے کہ کس طرح ان کی نسبت لکھتا ہے اور تشہیر کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزمان ہونے کے منکر ہیں اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے آنے کو

marfat.com

جائز فرما رہے ہیں، بھلا اس خباثت اور نجاست کا کیا ٹھکانا ہے۔[1]

جواب: جب نانوتوی صاحب بقول مصنف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے اور خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین ہی کے قائل تھے، تو انہیں اس تحذیر الناس کے تصنیف کرنے کی کونسی ضرورت پیش آگئی تھی؟

○ — اور تیرہ سو برس کے بعد خاتم النبیین کے شارع علیہ السلام و صحابہ و تابعین و ائمہ دین کے بیان کردہ معنے متواتر کے خلاف نئے معنے تراشنے اور پھر اس پر اپنے ایجادِ بندہ ہونے پر فخر کرنے کے لیے کونسی طاقت مجبور کر رہی تھی؟

○ — اور تمام اُمت کے بتائے ہوئے معنے متواتر کو خیالِ عوام بنا دینے کے لیے کون اس کے سر پر تلوار لے کر جبر کر رہا تھا؟

○ — اور زمانۂ نبوی میں یا اس کے بعد میں اور دُوسرا نبی تجویز کرنے کیلئے کون بندوق لے کر سینے پر سوار تھا؟

○ — اور جب نہ کوئی ضرورت شرعی تھی نہ جبر و اکراہ تھا تو نانوتوی صاحب کا تحذیر الناس کے ص۲ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین کے بتائے ہوئے معنے متواتر کو خیالِ عوام کہنا کیا ضروریاتِ دین کا انکار نہیں؟

○ — کیا ان بزرگانِ دین حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ معنے قرآن مجید سے جاہل و نافہم ٹھہرانا نہیں؟

○ — پھر ص۱۴ و ص۲۸ پر زمانۂ نبوی میں یا بعد زمانۂ نبوی کے اور کسی نبی کا تجویز کرنا کیا معنے متواتر ختمِ نبوت کے خلاف نہیں؟

○ — اور اس معنی متواتر کا انکار کیا ضروریاتِ دین کا انکار اور کفر نہیں؟

○ — ہے تو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ نانوتوی صاحب

---

[1] شہابِ ثاقب ص۹۰۔

ر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے اور خاتم النبیین کے معنی
لنبیین ہونے کے منکر ہیں اور زمانۂ نبوی میں یا بعد زمانۂ نبوی دوسرا نبی جائز
نے کے قائل ہیں تو یہ نانوتوی یقیناً کافر مرتد ثابت ہوا۔ اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ
حرمین کے کفر کے فتاوے بلا شبہ حق ثابت ہوئے۔ یہاں تک کہ اس
زی نے بھی اپنے اس کفر کو تسلیم کر کے خود اپنے کافر ہونے کا اقرار کر لیا جس کا
مصنف بھی اعتراف کر رہا ہے۔ تو یہ نانوتوی کی خود اپنے اوپر اقبالی ڈگری ہوئی
ں کا خود اپنے کفر کا اقرار کرنا نہ اس کو کفر سے بچا سکتا ہے نہ اس کی صفائی کے
مافی ہو سکتا ہے۔ اب مصنف کا اس کفر پر پردہ ڈالنا اور نانوتوی کی حمایت میں
رت قدس سرہٗ کو گالیاں دینا اور دروغ گو اور دجال کہنا۔ خود اس کے عاجز ہونے
فتری و کذاب ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مصنف سوائے
ال دینے کے نہ نانوتوی کے سر سے کفر کو ٹال سکتا ہے نہ ایک کلمہ اس کی تائید
ں میں کہہ سکتا ہے اور جو کوئی لفظ اس کی حمایت میں کہے گا اس سے نانوتوی کا
اور زیادہ مستحکم ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس مثال سے ظاہر ہے۔ اب باقی رہا مصنف
تم زمانی پر پانچ دلیلوں کا پیش کرنا اور اس کے منکر کو کافر ثابت کرنا یہ ہمارے
ف نہیں بلکہ اسمیں ہمارے مدعا کا اثبات ہے اور نانوتوی کے مسلک کی کھلی
ی مخالفت ہے۔ مصنف کی یہ بد حواسی ہے کہ نانوتوی کی حمایت کا نام لے کر اس
خلاف لکھ دیا۔ اور خود بھی اس کو کافر بنا دیا۔ یہ ہے اعلیٰحضرت کی کرامت کہ اس
ان کہی کہلوالی۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۹۱، ۹۲ پر تحذیر الناس کے صفحہ ۸ کی عبارت
طرح نقل کر کے یہ غلط نتیجہ مرتب کیا ہے۔

> بالجملہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وصفِ نبوت میں موصوف بالذات
> ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض الخ ۵؎

۵؎ شہاب ثاقب صا۹

صـ ۹۲ تک نقل کرکے یہ نتیجہ نکالا۔

حضرات ذرا اس عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمائیے دیکھئے مولانا مرحوم کس تصریح کے ساتھ خاتمیّت زمانی کو اپنے معنے راجح یعنی خاتمیّت مرتبی کے لازم مانتے ہیں اور ثبوتِ خاتمیّت زمانی کے واسطے دلائل قائم فرما رہے ہیں۔ یہ عبارتیں صاف طور سے بتلا رہی ہیں کہ مجدد التضلیل نے عمدہ عبارتوں کی قطع و برید کرکے افترا پردازی کی ہے الخ[1]

جواب:۔ مصنّف یہ بتائے کہ خاتم النبیّین کے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصح وتابعین و ائمۂ دین نے یہ معنے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء نبی بالعرض ہیں کہاں بتائے ہیں۔ اگر بتائے ہیں تو مصنّف ثبوت پیش کرے اور ان بزرگوں نے اگر نہیں بتائے ہیں تو اس نانوتوی نے یہ تفسیر بالرائے کی۔ اور تفسیر بالرائے کرنے والے کے متعلق خود نانوتوی نے اسی تحذیر الناس کے صـ پر یہ حدیث پیش کی ہے۔ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَایِهٖ فَقَدْ کَفَرَ یعنی جس نے قرآن کی تفسیر بالرائے کی تو وہ کافر ہوگیا۔ تو نانوتوی خود اپنی پیش کردہ حدیث کی بنا پر آیۂ خاتم النبیّین کی یہ تفسیر بالرائے کرکے کافر ہوگیا۔ لہٰذا اگر مصنّف اپنے پیشوا نانوتوی کے بیان کردہ نئے معنے کسی معتبر کتاب سے ثبوت میں پیش نہ کر سکا تو یہ نانوتوی کی تفسیر بالرائے قرار پاکر خود مصنّف کے نزدیک بھی نانوتوی کافر قرار پائے گا۔ تو اب ہر ذی عقل اس کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ اگر مصنّف کو واقعی نانوتوی کی حمایت مقصود ہے تو جلد از جلد اس کے بیان کردہ معنے جدیدہ کا ثبوت پیش کرے گا ورنہ اس کے کفر کا اقرار کرے گا۔

قاسم نانوتوی کی تکفیر حسین احمد ٹانڈوی کے قلم سے

اب باقی رہا مصنّف کا اس عبارت تحذیر الناس کو نقل کرکے یہ نتیجہ نکالنا کہ

[1]:۔ شہاب ثاقب صـ ۹۲۔

marfat.com

خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب نانوتوی نے بعد زمانۂ نبوی نیا نبی تجویز کر کے خاتمیت زمانی کو جو لازم تھی باطل کر دیا تو خاتمیت مرتبی جو ملزوم تھی وہ بھی باطل ہو گئی کیونکہ بطلانِ لازم بطلانِ ملزوم کی دلیل ہے تو اب نانوتوی کے نزدیک نہ خاتمیت مرتبی رہی نہ خاتمیت زمانی لہٰذا اب اس نانوتوی نے بالکل خاتمیت ہی کا خاتمہ کر دیا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے ہی صاف انکار کر دیا۔

مصنف نے اپنے پیشوا نانوتوی کی کیسی عجیب حمایت کی کہ اس کے کفر کو اور واضح کر دیا اور اس کو ختم نبوت کا صاف طور پر منکر ثابت کر دیا۔ مصنف اس عبارت پر بہت اُچھل کر بولا تھا جس نے نانوتوی کے کفر کو اور زیادہ بے حجاب کر دیا۔ اور اس کو منکرِ ختمِ نبوت آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا۔ مصنف کو شرم نہیں آتی کہ اسی ناپاک عبارت پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر افترا پردازی اور قطع و برید کا ناپاک الزام لگاتا ہے۔ بہر صورت اس کی ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ اور نانوتوی کے کفر پر مزید مُہر لگ گئی۔

پھر مصنف اسی نانوتوی کی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۲ سے دو عبارتیں نقل کر کے پر غلط نتیجہ نکالتا ہے۔

گر در صورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس کے لیے کوئی مقصود بھی ہو گا۔ جس کے آنے پر حرکت منتہی ہو جائے سو حرکت سلسلۂ نبوت کے لیے نقطۂ ذاتِ محمدی منتہی ہے الخ

(الیٰ قولہٖ) البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے الخ مولانا ممدوح فرما رہے ہیں کہ حضور اکرم علیہ السلام نبی آخر الزمان ہیں اور سلسلۂ نبوت بوجہ انقطاعِ حرکتِ ارادی دربارِ نبوت اب بعد ظہورِ سرورِ کائنات علیہ السلام بالکل منقطع ہو گیا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی دجال خبیث دعوٰئے نبوت کر کے مقصد میں کامیابی حاصل کرے

پھر تعجب ہے کہ مجدد بریلوی آنکھوں میں دھول ڈال رہا ہے اور کذب خالص کو مشہور کر رہا ہے۔ لعنۃ اللہ تعالیٰ فی الدارین بلہ

جواب :۔ مصنف ڈوبنے والے کی طرح کہ وہ تنکے تک کا سہارا تلاش کیا کرتا ہے یہ بھی اسی طرح نانوتوی کی تحذیر الناس میں ایک ایک لفظ کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ لیکن کسی طرح اس کی بات بنائے سے بنتی نہیں اور اس کا کفر اس کے سر سے اترتا نہیں۔ اور اس کی عبارت کی کوئی ایسی صحیح تاویل نہیں ہوتی جس سے اس کا قائل ختم نبوت ہونا ثابت ہو جائے۔

مسلمانو! دیکھو جب یہ نانوتوی تحذیر الناس کے ص۱۴ و ص۲۸ میں صاف طور پر لکھ چکا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں یا بعد زمانۂ نبوی کے اور نیا نبی تجویز کر لیا جائے تو خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نبوت جدیدہ کا تجویز کرنا ہی ختم نبوت کے بالکل خلاف ہے۔ اور جب ختم نبوت ہی کا انکار کر دیا تو خاتمیتِ مرتبی اور خاتمیتِ زمانی دونوں کا ہی انکار کر دیا تو اس نانوتوی نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخر الزماں ہونے کا صاف طور پر انکار کر دیا۔ اور نئے نبی کو جائز مان کر سلسلۂ نبوت کو غیر منقطع مان لیا لہٰذا نانوتوی ختم نبوت کا انکار کر کے اور بعد زمانۂ نبوی کے نیا نبی تجویز کر کے اور ان ضروریاتِ دین کا انکار کر کے کافر و مرتد ہو گیا۔

اب مصنف کا نانوتوی کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کا قائل ثابت کرنا اور سلسلۂ نبوت کا منقطع ماننے والا کہنا کم عقل لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے اور صریح کذب اور جیتا جھوٹ بولنا ہے کہ نانوتوی صاحب جب ختم نبوت کے خلاف نئے نبی کی تجویز کر رہا ہے تو بقول مصنف دجال تعمیر نبوت کی تیاری کر رہا ہے تو پھر مصنف لعنۃ اللہ فی الدارین۔

لہ :۔ شہاب ثاقب ۹۲ و ۹۳۔

marfat.com

س نانوتوی کے لیے چھاپے۔ اعلیٰحضرت قدّس سرّہٗ پر مصنف نے جو افترا پردازی اور جھوٹ بولا اس کے جواب میں ہم آیۂ کریمہ تلاوت کر دینا نہایت کافی سمجھتے ہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پھر مصنف نے نانوتوی کی تحذیر الناس کی ص ۳ کی عبارت عجیب عیاری و مکاری سے اس طرح نقل کی۔

> حضرت مولانا تصریح فرمارہے ہیں باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس سے سدِّباب مدعیانِ نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے الخ اب اس عبارت کو ملاحظہ کریں کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے آیا انکار نبی آخر الزماں ہونے کا یا اقرار۔
>
> (چند سطر کے بعد ہے۔)
>
> مجدد الدجالین نے اپنے ثبوتِ مدعا کے واسطے اس عبارت و نیز دیگر عباراتِ مسطورہ کو بالکل ہضم کر دیا ہے اور جس قدر کہ ان کو خواہشِ شیطانی پورا ہونے میں کافی تھا ذکر کیا۔ اور سمجھنے کی طرف یا تو قصداً توجہ نہیں کی اور یا نہ سمجھا چونکہ لوگوں کو غلطی میں ڈالنا مقصود تھا اس لیے اس کے معنی کو خراب کیا۔ اب ان جملہ عبارتوں سے آپ حضرات بخوبی سمجھ گئے ہونگے کہ حضرت مولانا ہرگز نبی آخر الزماں اور خاتمیتِ زمانی کے منکر نہیں بلکہ اس وصف کے ثبوت کو ضروری اور واجب سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کے دامنِ مقدس تک کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا اور اہلِ حرمین کو بوجہ ناواقفیت دھوکہ ہوا۔ کذّاب نے ان کے ساتھ مکر کیا الخ[۱]

جواب:۔ مصنف نے اعلیٰحضرت قدّس سرّہٗ پر تو دل کھول کر جتنا جھوٹ بولنے، صریح کذب بیانی کرنے، انتہائی افترا پردازی کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ اور

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب ص ۹۳ و ص ۹۴۔

marfat.com

ان کی نقل عبارات پر جس قدر ناپاک الفاظ کہہ سکتا تھا ان سے ایک صفحہ سیـ
دیا ہے۔ اور ان کو جس قدر گالیاں دے سکتا تھا ان میں سے کوئی گالی باقی نہ
چھوڑی ہے۔ لیکن مصنف نے تحذیر الناس کی جس قدر عبارات نقل کی ہیں ان
نہایت مکاری انتہائی فریب کاری سے کام لیا ہے اور اپنے مطلب کے مو
جو کہیں کوئی لفظ مل گیا ہے۔ اس کو قطع و برید کر کے نقل کر دیا ہے اور اس کی عـ
کا مفہوم نہ معلوم اپنی کم فہمی یا عیاری سے بالکل اُلٹ دیا ہے۔ اور عوام کو دھو
میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ جن تین عبارتوں میں کفر
ہیں اور جن پر اعلحضرت قدس سرہٗ اور علماء حرمین شریفین نے کفر کے فتاوے صـ
فرمائے ہیں۔ اور جن کی تائید میں شہابِ ثاقب کے دس صفحات مصنف نے
کیے ہیں۔ اور جن کی صفائی میں اور عبارات پیش کی ہیں اور جتنا جھوٹ اور
فریب کاریاں کی ہیں اور جن کی حمایت میں اعلحضرت اور علماء حرمین کو بڑی بڑ
گالیاں دی ہیں۔ تو مصنف نے ان اصل تینوں عبارات کو شہابِ ثاقب کی
ہر دو فصلوں میں کہیں نقل نہیں کیا۔ حیرت ہے کہ ان ہر سہ عبارات کی حمای
میں اِدھر تو دس صفحات سیاہ کر ڈالے لیکن اُدھر ان عبارات کے چند جملے نقل نہ
کیے جاسکے۔

مصنف نے ان عبارات کو اس شہابِ ثاقب میں نقل نہیں کیا اگر انہیں نق
کر دیتا ہے تو ہر شخص اس کی نقل کردہ عبارات تحذیر الناس اور اعلحضرت قدس سرہٗ
نقل کردہ عبارات تحذیر الناس سے تصحیح نقل کرتا۔ مطابقت دیکھتا پھر یہ خود فیصلہ
لیتا کہ اعلحضرت قدس سرہٗ نے ان عبارات کو بعینہٖ و بلفظہٖ بالکل مطابقِ اصل و موافق
نقل شہابِ ثاقب نقل فرمایا ہے پھر مصنف کا اس کو صریح کذب اور افترا کہنا
اس کے دجال و کذاب اور عیار فریب کار ہونے کی روشن دلیل ہوتا۔ اور د
ایک کلمہ اعلحضرت کی شان کے خلاف نہیں لکھ سکتا تھا اور انہیں وہ منہ بھر بھر
ایسی گالیاں نہیں دے سکتا تھا۔ اور ایک کلمہ ان عبارات کی تائید میں نہیں لکھ سکتا

marfat.com

تھا۔ اور عوام کو کسی طرح کا دھوکہ اور فریب نہیں دے سکتا تھا اسی بنا پر مصنف نے قصداً جان بوجھ کے ان ہر سہ عبارات تحذیر الناس کو شہابِ ثاقب کے دس صفحات کی پوری بحث میں کہیں نقل نہیں کیا۔

اور ممکن ہے کہ مصنف نے نانوتوی کی ہر سہ کفری عبارات کو اس لیے اس شہابِ ثاقب میں نقل نہ کیا ہو کہ جب ان عبارات کو بلفظہ نقل کر دیا تو وہ عبارات اردو زبان میں ہی تو ہیں اور اردو خوانوں ہی کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے لہٰذا ہر اردو جاننے والا جب ان عبارات کو دیکھے گا تو ان کے معنی کفری پر مطلع ہو جائیگا اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے کفری فتوے کی تصدیق کرنے کے لیے اس کا ایمان اس کو مجبور کر دے گا تو اس نانوتوی کا کفر آشکارا ہو جائے گا۔ مصنف نے اسی خطرے کی بنا پر ان عبارات نانوتوی کو غالباً نقل نہیں کیا ہے۔ اور اس کے کفر پر پردہ ڈالنے کی ناپاک سعی کی ہے

ہم نے ان ہر سہ عبارات کفری کو اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۵، صفحہ ۲۲۶ اور صفحہ ۲۲۸ پر بلفظہٖ نقل کیا ہے۔ تو ہر اردو خواں ان کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے مجبور ہے کہ نانوتوی صاحب نے ان عبارات میں خاتم النبیین کے معنی سب میں آخری ہونے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہونے کو عوام جاہلوں نافہموں کا خیال ٹھہرایا اور خاتمیت باعتبار تاخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہ ہونے کو عقیدہ اہلِ فہم قرار دیا۔ تو اب یہ نانوتوی اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء اور آخر الزماں مانتا ہے تو یہ عوام جاہلوں نافہموں میں شمار ہوتا ہے۔ اور اگر حضور کے آخر الانبیاء اور آخر الزماں ہونے کا صاف طور پر منکر قرار دیا جاتا ہے تو اہلِ فہم میں معدود ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنف اور ہر دیوبندی مُلّا اس نانوتوی کو عوام جاہلوں نافہموں میں داخل نہ کریں گے۔ اہلِ فہم ہی میں شمار کرینگے تو یہ نانوتوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخر الزماں ہونے کا اور خاتمیتِ زمانی کا منکر قرار پایا۔ تو اب مصنف کا اس کی دیگر عبارات کو نقل کر کے ہر جگہ یہ تصریح کرنا کہ نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں حضور علیہ السلام کو نبی آخر الزماں مانتے ہیں کس قدر غلط چیز اور

marfat.com

صریح کذب ہے۔ اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا اور ان کو فریب دینا ہے۔

جھوٹے مدعیانِ نبوت کو نانوتوی نے تقویت دی

اسی طرح تحذیر الناس کے ص۱۴ و ص۲۸ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں یا بعد زمانۂ نبوی کوئی اور دوسرا نبی جائز مان کر اس نانوتوی نے مدعیانِ نبوت کے لیے دروازہ کھول دیا اور نئے دین کے جاری کرنے کے لیے نیا نبی تجویز کر لینے کا رستہ بنا دیا ہے۔ تو نبوت کی اس تشریح کو دیکھ کر غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعوئے نبوت کر کے خلائق کو گمراہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اگر بقول مصنف نانوتوی حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی آخر الزماں مانتا اور ان کی خاتمیتِ زمانی کا قائل ہوتا اور اس وصف کے ثبوت کو ضروری اور واجب سمجھتا تو ہرگز ہرگز تحذیر الناس کے صفحہ ۳ و صفحہ ۱۴ و صفحہ ۲۸ پر ان ناپاک عبارات کو نہ لکھتا۔ نانوتوی نے ان ہر سہ عبارات کو لکھ کر ادھر مصنف کے منہ پر تھوک دیا اور اس کی تمام صفائیوں پر پانی پھیر دیا اور اُدھر اپنی پیشانی پر نہ مٹنے والا کفری نشان کا ٹیکہ لگا لیا۔

لہٰذا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے ان ہر سہ عبارات کے نقل کرنے میں کوئی مکر و فریب نہیں کیا۔ نہ اہلِ حرمین شریفین نے ان پر کفر کا حکم کرنے میں کسی طرح کا دھوکہ کھایا۔

بالجملہ مصنف ان ہر سہ عبارات کو ہضم کر گیا۔ اور ان کفری عبارتوں کی تائید کر کے بحکم قرآن وحدیث کافر ثابت ہوا۔ اور اس نے دوسروں پر جھوٹ بول کر اور افترا کر کے خود لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا۔ اور اپنے اکابر کے کفر پر اہلِ حرمین کو بھی گمراہ بنایا۔ اور مدینۂ منورہ پہنچ کر خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ایذا دے کر بحکم آیۂ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا کا مستحق بن کر ہندوستان واپس آیا۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۹۵ صفحہ ۹۷ تک فصلِ ثانی تفصیل ختم نبوت اجمالاً کی سرخی قائم کر کے تین صفحات میں تحذیر الناس کے مضمون کو اپنے الفاظ میں اس

حاشیہ ۱ صفحہ ۲۳۹ پر ہے۔

marfat.com

طرح بیان کیا ہے۔ اور اس میں صاف طور پر یہ اقرار کیا ہے۔

وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مرادِ خاتمیت سے فقط خاتمیتِ زمانی ہے خاتمیتِ مرتبی جو کہ دوسرے معنی ہیں وہ نہیں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں۔[۱]

اور خود نانوتوی تحذیر الناس کے صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں۔

اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا۔ اور کسی طفلِ نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔

گاہ باشد کہ کودکاں ناداں — بغلط بر ہدف زند تیرے[۲]

اس میں مصنف نے صاف اقرار کر لیا کہ نانوتوی نے خاتم النبیین کے اُن معنے کا انکار کیا جن کو اُمت کے تمام مفسرین، صحابہ و تابعین، بلکہ خود سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا اور سمجھایا تھا۔ بلکہ جن معنے متواتر کو انہوں نے ضروریاتِ دین اور وصفِ مدح قرار دیا تھا۔ اس کے خلاف نانوتوی جی نے تفسیر بالرائے سے وہ نئے نرالے معنے گڑھے جس تک اکابر کا فہم نہ پہنچا اور انہوں نے عقیدۂ ضروریہ دینی ایمانی میں کم التفاتی کی۔ اسی بنا پر یہ اکابر جاہل و نافہم ثابت ہوئے۔

اکابرینِ اہلسنت کی شان میں نانوتوی کی زبان درازی

اس کودکِ نادان نانوتوی نے خاتم النبیین کے اپنے ایجاد کردہ معنی کے بیان میں اسی تحذیر الناس میں تمام مفسرین و اکابرِ دین کے لیے گویا اس قدر الفاظ کہے۔

---

[۱] :۔ گنبدِ خضریٰ میں حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تو دیوبندی بھی قائل ہیں بلکہ خود مصنف بھی قائل ہے
[۲] :۔ شہابِ ثاقب صـ ۹۶ ۔ [۳] :۔ تحذیر الناس صـ ۲۹ ۔

marfat.com

○ — عوام (دیکھو تحذیر الناس ص۳) ○ — نافہم (دیکھو تحذیر الناس ص۳ سطر۲).

○ — ضروریاتِ دین کی طرف کم التفات (دیکھو تحذیر الناس ص۳ سطر۶).

○ — کم فہم (دیکھو تحذیر ص۳ سطر۹) ○ — مقامِ مدح کے سمجھنے سے قاصر (دیکھو تحذیر ص۳ سطر۵) ○ — اوصاف وفضائل کی معرفت سے ناآشنا (دیکھو تحذیر ص۳ سطر۱۰)

○ — تناسب جمل قرآنی سے ناواقف (دیکھو تحذیر ص۳ سطر۱۴)

○ — عطف واستدراک کے فوائد سے جاہل (دیکھو تحذیر ص۳ سطر۱۵)

○ — ذکر وعدم ذکر کے مقاصد سے لاعلم (دیکھو تحذیر ص۳ سطر۱۰)

○ — کلامِ الٰہی کی بے ربطی سے نادان (دیکھو تحذیر ص۳ سطر۱۶)

تو اس نانوتوی نے ان حضرات اکابرِ دین مفسرین کو یہ دس خطابات محض اسی بنا پر دیئے کہ انہوں نے خاتم النبیین کے معنی خاتمیتِ زمانی بیان کئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب انبیا میں آخری نبی مانا اور اس معنے کو مقامِ مدح میں حضور کے لیے وصفِ مدح سمجھا۔

حضرات صحابۂ کرام نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنے سمجھے اور بیان کیے اور حضور کو باعتبار زمانہ کے آخری نبی مانا اور اس معنے کو وصفِ مدح جانا۔ تو اس نانوتوی کے نزدیک حضرات صحابۂ کرام بھی اسی تفصیل سے عوام[1] نافہم[2]۔ کم التفات[3]۔ کم فہم[4]۔ قاصر[5]۔ ناآشنا[6] ناواقف[7]۔ جاہل[8]۔ لاعلم[9]۔ نادان[10] قرار پائے۔ اور یہ دس خطابات ان کے بھی ہوئے۔

بلکہ اس نانوتوی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص شان کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا۔ حتیٰ کہ حضور کے لیے بھی یہ دس خطابات عوام[1]۔ نافہم[2]۔ کم التفات[3]۔ کم فہم[4] قاصر[5]۔ ناآشنا[6]۔ ناواقف[7]۔ جاہل[8]۔ لاعلم[9]۔ نادان[10] کے دیدیئے اس لیے کہ حضور نے بھی یہی معنے سمجھے اور بتائے حدیث شریف میں فرمایا اِنِّی خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی میں خاتم النبیین ہوں، یعنے میرے بعد کوئی نبی نہیں، تو یہ نانوتوی ساری اُمت تمام اکابرِ دین، سب مفسرین، صحابہ وتابعین بلکہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ خطابات دیکر تنقیص وتوہین کرتا ہے۔ اور سب کو جاہل ونافہم بنا کر صرف اپنے آپ کو

marfat.com

عالم مُفسّر اہلِ فہم ثابت کرتا ہے۔

نانوتوی نے یہ اتنا بڑا ناپاک قدم کیوں اُٹھایا

یہاں ایک حقیقت قابلِ اظہار یہ ہے کہ اس نانوتوی جی نے بالآخر خاتم النبیّین کے معنے متواتر کے خلاف اپنے جدید معنے کس تخیّل کی بنا پر گڑھے۔ اور تمام اکابر دین مفسّرین صحابہ و تابعین حتیٰ کہ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین کے سمجھے ہوئے اور بتائے ہوئے معنے کی مخالفت کس زبردست منصوبہ کو مدِّ نظر رکھ کر کی۔ اور تفسیر بالرائے جیسا جرم عظیم کس نظریہ کے ماتحت کیا۔ اور تمام اُمّت کے اکابر دین، مفسّرین، صحابہ و تابعین کو جاہل، نافہم کہ التفات بتا کر اپنے آپ کو سب سے زیادہ بڑا عالم مُفسّر اہلِ فہم۔ ذی عقل کس اہم مقصد کے حصول کے لیے قرار دیا۔ تو اس کا اصل راز یہ ہے کہ ان نانوتوی صاحب کو نبی بننے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اس سلسلۂ تعمیر نبوّت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیّین ہونا اس کو زبردست پہاڑ نظر آرہا تھا تو اب یہ تو ممکن نہیں تھا کہ اس وصف خاتم النبیّین سے بالکل صاف انکار ہی کر دیا جائے کہ یہ قرآن کریم میں مذکور تھا۔ تو اس نانوتوی نے یہ سوچا کہ خاتم النبیّین کے وہی معنے متواتر باقی رہے۔ تو میں کھُل کر نبوّت کا دعویٰ کس طرح کر سکتا ہوں۔ اور لوگ میری نبوّت پر ایمان کیسے لائیں گے۔ تو نانوتوی جی نے اسی جذبہ کے ماتحت یہ کتاب تحذیر الناس تصنیف کی اور اس میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی ناپاک سعی کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیّین ہونے کے یہ معنے متواتر کہ حضور کا زمانہ انبیاء کے زمانے کے بعد ہے اور وہ سب میں آخر نبی ہیں عوام جاہلوں نافہموں کے سمجھے ہوئے بتائے ہوئے معنے ہیں۔ اور نانوتوی اور اس کے اذناب اہلِ فہم کے نزدیک خاتم النبیّین کے یہ معنے ہیں کہ حضور کے زمانے میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے اور اگر بعد زمانۂ نبوی بھی اس زمین میں کوئی نبی تجویز کر لیا جائے تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا

marfat.com

تواب خاتم النبیین کے اس نئے معنے سے اس زمین پر اب جدید نبی کے تجویز کر لینے سے ختم نبوت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا اب ہر اُمید وارِ نبوت کے لیے راستہ آسان ہو گیا اور نبی بن جانے کا موقع مل گیا۔ اور وصفِ خاتمیت اس کے لیے مانع نہیں رہا۔

اس نانوتوی نے اگرچہ خاتم النبیین کے حسبِ منشاء یہ جدید معنے گڑھ کر تعمیر نبوت کی بنیاد قائم کر دی ہے۔ لیکن مسلمان اس کے خلاف اگر احادیث پیش کرتے ہیں تو پھر اس کے مذہب دیوبندیت کا یہ جواب ہے کہ حدیث فرمان و حکمِ رسول اللہ ہی تو ہے اور حکمِ رسول کا نام شرع نہیں ہے بلکہ جو حکمِ رسول کو شرع جانتا ہے وہ مشرک ہے چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں اس کی صاف تصریح کر دی ہے:۔

دیوبندی مذہب میں احادیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام

> خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی اُمت پر لازم ہو جاتی تھی۔ سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے[1]

تو حدیث شریف کوئی شرع نہیں ہے جس کا ماننا ضروری ہو۔ بلکہ اس کو شرع سمجھنا ہی شرک ہے۔ لہٰذا ہم دیوبندی لوگ نانوتوی کے قول کے خلاف حدیث کو نہیں مانتے۔ علاوہ بریں حدیث جس رسول علیہ السلام کا کلام ہے وہ ہمارے مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافتہ شاگرد ہی تو ہیں۔ چنانچہ پیشوائے وہابیہ اس کو اس طرح لکھتے ہیں۔

> ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو

---

[1] تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل دہلی ص ۲۷۔

marfat.com

آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماءِ مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔[1]

اس میں صاف لکھ دیا کہ فخرِ عالم علیہ السلام نے مدرسۂ دیوبند میں اردو تعلیم پائی تو وہ رسول علماء دیوبند کے شاگرد ہوئے۔ اور جب رسول شاگرد ثابت ہوئے تو بہ نسبت علماء دیوبند کے وہ کم علم اور کم فہم قرار پائے۔ اور علمائے دیوبند باعتبار اُستاد ہونے کے ان رسول سے زیادہ ذی علم اور اہلِ فہم ثابت ہوئے۔ تو خاتم النبیین کے جو معنے نانوتوی نے ایجاد کیے ہیں، وہ اس معنی سے زیادہ صحیح ہیں جو ان کے مدرسہ کے شاگرد نے حدیث میں بیان فرمائے۔ یہ ہے دیوبندی مذہب میں حدیث شریف کی عزت اور رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اب باقی رہا خاتم النبیین کا قرآنِ کریم میں مذکور ہونا تو حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک قرآنِ کریم کلامِ الٰہی نہیں ہے بلکہ صحابہ کا باہمی مشورہ ہے۔ خود امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں تحریر کرتا ہے:۔

دیوبندی مذہب میں کلامِ الٰہی کا مقام

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔ وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنّا و صدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔[2]

معاذ اللہ اس نے صاف کہا کہ انبیاء بوقت نزولِ وحی رعب سے بیحواس ہو

---

[1]:۔ براہینِ قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۲۶۔ [2]:۔ تقویۃ الایمان ص ۳۴۔

marfat.com

جاتے ہیں کلام نہیں سمجھ سکتے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے آپس میں پوچھ کر آمنّا صدقنا کر لیتے ہیں تو یہ قرآن آپس کا مشورہ ہی تو ہوا کلام الٰہی کب ہوا۔ اور نانوتوی کہتا ہے۔

- ○ — قرآن میں جملوں کے درمیان کوئی مناسبت نہیں (دیکھو تحذیر الناس ص۳ ص۱۵
- ○ — قرآنی جملوں کے عطف میں کوئی تناسب نہیں۔ (دیکھو تحذیر الناس ص۳
- ○ — قرآن میں بے ربطی و بے ارتباطی ہے (دیکھو تحذیر الناس ص۳)۔
- ○ — قرآن میں فضول گوئی ہے (دیکھو تحذیر الناس ص۳)۔

تو جس قرآن میں دیوبندیوں کے نزدیک ایسی چار کمزوریاں اور عربیت کی غلطیاں ہوں اس کو دیوبندی اہلِ فہم کیسے مان سکتے ہیں۔ تو یہ ہے دیوبندی مذہب میں قرآن کی عزت و عظمت العیاذ باللہ تعالےٰ۔

اب باقی رہا یہ امر کہ خاتم النبیین اللہ تعالےٰ کا کلام ہے تو کیا نانوتوی اور اس کے اذناب دیوبندی کلام الٰہی کا انکار کر سکتے ہیں تو بغور ملاحظہ کیجیے کہ انکار کر سکنا تو مرتبۂ امکان تھا بلکہ انہوں نے تو اللہ تعالےٰ کی ذات میں وہ عیب لگائے جس سے صاف اقرار و وقوع میں آگیا۔ دیکھو امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے

> اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے [1]

اس میں صاف کہدیا کہ غیب کا دریافت کرنا خدا ہی کے اختیار میں ہے اگر وہ دریافت کرنا چاہے تو عالم ہو جائے گا۔ اور اگر دریافت نہ کرنا چاہے تو جاہل رہے گا۔ تو دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا عالم ہونا ضروری نہیں ہے۔ گنگوہی صاحب اپنے فتوے میں خدا کیلئے صاف لکھتے

وقوعِ کذب کے معنے درست ہو گئے۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ خدا سے جھوٹ کا واقع ہونا درست ہو گیا۔ لہٰذا دیوبندیوں

---

[1]: تقویۃ الایمان ص۲۳۔

کے نزدیک اللہ تعالے کا حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا یا تو اس کے عدمِ علم کی بنا پر ہے کہ اس نے غیب کو دریافت ہی نہیں کیا کہ تیرہویں صدی میں نانوتوی صاحب یا تھانوی صاحب نبوت کا دعوے کرنے والے ہیں اگر وہ دریافت کر لیتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ہرگز نہ فرماتا۔ یا اللہ تعالے کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا کذب ہے۔

تو ان دیوبندیوں نے اللہ تعالے کے لیے یہ دس عیوب ثابت کیے۔

- اللہ تعالے کا علم ضروری نہیں دیکھو تقویۃ الایمان ص۲۳۔
- خدا سے وقوعِ کذب کے معنے درست ہو گئے۔ دیکھو فتوئے گنگوہی۔
- خدا فضول گو ہے دیکھو تحذیر النّاس ص۳۔
- خدا کا کلام بے ربط ہے۔ دیکھو تحذیر النّاس ص۳۔
- خدا کے اس وصف کے بیان کرنے میں کوئی کمال نہیں دیکھو تحذیر النّاس ص۳۔
- خدا نے وصفِ غیر مدح کو مقامِ مدح میں بیان فرمایا دیکھو تحذیر النّاس ص۳۔
- خدا نے حضور کو تو نبوتِ قدیم عطا فرمائی اور انبیاء کو نبوتِ حادث دی، دیکھو تحذیر النّاس ص۷۔
- خدا نے انبیاء کے کمالات میں یہ فرق رکھا کہ حضور کے کمالات ذاتی ہیں اور کسی نبی کا کوئی کمال ذاتی نہیں۔ دیکھو تحذیر النّاس ص۴۔
- خدا نے حضور کو وصفِ نبوت میں موصوف بالذات کیا اور انبیاء کو موصوف بالعرض دیکھو تحذیر النّاس ص۸۔
- خدا نے تمام علماء، دائمہ دین، مفسرین صحابہ وتابعین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی عقلِ صائب عطا نہ فرمائی جو خاتم النبیین کے اصل معنی تک رسائی کرتی اور تیرھویں صدی کے طفل نادان (نانوتوی صاحب) کو وہ فہم دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہدی اور خاتم النبیین کے اصل معنی سمجھ لیے دیکھو تحذیر النّاس ص۲۹۔

marfat.com

یہ ہیں دیوبندی مذہب کے اللہ تعالےٰ کی جناب میں باطل عقائد اور غلط اقو
اور اس کی شانِ عظیم میں عیوب و نقائص کا اثبات اس نانوتوی نے جذبہ تغیرِ نبوت
میں خاتم النبیّین کے نئے معنی گڑھ کر اکابرِ دین کے لیے کس قدر گستاخیاں تکفیر
صحابہ کرام کی کتنی توہین کی۔ خود رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کس قدر تنقیصِ شان
کی۔ اللہ تعالےٰ کے لیے کتنے عیوب ثابت کیے۔ قرآنِ کریم پر کیسے الزامات لگ
اور اس ضمن میں کتنے بے شمار کفریات بکے۔ بلکہ باقرار خود تفسیر بالرائے کر کے خود بھی
کافر بنا۔

مسلمانو! کیا ان دیوبندیوں نے خدا کا مرتبہ جانا۔ حاشا و کلا انہوں نے نہ اللہ
تعالےٰ کا مرتبہ جانا۔ نہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کو پہچانا۔ نہ قرآنِ کریم
عظمت کو مانا۔ نہ صحابہ و تابعین کی عزتوں کو سمجھا۔ نہ ائمہ و مفسرین کے مراتب کا امتیا
باقی رکھا۔ سب سے آنکھیں بند کر کے نانوتوی جی دہلوی جی۔ گنگوہی جی کے غلط و
باطل اقوال پر ایمان لے آئے۔

مصنف کو اس فصلِ ثانی میں اگر واقعی ختمِ نبوت کی بحث ہی کرنی تھی تو پہلے
خاتم النبیّین کے ائمہ و مفسرین۔ صحابہ و تابعین کے بیان کردہ معنی متواتر کا رد کرتا۔ اس
معنے کا باطل و غلط ہونا ثابت کرتا۔ اور اس کے خلاف احادیث پیش کرتا۔ اقوال
ائمہ و مفسرین نقل کرتا عباراتِ سلف و خلف لکھتا۔ پھر نانوتوی کے جدید معنے کی تائی
میں کم از کم ایک صحیح حدیث ہی پیش کر دیتا اقوالِ ائمہ مفسرین۔ صحابہ و تابعین سے
اس کی تائید کرتا۔ اور بیچارے نانوتوی جی کو تفسیر بالرائے کے جرمِ عظیم اور کفر صریح سے
بچانے کی امکانی کوشش کرتا۔ مگر مصنف بجائے اس کے اعلیٰحضرت قدس سرہ پر سب و
گالی گلوچ دینے پر اتر پڑا اور تقریباً ایک صفحہ اس میں اپنے نصیب کی طرح سیاہ
کر ڈالا۔ تو کیا ان گالیوں سے نانوتوی کا کفر اس کے سر سے ٹل گیا۔ اور اس کے معنے
جدیدہ کو کوئی قوت پہنچ گئی۔ علماء حرمین کے کفری فتوے کا حکم ختم ہو گیا۔ کسی نے
خوب کہا ہے ؎

marfat.com

ہمیشہ گالیاں بکتا ہے وُہ جو ہو گیا عاجز

جوابِ فصلِ ثالث و فتویٰ گنگوہی در وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ

مُصنّف نے تین سطروں میں گنگوہی جی کے اوصاف ذکر کیے اور انہیں دیوبندی قوم کے لیے امام ابُوحنیفہ۔ اور حضرتِ جنید۔ اور امامِ ربانی و محبوبِ سُبحانی سب کچھ بنا ڈالا۔ اور یہ محض اس نظریہ کے ماتحت کیا۔ کہ دیوبندی قوم اُن کے اِن اوصاف و القاب کو دیکھ کر ان کے ہر غلط فتوے اور باطل قول پر ایمان لے آئے گی لیکن اس نے یہ نہ سوچا کہ اور اہلِ اسلام تو دیوبندیوں کی طرح اندھے نہیں ہیں۔ وُہ اچھی طرح ان کی علمی قابلیت۔ حدیث دانی و فقاہت اور علمی حالت و معقولیت کو پہچانتے ہیں کہ ان پر اندھوں میں کانا راجہ کی مثل صادق آرہی ہے۔ میں بخوفِ طوالت ان کی جہالتوں سفاہتوں۔ عنادتوں۔ حماقتوں۔ غلط فتوؤں۔ باطل عقیدوں۔ ایجاد کردہ مسئلوں خلافِ تحقیق باتوں کو پیش نہیں کر رہا ہوں ورنہ ناظرین بھی یہی فیصلہ کرنے کے لیے مجبور ہوں گے کہ واقعی مذکورہ بالا مثل انہی پر صادق ہے۔ پھر مُصنّف اعلحضرت قُدّس سرّہٗ کا عرب کا یہ واقعہ لکھتا ہے۔

> میرے پاس ایک فوٹو گراف فتوے کا موجود ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر کوئی خداوند تعالےٰ جل شانہٗ کو بالفعل جھوٹا کہے (نعوذ باللہ) تو اس کی تکفیر نہ کرو بلکہ تفسیق اور تضلیل بھی نہ کرو۔ اور بہت سے لوگ سلف صالحین اور آئمہ ماضیین میں سے اس کے قائل ہوئے ہیں"[1]

جواب:۔ اعلحضرت قُدّس سرّہٗ نے یہ بالکل صحیح فرمایا انہیں گنگوہی جی کا اسی مضمون کا فتویٰ مُہری و دستخطی اعلحضرت کے پاس مُوجود تھا اس کے فوٹو آج بکثرت علماء کے پاس موجود ہیں۔ یہ فتوے گنگوہی جی کے سامنے سے طبع ہو رہا ہے ملک میں برابر

---

[1] :۔ شہاب ثاقب صفحہ ۹۹:

marfat.com

شور مچا ہوا ہے. گنگوہی جی نے اپنی حیات میں اس فتوے سے انکار نہیں کیا اس فتوے کا فوٹو میرے پاس بھی موجود ہے جس کو بلفظہٖ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

گنگوہی کا وقوعِ کذب والا فتویٰ

سوال بسم اللہ الرحمن الرحیم. ماقولکم رحمکم اللہ. دو شخص کذبِ باری میں گفتگو کرتے تھے، ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ان اللہ لایغفر ان یشرك بہ و یغفر ما دون ذلك الخ لفظ ما عام ہے. شامل ہے معصیت قتلِ مومن کو پس آیۂ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد کی بھی فرما دے گا. اور دوسری آیۃ میں ہے من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا الخ لفظ من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ مومن قاتل بالعمد کی مغفرت نہ ہو گی. اس قائل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوعِ کذبِ باری ثابت ہوتا ہے. کیونکہ آیت میں یغفر ہے نہ یمکن ان یغفر. یہ سنکر اس قائل نے جواب دیا میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قائل نہیں ہوں. اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنے اللطیع نہیں ہے. اللہ تعالےٰ نے بعضے مواضع میں جائز رکھا ہے. اور توریہ وعین کذب بعضے مواضع میں دونوں اولے ہیں نہ فقط توریہ. آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر اگر مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہلِ سنت وجماعت باوجود قبول کرنے کے وقوعِ کذبِ باری تعالےٰ کے بینوا توجروا.

الجواب :۔ اگرچہ شخص ثالث نے تاویلِ آیات میں خطا کی ہے مگر تاہم اسکو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیئے. کیونکہ وقوعِ خلفِ وعید کو جماعتِ کثیرہ علماءِ سلف کی قبول کرتی ہے. چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ

marfat.com

تنزیہ الرحمٰن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں بقولہ علاوہ اس کے مجوزین خلفِ وعید وقوعِ خلف کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا انہ لیس بنقص بل ہو کمال اھ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء وقوعِ خلفِ وعید کے قائل ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ خلفِ وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلافِ واقع کو سو وہ گاہِ وعید ہوتا ہے۔ گاہِ وعدہ۔ گاہِ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں۔ اور وجودِ نوع کا وجودِ جنس کو مستلزم ہے۔ انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوویگا۔ لہٰذا وقوعِ کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو۔ پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے کہ اس میں تکفیر علماءِ سلف کی لازم آتی ہے۔ ہر چند یہ قول ضعیف ہی ہے۔ مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ دیکھو حنفی شافعی پر اور بالعکس بوجہ قوۃِ دلیل اپنی کے طعن وتضلیل نہیں کر سکتا۔ انا مومن انشاء اللہ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود لکھتے ہیں۔ لہٰذا اس ثالث کو تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہیئے البتہ بہ نرمی اگر فہمائش ہو بہتر ہے۔ البتہ قدرت علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ اگرچہ اس زمانے میں لوگوں کو انکار بیجا ہوگیا ہے قال اللہ تعالےٰ ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین الاٰیۃ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

رشید احمد ۱۳۰۱

کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ[1]

مصنف اب آنکھیں کھولکر دیکھے کہ اس شخصِ ثالث نے صاف الفاظ میں اقرار کیا

---

[1] :۔ فوٹو فتوی رشید احمد گنگوہی۔

کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوعِ کذبِ باری کا قائل نہیں ہوں اور جب وہ
کا قائل ہوا تو اس نے خداوند تعالٰے جل شانہٗ کو بالفعل جھوٹا کہہ دیا۔ گنگوہی جی نے جواب
ہیں اس شخص ثالث ہی کے لیے فتوے دیا کہ اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے
بلکہ اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے۔ اس کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے
گنگوہی جی نے اللہ جل شانہٗ کو بالفعل جھوٹا کہنے والے کے لیے یہ فتویٰ دیا کہ اس کی
بلکہ تضلیل و تفسیق بھی نہ کرو بلکہ اس کو کوئی سخت کلمہ بھی نہ کہو۔ اس لیے کہ یہ شخص ثالث
صحیح کہتا ہے کہ وقوعِ کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اور خلفِ وعید کذب کی انواع
میں داخل ہے۔ اور بعض علماء وقوعِ خلفِ وعید کے قائل ہیں تو یہ علماء وقوعِ کذب
کے بھی قائل قرار پائے۔ تو مصنف کی یہ پیش کردہ امور سب اسی فتوے گنگوہی جی
ہیں۔ لہٰذا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ اپنے دعوے میں بالکل صادق اور سچے ثابت ہو
اسی طرح اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا دوسرا یہ دعوٰی اور قول جس کو مصنف اِن الفاظ میں
شہابِ ثاقب میں اس کے بعد ذکر کرتا ہے۔

> اور مع اس کے اپنی جھوٹی بڑائیاں کہ اوّلاً مولانا موصوف الصدر (یعنی
> گنگوہی جی) مسئلہ امکان کے قائل تھے اور پھر میں نے ایک رسالہ ایسا
> لکھا اور یہ واقعہ پیش آیا۔[1]

جواب:۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے یہ بھی بالکل صحیح فرمایا کہ اسی گنگوہی جی نے پہلے
امکان کذبِ باری تعالٰے کا قول لکھا تھا۔ چنانچہ براہینِ قاطعہ میں صاف تصریح کی۔

> امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف
> ہوا ہے کہ خلفِ وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔[2]

تو اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ یہی گنگوہی مسئلہ امکانِ کذب کا قائل تھا
اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ قول بھی صحیح ہے کہ میں نے اس کے رد میں ایک رسالہ بلکہ دو

---

[1]:۔ از شہابِ ثاقب صہ ۹۸ ۔ [2]:۔ براہینِ قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ صہ ۲ ۔

marfat.com

مصنف کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ اسی شہاب ثاقب کے ص۱۰۱ میں لکھا کہ اعلیٰحضرت
ایک رسالہ مسلے بہ سبحٰن السبوح لکھ کر کھینچ مارا۔ تو اعلیٰحضرت قبلہ کی ہر بات ہر لفظ صحیح اور
اور مطابق واقع کے ہے۔ گنگوہی جی کے فتوے اور کتاب میں سب باتیں موجود ہیں۔
صداقت کے جواب میں مصنف نے شہاب ثاقب کے ص۹۹ میں دل بھر کر اعلیٰحضرت
کو ستر ہ کو سڑی گالیاں دیں۔ اُن پر شرمناک سب وشتم کیا انہیں جعلساز، جھوٹا، مفتری
کیا۔ بے ایمان وغیرہ لکھ کر اس صفحہ کو سیاہ کیا بلکہ اپنے نصیب کو اور زیادہ سیاہ کر لیا۔
ہم اس کا فیصلہ ناظرین پر رکھتے ہیں، کہ جب اعلیٰحضرت قبلہ کے سارے مواخذات
گنگوہی جی کے فتوے اور براہین قاطعہ میں مطبوعہ موجود ہیں تو اعلیٰحضرت قبلہ تو واقعی
صدق القول اور سچے ثابت ہو گئے۔ تو اب مصنف ہی جھوٹوں کا سردار، جعلسازوں کا
سردار، بیحیاؤں کا مقتدا۔ بے ایمانوں کا پیشوا مفتریوں کا رہنما قرار پایا اور اس مصنف
میں اتنی قابلیت تو ہے نہیں کہ اپنے اکابر کی کوئی بات بنا سکے تو مجبور ہو کر گالیوں پر
اتر آتا ہے۔

پھر یہ مصنف گنگوہی کے اس فتوے کی صفائی میں ان کا کوئی انکاری قول تو لا نہ
سکا بلکہ اس فتوے کے بالمقابل ایک فتوےٰ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول کا شہابِ ثاقب
صفحہ ۱۰۰ پر نقل کر کے اس پر یہ نتیجہ نکالتا ہے۔

> الحاصل مولانا گنگوہی نے خود اس شدومد سے اپنے فتاوے میں اس کو تحریر فرمایا کہ جو شخص نسبت کذب باری عزّ شانہٗ کی طرف کرے گا وہ کافر ملعون ہے ہرگز مومن نہیں۔ ..... پھر نہ معلوم کہاں سے اس مجدد التضلیل نے یہ حیثیت فتویٰ اختراع کیا[1]

جواب ا۔ مصنف اس میں یہ ثابت کرنے کی سعی کر رہا ہے کہ گنگوہی جی کا قائل
امکانِ کذبِ باری تعالیٰ کے حق میں فتوےٰ صرف یہ ہے جو اس نے شہابِ ثاقب کے

---

[1] شہاب ثاقب ص۱۰۱۔

marfat.com

ص۱۰ پر نقل کیا ہے جس کا خلاصہ حکم اسکی اس عبارت میں ہے کہ وہ قائل کافر و ملعون ہے ہرگز مومن نہیں پھر انہیں گنگوہی جی کا اس قائل وقوع کذب باری تعالیٰ کے حق میں وہ فتوے جس میں اس قائل کو نہ فقط کافر کہنے بلکہ اس کو بدعتی و ضال کہنے بلکہ اس کی تضلیل و تفسیق منع کرنے بلکہ اس کو سخت کلمہ تک کہنے سے منع کیا گیا ہے جس کو فوٹو سے ہم نے ابھی نقل کیا ہے اور اعلحضرت قدس سرہ نے اس کو عرب کے سامنے پیش کیا ہے تو مصنف کے نزدیک یہ عدم تکفیر و تضلیل و تفسیق والا فتویٰ گنگوہی جی کا ہے ہی نہیں ہے۔ اس کو اعلحضرت نے اپنی طرف سے گڑھ کر گنگوہی جی کی طرف نسبت کر دی ہے۔

مصنف اپنے اس دعوے پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتا۔ اس طرح تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ مصنف نے جو گنگوہی جی کا فتوے پیش کیا ہے یہ ہرگز ہرگز گنگوہی صاحب کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ مصنف ہی نے اپنے دل سے گڑھ کر گنگوہی جی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور یہ مصنف کی وہ پرانی عادت ہے جس کی بہت سی نظیریں پیش کی جا سکتی ہیں۔ دو نظیریں ہم نے اسی شہاب ثاقب سے اپنی اسی کتاب میں پیش کیں کہ حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی کے نام سے ایک کتاب خزینۃ الاولیا گڑھ دی۔ اس کا مطبع کانپور اپنے دل سے تراش لیا۔ اس کا ص۱۵ تجویز کر لیا۔ اس پر ایک عبارت اپنی طرف سے گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کر دی۔ اور حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی کے نام سے ایک کتاب ہدایۃ الاسلام گڑھ دی۔ اس کا مطبع صبح صادق سیتاپور اپنے دل سے تراش لیا۔ اس کا ص۳۰ تجویز کر لیا اس پر ایک عبارت اپنی طرف سے گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کر دی۔ اگر مصنف کی یہ گڑھنت اور جعلسازی دیکھنی ہو تو اسی شہاب ثاقب کا ص۱۲۱ و ص۱۲۲ ملاحظہ کیجئے۔ تو جو مصنف کسی کے نام سے پوری کتاب گڑھ لینے میں جری ہو۔ مطبع تجویز کر لینے میں دلیر ہو۔ صفحہ بنا لینے میں بے جھجک ہو۔ اپنے دل سے ایک عبارت گڑھ کر پیش کر دینے کا عادی ہو۔

اس قدر بے شرم و بے حیا ہو کر اپنے خصم کے مقابل حجت بنا کر لکھدے طبع کرا

marfat.com

...ے شائع کر دے ۔ تو وہ مشاق مصنف کیا اپنے اکابر کی صفائی میں ایک فتوے بھی ...یں گڑھ سکتا ہے ۔ اور اس کو اپنے ہی مطبع قاسمی دیوبند میں نہیں چھاپ سکتا ۔ اور اس ...فتاوے رشیدیہ میں درج نہیں کرسکتا کہ جس فتاوی رشیدیہ کے جامع اور طابع اور ...ر بھی دیوبندی لوگ ہیں ہم نے تو مصنف کی جعلسازی اور گڑھنت کی دو نظیریں اسی ...اب ثاقب ہی سے پیش کر دیں ۔ اور اس کے علاوہ اس کی اور دیوبندی قوم کی ایسی ...سازی کی بہت سی نظیریں پیش کی جاسکتی ہیں ۔ ہم نے اپنی اسی کتاب کے شروع ...ان کی پانچ نظیریں بطور نمونہ پیش کیں ہیں ۔ انہیں کو ملاحظہ کر کے دیوبندیوں کی ...ت کو پہچانو ۔

حسین احمد ٹانڈوی کو چیلنج

مصنف کو ہم چیلنج دیتے ہیں کہ اعلحضرت قدس سرہ کا اسم گرامی تو کیا ذکر کریں ۔ ...ی جماعت اہلسنت کے کسی معتمد و مستند عالم کی ایسی ایک ہی مثال پیش کر دو ۔ ...س نے ایسی گڑھنت اور جعلسازی کی ہو ۔ اور کتاب اور فتوے تو بڑی چیز ہے ایک ...ہی کی طرف سے گڑھ کر چھاپ کر شائع کیا ہو ۔

ممکن ہے کہ یہ مصنف اپنی صفائی میں یہ کہے کہ گنگوہی جی کا وہ تکفیر والا فتوے جو ...ب ثاقب میں نقل کیا ہے وہ فتاوی رشیدیہ حصہ اول میں مطبوعہ موجود ہے جس ...ا چاہے دیکھ لے ۔ اور گنگوہی جی کا یہ دوسرا عدم تکفیر والا فتوے جو فوٹو سے نقل ہوا ...دی رشیدیہ میں چھپا ہوا موجود نہیں ہے تو یہی اس کے جعلی ثابت کرنے کے لیے ...ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتاوی رشیدیہ کے فتاووں کے اے دیوبندیو تم ...مع کرنے والے تم ہی طبع کرانے والے تم ہی شائع کرنے والے ، تم ہی اس کو فروخت ...ے والے ۔ تو تم نے عدم تکفیر والے فتوے کو قصداً گنگوہی پر بخوف تکفیر ہو جانے کے ...ے رشیدیہ میں درج ہی نہیں کیا ۔ اور گنگوہی کی صفائی پیش کرنے کی غرض سے ...والا فتوے اپنی طرف سے گڑھ کر فتاوی رشیدیہ میں درج کر کے طبع کرا دیا ۔ تو جعلی

marfat.com

فتوے تکفیر والا ہے۔ دُوسرے کو جعلی کہنا غلط ہے۔

اور اگر ہم یہ تسلیم بھی کرلیں کہ گنگوہی جی کا وہ تکفیر والا فتویٰ بھی انہیں کا ہے تو فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل کے دیکھنے سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ فتویٰ ۱۳۰۷ھ کا ہے اور ہم جو عدم تکفیر والا فتویٰ پیش کر رہے ہیں یہ ۱۳۰۸ھ کا ہے جو ماہ ربیع الآخر میں میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا۔ تو اس پر ہر طرف سے اعتراضات شروع ہوئے اور اس کے رد میں ایک رسالہ صیانۃ الناس لکھا گیا جو مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں طبع ہوا۔ پھر یہ ہی فتوے ۱۳۱۸ھ میں معہ رد کے مطبع گلزار حسنی بمبئی میں چھپا پھر ۱۳۲۰ھ میں یہی فتویٰ معہ قاہر رد کے پٹنہ عظیم آباد مطبع حنفیہ میں چھپا تو یہ فتویٰ عدم تکفیر مصنف کے پیش کردہ فتوے سے ایک سال بعد ہوا تو ہمارے پیش کردہ فتوے نے مصنف کے پیش کردہ فتوے کو منسوخ کر دیا کہ اس سے ایک سال پہلے کا ہے، تو مصنف کو شرم نہیں آتی کہ منسوخ شدہ فتوے کو پیش کر کے ناسخ فتوے کا انکار کرتا ہے اور لوگوں کو فریب میں مبتلا کر کے مغالطہ دینا چاہتا ہے۔ لہٰذا اب ثابت ہوا کہ فریب دہی اور افترا پردازی کرنا مصنف ہی کو اپنے اسلاف سے ترکہ میں ملا ہے۔

اور اگر ان اُمور سے بھی قطع نظر کیجئے تو مصنف کو یا کسی دیوبندی کو گنگوہی جی کے اس فتوے سے انکار کرنے کا کوئی حق ہی حاصل نہیں کہ جن کو اس فتوے سے انکار کا حق تھا وُہ صرف ایک گنگوہی صاحب تھے ..... تو گنگوہی صاحب کی حیات ہی میں پہلے یہ فتویٰ ان کی قلمرو اور ان کے معتقدین کے شہر خاص میرٹھ میں چھپا۔ اور ۱۳۰۸ھ ہی میں اس کے رد میں رسالہ صیانۃ الناس مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ طبع ہو کر شائع ہوا۔ گنگوہی جی نے نہ اس فتوے ہی کا انکار کیا نہ اس رد کا جواب دیا۔ پھر ۱۳۱۸ھ میں یہ فتویٰ مع رد بلیغ کے بمبئی کے گلزار حسنی میں طبع ہوا تو پھر بھی گنگوہی جی نے نہ اپنے فتوے ہی سے انکار کیا نہ اسکا کوئی جواب ہی شائع کیا۔ پھر ۱۳۲۰ھ میں یہ فتوے معہ قاہرہ رد کے پٹنہ عظیم آباد کے مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا پھر بھی گنگوہی صاحب نے اپنے نہ انکار کیا نہ یہ چھپایا کہ یہ میرا فتوے نہیں ہے۔ گنگوہی جی کی وفات ۱۳۲۳ھ میں ہوئی تو گویا گنگوہی صاحب فتوے کو لکھ کر پندرہ برس زندہ رہے۔ ملک میں اس فتوے کا شور ہوتا رہا، اسکا برابر رد چھپتا رہا۔ لوگ ان کو فتوے کی بنا پر کافر کہتے اور اعلان کرتے رہے، اور گنگوہی پندرہ برس تک اپنے آپکو کافر کہلواتے رہے

marfat.com

عمل خاموش اور ساکت رہے۔ دم سادھے پڑے رہے اپنی طرف اس فتوے کی نسبت
لتے رہے۔ اُس کا رد کرنے والے رد کرتے رہے۔ شائع کرنے والے اس رَد کو شائع کرتے
ہے۔ اس پر ہر طرف سے ان کے پاس اعتراضات پہنچتے رہے۔ علماءِ دین اس فتوے پر
لفر دیتے رہے۔ دُنیا بھر میں ان کی اس گستاخی کے شور مچتے رہے۔ لیکن گنگوہی جی یہ نہ
سکے کہ یہ میرا فتوٰی نہیں۔ میری طرف اس فتوے کی نسبت غلط اور جھوٹ ہے۔ میرے
سے ایسا خبیث مضمون ہرگز نہیں نکل سکتا۔ میں اس کا اعلان کرتا ہوں کہ یہ شخص ثالث جو
رع کذب باری کا قائل ہے قطعًا یقینًا کافر و ملعون ہے۔ جو کوئی اس کی تفسیق و تضلیل
لیا بلکہ تکفیر نہ کرے وہ خود کافر ہے۔ یہ اس کا آیات سے استدلال باطل و گمراہی ہے۔
ں کو خود چھاپتے اشتہار دیتے۔ اس فتوے کے ہر جملہ کا رد کرکے اپنے فتاویٰ رشیدیہ
ں درج کرتے۔ مگر یہاں تک کہ گنگوہی جی کا دَم نکل گیا۔ اور وہ شہرِ خموشاں میں چل بسے۔
ـــ تو کوئی عاقل اس کو قبول کرسکتا ہے کہ ان کو اس فتوے سے انکار تھا۔
ـــ کوئی وہابی بھی یہ باور کرسکتا ہے کہ ان کی طرف اس فتوے کی نسبت غلط اور
بوٹ تھی۔
ـــ کوئی ادنٰے اعقل والا بھی یہ تسلیم کرسکتا ہے کہ وہ فتوٰی گنگوہی جی کا نہیں تھا۔
بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اس فتوے میں ایک حرف کا بھی ان کی اصل تحریر
ے فرق ہوتا جس سے انپر موٹا کفر آتا بیخ پڑتے۔ اشتہار پر اشتہار چھاپتے۔ کہ یہ مجھ پر
لہے۔ میرے اصل فتوے میں یہ حرف تھا اسکو یوں بنالیا ہے۔ چہ جائیکہ اتنے خبیث
ر کا سارا فتوٰی ہی گنگوہی صاحب کے نام سے چھپے۔ اس پر رَد کیے جائیں۔ تکفیریں
ں۔ اور گنگوہی جی پندرہ برس تک خاموش ہوکر سنتے رہیں۔ اور دُنیا سے چل بسیں۔ اور
ت یہ ہے کہ جب تک گنگوہی جی بقیدِ حیات رہے تمام معتقدین متوسلین مریدین
ی خاموش رہے۔ کسی نے نہ کہا کہ یہ فتوٰی گنگوہی صاحب کا نہیں ہے۔ ان پر یہ افترا ہے
اُنہوں نے تو قائل وقوعِ کذب پر یہ تکفیر کا فتوٰی دیا معلوم ہوتا تھا کہ ساری دیوبندی
م گونگی ہوگئی تھی۔ کوئی ایک کلمہ انکار کا اس فتوے کے متعلق کہنے پر قادر ہی نہیں تھا۔

marfat.com

اور جونہی گنگوہی صاحب نے آنکھیں بند کیں اور وہ قبر میں مقید ہو گئے تو ہر دیوبندی کی زبان گویا ہو گئی کہ یہ فتویٰ ان کا نہیں ہے۔ ان پر یہ افترا ہے۔ اس سے تو آسان یہ تھا کہ مصنف یہ کہہ دیتا کہ گنگوہ میں کوئی مولوی رشید احمد پیدا ہی نہیں ہوئے۔ ایک انسانی شکل میں ایک بھوت تھا۔ جس کو لوگ رشید احمد گنگوہی کہنے لگے تھے۔ تو مصنف کی جان تو چھوٹ جاتی۔

اگرچہ ہر ذی عقل نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا ہوگا کہ مصنف نے اس فتوے کے انکار کرنے میں صریح جھوٹ بولا ہے۔ اور انتہائی فریب دہی سے کام لیا ہے۔ بلکہ یہ فتوے گنگوہی صاحب ہی کا فتویٰ ہے کہ جب انہوں نے پندرہ برس کی طویل مدت میں خود اس کا انکار نہیں کیا ان کے زمانۂ حیات میں کوئی دیوبندی اس کا انکار نہ کر سکا تو ان کی موت کے بعد کس کو انکار کرنیکا حق حاصل ہے۔ اور کوئی کس طرح انکار کر سکتا ہے جب اس پر گنگوہی جی کی مہر ہے دستخط ہیں۔ انہیں کی طرز عبارت ہے۔ انہیں کا معروف خط ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی احتیاط ملاحظہ کیجیے کہ جب تک انہوں نے اصل فتویٰ حاصل نہیں کر لیا اس وقت تک اس کی تکفیر نہیں فرمائی اور یہ سارے امور فوٹو کے دیکھنے سے حل ہو جاتے ہیں۔ تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اس خبیث فتوے کا اختراع نہیں کیا بلکہ اصل فتوے کو حاصل کر کے حکم کفر تحریر فرمایا لیکن ہم اس مصنف کے انکار کا بالکل خاتمہ ہی کیے دیتے ہیں کہ جس کے بعد انکار کا لفظ پھر زبان پر بھی نہ لا سکے گا۔

سُنیئے! گنگوہی صاحب نے جس طرح براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے نام سے تصنیف کی ہے۔ اسی طرح ایک رسالہ تقدیس القدیر رسالہ تنزیہ الرحمٰن کے رد میں ایک اور شخص کے نام سے تصنیف کر کے شائع کیا ہے تو اس فتوے کی تائید میں اسی تقدیس القدیر کی چند عبارات پیش کرتے ہیں۔

جواز وقوعی میں بحث ہے (تقدیس ص۸۴) گفتگو جواز وقوعی میں ہے نہ جواز امکانی میں (تقدیس ص۸۹) جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں

marfat.com

(تقدیس ص۴۴) کذب جنس ہے۔

> اور خلفِ وعید ایک نوع اس کی ہے اور یہ میزان منطق داں بھی جانتا ہے کہ ثبوتِ نوع سے ثبوتِ جنس لازم و واجب ہے۔ پس یہ فرمانا کہ جواز خلفِ وعید کے معتقد جوازِ کذب کے معتقد نہیں طرفہ فقرہ ہے کیا پہلے علماء متکلمین کو کوئی ایسا گمان کر سکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس پر ضروری ہے کہ وہ جوازِ کذب کے قائل ہوں گے۔ یہ وہی مضمون ہے کہ ابتداءً براہینِ قاطعہ میں ہے کہ خلفِ وعید میں علمائے متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکانِ خلف کی امکانِ کذب فرع ہے یعنی کذب جنس ہے اور خلفِ وعید نوع اس کی۔[۱]

اب اس مصنف سے دریافت کرو کہ تم نے گنگوہی جی کے فتوے سے محض اسی بنا پر انکار کر دیا تھا کہ اس میں یہ صاف طور پر موجود ہے کہ وقوعِ کذب کے معنے درست ہو گئے اور قائل وقوعِ کذب کی تکفیر و تفسیق نہ کرنی چاہیئے اب بالکل یہی مضمون اس تمہارے اہتمام اور مطبع کی چھپی ہوئی کتاب تقدیس القدیر میں بھی موجود ہے۔ کہ اب گنگوہی جی گفتگو جواز امکانِ کذب میں نہیں کرتے یہ ان کی پہلی تحقیق تھی جو پامال ہو چکی اب تو وہ بحث وقوعِ کذب کے جائز ہونے میں کر رہے ہیں۔ اور علماء متقدمین کا مذہب بھی یہی ہے کہ کذبِ الٰہی کے وقوع میں کچھ استحالہ نہیں اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ تو مصنف بتائے کہ اس فتوے میں کیا زہر گھول دیا تھا۔ جس پر ہلڑ ے دائے مچائی تھی۔ اب تو تمہاری اس چھپی ہوئی کتاب نے بھی ڈنکے کی چوٹ وہی کہ" وقوعِ کذب کے معنے درست" مان لیے۔ اور یہ تقدیس القدیر بے پردہ و بے حجاب ہو کر دی گا رہی ہے۔ جو فتوے کا مضمون ہے بلکہ وہی فتوے کی دلیل اس میں ہے۔ لہٰذا کیا اب بھی اس مصنف میں اس فتوائے گنگوہی کے انکار کی جرأت و ہمت ہے۔

---

[۱]:۔ تقدیس ص۲۱۔

marfat.com

نیز ہم یہ بھی دکھانا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کا ابتدائی مذہب امکانِ کذب ہی تھا۔ گنگوہی صاحب بھی پہلے صرف اس کے ہی قائل تھے۔ چنانچہ خود مُصنّف بھی اس بات کا شہابِ ثاقب میں اقرار و اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

> مسئلہ امکان کے البتہ حضرت مولانا اور اُن کے مُتبعین حسب رائے اکابر سلف صالحین قائل تھے اور ہیں [1]

اس کے بعد گنگوہی جی نے ترقی کی اور اس فتوے اور اس کتاب تقدیس القدیر کے لکھنے کے بعد وقوعِ کذب کے قائل بنے اور اپنے اکابرِ سلف اسمٰعیل دہلوی وغیرہ کی رائے کو ٹھکرا دیا۔ اور اَب گنگوہی جی کے مُتبعین تمام دیوبندیوں کا مذہب وقوعِ کذب باری تعالیٰ ہی ہے۔ چنانچہ محررِ مذہبِ دیوبندیت و مصورِ خیالاتِ وہابیت مولوی مُرتضیٰ احسن صاحب دربھنگی نے اپنے رسالہ اسکات المعتدی میں تصریح کر دی۔

> تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلف فی الوعید کا قائل ہے نہیں بدل سکتا۔ فتوے اس کے باب میں مقصود ہے کہ وُہ وقوعِ کذب کا قائل ہو کر کافر ہوا یا نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس صاحب مسائرہ نے جو اکابر اشاعرہ کا مسئلہ نقل کیا ہے وُہ لوگ بھی وقوعِ کذب کے قائل ہوئے یا نہیں۔ ان کی نسبت کیا حُکم ہے۔ ملخصاً [2]

الحاصل ان عبارات سے یہ ظاہر ہو گیا کہ گنگوہی صاحب اور ان کے تمام مُتبعین دیوبندیوں کا مذہب یہ ہے کہ وُہ معاذ اللہ۔ رب العالمین احکم الحاکمین اللہ تبارک و تعالےٰ کو بالفعل جھوٹا مانتے ہیں اور اس پاک ذات کے لیے وقوعِ کذب ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ مزید افترا اور جھوٹ بولتے ہیں کہ علماء دین سلف خلف اشاعرہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ ہم اکابر علماء اسلام مُتکلمین کرام۔ سلفِ عظام کے مسلک اور اقوال ابھی فصل رابع میں نقل کریں گے۔

---

[1] :۔ شہاب صا۱۰۔ [2] :۔ اسکات المعتدی ص۲۳۔

مُصنف نے شہاب ثاقب میں گنگوہی جی کا فتوےٰ تکفیر جو فتاوےٰ رشید یہ سے نقل کیا ہے اس کا یہ حکم اور اس کے اتنے کلمات :-

> ذات پاک حق تعالےٰ جل جلالہٗ کی پاک اور منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کہا جاوے معاذ اللہ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب نہیں ہے قال اللہ تبارک وتعالےٰ ومن اَصدَقُ مِنَ اللہِ قِیلًا جو شخص حق تعالےٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے وہ قطعًا کافر ملعون ہے اور مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع اُمت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔[1]

ہمارے خلاف نہیں۔ اب ہم یہ ظاہر کرنا ضروری جانتے ہیں کہ وہ ظالم جو حق تعالےٰ کی ذاتِ پاک کو متصف بصفتِ کذب کہتا ہے اور وہ کافر جو اللہ تعالیٰ کی نسبت وقوعِ کذب کا عقیدہ رکھتا ہے اور وہ ملعون جو خدائے پاک کے متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ کذب بولتا ہے رشید احمد گنگوہی ہے کہ اس نے ہمارے پیش کردہ فتوے میں اس کی صاف تصریح کردی۔ اور خدا کو کاذب بالفعل مان لیا۔

تو مصنف صاحب تمہارے پیش کردہ فتوے سے تمہیں کیا فائدہ پہنچا۔ اس فتوے سے گنگوہی صاحب کی ہی تکفیر تو ہوئی۔ تم نے خود نہیں کی بلکہ خود ان کے مُنہ سے ہی کرادی کہ اتم و ابلغ ہو اور ان کے حق میں اقبالی ڈگری ہو جائے۔ اور ہمیں اس فتوے سے یہ فائدہ پہنچا کہ ہمیں قائل وقوعِ کذب کی تکفیر کے لیے دلائل اور عبارات کے نقل کرنے کی حاجت نہیں رہی۔

اب ہمارے عوام بھائیوں کے دلوں میں ایک یہ شبہ باقی رہ گیا ہوگا۔ کہ دنیا میں کوئی شخص چاہے ناخواندہ ہی کیوں نہ ہو وہ دو متضاد مضمون نہیں کہا کرتا ہے چہ جائیکہ خواندہ شخص کس طرح دو متضاد باتیں کہہ سکتا ہے۔ خاص کر کوئی مولوی اور مفتی ہو کر

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۰۱۔

marfat.com

کس طرح دو متضاد فتوے لکھ سکتا ہے، تو گنگوہی جی نے یہ دو متضاد فتوے کس طرح تحریر کیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تسلیم ہے کہ دو متضاد فتوے کوئی مفتی بھی نہیں لکھ سکتا۔ مگر جس فرقہ نے اپنے مذہب کی بُنیاد ہی متضاد باتوں، متضاد فتوؤں، متضاد رسالوں، متضاد مسئلوں، متضاد عقیدوں پر رکھی ہو تو ان کے عقیدہ میں متضاد ہونا ان کے مذہب کی جان ہے۔ لہٰذا کیا یہ متضاد باتوں کو چھوڑ کر اپنے مذہب کو چھوڑ دیں۔

وہابیّت دیوبندیّت کی بُنیاد متضاد باتوں پر ہے

مذہب وہابیت و دیوبندیت کی بُنیاد بھی متضاد باتیں کرنے، متضاد فتوے دینے، متضاد رسالے تحریر کرنے پر ہی ہے۔ اگر ہم اس کی مثالیں اور نظیریں پیش کرنے کے درپے ہو جائیں تو یہ رسالہ بہت مبسوط ہو جائے گا ہم یہاں بطور نمونہ کے ایک دو نظیر پیش کریں گے۔

پہلی نظیر انہیں گنگوہی صاحب کی اسی فتاویٰ رشیدیہ ہی سے پیش کی جاتی ہے کہ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا۔ سائل یہ سوال کر رہا ہے تو اس کا جواب یہ ملحوظ رہے۔

> محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا[۱] اور اسی فتاویٰ رشیدیہ حصّہ اوّل کے ص۶۲ پر لکھا۔

محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا مجھ کو حال معلوم نہیں[۲]

دُوسری نظیر بھی انہیں گنگوہی صاحب کے اسی فتاویٰ رشیدیہ ہی سے پیش کی جاتی ہے۔ جس میں سائل توشہ اور گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرنے والے کے متعلق سوال کرتا ہے تو جواب یہ ہے۔

---

[۱]:۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل ص۸۔

[۲]:۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل ص۶۲۔

marfat.com

الجواب ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا دُرست ہے۔[۱] (اور اسی حصہ اوّل کے ص۱۱ پر ہے) گیارہویں و توشہ حرام و نادُرست ہے۔ (اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم کے ص۹۱ پر ہے) گیارہویں بدعت بھی ہے (اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم کے ص۱۱۹ پر ہے) گیارہویں بدعت ہے (اور اسی کے ص۶۹ پر ہے) توشہ شرعاً حرام ہے۔

تو دیکھو گنگوہی جی نے حصہ اوّل کے ص۸ والے فتوے میں محمد بن عبدالوہاب کے [...]ئد کا حال خود ہی بیان کر دیا کہ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور اسی حصہ اوّل کے صفحہ ۶۲ [...]ے فتوے میں صاف انکار کر دیا کہ ان کے عقائد کا مجھ کو حال معلوم نہیں۔ تو ان دو فتوؤں [...]نگوہی جی کی کیسی دو متضاد باتیں ہیں کیسے دو متضاد فتوے ہیں کہ ایک میں اس کے [...]ئد سے بے علمی کا اظہار ہے اور دُوسرے میں اس کے عقائد کے ایسے علم کا اقرار [...]ے کہ وہ عقائد عمدہ تھے۔ اور پھر طرفہ یہ ہے کہ پہلے فتوے میں علم ہے اور دُوسرے میں [...]لم۔ اسکے خلاف ہوتا تو توجیہ بھی ہو سکتی تھی اور اسکی تو کوئی تاویل ہی نہیں۔ اسی طرح ان گنگوہی جی نے [...]ہ اوّل کے صفحہ ۵۲ والے فتوے میں گیارہویں شریف اور توشہ کو دُرست کہا اور اسی حصہ کے صفحہ ۱۱ [...]ے فتوے میں انہیں حرام و نادرست کہہ دیا۔ پھر حصہ دوم کے صفحہ ۹۱ والے فتوے میں اسکو بدعت کہا۔ [...]صہ سوم کے صفحہ ۱۱۹ والے فتوے میں بھی بدعت کہا۔ پھر حصہ سوم کے صفحہ ۶۹ والے [...]ے میں توشہ کو حرام کہا۔ تو گویا گیارہویں اور توشہ دُرست بھی ہیں نادُرست بھی ہیں۔ [...]ت بھی ہیں غیر بدعت بھی ہیں تو ان فتوؤں میں گنگوہی جی کی کیسی دو متضاد باتیں، [...]ضاد حکم ہیں اور کیسے متضاد فتوے ہیں۔ ان گنگوہی جی کی ایسی متضاد باتیں بہت پیش [...]جا سکتی ہیں۔ اور دُوسرے دیوبندیوں کے تو نہ فقط فتاوے بلکہ رسالے آپس میں [...]ضاد ہیں۔ دیکھو صراطِ مستقیم۔ تقویۃ الایمان کی ضد ہے اور دونوں کا مُصنّف ایک [...]ے۔ براہینِ قاطعہ اور المہند میں تضاد ہے اور مؤلف دونوں کا ایک ہے۔

---

[۱] فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل ص۵۲۔

marfat.com

حاصل کلام یہ ہے کہ مسئلہ وقوعِ کذب باری تعالیٰ میں اگر گنگوہی جی کے دو متضاد فتوے موجود ہیں تو اس کا تعجب وہ کرے گا۔ جو ان کے فتاوٰں سے ان کی باتوں سے ان کے رسالوں سے ناواقف اور بے خبر ہو۔ اور اس پر حیرت اسی کو ہو گی جو ان کے طریقۂ تبلیغِ وہابیت سے نا آشنا ہو۔

لوگوں کو وہابی بنانے کا طریقہ

حقیقت یہ ہے کہ وہابی بنانے کا سب سے موثر طریقہ زبردست پر فریب راز یہی یہی ہے کہ انہوں نے متضاد فتوے چھاپ لیے ہیں۔ متضاد رسالے طبع کرالیے ہیں۔ ان میں متضاد حکم لکھ دیئے ہیں۔ متضاد مسئلے درج کر دیئے ہیں۔ متضاد عقیدے بنالیے ہیں، پھر اپنے مبلغین مدرسین۔ واعظین کو بھی متضاد باتیں کرنا۔ متضاد احکام دینا۔ متضاد مسئلے بتانا۔ متضاد عقیدے تعلیم کرنا انہوں نے خاص طور پر سکھائے ہیں کہ وہ جیسا شخص جیسا مقام اور جیسی فضا۔ جیسے ذوق کا اندازہ کر لیتے ہیں ویسا ہی کر جاتے ہیں ویسا ہی کہہ جاتے ہیں۔ اگر کسی نے بحث کی تو اس کو اس کے ذوق کا عقیدہ یا مسئلہ انہیں دیوبندی علماء کے فتاوٰں رسالوں میں دکھا دیا اور اس کو دیوبندی بنالیا۔

لہٰذا یہ ہے اس دیوبندی مذہب اور وہابی قوم کی تبلیغ کا اصل راز، تو متضاد ہونا ان کے مذہب کی جان ہے ؏

ہم سے کچھ، غیروں سے کچھ، درباں سے کچھ

پھر شہابِ ثاقب کے ص ۱۰۱ پر مصنف نے یہ ظاہر کیا ہے کہ امکانِ کذب کے خلاف جس قدر رسائل تنزیہہ الرحمٰن۔ عجالۃ الراکب وغیرہا علماء اہلسنت نے تصنیف فرمائے تھے۔ ان کے جوابات دیوبندی علماء نے لکھ کر شائع کر دیئے ہیں۔ مصنف صاحب غالباً وہ ایسے ہی جوابات ہوں گے جیسے کہ انوارِ ساطعہ کا جواب براہینِ قاطعہ، اور مجموعہ حسامِ الحرمین کا جواب یہی رسالہ شہابِ ثاقب ہے جو بے ہودہ بکواس۔ لایعنی باتوں۔ بازاری گالیوں۔ شرمناک سب وشتم پُر فریب مغالطوں۔ بے تعلق عبارتوں۔

marfat.com

صریح کذب وافترا سے پُر ہیں، باطل کی حمایت کرنے والا کبھی واقعی تحقیقی مدلل جواب ہرگز نہیں دے سکتا، اگر تمہاری جماعت میں علمی قابلیت تھی اور جواب لکھنے کی جرأت تھی تو اعلٰحضرت قدس سرہٗ کے رسالہ مبارکہ سبحٰن السبوح کا جواب دیا ہوتا۔ اس کی ہر دلیل کا رد کیا ہوتا۔ اگر کسی ایک میں ہمت نہیں تھی تو ساری دیوبندی پنچایت کو جمع کر کے جواب تو لکھا ہوتا۔ مگر اس کے قوتِ استدلال کو دیکھ کر سب کو سانپ سونگھ گیا۔ حواس باختہ ہو گئے۔ چہروں کے رنگ فق ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس کی لاجوابی کا مصنف نے ان الفاظ میں اعتراف ہی کر لیا۔

> مجدد صاحب نے ایک رسالہ مسمّٰی بہ سبحٰن السبوح لکھ کر کھینچ مارا۔ اس کو دیکھا گیا تو سوائے گالی گلوچ اور مزخرفات و بازاری باتوں کے اور کوئی مضمون علمی ایسا نہیں تھا جس کی طرف توجہ کی جاوے۔ اور ان کے رسالہ کے رد کی طرف توجہ کرنا محض بے سود مخلصاً [۱]

مصنف صاحب گالی گلوچ لکھنا۔ بازاری باتیں کرنا۔ مزخرفات کو تحریر کرنا۔ حیاسوز اور گندی گھنونی لغویات کا بکنا تو جناب ہی کا طرۂ امتیاز ہے کہ یہ شہابِ ثاقب کے کل صفحات ۱۳۶ ہیں اور آپ کی اس میں موٹی موٹی گالیاں (۶۴۰) ہیں کہ بعض صفحات تو صرف گالیوں سے پُر ہیں۔ اور شاید ہی کوئی صفحہ گالی سے خالی ہوگا۔ عیاں راچہ بیاں۔

سبحٰن السبوح نے قصرِ وہابیت کو سرنگاک کر دیا

مصنف سے پوچھو کہ رسالہ سبحٰن السبوح نے امکانِ کذب کے رد میں تحقیقات اور دلائل و براہین اور حجج و نصوص کے جس قدر دریا بہائے ہیں اور عبارات و اقوالِ سلف و خلف کے جتنے انبار لگائے ہیں کہ تیس نصوص پیش کیں۔ پچیس[۲۵] دلائل۔ دس حجتیں قائم کیں اور پورے دو سو تازیانے لگائے ان سے قصرِ وہابیت میں زلزلہ پیدا ہو گیا۔ اور عمارت

---

[۱] : شہابِ ثاقب صـ۱۰۱ ۔

marfat.com

دیوبندیت سر بخاک ہو کر رہ گئی۔ اس رسالہ نے دیوبندیوں کے ہوش اڑا دیئے۔ چھکے چھڑا دیئے۔ قلم توڑ دیئے۔ دل نچوڑ دیئے۔ گنگوہی جی پر دو سو تازیانے قائم کیے۔ اور دیگر اذناب پر صدہا دلائل قائم کیے انکے سارے رسالوں کے دلائل کی دھجیاں اڑا دیں۔ ان کے تمام استدلالوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ ان کے امام سے لیکر نیچے کے تمام متبعین کے اقوال رسائل، مضامین کے ایسے قاہر رد کر دیئے۔ ان کے جملے جملے کلمے کلمے۔ حرف حرف کے ایسے مسکت جوابات دے کر اس کے بعد سے دیوبندیوں نے اس مسئلہ امکان کذب کا تحریروں میں لکھنا۔ زبانوں پر لانا ہی بند کر دیا ہے۔

مصنف کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ "اس میں کوئی علمی مضمون نہیں تھا" جس سبحٰن السبوح میں کثیر آیات[1] قرآنی اور تفسیر کبیر[2]۔ تفسیر[3] بیضاوی۔ تفسیر[4] مدارک۔ تفسیر[5] ابی سعود۔ تفسیر روح[6] البیان۔ تفسیر[7] عزیزی۔ فقہ[8] اکبر۔ شرح[9] السنوسی۔ مواقف[10]۔ شرح[11] مواقف۔ عقائد[12]۔ شرح[13] عقائد۔ شرح[14] مقاصد۔ مسامرہ[15]۔ مسایرہ حدیقہ[16] ندیہ شرح طریقہ محمدیہ۔ کنز الفوائد[17]۔ طوالع[18] الانوار۔ شرح[19] طوالع۔ شرح[20] عقائد جلالی۔ مسلم[21] الثبوت۔ فواتح[22] الرحموت۔ مفاتیح[23] الغیبہ۔ ارشاد[24] العقل۔ منح[25] الروض۔ شفائے[26] قاضی عیاض۔ نسیم[27] الریاض۔ شرح[28] مقاصد الطالبین۔ رد[29] المحتار۔ حلیۃ[30] المعتقد[31]۔ المستند کی متعدد عبارات منقول ہوں ان میں اس مصنف کو علمی مضمون نہیں ملا۔ اور یہ عبارات علمی مضمون سے خالی ہیں۔ اور واقعہ تو یہ ہے کہ جب اس مصنف میں ان عبارات کے سمجھنے کی قابلیت ہی نہیں تو اُسے ان میں کیا علمی مضمون نظر آئے۔ کہ علمی مضمون تو اہل علم ہی کو ملتا ہے۔ یہ مصنف تو علمی مضمون گالی گلوچ کو جانتا ہے جس کو وہ خود اور اس کے اکابر لکھا کرتے ہیں۔ چنانچہ مصنف کے علمی مضامین کی فہرست ہم نے اس کتاب کے ابتدائی اوراق میں پیش کی ہے۔

نیز یہ مصنف اپنی اور اپنی جماعت کی عاجزی و مجبوری۔ لاچاری و بے مائگی پر اس طرح پردہ ڈالنا چاہتا ہے کہ سبحٰن السبوح کا جواب دینا اور رد کرنا بے سود تھا۔ اسی لیے اس کا جواب اور رد دیوبندیوں نے نہیں لکھا۔ مصنف صاحب سنیے کسی دیوبندی میں اعلحضرت قدس سرہ کی تصنیفات کے کما حقہ سمجھنے کی تو اہلیت ہی نہیں تو بھلا وہ ان کا

marfat.com

کو جواب کیسے لکھ سکتا ہے۔ بڑے بڑے اکابرِ علماء دیوبند ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں۔
ن اعلیٰحضرت کی باوجود صدہا کتب و رسائل کے ان پر آجتک کوئی معقول مواخذہ بھی نہیں کر
ے ہیں چہ جائیکہ ان کے کسی لفظ کو بے محل ثابت کریں۔ تو ان کے رسالہ سبحن السبوح
رد اور دیوبند کے ٹلے کر سکیں یہ مُنہ اور مسُور کی دال۔

فصل رابع اور مسئلہ امکانِ کذب

امکانِ کذب کا قائل امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی تھا۔ اور اس کی تائید
میں گنگوہی جی نے کچھ زمانہ کی جس کے رد میں علماء اہلسنت نے کثیر رسائل تصنیف
ے۔ سبحن السبوح بھی اصل اسی کے جواب میں لکھا گیا۔ ان رسائل نے وہابیہ کے ہوش
نندہ کر دیئے۔ انہیں ایسا مبہوت و ساکت کر دیا کہ ان کو اس کا زبان پر لانا دشوار ہو
۔ اس پر کوئی نیا رسالہ لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس پر کسی طرح بحث و مناظرہ کے
ے تیار نہیں ہوتے۔

گنگوہی جی جب امتناعِ کذب کے دلائلِ قاہرہ و نصوصِ ظاہرہ اور براہینِ لامعہ
ج قاطعہ کے جوابات سے عاجز و مبہوت ہوئے۔ اور سبحٰن السبوح کے دو سو تازیانے
ر مدہوش ہوئے تو وہ غصہ میں بھر کر وقوعِ کذب کے قائل ہو گئے۔ اور انہوں نے
ا پیش کردہ فتوے لکھ مارا۔ اور ایک رسالہ تقدیس القدیر تصنیف کر کے معاذاللہ
ئے عزوجل کو کاذب بالفعل کہہ ڈالا۔ تو اب تمام دیوبندیوں کا مذہب وقوعِ کذب
ی تعالیٰ ہوا نہ کہ امکانِ کذب۔ تو اب مصنف کو جس قدر بحث کرنی اور دلائل قائم
نے تھے مسئلہ وقوعِ کذب پر کرتا۔ اور اس میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتا۔ اور
ن و حدیث۔ کتب عقائد و فقہ۔ اقوال سلف و خلف سے وقوعِ کذب کا اثبات کرتا۔

حسین احمد ٹانڈوی کی تکفیری تلوار دیوبندیت کی گردن پر

لیکن مصنف نے وقوع کو تو چھوا نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف قائل وقوعِ کذب کی

marfat.com

تکفیر کر کے خود گنگوہی جی اور ان کے متبعین دیوبندیوں کی تکفیر کر گیا۔ حتیٰ کہ خود اپنی بھی تکفیر کر گیا کہ جب گنگوہی جی کا مذہب وقوع کذب کا ہے تو مصنف کا مذہب بھی یہی ہے۔ اور بجائے بحث وقوعِ کذب کے مسئلہ امکانِ کذب پر اتر پڑا۔ تاکہ دیوبندیوں کے قلوب میں گنگوہی جی کا وقار باقی رہ جائے۔ اور عوام کو فریب دیکر بحث وقوعِ کذب کو بھلا دیا جائے۔ اور مسئلہ امکان میں بھی دل بھر کر جھوٹ بول کر سلف پر صریح افترا کیا جائے۔ تو اس فصل کی ابتدا ان الفاظ سے کرتا ہے۔

مجدد الضالین صاحب فرماتے ہیں کہ "مولانا گنگوہیؒ بمحض اتباع مولانا شہیدؒ مسئلہ امکانِ کذب کے قائل ہوئے ہیں، یہ قول ان کا محض افترا و جہالت ہے۔ مولانا گنگوہیؒ نے سلف صالحین اُمتِ مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔ تمام اشاعرہ بلکہ تمام ماتریدیہ بھی حضرت کے اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ کتب معتبرہ علم کلام کی شاہد ہیں اور ان کی نصوص صراحۃً موجود ہیں۔ شرح مواقف میں اس مسئلہ کو اسی طرح تین جگہ ذکر کیا ہے۔ مسامرہ میں بھی تفصیلاً مذکور ہے تقریر الاصول شرح تحریر الاصول میں محقق ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور ان کے تلمیذ ابن امیر الحاج رحمہما اللہ نے اس مسئلہ کو اور یہ کہ یہی رائے اکابر اہل علم اور معشر اہلسنت اشاعرہ و ماتریدیہ کی ہے نہایت وضاحت سے بیان کر کے یہ دکھا دیا ہے کہ بعض لوگوں نے جو درمیان اشاعرہ و ماتریدیہ کے اس مسئلہ میں خلاف ثابت کیا ہے وہ محض نزاع لفظی ہے اور اس کی تقریر فرمائی ہے[۱]

مصنف حبیب اللہ تعالیٰ کی جیسی منزہ و پاک ذات کے لیے اثبات امکانِ کذب میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے تو اس کے نزدیک کذب عیب و نقص ہی نہیں ہوا تو پھر یہ مصنف اپنے لیے تو صریح جھوٹ بولنے اور صریح افترا کرنے کو واجب اور ضروری اعتقاد کرتا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس بحث میں تو اس نے شاید قسم ہی کھالی ہے کردہ کہیں

---

[۱] ۔ از شہاب ثاقب صـ۱۰۲۔

marfat.com

سچ نہ بولے گا۔ چنانچہ اس کی اس عبارت کے جھوٹ شمار کراؤں ۔

پہلا جھوٹ کہ گنگوہی جی مسئلہ امکانِ کذب میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے متبع نہیں۔ مُصنف نے یہ جُملہ محض جوشِ مخالفت میں کہہ دیا اور یہ نہ سوچا کہ اس سے گنگوہی جی کی رُوح کو کس قدر اذیت پہنچی ہوگی۔ بلکہ ان کی رُوح اس مُصنف کو یہ کہہ کہہ کر کوستی ہوگی کہ:۔

- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے مسلک اہلسنّت وجماعت کو چھوڑا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے طریقِ مشائخ سے مُنہ موڑا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے متاخرین کی تحقیقات کو ٹھکرایا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے متقدمین کے اقوال کو ناقابلِ عمل ٹھہرایا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے اکابرِ سلف وائمہ کو پسِ پشت ڈالا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے صحابہ وتابعین کے کسی قول کو نہ مانا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے فرمان شارعِ علیہ السلام کی پرواہ نہ کی۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے حکم خُداوندی سے روگردانی کی۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے شرّاحِ حدیث کی کوئی بات نہ مانی۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے قرآن وحدیث کی قصداً غلط تاویلات کیں۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کی میں نے ہر تصنیف کو حرف بحرف مانا۔

marfat.com

○ — وُہ امامِ دہلوی جس کی ہر ہر بات کا ماننا میں نے فرض جانا۔
○ — وُہ امامِ دہلوی جس کی میں نے آنکھ بند کر کے اندھی تقلید کی۔
○ — وُہ امامِ دہلوی جس کے ہر قول کی بلا سوچے سمجھے میں نے تائید کی۔
○ — وُہ امامِ دہلوی جس کے پیچھے میں نے اپنا ایمان بگاڑا۔
○ — وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع میں میں نے کفر و ضلالت کو خریدا۔
○ — وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کو میں نے اتباعِ آئمہ سے زیادہ ضروری جانا۔
○ — وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کو میں نے اتباع شارع علیہ السلام پر ترجیح د[ی]

اے میرے ناخلف فرزندِ نادان ہمدرد تو نے میرے لیے ان کے اتباع کا انکار کر[کے] مجھے سخت تکلیف پہنچائی۔ یہ کہہ کر تُو نے میری حمایت نہیں کی۔ بلکہ میرے دِل کی آواز [اور] جذبۂ قلبی کی مخالفت کی۔ سب مجھے ان کے ساتھ جیسی عقیدت ہے اس کی ترجمانی اپنے [اس] فتوے میں کی ہے۔

> مولوی محمد اسمٰعیل صاحب عالمِ متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سُنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل کرنیوالے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وے وُہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالٰے فرماتا ہے ان اولیاءہ الا المتقون کوئی نہیں اولیاء حق تعالٰے کا ماسوائے متقیوں کے بموجب اس آیت کے مولوی اسمٰعیل ولی ہوئے۔ اور حسب فرمائے حدیث من قاتل فی سبیل اللہ فواق ناقتہ فقد وجبت لہ الجنۃ الحدیث کے وُہ جنتی ہیں۔ سو جو ایسا شخص ہو کر ظاہر میں ہر روز تقوے کے ساتھ رہا اور پھر حق تعالٰے کی راہ میں شہید ہوا وُہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے۔[1]

---

[1]: فتاوٰے رشیدیہ ج ۳ ص ۴۹۔

marfat.com

پھر مصنف کے اس قول پر کیا دلیل ہے کچھ نہیں ہے۔ یہ مصنف کی منہ زوری ہے۔ جھوٹ ہے۔ بیجا حمایت ہے۔ اپنوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ عوام کو فریب میں مبتلا کرنا ہے۔

دُوسرا جھوٹ کہ گنگوہی جی نے سلف صالحینِ اُمت کا اتباع کیا ہے مصنف کا اس میں صریح جھوٹ و افترا ہے کہ سلف صالحینِ اُمت امکانِ کذب کے قائل ہیں۔ بلکہ تمام سلف صالحینِ اُمت کا اجماعی اتفاقی قول یہ ہے جس کو علمِ کلام کی مشہور و معتبر کتاب شرح مواقف میں نقل کیا ہے۔

انہ تعالٰی یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلۃ ان الکذب قبیح وھو سبحنہ لا یفعل القبیح واما امتناع الکذب علیہ عندنا فانہ نقص والنقص علی اللہ تعالٰی محال اجماعا۔[1]	اہلسنت و معتزلہ کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالٰی کا کذب ممتنع و ناممکن ہے۔ معتزلہ تو اس لیے ممتنع و محال کہتے ہیں کہ کذب بُرا ہے اور اللہ تعالٰی بُرا کام نہیں کرتا۔ اور ہم اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالٰی پر کذب اس دلیل سے ممتنع ہے کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالٰی پر بالاجماع محال اور ممتنع ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ تمام سلف صالحینِ اُمت بالاجماع امتناع کذب باری تعالٰی کے قائل ہیں نہ کہ امکانِ کذب کے۔ اور اس میں اکثر معتزلہ کا بھی یہی قول ہے۔ تو اَب مصنف کا اس کے خلاف سلف صالحینِ اُمت کو امکانِ کذب کا قائل بتانا کیا صریح جھوٹ اور جیتا افترا ہے۔ مصنف کو ایسا جھوٹ و افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

---

[1] ملخصاً از شرح مواقف کشوری ص۶۰۴۔

marfat.com

تیسرا جھوٹ گنگوہی جی کو ان سلفِ صالحین کا متبع کہنا جبکہ ابھی یہ ثابت ہو چکا کہ سلفِ صالحین بلکہ ساری اُمت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ کے لیے کذب ممتنع و محال ہے۔ تو گویا سلفِ صالحین اُمت امتناعِ کذب کے قائل ہوئے۔ اور گنگوہی جی اس کے بالکل خلاف امکانِ کذب کے قائل ہے تو گنگوہی سلف صالحینِ اُمت کا متبع کب ہوا بلکہ ان کا کھلا ہوا مخالف ثابت ہوا۔ نواب مصنف کا گنگوہی جی کو سلف صالحین کا متبع کہنا کیا صریح کذب جیتا جھوٹ ہوا۔

چوتھا جھوٹ یہ ہے کہ تمام اشاعرہ و ماتریدیہ گنگوہی جی کے متفق ہیں مُصنف کا یہ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ پر افترا ہے کہ وُہ گنگوہی کی طرح امکانِ کذب کے قائل ہوں۔ بلکہ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ کا متفقہ قول یہ ہے۔ جس کی مُصنف ہی کے پیش کردہ کتاب مسامرہ نے تصریح کی۔

قلنا لا خلاف بین الاشعریۃ وغیرھم فی ان کل ما کان وصف نقص فی حق العباد فالبارے تعالیٰ منزہ عنہ وھو محال علیہ تعالیٰ والکذب وصف نقص فی حق العباد۔[1]	ہم نے کہا اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کا اس میں خلاف نہیں کہ ہر وُہ چیز جو بندوں کے حق میں صفتِ عیب ہے۔ باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور اللہ تعالےٰ پر ممکن نہیں اور بندوں کے حق میں کذب صفتِ عیب ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اشاعرہ و ماتریدیہ سب کا بلا کسی اختلاف کے یہی مذہب ہے کہ کذب صفتِ عیب ہونے کی بنا پر اللہ تعالےٰ کے لیے محال و ناممکن ہے۔ تو بِلا خلاف تمام اشاعرہ و ماتریدیہ امتناعِ کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں نہ کہ امکانِ کذب کے۔ تو مُصنف کا تمام اشاعرہ و ماتریدیہ کو مسئلہ امکانِ کذب

---

[1]:۔ مسامرہ ص۸۴۔

میں گنگوہی جی کے متفق کہنا کیسا صریح کذب اور ان پر کیسا صریح افترا ہے۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پانچواں جھوٹ یہ ہے کہ کتب معتبرہ علم کلام گنگوہی جی کے قول امکانِ کذب کی شاہد ہیں، علم کلام کی معتبر کتب۔ حتیٰ کہ تفاسیر علم اصول فقہ، فقہ کی کسی کتاب میں اس امت کا مذہب امکانِ کذب کہیں نہیں بتایا گیا۔ بلکہ یہ اہلسنت کا مذہب ہو بھی نہیں سکتا کہ علم کلام کی مشہور کتاب شرح مقاصد میں ہے۔

الکذب محال باجماع	جھوٹ باجماع علماء محال وناممکن
العلماء لان الکذب نقص	ہے کہ وہ باتفاق عقلاً عیب ہے۔
باتفاق العقلاء وھو علی اللہ	اور عیب اللہ تعالےٰ پر محال ہے
تعالےٰ محال ممتنعاً[1]	یعنی ممکن نہیں۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ پر باجماع علماء کذب ممکن نہیں۔ تو علم کلام کی ایسی کون سی معتبر کتاب ہو سکتی ہے جو اجماع کے خلاف امکانِ کذب کی شاہد بن سکے تو مصنف کا یہ کتب علم کلام پر زبردست افترا ہے اور صریح کذب ہے۔ مصنف جھوٹ بولنے میں کس قدر جری ہے۔

چھٹا جھوٹ یہ ہے کہ کتب معتبرہ علم کلام کی نصوص میں صراحۃً امکانِ کذب موجود ہے۔ اس مفتری کذاب مصنف کا یہ صریح کذب ہے۔

ہم اس کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اگر اپنی بات کا پکا اور قول کا سچا ہے تو علم کلام کی کسی معتبر کتاب کی نص میں امکانِ کذب کا صراحۃً موجود ہونا دکھائے۔ ورنہ اپنے اوپر لعنت بھیجے۔

ساتواں جھوٹ یہ ہے کہ امکانِ کذب شرح مواقف میں تین جگہ مذکور ہے۔ مصنف میں اگر کچھ بھی حیا و شرم باقی ہے تو شرح مواقف کی ان

---

[1] شرح مقاصد۔

marfat.com

تین جگہوں کو دکھائے جنمیں امکانِ کذب کی تصریح موجود ہے۔ مگر سخت مفتری و کذاب ہے۔ وُہ ایسی ایک جگہ بھی نہیں دکھا سکتا۔ اور وُہ کیسے دکھا سکتا ہے جب شرح مواقف میں امکانِ کذب کے خلاف امتناعِ کذب کی جگہ جگہ تصریح موجود ہے۔ ہم موافق عدد مصنف تین جگہ سے اسی شرح مواقف سے امتناعِ کذب کی تصریح دکھاتے ہیں۔ جن میں سے ایک عبارت تو ابھی دُوسرے جھوٹ کے رَد میں پیش کی کہ باجماع اُمت امتناعِ کذب باری تعالیٰ اہلسنت کا مذہب ہے۔ اور اکثر معتزلہ نے بھی اس پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ تو پہلی عبارت تو نقل ہو چکی دُوسری عبارت دیکھیے۔

قد مر فی مسئلة الکلام من موقف الالٰھیات امتناع الکذب علیه سبحانه و تعالیٰ[1]

بیشک موقف الہیات سے مسئلہ کلام میں بیان کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن نہیں۔

تیسری عبارت ملاحظہ کیجئے۔

علم استحالة الکذب علی الله[2]

اللہ تعالیٰ پر کذب کا ممتنع و محال ہونا جان لیا گیا ہے۔

شرح مواقف کی ہر سہ عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اس میں امتناعِ کذب کا ذکر ہے نہ کہ اِمکانِ کذب کا اَب مصنف کا سخت مفتری و کذاب ہونا ثابت ہو گیا۔

آٹھواں جھوٹ یہ ہے کہ مسامرہ میں بھی امکانِ کذب تفصیلاً مذکور ہے مصنف کا مسامرہ پر یہ سخت افترا اور صریح کذب ہے۔ وُہ اس کو مسامرہ سے ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔ اور کیسے کر سکتا ہے۔ جب اس کی یہ تصریح موجود ہے کہ بلا خلاف اشاعرہ وغیر اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ کذب بوجہ عیب کے اللہ تعالیٰ کے لیے ممتنع و محال ہے جس کی عبارت ابھی چوتھے جھوٹ کے رَد میں نقل ہو چکی اب مزید دُوسری

---

[1]:۔ از شرح مواقف کشوری صـ۶۷۵۔ [2]:۔ شرح مواقف صـ۶۷۴۔

marfat.com

عبارت پیش کرتے ہیں۔

انا قلنا لا خفاء فی ان الکذب وصف نقص عند العقلاء فقد تم کونہ وصف نقص بالنسبۃ الی جناب قدسہ تعالیٰ فھو مستحیل فی حقہ عزوجل ملخصاً [1]

ہم اہلسنت کہتے ہیں اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے کہ بیشک عقلاء کے نزدیک کذب صفتِ عیب ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف کذب کا صفتِ عیب ہونا دلیل سے ثابت ہو چکا۔ پس اللہ عزوجل کے حق میں وہ کذب ممتنع ومحال ہے۔

تو مسامرہ میں بھی امتناع کذب کا ذکر ہے نہ کہ امکانِ کذب کا۔ مُصنّف کو چاہیئے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اپنے اُوپر پڑھ کر دم کرلے۔

نواں جھوٹ یہ ہے کہ محقق ابن ہمام صاحب فتح القدیر بھی مسئلہ امکانِ کذب کے قائل ہیں۔ مُصنّف کا یہ حضرتِ محقق پر صریح افترا ہے تقریر الاصول شرح تحریر الاصول تو میرے پاس نہیں ورنہ اس سے بھی یہی دکھا دیتا کہ مُصنّف نے یہ افترا کیا ہے لیکن میرے پاس حضرتِ محقق ابنِ ہمام کا دُوسرا رسالہ خاص المسایرہ فی العقائد المنجیۃ فی الاخرۃ مُوجود ہے جس کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ حضرتِ محقق نے اس میں اہلِ اسلام کے ان عقائد حقہ کو جمع فرمایا ہے جو آخرت میں نجات دینے والے ہیں۔ لہٰذا میں حضرتِ محقق کا مسلک ان کی اِسی کتاب مسایرہ سے نقل کرتا ہوں۔

(یستحیل علیہ) سبحانہ (سمات النقص کالجھل والکذب) [2]

اللہ تعالیٰ پر محال ہیں جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل اور کذب۔

---

[1] : مسامرہ مطبوعہ انصاری دہلی ص ۸۴۔ [2] : سامرہ ص ۱۶۶۔

marfat.com

حضرت محقق نے آخر مسایرہ میں اس کو وضاحت عقیدۂ اہلسنت وجماعت میں تحریر فرمایا ہے تو حضرت محقق ابن ہمام نے امتناع کذب باری تعالے کو عقیدۂ اہلسنت قرار دیا تو حضرت محقق دُوسرے رسالہ میں عقیدۂ اہلسنت وجماعت کے خلاف امکانِ کذب کا قول کس طرح ذکر فرما سکتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ اس مفتری مُصنّف کا حضرت محقق پر یہ صریح افترا ہے۔

دسواں جھوٹ یہ ہے کہ ابن امیر الحاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسئلہ امکانِ کذب کے قائل ہیں۔ مُصنّف اگر ان کی عبارت پیش کرتا تو اس کی حقیقت بھی ظاہر ہو جاتی۔ لیکن اس نے عبارت اسی لیے نقل نہیں کی کہ ان کی کوئی عبارت اس کے مُفید نہیں تھی۔ یہ تو ابھی ان کے اُستاذ کے کلام سے ثابت ہو چکا کہ اہلسنت کا عقیدہ امتناع کذب باری تعالے ہے تو ابنِ امیر الحاج اپنے اُستاذ کے مسلک ومذہب کے خلاف بلکہ عقیدۂ اہلسنت وجماعت کے مخالف امکانِ کذب کے قائل کس طرح ہوسکتے ہیں۔ مُصنّف کا یہ بھی حضرت ابنِ امیر الحاج پر صریح افترا ہے۔ اس مفتری مصنف کو کسی پیشوا پر افترا کرتے ہوئے بہتان کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

گیارھواں جھوٹ یہ ہے کہ یہی امکانِ کذب اکابر اہلِ علم اور معشر اہلِ سنت اشاعرہ وماتریدیہ کی رائے ہے۔ مُصنّف نے پہلے تو ان اکابر اہلِ علم اور معشر اہلسنّت وجماعت حضرات اشاعرہ وماتریدیہ پر خُود افترا کیا تھا اور ان کی جانب یہ صریح جھُوٹی نسبت کی تھی اور ان کے پاک دامنوں پر یہ بدنما دھبہ لگایا تھا جس کے خلاف ہم نے شرح مواقف اور شرح مقاصد اور مسامرہ کی عبارات پیش کر کے تمام اشاعرہ وماتریدیہ بلکہ سارے اکابر علماء اہلسنّت کا اتفاقی اجماعی مذہب امتناعِ کذب باری تعالے ثابت کر دیا۔ پھر اس کو خیال آیا کہ لوگ مجھ کو تو مفتری کذاب جانتے ہی ہیں میری بات کا کون اعتبار کرے گا۔ تو اس ظالم نے اس ناپاک افترا کی نسبت حضرت محقق ابنِ ہمام اور اُن کے تلمیذ ابنِ امیر الحاج کی طرف کر دی کہ یہ دونوں نہایت وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ اکابر اہلِ علم اور معشرِ اہلسنّت اشاعرہ وماتریدیہ کی رائے امکانِ کذب

marfat.com

ہے۔ معاذ اللہ جو حضرت محقق امتناعِ کذب کو عقیدۂ اہلسنت وجماعت قرار دیں وہ امکانِ کذب کی نسبت اکابر علماء اہلسنت اشاعرہ وماتریدیہ کی طرف کس طرح کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی اہلِ عقل اس کو تسلیم کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ مصنف کی یہ افترا پردازی ان ہر دو حضرات کی طرف سخت ناپاک انتہائی گندی ہے اور خود اس کے کمینہ پن اور ذلیل ترین آدمی ہونے کی بین دلیل ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پھر مصنف نے جب یہ غور کیا کہ میں نے اگرچہ گیارہ صریح جھوٹ بولے کتبِ معتبرہ علمِ کلام پر افترا کیے۔ حضراتِ اشاعرہ وماتریدیہ پر بہتان باندھے۔ مگر پھر بھی خطرہ ہے کہ مسلمان اس مسئلہ امکانِ کذب کے قائل نہ ہوں۔ لہٰذا اب دل بھر کر جھوٹ بولنا ضروری ہے۔ تو یہ مصنف اس کے بعد لکھتا ہے۔

> علامہ کلنبوی نے حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ کی پوری تقریر کی ہے۔ اور جمہور اشاعرہ کا یہی مذہب ثابت کر کے دکھلا دیا ہے۔ کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس مسئلہ میں مخالف مذہب نہیں ہے۔ قاضی عضد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مختصر الاصول ابن حاجب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسئلہ کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے۔ علاوہ اس کے اور بھی کتابیں علمِ کلام کی اس مسئلہ کی توضیح کر رہی ہیں۔ مگر اعتماد کے واسطے یہ کتب مذکور بھی کافی ہیں۔ اگر زیادہ تحقیق کرنی منظور ہو جہد المقل فی تنزیہہ المعز والمذل کو ملاحظہ کریں اگر رسالہ کے طول کا خوف نہ ہوتا تو ان کتب مذکورہ بالا کے نصوص کا ذکر کرتا[1]

بارھواں جھوٹ یہ ہے کہ حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ امکانِ کذب کی پوری تقریر ہے۔ مصنف کا یہ علامہ کلنبوی پر صریح افترا ہے اگر اس میں پوری تقریر مسئلہ امکان کذب کے اثبات کی ہے۔ تو مصنف نے اس

---

[1] :۔ شہاب ثاقب صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳۔

marfat.com

کو کیوں نہیں نقل کیا۔ جب مُصنّف کو اپنے آپ کو محقق ظاہر کرنے اور مُصنّف بننے کا شوق تھا تو پھر اپنے دلائل کو کیوں نقل نہیں کیا۔ مُصنّف کا ان کو نقل نہ کرنا خود اس امر کی دلیل ہے کہ اس میں امکانِ کذب کا اثبات نہیں تھا بلکہ اس کا رد تھا کہ قرینہ بھی اسی کا مقتضی ہے کہ شرح عقائد جلالی میں یہ تصریح ہے۔

الکذب نقص والنقص	کذب عیب ہے اور عیب اللہ
علیہ محال فلا یکون	تعالےٰ پر محال ہے تو کذبِ الٰہی
من الممکنات ولا تشملہ	ممکنات سے نہیں نہ اللہ تعالےٰ
القدرۃ کسائر وجوہ	کی قُدرت اُسے شامل جیسے تمام
النقص علیہ تعالےٰ	اسبابِ عیب مثل جہل و عجز کہ سب
کالجہل والعجز [1]	محال صلاحیتِ قُدرت سے خارج)

اس عبارت میں امتناعِ کذب کو ثابت کر کے امکانِ کذب کا صاف طور پر رد کر دیا اور کذب و جہل و عجز الٰہی کو محال کہہ کر صلاحیتِ قُدرت سے خارج کہہ دیا۔ تو علامہ کلنبوی نے اس کتاب کے حاشیہ میں امتناعِ کذب کا اثبات کیا ہوگا اور امکانِ کذب کے رد میں پوری تقریر کی ہوگی۔ مُصنّف کا اس علامہ پر افترا معلوم ہوتا ہے۔

تیرھواں جھوٹ یہ ہے کہ اس علامہ نے جمہور اشاعرہ کا مذہب امکانِ کذب ثابت کیا ہے۔ حیرت ہے کہ جب شرح مواقف۔ شرح مقاصد۔ مسامرہ سے نہ فقط جمہور اشاعرہ کا بلکہ تمام اکابر علماء اہلسنت کا بالاجماع بلا کسی کے اختلاف کے امتناعِ کذب باری کا مذہب ثابت ہو چکا۔ تو یہ علامہ ان کتابوں کے خلاف جمہور اشاعرہ کا مذہب امکانِ کذب کہاں سے ثابت کر سکتے ہیں کہ علم کلام کی چوٹی کی کتابیں تو یہ ہیں۔ ان کی تصریحات کی مخالفت اس علامہ سے ممکن نہیں۔ تو

---

[1] :- شرح عقائد جلالی۔

marfat.com

ظاہر ہو گیا کہ اس علامہ پر اس مفتری مصنف کا افترا و بہتان ہے۔ اسی بنا پر یہ اس علامہ کی عبارت کو نقل نہیں کر سکا۔ اور اگر نقل کر دیتا تو اس کا کذب و افترا سب پر ظاہر ہو جاتا۔

چودھواں جھوٹ یہ ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام امکانِ کذب میں مخالفِ مذہب نہیں ہے۔ یہ مصنف حضرتِ امام رازی پر افترا کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

(فلن یخلف اللہ عہدہ) یدل علی انہ سبحانہ منزہ عن الکذب فی وعدہ ووعیدہ قال اصحابنا لان الکذب صفۃ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال [۱]	اللہ عزوجل کا فرمانا کہ (اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کرے گا) دلالت کرتا ہے کہ مولےٰ سبحانہ وتعالےٰ ہر وعدہ وعید میں کذب سے منزہ ہے ہمارے اہلسنت اصحاب اس دلیل سے کذبِ الٰہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفتِ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ پر عیب محال ہے۔

اسی میں یہی امامِ رازی فرماتے ہیں۔

صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ تعالیٰ محال۔	دلائل قرآن و حدیث کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے کہ کذب الٰہی کو محال مانا جائے۔

اسی میں یہ امام پھر فرماتے ہیں۔

الخبر اذا جوز علی اللہ الخلف	جب خبر میں اللہ تعالےٰ پر خلف کو

[۱] تفسیر کبیر۔

marfat.com

فيه فقد جوز الكذب على الله تعالٰى وهذا خطأ عظيم بل يقرب من ان يكون كفرا فان العقلاء اجمعوا على انه تعالٰى منزہ عن الكذب۔	جائز رکھا جائے تو بیشک کذبِ الٰہی کو جائز ماننا ہوگا۔ اور یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے اس لیے کہ تمام عقلا اس پر اجماع کیے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کذب سے پاک ہے۔

تو حضرت امام رازی کا کلام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وعدہ وعید میں کذب سے منزہ ہے۔ کذب صفتِ عیب ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے لیے ناممکن و محال ہے دلائل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا امتناعِ کذب کے ملنے پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ پر کذب کا جائز ماننا قریب بکفر ہے۔ اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب سے پاک ہے تو جو امام رازی امکانِ کذب کا صاف رد فرما رہے ہیں اور اس کو قریب بکفر بتا رہے ہیں۔ اور امتناعِ کذب الٰہی کا ماننا ضروری قرار دے رہے ہیں۔ یہ مفتری وکاذب مصنف ان امام پر یہ صریح افترا کرتا ہے کہ ان کا کلام امکانِ کذب کے مخالف نہیں ہے۔ فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين۔

پندرھواں جھوٹ یہ ہے کہ قاضی عضد نے شرح مختصر الاصول میں امکانِ کذب کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے۔ یہ بھی مصنف کا حضرت قاضی عضد پر افترا ہے کہ یہی قاضی عضد مواقف میں بکثرت مقامات پر تصریح فرما چکے ہیں۔ جن میں تین عبارات شرح مواقف سے دوسرے اور ساتویں جھوٹوں کے رد میں منقول ہوئیں جس میں صاف تحریر فرمایا کہ بالاجماع اللہ تعالیٰ پر کذب ناممکن و محال ہے تو قاضی عضد نے صاف طور پر امکانِ کذب کا رد فرمایا ہے اور امتناعِ کذب کا اثبات فرمایا ہے اب اس کتاب مصنف کو ان پر افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس نے غالباً اس مسئلہ امکانِ کذب کے بیان کرنے میں جھوٹ بولنا افترا کرنا فرض ٹھہرا لیا ہے۔

marfat.com

سولھواں جھوٹ یہ ہے کہ علم کلام کی اور کتابیں اس امکانِ کذب کی توضیح کر رہی ہیں۔ مصنف کا کتب علم کلام پر بھی یہ صریح افتراء ہے۔ میرے پاس علم کلام کی جو اور کتابیں موجود ہیں ان کی عبارات پیش کر کے اس مصنف کے مفتری وکذاب ہونے کا مزید ثبوت پیش کر دوں! سنیئے!

علامہ علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے۔

والکذب علیہ...... محال[1]	اللہ تعالے پر کذب ناممکن و محال ہے۔

علامہ شیخ زین الدین قاسم حنفی کے شرح مسایرہ میں ہے۔

یستحیل من اللہ تعالےٰ کالظلم والکذب فلا یوصف اللہ تعالیٰ بکونہ قادرا علیہ۔[2]	مثل ظلم اور کذب کہ اللہ تعالے سے ناممکن ومحال ہے تو اللہ تعالے اس پر قادر ہونے کیساتھ بیان نہیں کیا جائے گا۔

یعنی خدا کو قادر علی الکذب والظلم نہیں کہا جائے گا۔

علامہ ابو البرکات نسفی حنفی اپنی کتاب عمدہ میں فرماتے ہیں۔

لا یوصف اللہ تعالےٰ بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ۔[3]	اللہ تعالےٰ ظلم وسفہ وکذب پر قدرت کے ساتھ موصوف نہ ہوگا اس لیے کہ محال تحت قدرت داخل نہیں۔

علامہ سید عبد الحمید لغدادی نشر اللالی شرح امالی میں فرماتے ہیں۔

---

[1] :۔ شرح فقہ اکبر مصری ص۲۳۔ [2] :۔ شرح مسایرہ مطبوعہ دہلی ص۸۹۔

[3] :۔ مسامرہ ص۸۵۔

marfat.com

والکذب فی حقہ تعالےٰ محال[۱] — اللہ تعالےٰ کے حق میں کذب ناممکن ومحال ہے۔

حضرت قاضی عضد عقائد عضدیہ میں فرماتے ہیں۔

الکذب نقص والنقص علیہ محال فلایکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ[۲] — جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے تو کذبِ الٰہی ممکنات سے نہیں نہ اللہ تعالےٰ کی قدرت اس کو شامل ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔

کذب کلام اللہ تعالےٰ وھو محال[۳] — کلامِ الٰہی کا کذب ناممکن ومحال ہے۔

علامہ شیخ محمد نووی شرح تیجان الداری میں فرماتے ہیں۔

استحال کذبہ تعالےٰ[۴] — اللہ تعالےٰ کا کذب محال وناممکن ہوا۔

علامہ ناصر الشریعہ محی السنۃ علی ابنِ ابراہیم بغدادی آیۃ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا کی تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں۔

یعنی لا احد اصدق من اللہ فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز علیہ الکذب[۵] — مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا اور اس کا کذب ممکن نہیں۔

---

[۱]: نشر اللآلی مصری ص ۹۲۔ [۲]: عقائد عضدیہ ص ۷۲۔

[۳]: شرح عقائد ص ۱۵۲۔ [۴]: شرح تیجان مصری ص ۲۴۔

[۵]: لباب التاویل مصری ج ۱ ص ۴۲۱۔

marfat.com

علامہ نسفی مدارک التنزیل میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں۔

ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشیئ بخلاف ما ھو علیہ [1]	اللہ سے سچا کوئی نہیں اسکی خبروں میں اور اس کے وعدہ اور وعید میں۔ اللہ تعالےٰ پر کذب بسبب اُس کی بُرائی کے محال ہے کیونکہ وُہ کسی شے کی اسکے خلاف خبر دیتا ہے جیسی وُہ ہو۔

علامہ بیضاوی تفسیر بیضاوی میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

لایتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالےٰ محال [2]	کذب اللہ کی خبر میں کسی طرح راہ نہیں پاسکتا۔ کیونکہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالےٰ پر ناممکن و محال ہے۔

علامہ ابو سعود تفسیر ابو سعود میں زیر آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

والکذب محال علیہ سبحانہ [3]	اللہ تعالےٰ پر تو کذب ممکن ہی نہیں۔

علامہ محب اللہ مسلم الثبوت میں اور مولانا بحر العلوم ملک العلماء اسکی شرح فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں۔

المعتزلۃ قالوا لولا کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالےٰ عقلا الجواب انہ نقص فیجب تنزیھہ تعالےٰ عنہ	معتزلہ نے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالےٰ کا کذب محال نہ رہے۔ حالانکہ ہم تو اسے محالِ عقلی مانتے ہیں اہلسنت نے جواب دیا کہ کذب اس لیے محالِ عقلی

[1] تفسیر مدارک مصری ج ۱ ص ۲۴۲۔ [2] ص ۱۵۲۔ تفسیر بیضاوی صہ ۱۵۰۔
[3] تفسیر ابو سعود ج ۱ ص ۴۱۲۔

marfat.com

کیف و تطهرانہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلا لان ما ینا فی الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالٰی و من الاستحالات العقلیۃ علیہ سبحانہ تعالٰی[1]	ہو اگر وہ عیب ہے تو واجب ہوا کر اللہ تعالٰی کو اس سے منزہ مانیں اور یہ بات گذر چکی کہ اس میں کوئی نزاع نہیں اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالٰی کے حق میں عیب ہے اور اس کی شان میں محالِ عقلی۔

یہی ملک العلماء مولانا بحر العلوم اسی فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں۔

فھو (ای اللہ تعالٰی) صادق قطعا لاستحالۃ الکذب ھناک[2]	پس اللہ تعالٰی یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب کا امکان ہی نہیں۔

علامہ محقق مولانا عبدالحق خیر آبادی شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں۔

الکذب وھو مستحیل علی اللہ تعالٰی لانہ صفۃ نقصان[3]	اللہ تعالٰی پر کذب ناممکن و محال ہے کیونکہ وہ عیب کی صفت ہے۔

مصنف اور ساری دیوبندی قوم آنکھیں پھاڑ کر دیکھے کہ یہاں تک بحث جاری

---

[1]:۔ فواتح الرحموت کشوری ص ۲۴۔ [2]:۔ ایضاً ص ۳۲۔

[3]:۔ شرح مسلم مطبوعہ کانپور ص ۱۱۶۔

marfat.com

ن کتابوں سے ہمنے نقل کیں۔ تو ان کتب علمِ کلام میں امکانِ کذب کا اثبات ہے۔
دید ہے۔ ہر کم علم بھی یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ ان کتب میں امکانِ کذب کا
دست رد موجود ہے۔ اور امتناعِ کذب کا نہایت وضاحت کے ساتھ اثبات
ہے۔ تو جب ان مشہور معتبر مستند کتابوں میں امتناعِ کذب کا اثبات ہے۔ تو یہ مصنف
دیوبندی قوم امکانِ کذب کو پھر کس کتاب سے ثابت کر سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے
یہ لوگ سلف و خلف کی کسی کتاب سے ثابت ہی نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ لوگ
ن امکانِ کذب کو اپنے کذب اور افترا سے ثابت کیا کرتے ہیں جیسے ناظرین نے
صنف کا حال دیکھا کہ کتابوں کا نام لکھدیا اور ان کی عبارت ندارد کتاب کا نام لکھدیا
اس کا قول غائب۔ اور پھر یہ بے شرم مصنف اپنے کذب و افترا پر یہ کہہ کر پردہ ڈالتا
کہ جسے تحقیق مقصود ہو وہ جہد المقل کو دیکھے اور میں نے بخوفِ طوالت عبارات
ل نہیں کیا ہے۔ واہ رے مصنف تیری شوخی و عیاری، کہ مصنف بننے کا شوق
جب دلیل و حوالہ کا وقت آیا تو جہد المقل کا نام لے کر اپنے سر سے بارِ ثبوت کو اُتار
اور سارے مطالبہ کا جواب ایک ہلکے سے جملہ میں دیدیا کہ میں نے رسالے کے
نِ طوالت کی بنا پر عبارات نقل نہیں کیں۔

ستاد اور شاگرد میں جھوٹ بولنے کا تناسب

مسلمانو! جب اس امکانِ کذب کے اثبات میں اس شاگرد مصنف نے
ہ صریح جھوٹ بولے ہیں تو جہد المقل کا مصنف تو اس کا اُستاد ہے تو اس
کم از کم ایک سو ساٹھ[16] جھوٹ ضرور بولے ہونگے کہ مرتبہ اُستادی کی بلندی کے لیے
ن ایک صفر ہی بڑھا دیا گیا ہے۔ اور مصنف کا خوف طوالت رسالہ کا عذر زبردست
یب اور عیاری ہے، کہ مصنف کو ادھر دلائل مذہب کے نقل کرنے میں خوف
الت رسالہ مانع ہو جاتا ہے اور اُدھر اعلیٰحضرت قدس سرہ کو گالیاں دینے۔ کو سنے
پر صریح افترا کرنے کے لیے صفحہ کے صفحے سیاہ کرتا ہے۔ اور اس وقتِ طوالت

marfat.com

رسالہ کے خوف کا وہم تک بھی پیدا نہیں ہوتا اور دلائل جیسی ضروری چیز کے نقل سے خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ مصنف کو بوقت نقل دلائل کے خوف ضرور پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تائید میں بھی کرتا ہوں مگر وہ خوف طوالتِ رسالہ کا نہیں بلکہ اپنے خصموں کا ہے کہ جس کتاب سے جو عبارت نقل کی جائے گی اس میں قطع و برید خیانت و کید ضرور ہوگا۔ اور خصم اس کی تصحیح نقل میں اس خیانت اور قطع و برید کا اظہار کرے گا۔ اور تصحیح کا سخت مطالبہ کرے گا۔ اصل یہ خوف ہے جو اس مصنف کو اس کے نقل کے وقت پیش آیا۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا انوکھا دجل

اور حقیقت الامر یہ ہے کہ مصنّف کو امکانِ کذب کے ثبوت میں اکابر علماء اہلسنت و جماعت۔ سلف و خلف کی کسی کتاب سے کوئی قول دستیاب ہی نہیں ہو سکتا اور یہ اس لیے ناممکن ہے کہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ امتناعِ کذب باری تعالیٰ ہے جیسے کہ آپ کو بھی ان کتابوں سے ظاہر ہو چکا تو کسی عالمِ اہلسنت کا کوئی قول خلاف عقیدہ مذہب کے کس طرح ممکن ہے مصنّف بار بار جو سلفِ صالحین۔ اور اکابر کے اتباع کا نام لیتا ہے میں اس فریب سے بھی مطلع کیے دیتا ہوں۔ سینئے فرقِ باطلہ میں ایک فرقہ باطلہ ہے۔ جس کا نام معتزلہ ہے جن میں کے اکثر کا قول تو امتناعِ کذب باری تعالیٰ ہے۔ چنانچہ شرح مواقف وغیرہ کتب کی عبارات میں ہے کہ وہ اہلسنت کے ساتھ امتناع کذب میں متفق ہیں۔ اور انہیں معتزلہ کی ایک جماعت جو مزداریہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کا یہ مذہب ہے کہ امکانِ کذب حق ہے اور اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے چنانچہ شرح مواقف میں ہے۔

المزداریۃ هو ابو موسیٰ	فرقہ مزداریہ۔ مزدار ابو موسیٰ عیسیٰ
عیلی بن صبیح المزدار هذا لقبہٗ	ابن صبیح کا لقب ہے یہ لفظ زیارت
من باب الافتعال من الزیارۃ	کو باب افتعال میں لا کر بنایا گیا۔ یہ

marfat.com

وهو تلميذ بشر اَخَذَ العلم منه، وتزهد حتى سمي راهب المعتزلة قال الله تعالى قادر على ان يكذب او يظلم ولو فعل لكان الها كاذبا ظالما تعالى الله عما قاله علوا كبيرا[1]

شخص بشر کا شاگرد ہے استاذ سے علم حاصل کر کے زاہد بنا یہاں تک کہ راہب معتزلہ کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے اور اگر کریگا تو خُدائے کاذب وظالم ہوگا۔ برتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو اس مردود نے کہا بہت برتر۔

اس عبارت میں حضرت قاضی عضد نے تصریح کردی کہ امکانِ کذب کا قائل ہٹہ تعالیٰ کو کذب وظلم پر قادر ماننے والا فرقہ معتزلہ میں سے فرقہ مزداریہ ہے ور قاضی عضد نے اللہ تعالیٰ کی برتری بیان کر کے اس فرقہ سے بیزاری کا اظہار ااصل امکانِ کذب کا قائل فرقہ مزداریہ ثابت ہوا۔ اور اہلسنت اس ناپاک یسے بیزاری ظاہر کرنے والے قرار پائے۔ مُصنف یہ فریب دیتا ہے کہ اسی فرقہ مزداریہ کو سلف صالحین، اکابر اہلِ علم معشر اہلسنت کہہ کر مُراد لیتا ہے۔ اور ی جی دہلوی جی کو اسی کا متبع کہتا ہوگا۔

وہابیہ دیوبندیہ معتزلہ کے فرقہ مزداریہ کے متبع ہیں

اور حقیقت بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ وہابیہ دیوبندیہ اسی معتزلہ کے گمراہ داریہ کے متبع ہیں۔ اسی بنا پر یہ اہلسنت وجماعت کے خلاف امکانِ کذب کے نے۔ اور امتناعِ کذب جو عقیدۂ اہلسنت وجماعت تھا اس سے انکار کیا۔ تو یہ ت اب نہ فقط وہابی دیوبندی ہوا بلکہ معتزلی مزداری بھی ثابت ہوا۔

[1] شرح مواقف ص ۶۴۹۔

marfat.com

اب باقی رہا مصنف کا شہابِ ثاقب کے ص۱۰۳ پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو گالیاں بکنا۔ اور انہیں بے بضاعت و کم علم و کم فہم لکھنا۔ تو یہ گویا دن کے دوپہر میں آفتاب کا انکار کرنا ہے۔ ان کے علم وفضل کا لوہا نہ فقط اہلِ ہند بلکہ حرمین شریفین۔ عرب۔ عراق۔ شام وغیرہ کے علماء کرام۔ بلکہ دُنیائے اسلام کے علماء سب مانتے ہیں۔ اور انہیں مجدد و امام کا خطاب دیتے ہیں تعجب ہے کہ وہ نصوصِ کتب کو ان دیوبندی مُلّوں سے دریافت کریں۔ جن ناداروں کو نصوص کا تو کیا ذکر خود کتبِ دینیہ کے نام بھی معلوم نہیں

اس مصنف کی عبارات نقل نہ کرنے کا ایک یہ سبب بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے یہ خوف بھی تھا اگر جہد المقل ہی سے کوئی عربی عبارت نقل کر دی اور کوئی مخالف تصحیحِ نقل کے لیے اصل کتاب بھی لے آیا تو پھر ساری شیخی کرکری ہو جائے گی کہ نہ کتاب سے عبارت نکال دینے کی اہلیت ہے۔ نہ صحیح عبارت پڑھنے کی قابلیت ہے۔ نہ ترجمہ کرنے کا مادہ ہے نہ عربی کو بے تکلف سمجھنے کا سلیقہ ہے۔ نہ بحث کرنے کی ہمت ہے۔ نہ اس کو ساکت کرنے کی قوت ہے۔ تو ممکن ہے کہ مصنف کو نقلِ عبارات کے وقت یہ خوف بھی ہو۔ اسی نظریہ کے ماتحت اپنی قابلیت کو مدِ نظر رکھ کر اپنے ثبوت میں ایک اُردو کی کتاب جہد المقل کی ایک صفحہ کی عبارت شہابِ ثاقب کے ص۱۰۳ کی آخر سطروں سے شروع کرتا ہے اور ص۱۰۵ کی اوائل سطور میں ختم کرتا ہے۔ ہم مصنف کی اس بات کی داد دیتے ہیں کہ اس نے اپنی بے بضاعتی اور قابلیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنا ثبوت اپنی مادری زبان اُردو میں پیش کیا۔ مگر اس سے مناظرہ سے نا اہلیت کی بنا پر یہ زبردست غلطی ہو گئی کہ اُس کا متقابل منکر کے روبرو اس عبارت جہد المقل کا اپنے دعوے کی دلیل کی بنا پر پیش کرنا بے سود ہے بلکہ خود مصنف کے جہل کی دلیل ہے۔

عبارت جہد المقل کا اکثر حصہ تو تعیینِ مبحث میں ہے جس میں فضول گوئی اور تحقیق کے خلاف اُمور ہیں جو اس مبحث سے بے تعلق ہونے کے علاوہ محض ذاتی تخیل ہے جس پر نہ کوئی سند ہے نہ حوالہ۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو

marfat.com

اس میں اللہ تعالٰے کے لیے کذب پر قادر ہونے کا صاف اقرار ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔

> ایک دوسرے فریق کا یہ قول ہے کہ اہلسنت (دیوبندیوں) کے نزدیک جملۂ مذکورہ (زید کھڑا ہے) کے تکلم پر دونوں حالتوں (حالت قیام زید و حالت قعود زید) میں سرِ مو تفاوت نہیں مگر چونکہ وہ ذاتِ بابرکات اپنے صفات و افعال میں جملہ قبائح سے منزہ اور تمام ذمائم سے مقدس ہے اس لیے کسی کلام غیر مطابقِ واقع کے تکلم کا ارادہ متحقق نہیں ہو سکتا۔[1]

اس عبارت میں غور کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کلام مطابق واقع کو کلامِ صادق کہتے ہیں۔ اور کلامِ غیر مطابق واقع کو کلامِ کاذب کہتے ہیں۔ تو اگر واقع میں زید کھڑا ہوا اور یہ جملہ (زید کھڑا ہے) کہا تو کلام سچا ہے اس لیے کہ خبر مطابق واقع کے ہے۔ اور اگر واقع میں زید بیٹھا ہوا ہو اور اسی حالت میں یہ جملہ (زید کھڑا ہے) کہا تو کلام جھوٹا ہے۔ اس لیے یہ خبر واقع کے غیر مطابق ہے۔ الحاصل زید کھڑا ہے۔ اس جملہ کا بحالتِ قیام زید تکلم اور بولنا صدق اور سچ ہے۔ اور بحالتِ قعودِ زید اس جملہ کا تکلم اور بولنا کذب اور جھوٹ ہے۔ اَب جہد المقل کی عبارت پڑھیئے۔ کہ دیوبندیوں کے نزدیک حق تعالٰے کے لیے مثلاً اس جملہ کے تکلم پر دونوں حالتوں میں سرِ مو تفاوت نہیں یعنی اللہ تعالٰے جس طرح بحالتِ قیام زید (زید کھڑا ہے) کے کہنے پر قادر ہے، جو صدق ہے۔ اسی طرح بحالتِ قعودِ زید (زید کھڑا ہے) کے کہنے پر بھی قادر جو کذب ہے۔ اور غیر مطابق واقع ہے ان دونوں میں سرِ مو تفاوت نہیں یعنی دونوں حالتوں میں بال بھر بھی فرق نہیں کہ وہ خدا جسطرح صدق پر قادر ہے اسی طرح کذب پر بھی قادر ہے تو انہیں صاف اقرار کر لیا کہ اللہ تعالٰے کذب پر قادر ہے اگرچہ وہ عیب اور مذمت سے بچنے کے لیے کذب کا ارادہ نہ کرے گا۔ یہ بالکل وہی قول ہوا جو گمراہ فرقہ مزداریہ نے کہا ہے۔ ہم اس کے جواب میں وہی حضرت قاضی عضد کے بیزاری کے جملہ کا لکھدینا کافی سمجھتے ہیں۔

---

[1] جہد المقل از شہابِ ثاقب ص۱۰۴۔

marfat.com

تعالیٰ اللہ عما قالہ علوا کبیرا۔ مگر گنگوہی جی اس کے پیر نے فتویٰ دے کر اور وقوعِ کذب باری تعالیٰ کو درست کہہ کر اس جملہ (مگر وُہ کذب کا ارادہ نہ کرے گا) کو بھی ختم کر دیا کہ جب وقوعِ کذب کے معنے درست ہو گئے تو وُہ کذب کا ارادہ کیوں نہ کرے گا۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے بالارادہ بحالتِ قعود زید (زید کھڑا ہے) کہا تو نعوذ باللہ خُدا کاذب بالفعل ہو گیا۔ کہ اس نے کلام غیر مطابق واقع کا تکلم کیا۔ اور اسی کو کذب کہتے ہیں۔ تو اس صاحبِ جہد المقل نے خُدا کو کاذب مان لیا۔ اَب اس کا اس کے بعد یہ لکھنا

> خلاصۂ نزاع یہ نکلا کہ صدق کے وجوب اور کذب کے امتناع پر سب متفق ہیں [۱]

عجیب بات ہے۔ اس اُستاد مُصنّف نے یہ لکھ کر تو ساری دیوبندیت کی تعمیر کو منہدم کر دیا اور نہ فقط مصنّف بلکہ گنگوہی جی و دہلوی جی بلکہ دیوبندی قوم کی عُمر بھر کی کمائی پر پانی پھیر دیا کہ وُہ سب اہلسنت کے خلاف امکانِ کذب کے قائل بنے تھے۔ اور یہ اہلسنّت کے ساتھ اتفاق کا دعوےٰ کر کے امتناعِ کذب کا قائل بنا اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہاں امتناع کے ساتھ بالغیر کی قید بھی نہیں ہے اور ہو سکتی بھی نہیں ہے کہ اگر بالغیر کی قید معتبر رکھی جائے تو پھر اس کا اہلسنت کے ساتھ اتفاق کا دعوےٰ غلط اور جھوٹ ہو جائے گا کہ اہلسنّت تو امتناعِ ذاتی کے قائل ہیں نہ کہ بالغیر کے۔ بالجملہ اس صاحب جہد المقل نے کذب کو ممتنع مان کر سب دیوبندیوں کے مُنہ پر تھوک دیا۔ اور ان کے امکانِ کذب کے دعوے کو خاک میں ملا دیا۔ مُصنّف محض اپنی جہالت سے اس کو امکانِ کذب کی دلیل بنا کر لایا تھا۔ باوجودیکہ اس میں امتناعِ کذب کا اقرار ہے۔

صاحبِ جہد المقل (محمود حسن دیوبندی) جاہل ہے کتابوں سے بے خبر ہے

اَب باقی رہی یہ بات کہ صاحبِ جہد المقل کذب کو تحت قدرت الٰہی تو مان رہا ہے

---

[۱] :- جہد المقل از شہابِ ثاقب ص۱۰۱۔

marfat.com

جیسا اس کی پہلی عبارت سے ظاہر ہے تو اس کا جواب یہ ہے یہ نادار جاہل ہے علم سے بے بہرہ ہے۔ کتابوں سے بے خبر ہے۔ تصریحات علم کلام سے ناواقف ہے اتنی بات تو ہم بتلائے دیتے ہیں کہ شرح مواقف میں ہے۔

ان علمه تعالٰی یعم المفهومات کلها الممکنة والواجبة والممتنعة فهو اعم من القدرة لانها تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات [1]	اللہ تعالٰی کا علم مفہومات ممکنہ اور واجبہ اور ممتنعہ سب کو عام ہے۔ تو علم الٰہی قدرت الٰہی سے عام ہے اس لیے کہ قدرتِ الٰہی ممکنات کے ساتھ خاص ہے نہ کہ واجبات اور ممتنعات کو شامل۔

مسامرہ میں ہے کہ:۔

متعلق القدرة الممکن دون الواجب والممتنع [2]	قدرتِ الٰہی کا تعلق صرف ممکن سے ہے نہ واجب اور ممتنع سے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ قدرتِ الٰہی کے تحت میں صرف ممکن داخل ہے اور واجبات وممتنعات تحت قدرت میں ہی داخل نہیں۔ تو جب صاحب جہد المقل کے نزدیک کذبِ الٰہی ممتنع ہے تو ممتنع تحت قدرت داخل نہیں لہٰذا اب اس کا کذب الٰہی کو ممتنع مان کر تحت قدرتِ الٰہی کہنا سخت جہالت ہے۔ اور پھر اس پر قدرت کو مجبور اور عاجز کہنا اس کی دوسری جہالت ہے۔ اگر اس کو کچھ علم ہوتا تو ایسی جہالت آمیز بات ہرگز نہ لکھتا پھر اس کا صریح جھوٹ بھی ملاحظہ ہو وہ کہتا ہے۔

> حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے اتباع بوجہ ارادہ واختیار حق تعالٰے شانہ صدق کو ضروری اور کذب کو محال فرماتے ہیں [3]

---

[1]:۔ شرح مواقف ص۵۹۲۔ [2]:۔ مسامرہ ص۶۵۔

[3]:۔ جہد المقل از شہابِ ثاقب ص۱۰۴۔

marfat.com

یہ مُصنّف بھی جھُوٹ بولنے کا بڑا مشاق ہے۔ مگر یہ پھر شاگرد ہی تو ہے اس نے باقاعدہ جس سے جھُوٹ سیکھا ہے۔ اس اُستاد کے جھُوٹ بولنے کا کیا ٹھکانہ ہو گا۔ چنانچہ یہ اسی اُستاد مُصنّف کا سفید جھُوٹ ہے اور اپنے امام الوہابیہ پر صریح افترا ہے۔ اور اتباع کو شامل کر کے یہ ایک کذب وافترا، معلوم کس قدر جھُوٹ اور افترا پر مشتمل ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی ہی مسئلہ امکان کذب کا موجد ہے اور وُہ کذبِ الٰہی کو محال نہیں مانتا۔ چنانچہ وُہ اپنے رسالہ یکروزی میں لکھتا ہے۔

لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنے مسطور باشد[۱]	ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھُوٹ بولنا محال ہو۔

تو اَب اس اُستاذ مُصنّف کا صریح جھُوٹ اور افترا ملاحظہ ہو۔ کہ خُود اسمٰعیل دہلوی تو یہ کہہ رہا ہے کہ میں کذبِ الٰہی کو محال نہیں مانتا۔ اور یہ مفتری صاف لکھتا ہے کہ دہلوی جی کذبِ الٰہی کو محال فرماتے ہیں۔ یہ سفید جھُوٹ اور اس پر یہ جرأت و دلیری ملاحظہ ہو۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

بلکہ اس اُستاد نے اس شاگرد مُصنّف کے مُنہ پر بھی تھوک دیا کہ یہ مُصنّف اسی شہابِ ثاقب کے صـ۱۰۲ پر لکھتا ہے۔

> مولانا گنگوہیؒ بعض اتباع مولانا شہید رحمہ مسئلہ امکانِ کذب کے قائل ہوئے ہیں یہ قول ان کا محض افترا د جہالت ہے مولانا گنگوہیؒ نے سلف صالحین اُمّتِ مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔

اس میں مُصنّف نے دو باتوں کا اقرار کیا ایک یہ کہ اسمٰعیل دہلوی امکان کذب کے قائل یقیناً تھے دُوسرے یہ کہ گنگوہی جی نے مسئلہ امکانِ کذب میں صرف دہلوی جی کا اتباع نہیں کیا ہے بلکہ اور سلف کا بھی کیا ہے۔ تو اس سے دہلوی کا قائل امکانِ کذب ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور گنگوہی جی کا بھی قائل امکانِ کذب ہونا اور دہلوی کے اتباع میں

---

[۱]۔ یکروزی صـ۱۴۵۔

marfat.com

اس کا قائل ہونا ثابت ہوا۔ اور بقول صاحب جہد المقل دہلوی صاحب اگر کذب کے محال ہونے کے قائل ہوتے تو مصنف نہ تو دہلوی کی طرف امکانِ کذب کی نسبت گوارہ کرتا نہ گنگوہی کو اس مسئلہ میں ان کا متبع لکھتا۔ بلکہ یہ کہتا دہلوی تو بجائے امکانِ کذب کے کذب کے محال ہونے کے قائل ہیں تو وہ مخالف مسئلہ امکان کے ہوئے۔ اور گنگوہی چونکہ امکان کے قائل ہیں تو یہ دہلوی کے متبع کیسے بلکہ مخالف قرار پائے۔ تو مصنف کے نزدیک دہلوی صاحب، کذب کو محال نہیں مانتے۔ لہٰذا مصنف ہیں اور اس کے استاذ میں تضاد ہوگیا اب اس میں ضرور ایک سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں مصنف سچا ہے کہ اسکی تائید خود دہلوی کا یکروزی کا کلام کر رہا ہے اور استاذ صاحب سخت جھوٹے ہیں کہ خود دہلوی اسکی تکذیب کر رہا ہے، تو اس استاذ صاحب نے اپنے کذاب شاگرد کو بھی جھوٹ بولنے میں بہت پیچھے چھوڑ دیا۔

نیز صاحب جہد المقل یہ کہتا ہے کہ دہلوی کے متبعین بھی کذب کو محال فرماتے ہیں۔ اور ان کے متبعین ہیں جناب گنگوہی جی چوٹی کے متبع ہیں کہ یہ اس کی ہر ہر بات کو آنکھیں بند کرکے مانتے ہیں۔ تو اس کے قول کے بموجب گنگوہی جی کا مذہب بھی یہی ہوا کہ کذب الٰہی محال ہے۔ لیکن اس کے خلاف اسی شہابِ ثاقب میں تصریح موجود ہے کہ۔

> مسئلہ امکان (کذب) کے البتہ حضرت مولانا (گنگوہی) اور ان کے متبعین حسب رائے اکابر سلف صالحین قائل تھے اور ہیں[۱]

تو ان ہر دو باتوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے ظاہر ہے کہ مصنف ہی سچا ہے کہ گنگوہی جی پہلے ہی امکانِ کذب کے مدعی تھے پھر وہ وقوعِ کذب کے قائل ہو گئے جیسا کہ اس سے پہلی فصل میں ثابت ہو چکا۔ تو صاحبِ جہد المقل کا ان کے لیے یہ کہنا کہ وہ کذب کو محال کہتے ہیں کیسا صریح افترا اور جیتا جھوٹ ہے۔

تو مصنف صاحب آپ ایسے جھوٹے مفتری کے جھوٹے کلام کو اپنی دلیل بنا کے لائے تھے۔ اور پھر دلیل بھی ایسی ذلیل جس نے تمہارے دعوے ہی کا قلع قمع کر دیا

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۰۱۔

marfat.com

پھر مصنف شہابِ ثاقب میں ہم اہلسنت کی سچی باتوں کو افترا کہہ کر اپنی صفائی ان الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک معاذ اللہ خداوند اکرم جل وعلا شانہٗ کاذب اور جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے کلام میں جھوٹ ہو۔ یہ سب بالکل غلط اور افترا محض ہے ہرگز ہمارے اکابر اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے معتقد کو کافر و زندیق کہتے ہیں[۱]

جب گنگوہی جی اور اس کے متبعین کا مذہب اور عقیدہ امکانِ کذبِ الٰہی بلکہ وقوعِ کذب باری تعالیٰ خود انہیں کے فتوؤں۔ رسالوں سے ثابت ہو چکا تو پھر اہلسنت کا یہ کہنا بالکل سچ اور حق ہے کہ معاذ اللہ۔ دیوبندی قوم خدا کو کاذب بالفعل کہتی ہے۔ ان کے نزدیک خدا کے کلام میں جھوٹ ہو سکتا ہے۔ مصنف کا اس کو غلط یا افترا کہنا صرف اس کی سینہ زوری ہے اور عوام کو مغالطہ دینا اور فریب میں مبتلا کرنا ہے۔ مصنف صاحب اگر تمہارے اکابر قائل امکانِ کذب اور قائل وقوعِ کذب الٰہی کو کافر اور زندیق جانتے تو تمہارا جدید مذہب ہی کیوں بنتا۔ اور ہم اہلسنت سے تمہارا اختلاف ہی کیا ہوتا۔ اور اگر تمہارے اس دعوے میں سچائی اور صداقت کا کچھ شائبہ بھی ہے تو تمہارے ہی اقرار سے گنگوہی اور اس کے متبعین امکانِ کذبِ الٰہی کے قائل ہیں تو ان سب پر کفر کا فتویٰ صادر کرو اور ہر ایک کو نام بنام کافر و زندیق لکھو۔ چھاپو۔ شائع کرو۔ مگر تم کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ تو تمہارا یہ حکم محض مکر و فریب ہے۔ عوام کے مغالطہ کے لیے ہے ؎

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً اس ظالم کے مکروں سے

پھر مصنف اپنی اور اپنے اکابر کی جہالت کو ان الفاظ میں اچھالتا ہے۔

(ہمارے اکابر) صاف طور سے تصریح فرما رہے ہیں کہ خداوند اکرم جملہ عیوب سے منزّہ اور پاک ہے اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ہے[۲]

---

[۱]:۔ شہابِ ثاقب صفحہ ۱۰۵۔ [۲]:۔ شہابِ ثاقب صفحہ ۱۰۵۔

marfat.com

اس جاہل کو اور اس کے اکابر جہلا کو یہ بھی معلوم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہوا۔ تو محال بالذات تحت قدرت داخل نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر کی عبارات میں گذر چکا تو پھر اس کے لیے قدرت علی الکذب اور امکان کہاں سے ثابت ہوگا۔ اور ساری دیوبندی تعمیر ہی منہدم ہو جائے گی۔ اور جب گنگوہی کا وقوع کذب کا بھی فتوےٰ موجود ہے تو پھر خدا ء جملہ عیوب سے منزہ اور پاک ہوا نہ اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ثابت ہو سکا۔ مصنف کو جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی کہ اپنے اکابر کا مذہب بدل کر پیش کرتا ہے۔

حسین احمد ٹانڈوی کی ڈینگیں اور اُن کا جواب

پھر مصنف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۰۶ میں کچھ تو اہلِ سنت کو گالیاں دے کر اپنے دل کا بخار نکالا۔ کچھ اعلحضرت قدس سرہٗ کو دل بھر کر کوسا تو یہ ہم نے بار بار عرض کر دیا ہے کہ ہم گالیوں کا تو کوئی جواب نہیں دیتے ہیں۔ لیکن اس میں اہلسنت کے بالمقابل ہزاروں مناظروں اور خصوصًا مرتضیٰ حسن در بھنگی کے چیلنجوں اور رسالوں کا بڑے فخر سے ذکر کیا ہے اور اپنے رسائل کی لاجوابی اور اپنے مناظروں کی کامیابی کی ڈینگیں ماریں ہیں۔ ان کا جواب ضرور دیتا ہوں کہ معبودِ کاذب بالفعل کے پجاریوں کا جب مذہب ہی یہ ہے کہ جھوٹ عیب نہیں۔ جھوٹ ان کے معبود کی صفت ہے تو انہیں جھوٹ بولنے میں کس کا ڈر اور خوف ہو۔ اور خاص کر بحث امکانِ کذب ہی میں اگر دل بھر کر جھوٹ نہ بولا جائے گا تو کذب ثابت کیسے ہوگا۔ اس مصنف نے تو یہ طے ہی کر لیا ہے کہ اگر میں جھوٹ کو دلائل سے ثابت نہ کر سکا تو اس کمی کو اپنے عمل سے پورا کیے دیتا ہوں۔ تو یہ اپنی جماعت کے کارناموں پر اُتر آیا۔ اپنی تصانیف کو یہ دکھایا کہ اہلسنت نے ان کے جواب نہیں دیئے۔ یہ جھوٹ ہے کذب ہے۔ ہمارے علماء اہلسنت نے ان کے قابل جواب رسائل کے جواب لکھے۔ چھاپے شائع کیے جن سے کتب خانے لبریز ہیں۔ وہابیہ کی سب سے بڑی کتاب تقویۃ الایمان ہے اس کے چالیس رد تو وہ ہیں جو انوار آفتابِ صداقت

marfat.com

نے شمار کرائے۔ براہین قاطعہ کا جواب دوسری ایڈیشن انوار ساطعہ ہے۔ حفظ الایمان و بسط البنان کے جواب میں دو رسائل لکھے گئے۔ ایک واقعات السنان ہے۔ دوسرا ادخال السنان ہے۔ المہند کا جواب رد المہند ہے۔ سیف یمانی جو ساری دیوبندی قوم کی مجموعی محنت کردہ کتاب تھی اس کا جواب میں نے رد سیف یمانی در جوف لکھنوی دہقانی۔۔۔ لکھا اس کے علاوہ اور بھی کتب ہیں۔ اور ان جوابوں کو مصنفین کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا لیکن آج تک کسی دیوبندی کو ایک حرف لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مرتضیٰ حسن دربھنگی کے رسائل اور آپ کی اس شہاب ثاقب کے جوابات محض اس بنا پر نہیں لکھے گئے کہ ان میں سوائے گالی گلوچ، سب وشتم، افترا و کذب کے کوئی علمی بات نہیں تھی۔ اب باقی رہے مناظرے تو تخمیناً پچاس برس سے۔ اکثر مناظروں میں میں نے شرکت کی ہے۔ آپ کو یا مرتضیٰ حسن دربھنگی کو کبھی مناظرہ کرتے دیکھا نہ مناظرہ گاہ میں موجود دیکھا۔ بلکہ جہاں آپ ہر دو صاحبان کو علماء اہلسنت نے گھیرا تو فَفِرُّوا اِلَی اللہِ کی گردان کرتے ہوئے آپ رخصت ہو گئے جھوٹ بولتے ہوئے افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ آج تک تمہارے مناظر ہر مناظرے میں ذلیل ہوئے لاجواب ہوئے، ساکت و مبہوت ہوئے۔ مناظرہ گاہ سے کتابیں حتیٰ کہ جوتیاں تک چھوڑ کر بدحواس ہو کر بھاگے۔ اور وہ شیر کے شیر ہی رہے جہاں کبھی تمہارے اکابر نے مناظرہ کا نام بھی سن لیا تو اے پریس الغیاث۔ اے وارد غہ المدد کے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ اور مکان کی چہار دیواری میں چوڑیاں پہن کر بیٹھ گئے۔

مفتیٔ سنبھل علیہ الرحمہ کا فیصلہ کن مناظرہ کے لیے چیلنج

اگر میں ہر ہر مناظرہ کی تمہاری شکستوں اور فراروں۔ اور علماء اہلسنت کی عظیم الشان کامیابیوں اور فتحوں کے مختصر واقعات بھی پیش کروں تو یہ رسالہ طویل ہو جائے گا تو اب ایک فیصلہ کن مناظرہ ہی کا چیلنج دیتا ہوں بہ نسبت آپ کے اور میرے درمیان انہیں آپ کے باب ثانی کی عبارات پر گفتگو ہو گی۔ آپ مناظرہ کا کل انتظام کر کے مجھے مطلع کیجئے میں انشاء اللہ حاضر ہو جاؤں گا۔ پھر دنیا دیکھ لیگی کہ آپ کیسے شیر ہیں۔ اور آپ کے پاس کیا علمی سرمایہ ہے۔ اور آپ کے عقائد اہلسنت کے

marfat.com

کے عقائد کے کیسے مخالف ہیں۔ اور آپ سلف صالحین کے اعمال و عقائد کے کتنے دشمن ہیں اور آپ دائرہ اسلام سے کتنے کوسوں دُور ہیں۔ اور پھر جہان واقف ہو جائے گا کہ اَب آپ مناظرے سے کس قدر ٹال مٹول کرتے ہیں۔ اور میدانِ مناظرہ میں آپ کس طرح پسپا ہوتے ہیں۔ اور وہاں سے لاجواب و مبہوت ہو کر کس طرح دُم دبا کر بھاگتے ہیں۔ اَب ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ مصنّف مناظرے کے لیے تیار ہوتا ہے یا بغلیں جھانکتا ہے اگر تمہیں اپنے شیر کہنے کی کچھ بھی لاج ہے اور اپنی ڈینگیں مارنے کا کچھ بھی پاس ہے۔ اور اپنی تعیوں کا شمہ بھر لحاظ مدِ نظر ہے۔ تو مناظرہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور اپنے اکابر کے سروں پر سے کفری بوجھ اُتار دو۔ اور اپنا مسلمان ہونا۔ اور متبع سلف صالحین ہونا ثابت کرو۔ اور ہمیں تاریخیں مقرر کر کے کسی مشہور دہلی جیسے شہر میں طلب کرو۔ ہم نے تمہارے چیلنج مناظرہ کا جواب دے دیا۔ اَب ہر شخص فیصلہ کرے گا۔ کہ مناظرہ کے لیے کون تیار ہے۔ اور کس میں مناظرہ کی ہمت ہے اور کون مرد میدان ہے اور کون شیر ہے۔ اور کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

فصل خامس اور عبارات براہین قاطعہ

مصنّف نے براہینِ قاطعہ کے مصنّفِ ظاہری کی تعریف میں پہلے تین سطریں سیاہ کیں اور اپنے ذہن میں یہ طے کر لیا کہ ان کی صفائی کے لیے یہ اوصاف ہی کافی ہو جائیں گے۔ پھر اپنے اس ناپاک تخیّل کی بنا پر اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ پر یہ الزام قائم کرنا چاہتا ہے کہ اعلیٰحضرت قبلہ نے۔

> مؤلف براہینِ قاطعہ پر تہمت لگائی کہ معاذ اللہ وُہ شیطان لعین کو حضرت رسُولِ مقبُول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم واوسع علماً کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کذب محض اور دروغ خالص ہے [1]

[1]: ۔ شہابِ ثاقب ص۱۰۔

جواب :۔ لاریب اعلیٰحضرت قُدّس سرّہٗ نے جو یہ فرمایا بالکل برحق ہے۔ براہین قاطعہ چھپی ہوئی کتاب موجود ہے کوئی چھپی ہوئی چیز نہیں ہے وہ کتاب بارہا طبع ہو چکی ہے۔ اس کے ہزاروں نسخے آج موجود ہیں۔ ہر اردو خواں اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔ اور سچائی اور جھوٹ کا امتحان کر سکتا ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ میں ہے۔

> شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیطِ زمین کا فخرِ عالم (علیہ السلام) کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم (علیہ السلام) کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔[1]

اس عبارت میں صاف طور پر کہدیا کہ شیطان و ملک الموت کے لیے تو ساری زمین کے علم کی وسعت نصِ قطعی سے ثابت ہے اور اس کے بالمقابل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ساری زمین کی وسعت علمی ثابت کرنے کے لیے کوئی نص قطعی وارد نہیں ہوئی تو حضور علیہ السلام کے لیے بغیر کسی دلیل کے محض اس فاسد قیاس کی بنا پر کہ حضور ان سے افضل ہیں ساری زمین کی وسعتِ علمی ماننا نصوصِ قطعیہ کے خلاف ہے۔ اور شرک ہے۔

براہین کی یہ عبارت ایسی صاف اردو ہے جس کو پڑھ کر ہر معمولی اردو کا پڑھنے والا یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ اعلیٰحضرت قُدّس سرّہٗ نے براہین قاطعہ کے جس مضمون کو تحریر فرمایا ہے وہ مضمون یقیناً اس عبارت براہینِ قاطعہ میں بعینہٖ موجود ہے کہ مؤلف براہین قاطعہ نے واقعی شیطان لعین کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم (یعنی زیادہ علم والا) اور اوسع علماً (یعنی علم میں زائد وسیع) کہا کہ حضور علیہ السلام کے لیے تو ساری زمین کی وسعت علمی حاصل نہ مانی اور شیطان لعین کیلئے ساری زمین کی وسعت علمی حاصل مانی تو اسکا نتیجہ کھلا ہوا یہ ہی تو قرار پایا کہ

---

[1] :۔ براہینِ قاطعہ مطبوعہ بلالی ساڈھورہ ص۵۱۔

marfat.com

شیطان حضور سے اعلم و اوسع علماً ساری زمین کی وسعتِ علمی کے حاصل ہونیکی بنا پر ہوا تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا حسام الحرمین یا تمہید الایمان میں یہ تحریر فرمانا بالکل صحیح اور حق ہے۔

اب مُصنّف کا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے اس دعوےٰ کو کذب محض اور دروغ خالص کہنا اور انہیں مؤلفِ براہین پر تہمت لگانے والا اقرار دینا خُود اس مُصنّف کے دروغ گو اور کاذب و مفتری ہونیکے لیے کافی ہے مُصنّف نے اس فصل میں ایک ورق سے زاید سیاہ کر ڈالا۔ مگر سوائے یاوہ گوئی کے کچھ نہ کہہ سکا۔ باوجودیکہ حسام الحرمین میں اعلیٰحضرت نے براہینِ قاطعہ کی اس قدر اصل عبارت بھی تحریر فرمادی جتنی پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے۔ مگر مُصنّف کی مُنہ زوری اور جرأت و دلیری ملاحظہ ہو۔ وُہ لکھتا ہے۔

> اس کاذب نے دعویٰ تو کیا ہے کہ وُہ براہین میں تصریح کر رہے ہیں کہ ابلیس کا علم حضُور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے اور وُہ آپ سے اعلم و اوسع علماً ہے اور اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں [1]

جواب :۔ اس کذّاب مُصنّف کی دلیری دیکھئے کہ حسام الحرمین میں براہین کی وُہ خط کشیدہ اصل عبارت مع قید صفحہ کے موجُود ہے اور اس میں صاف لکھا ہے کہ شیطان کو وُسعتِ علمی نص سے ثابت اور فخرِ عالم (علیہ السّلام) کی وسعتِ علمی کسی نص سے ثابت نہیں تو اس میں صراحۃً ہی تو یہ اقرار ہوا کہ ابلیس کا علم حضُور علیہ السلام سے زیادہ ہے اور وُہ آپ سے اعلم و اوسع علماً ہے مُصنّف اس عبارت براہین کی کوئی ایسی تاویل تو کر نہیں سکا جس سے اس عبارت کی مُراد بدل جائے۔ یا اعلیٰحضرت قبلہ کے بیان کردہ مضمون کے سوا کوئی اور معنے پیدا ہو جائیں۔ تو یہ عبارت براہین اعلیٰحضرت کے بیان کردہ مضمون میں صریح اور ظاہر المُراد ہے۔ یہاں تک کہ ہر اردو خواں اس عبارت براہین کے پڑھنے کے بعد اور کوئی دُوسرے معنے نہیں سمجھتا۔ حتیٰ کہ خود مُصنّف نے بھی مجبُور ہو کر اس عبارت براہین کے یہی معنے

---

[1] شہابِ ثاقب صفحہ ۱۰۱۔

marfat.com

سمجھے اور بیان کیے۔

حسین احمد ٹانڈوی اقبالی مجرم ثابت ہو گیا

چنانچہ مصنف کہتا ہے۔

> پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے[۱]

دیکھو! اب مصنف نے بھی عبارت براہین کا مضمون یہی بیان کر دیا کہ حضور علیہ السلام کو ایک خاص علم کی وسعت نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو اس خاص علم کی وسعت دی گئی۔ تو اب مصنف کے نزدیک بھی ابلیس لعین اس خاص علم کی وسعت کی بنا پر حضور علیہ السلام سے اعلم واوسع علماً قرار پایا۔ اور ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہو گیا۔ لہٰذا اب مصنف کے نزدیک بھی براہین میں یہ تصریح ہو گئی کہ ابلیس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے اور وُہ آپ سے اعلم واوسع علماً ہے۔ مصنف صاحب اب تو تمہارے ہی مُنہ سے عبارت براہین میں وُہ تصریح کرا دی۔ اور تم پر اقبالی ڈگری ہو گئی۔ اور اب تو تمہیں بھی اس عبارت کا براہینِ قاطعہ میں پتہ چل گیا۔ تو کاذب کا لفظ اب تمہارے اُوپر ہی صادق آگیا۔ اور تمہاری اقرار کی ہوئی نسیم الریاض کے حکم تکفیر سے انبیٹھی جی و گنگوہی جی کافر ہو گئے۔

مصنف کو یہ جاہلانہ گفتگو کر کے سخت شرمندگی بھی اُٹھانی پڑی اور اس کے اکابر پر حکم کفر اب خود اس کے اقرار سے بھی ثابت ہو گیا۔ نیز مصنف کی یہ کتنی شرمناک بات ہے کہ اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں۔ براہینِ قاطعہ ہزارہا کی تعداد میں موجود ہے۔ ہر اُردو خواں اِس عبارت کو براہین میں تلاش کر کے اعلٰحضرت کی پیش کردہ عبارت براہین کی تصحیح نقل کر سکتا ہے مصنف کو ایسی کمزور اور ذلیل باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں

---

[۱] شہاب ثاقب ص ۱۱۳۔

marfat.com

آتی اس سے یہی بہتر ہوتا کہ یہ کہدیتا کہ براہینِ قاطعہ کوئی کتاب ہی نہیں ہے تو اس کو جواب میں یہ اوراق سیاہ کرنے کی محنت تو نہ اُٹھانی پڑتی اور اتنے جھوٹ بولنے اور گالیاں لکھنے سے نجات ملجاتی۔ اور مصنف اب اپنی اس بات پر پتھر مارے کہ:۔

| عبارت جو نقل کی ہے وُہ ہرگز صریح اس معنے پر نہیں [له] |

کیونکہ مُصنّف نے خود ہی وُہ معنے بتا کر یہ ثابت کر دیا کہ عبارت براہینِ قاطعہ اسی معنے میں صریح ہے جو اعلحضرت قُدّس سرّہٗ نے اس کے معنے تحریر فرمائے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ سے ابلیس کو زیادہ علم ہے اور وُہ اعلم واوسع علماً ہے۔ لہٰذا مُصنّف کو چاہیئے اب تو انبیٹھی اور گنگوہی پر کُفری فتوےٰ دے۔ اور اعلحضرت کی موافقت کر کے حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلم الخلق ہونے پر ایمان لائے۔

حسین احمد ٹانڈوی کا جہالت آمیز مطالبہ

پھر مصنف کا ایک نہایت جہالت آمیز مطالبہ ملاحظہ ہو۔

| (بتاؤ براہینِ قاطعہ میں) کہیں لفظ اعلم کا آیا ہے یا کہیں ابلیس کو اوسع علماً کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ یا کہیں یہ کہا ہے کہ معاذ اللہ ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زائد ہے یہ بحث صفحہ ۴۶ سے لے کر ۴۸ تک لکھی ہوئی ہے مگر کوئی متنفس ان الفاظ کو کہیں سے نہیں نکال سکتا [ٰه] |

تو مصنف کی اگر کُتبِ دینیہ پر نظر ہوتی تو ہرگز ایسی جہالت کی بات نہ کہتا۔ اگر قواعدِ مذہب معلوم ہوتے تو ہرگز ایسا جاہلانہ سوال نہ کرتا۔ اگر اصطلاحِ فقہا پر اطلاع حاصل ہوتی تو ایسا کمزور مطالبہ نہ کرتا۔ تو پہلے اس کے مطالبہ کا جہالت آمیز ہونا ہی دکھا دیا جائے۔ تو مُصنّف کے اس کلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کسی شئے کے الفاظ خاص نہ پائے گئے تو اس کے معنے مُراد۔ اور مضمون مقصود اور ان پر دلالت و حکم بھی نہ پایا جائے گا۔ مثلاً

له :۔ شہابِ ثاقب صہ ۱۰۷۔ ٰه :۔ شہابِ ثاقب صہ ۱۰۸۔

marfat.com

ایک عورت کو اپنا نکاح کرنا ہے اور وہ بوقت اجازت لفظ نکاح تو نہیں بولتی بلکہ بجائے اس کے ہبہ یا صدقہ کے الفاظ اس طرح کہتی ہے کہ میں نے اپنا نفس اُسے ہبہ کر دیا یا اُسے صدقہ کر دیا۔ تو فقہا کرام کے نزدیک تو اس نے اگرچہ بجائے لفظ نکاح کے ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کہے لیکن نکاح ہو گیا۔ کیونکہ نکاح کے معنے مُراد اور مضمون مقصود پر ہبہ اور صدقہ کے الفاظ نے دلالت کی تو حکم وہی ہوا جو لفظ نکاح کے کہنے میں ہوتا۔

اسی طرح کسی شوہر نے اپنی بیوی کو بجائے لفظ طلاق کے لفظ تلاغ کہا۔ اور یہ کہا۔ میں نے تجھے تلاغ دی۔ تو فقہاء کرام کے نزدیک تو لفظ تلاغ سے بھی عورت اس کے نکاح سے خارج ہو جائے گی۔ کیونکہ طلاق کے معنے مُراد اور مضمون مقصود پر تلاغ کے لفظ نے دلالت کی۔ اور حکم وہی ہوا جو لفظ طلاق کے کہنے میں ہوتا۔

لہٰذا ان فقہا نے قاعدہ بیان فرمایا۔ العبرۃ للمعانی دون الالفاظ یعنی اعتبار معانی کا ہے نہ کہ الفاظ کا۔

یہ احکام فقہ کی درسی کتابوں میں بھی ہیں مگر اس نادار مصنّف کو اتنا دیکھنا کب نصیب ہوا ہوگا۔ لہٰذا ہمارے بے علم مصنّف کے نزدیک پہلے مسئلہ میں عورت نے ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کہے ہیں اور لفظ نکاح نہیں کہا ہے تو ہرگز ہرگز ہبہ اور صدقہ کے الفاظ سے نکاح نہ ہوگا۔ فقہا کے دلالت کردہ معنے مُراد اور مضمون مقصود پر جو حکم نکاح دیا ہے وہ غلط ہے اسی طرح مسئلہ ثانیہ میں شوہر نے لفظ تلاغ کہا ہے۔ لفظ طلاق تو نہیں کہا تو لفظ تلاغ سے ہرگز ہرگز طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقہا نے دلالت معنے مُراد و مضمون مقصود کی بنا پر جو حکم طلاق دیا ہے وہ غلط ہے۔

یہ ہر دو مثالیں تو علمی تھیں شاید مصنّف کے ذہن کی رسائی نہ ہو سکے۔ اب ایک مثال اس کی سمجھ کے موافق اور بھی پیش کر دوں۔ کوئی مولوی صاحب اپنے وعظ میں کہیں قرآن مجید میں ہے کہ نماز فرض ہے۔ مجلس میں سے فوراً ایک جاہل ان سے دریافت کرے کہ مولوی صاحب سارے قُرآن مجید میں مجھے یہ الفاظ کہیں دکھا دو کہ نماز فرض ہے ہیں قُرآن مجید

marfat.com

کا حافظ ہوں الحمد سے لے کر والناس تک کا ایک ایک کلمہ مجھے خوب یاد ہے کہیں اس میں یہ الفاظ آئے ہی نہیں کہ نماز فرض ہے، تم ہرگز ان الفاظ کو نہیں دکھا سکتے۔ لہٰذا تم سخت کاذب ہو۔ دروغ گو ہو۔ مفتری ہو۔ تو مصنف صاحب اب بولو کہ اس جاہل حافظ کا جیسا جہالت آمیز مطالبہ ہے اسی طرح تمہارا بھی جہالت آمیز مطالبہ ہوا یا نہیں۔

لہٰذا اس جاہل حافظ کے مطالبہ کا آپ جو جواب دیں وہی جواب ہماری طرف سے آپ کے مطالبہ کا ہے۔ کہیئے اب تو آپ کو اپنے مطالبہ کا جہالت آمیز ہونا ظاہر ہو گیا ہو گا۔

مصنف صاحب آپ اپنی جاہل دیوبندی قوم کے سامنے ان جہالت آمیز باتوں کو پیش کر کے خوش ہو جاتے ہوں گے۔ لیکن اہل علم ہی نہیں بلکہ ہر سمجھدار اردو خواں بھی آپ کی اس جاہلانہ مطالبے پر کس قدر بری رائے قائم کرتا ہو گا اور آپ کی اس لفظی ایر پھیر کو کس حقارت کی نظر سے دیکھتا ہو گا۔ اور پھر اگر اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو کیا آپ کی اس عیاری سے انبیٹھوی و گنگوہی کے سروں سے کفر کا بار اتر گیا۔ اور عبارت براہین کے مضمون کا توہین ہونا ختم ہو گیا۔ بلکہ اس لفظی بحث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ عبارت براہین اپنے کفری معنے میں ایسی متعین ہے کہ تم سے کوئی ضعیف سے ضعیف تاویل نہ ہو سکی اسی بنا پر تم لفظوں کے ایر پھیر پر اتر پڑے۔ اور ایک ورق اسی لغو و بے ہودہ بات میں سیاہ کر دیا۔

اور پھر اس مصنف کا ایک صریح جھوٹ اور افترا ملاحظہ ہو۔

حسین احمد ٹانڈوی کے صریح جھوٹ کا جواب

> اس دریدہ دہن نے تو علماء حرمین کے آگے یہ ظاہر کیا کہ براہین میں اس امر کی تصریح کی ہے جس سے علماء حرمین کو دھوکہ دیا گیا۔ ملخصاً [1]

جواب:۔ مصنف نے اس میں ایک بات تو یہ ظاہر کی کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے

[1]:۔ شہاب ثاقب ص ۱۰۸۔

marfat.com

عُلماءِ حرمین کے سامنے اصل عبارت براہین کو اور اس کے عربی ترجمہ کو پیش نہیں کیا ہے بلکہ اس کے مضمون کو اپنے ان الفاظ (ابلیس کا علم نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے) کی عربی بنا کر عُلماءِ حرمین کے سامنے پیش کی ہے تو یہ مصنّف کا کذب محض اور صریح افترا ہے۔ اعلیٰحضرت قُدّس سرّہٗ نے اس کی اصل عبارت کا عربی ترجمہ کر کے اس طرح پیش کیا ہے۔ چنانچہ حسام الحرمین میں ہے:۔

وھذا نصہ الشنیع بلفظہ الفظیع ص۴۷ شیطان وملک الموت کوالخ ای ان ھذہ السعۃ فی العلم ثبتت للشیطان و ملک الموت بالنص، وای نص قطعی فی سعۃ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ حتی نردبہ النصوص جمیعا و یثبت شرک وکتب قبلہ ان ھذا الشرک لیس فیہ حبۃ خردل من ایمان۔[1]

یہ اُس (براہینِ قاطعہ والے) کا بُرا قول خود اس کے بد الفاظ میں ص۴۷ پر یوں ہے۔ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کون سی نصِ قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور اس سے پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

اب حسام الحرمین کی اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ اعلیٰحضرت قُدّس سرّہٗ نے عُلماءِ حرمین کے سامنے براہینِ قاطعہ کی بعینہٖ اصل عبارت کو پیش کیا۔ ہر شخص اس عبارت کی براہینِ قاطعہ کی عبارت سے تصحیح نقل کر سکتا ہے۔ لہٰذا اس مصنّف کا اس پہلی بات میں کس قدر کذّاب ومفتری ہونا ظاہر ہوگیا۔

مصنّف نے دُوسری بات یہ کہی تھی کہ عُلماءِ حرمین نے براہینِ قاطعہ کی اصل عبارت پر

---

[1] حسام الحرمین ص۱۴ وص۱۵۔

marfat.com

کفر کا فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ انہیں یہ دھوکا ہو گیا کہ وہ اعلیٰحضرت کے پیش کردہ مضمونِ عبارت براہینِ قاطعہ پر جس کو اعلیٰحضرت نے اپنے الفاظ مذکورہ میں لکھا ہے۔ اس پر علماء حرمین فتوے کفر کا تحریر فرما گئے تو ہم مصنف کے اس کذبِ خالص اور صریح افترا کی حقیقت کا بھی اظہار کر دیں۔ مصنف کے مسلّم مفتی الشافعیہ حضرت محقق مولانا السید احمد برزنجی مصنف غایۃ المامول ہی کے فتویٰ کا اتنا جز نقل کرتا ہوں۔

حسین احمد ٹانڈوی کے مسلّمہ مفتی کا فتویٰ

اما قول رشید احمد الکنکوهی المذکور فی کتابہ الذی سماہ بالبراهین القاطعۃ ان هذہ السعۃ فی العلم ثبتت للشیطان وملک الموت بالنص وای نص قطعی فی سعۃ علم رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم حتی ترد بہ النصوص جمیعا ویثبت شرکا فهو کفر من وجهین وجہ الاول انہ صریح فی ان ابلیس واسع العلم دونہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وهذا استخفاف صریح بہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم والوجہ الثانی انہ جعل اثبات سعۃ العلم

لیکن رشید احمد گنگوہی کا وہ قول جو اس نے اپنی کتاب براہینِ قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا دو وجہ سے کفر ہے۔ ایک یہ کہ اس میں اس کی تصریح ہے کہ ابلیس کا علم وسیع ہے نہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا اور یہ صاف صاف حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شان گھٹانا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس نے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم کی وسعت ماننے کو شرک ٹھہرایا

marfat.com

لرسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم شرکاً وقد نص ائمۃ المذاہب الاربعۃ علی ان من استخف برسول اللہ کافر وان من جعل ماھو من الایمان شرکا و کفرا کافر [1]

اور چاروں مذاہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ نبی علیہ السّلام کی شانِ اقدس گھٹانے والا کافر ہے۔ اور یہ کہ جو کوئی ایمان کی کسی بات کو شرک و کفر ٹھہرائے وُہ کافر ہے۔

تو اس فتوے سے ثابت ہو گیا کہ علمائے حرمین شریفین نے اصل عبارت براہین قاطعہ کو نقل کر کے اسی پر حکم کفر دیا ہے اور انہیں کسی طرح کا دھوکہ نہیں ہوا ہے۔ اب اس کاذب و مفتری مُصنف کی یہ دُوسری بات بھی محض کذب اور صریح افترا قرار پائی مُصنف کو اپنے اُوپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر دم کرنا چاہیئے۔

ٹانڈوی کی مخبوط الحواسی پر مُفتی صاحب کی گرفت

پھر مُصنف نے براہینِ قاطعہ کے بعض مضامینِ فضائل کو دلیل بناتے ہوئے اس کُفری عبارت کی صفائی میں ایک یہ حیلہ ایجاد کیا جس کو وُہ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

> کوئی ادنےٰ مُسلمان بھی ایسا خیال بہ نسبت حضُور علیہ السلام نہیں کر سکتا کہ کوئی بھی آپ سے اعلم ہو چہ جائیکہ ایک عالم متبحر جس کی تمام عُمر دینیات کی کتابیں پڑھاتے ہوئے ہو گئی ہزاروں عُلماء اس سے کُتب درسیہ دینیہ پڑھ کر مدرس و ہادی خلق بن گئے یہ خیال ہرگز ہرگز نہ اس کا ہو سکتا ہے اور نہ وُہ لکھے گا۔ [2]

یہ تو ظاہر ہو گیا کہ مصنف براہین قاطعہ والی عبارت کی کوئی ایسی توجیہ و تاویل پیش نہیں کر سکا جس سے اس کے اُوپر سے حکم کُفر اُٹھ جائے۔ مصنف نے اس

---

[1]: حسام الحرمین ص ۱۳۲ و ص ۱۳۴۔ [2]: شہابِ ثاقب ص ۱۰۹۔

marfat.com

کوشش میں بہت سی کروٹیں بدلیں۔

- کبھی اصل عبارت کے براہین میں ہونے ہی سے انکار کر ڈالا۔
- کبھی اعلیٰحضرت پر افترا کیا کہ اُنہوں نے علماء حرمین کے سامنے اصل عبارت ہی پیش نہیں کی۔
- کبھی علماء حرمین پر دھوکہ کی یہ تہمت لگادی کہ انہوں نے اصل عبارت براہین پر کفری فتویٰ نہیں دیا ہے۔

جن کی حقیقت ہم نے اچھی طرح ظاہر کر دی۔ اور مصنف کی عیاری اور فریب دہی کا پردہ ہم نے اچھی طرح چاک کر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ عبارت براہین قاطعہ میں اب بھی موجود ہے اسی عبارت پر علماء حرمین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے تو اب مصنف اس عبارت کے انکار کو چھوڑ کر اور اس کے توہین آمیز معنے کو مان کر اس عبارت کو انبیٹھوی صاحب کی طرف نسبت ہی سے انکار کرنے پر اتر پڑا کہ مولوی خلیل احمد جیسے متجر عالم جنہوں نے عمر بھر دینیات کا درس دیا۔ ہزاروں کو پڑھا کر عالم بنایا وہ ایسی خبیث توہین نہ کر سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں تو گویا مصنف کے نزدیک کسی عالم متجر۔ استاذ العلماء سے نہ کوئی غلطی ہو سکتی ہے نہ کسی طرح کی کوئی لغزش ہو سکتی ہے۔ اور اس کے حرام یا کفر کرنے کا تو کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ اور اگر وہ کوئی حرام کر ہی لے یا کفر بک ہی دے تو اس کے اوپر نہ فاسق ہونے کا حکم دیا جا سکے نہ کافر ہونیکا فتوےٰ لگایا جا سکے تو پھر اگر کوئی استاذ العلماء متجر عالم اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے تو مصنف کے نزدیک اس کی طلاق ہو نہیں سکتی کہ وہ طلاق کے مسائل سے پورا واقف، اس نے عمر بھر مسائل طلاق پڑھائے۔ ہزاروں کو مسائل طلاق کا عالم بنا دیا تو اُسے نہ طلاق دینے کا خیال آسکتا ہے نہ وہ طلاق دے گا تو یہ مصنف تو اپنے ضابطہ کے تحت غالباً یہی فتوےٰ صادر کرے گا کہ اس کی عورت ہرگز ہرگز مطلقہ نہیں ہو سکتی۔

معلومات متعلقہ روحانی جدّ اعلیٰ وہابیت و دیوبندیت

اور اگر اس دیوبندی ضابطہ کو دیکھ کر کوئی دیو (شیطان) کا بندہ یہ کہنے لگا کہ ہمارا

marfat.com

پیشوا ابلیس دیو تو اس قدر زبردست متبحر عالم ہے کہ محیط زمین کی وسعت کا عالم. تفاصیل افلاک کا عالم. علوم دینیہ و دنیویہ کا عالم علوم شریفہ ورذیلہ کا عالم. حتیٰ کہ اعلم الخلق نبی کریم علیہ السلام سے بڑا عالم اور پھر ایسا زبردست عالم جو کہ معلم الملکوت ہو. کروڑ نہیں بلکہ بے شمار فرشتوں کا استاذ ہو. اور باوجود اس علم وفضل کے ایسا عابد و متقی ہو جس نے نہ فقط محیط زمین بلکہ وسعتِ افلاک میں سجدے کیے ہوں. زبردست عبادتیں کی ہوں. خدا کا انتہا درجہ کا مطیع و فرماں بردار رہا ہو. پھر اپنی اطاعت کی بنا پر ایسے عہدوں پر عرصہ دراز تک فائز رہا ہو.

بقول علامہ صاوی کے.

- چالیس ہزار برس تک خازن جنت رہا ہو.
- اسی ہزار سال تک فرشتوں کے ساتھ رہا ہو.
- بیس ہزار برس تک فرشتوں کو پند و وعظ کہتا رہا ہو.
- تیس ہزار برس تک ملائکہ کروبیین کا سردار بنا رہا ہو. ایک ہزار سال تک روحانیوں کا پیشوا بنا رہا ہو.
- چودہ ہزار برس تک عرش کے گرداگرد طواف کرتا رہا ہو. اور

اس کا پہلے آسمان میں نام عابد اور دوسرے آسمان میں نام زاہد. اور تیسرے آسمان میں نام عارف. اور چوتھے آسمان میں نام ولی. اور پانچویں آسمان میں نام تقی. اور چھٹے آسمان میں نام خازن اور ساتویں آسمان میں نام عزازیل مشہور ہو تو اس کی طرف یہ ہرگز ہرگز خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ اس نے خدا کے حکم کو نہ مانا ہو اور سجدہ سے انکار کیا ہو. قرآن کریم میں جو انکار سجدہ کی اس کی طرف نسبت ہے یہ کسی ادنٰے سمجھ والے کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتی.

کہیئے مصنف صاحب اس دیو کے بندہ کا اپنے پیشوا دیو کی صفائی میں یہ استدلال صحیح ہے یا غلط ہے. اور اس سے شیطان کی طرف نافرمانی کی نسبت باطل قرار پائی

marfat.com

یا نہیں۔ اور شیطان پر کافر ہونے کا حکم حق ہے یا نہیں۔ اگر آپ کہیں شیطان کی صفائی کے لیے یہ استدلال غلط ہے اور اس کی طرف نافرمانی کی نسبت صحیح ہے۔ تو آپ نے اپنے ضابطہ کو خود ہی غلط کر دیا۔ اور اپنے استدلال کو خود ہی باطل قرار دیا۔ اور یہ بھی صاف بتایئے کہ وہ اگر دیو کا بندہ تھا تو آپ بھی دیو بندی ہیں اس نے اگر شیطان کو ایسا جید متبحر عالم مانا تو آپ بھی تو اُسے ایسا عالم بحر و بر مانتے ہیں کہ اُسے محیط زمین کی وسعت کا علم نصِ قطعی سے ثابت کر رہے ہیں۔ وہ اگر اس کو استاذ ملائکہ مانتا ہے تو آپ بھی تو اُسے معلم الملکوت کہتے ہیں، وہ اگر اس کو علم میں سب سے فائق مانتا ہے تو آپ بھی تو اُسے اعلم الخلق فخرِ عالم سے زائد علم ثابت کر رہے ہیں۔ تو بتایئے کہ آپ اس دیو شیطان کو اب کافر کہتے ہیں یا مسلم موحد۔ آپ اگر اس کو کافر کہیں تو کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہی نے اپنے پیشوا گنگوہی جی و انبیٹھی جی کے کفر سے بچانے کے لیے آخر میں سب سے بڑی دلیل یہی تو پیش کی ہے کہ اُنہوں نے عمر بھر دینیات کی کتابیں پڑھائیں ہزاروں ان سے پڑھ کر عالم و ہادی خلق بن گئے — یہی دلیل تو وہ دیو کا بندہ اپنے پیشوا دیو ابلیس کے لیے پیش کر رہا ہے کہ گنگوہی جی و انبیٹھی جی نے تو زائد سے زائد پچاس ساٹھ برس ہی دینیات کا درس دیا ہو گا، ہمارے پیشوا نے تو نہ فقط صدہا دہزار ہا بلکہ لکھو کھا برس تک دینیات کا درس دیا ہے اُنہوں نے ہزاروں عالم و ہادی خلق بنائے ہیں اور ہمارے پیشوا نے نہ فقط ہزار ہا بلکہ لکھو کھا بلکہ کروڑ ہا بلکہ بے شمار ملائکہ کو عالم و ہادی خلق بنایا۔ پھر اُنہوں نے زمین پر درس دیا ہے تو ہمارے پیشوا نے آسمانوں پر درس دیا ہے۔ اُنہوں نے عوام انسانوں کو پڑھایا ہے تو ہمارے پیشوا نے خواص ملائکہ کو بھی پڑھایا ہے۔ لہٰذا مُصنف کی اس دلیل سے اگر گنگوہی و انبیٹھی جی کافر نہیں قرار پاتے تو اسی دلیل سے بدرجہ اولیٰ ہمارا پیشوا شیطان بھی کافر نہیں ٹھہرا۔ جب چھوٹا علم ان کو کفر سے بچا لیتا ہے تو بڑا علم کفر سے کیوں نہیں بچائے گا۔ جب چند سال کا درس دینا اور چند عالم و ہادی بنانا ان کے لیے فتوے کفر سے مانع ہے تو لکھو کھا برس کا درس دینا اور کروڑ ہا عالم و ہادی بنانا کیوں نہ فتوے کفر سے مانع ہو گا۔

marfat.com

لہٰذا مصنف صاحب اگر آپ کی اس دلیل سے گنگوہی جی و انبیٹھی جی مسلمان قرار پاتے ہیں تو اسی دلیل سے شیطان کو بھی مسلمان ٹھہرا لیجئے تو پھر آپ کا دیوبندی ہونا علی درجہ الکمال ثابت ہو جائے گا۔

مسلمانو! یہ ہیں اس مصنف اور دیوبندی قوم کے دلائل جن سے اپنے پیشواؤں کا اسلام ثابت کیا کرتے ہیں۔ کیا ایسے دلائل سے وہ مسلمان ثابت ہو سکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں

پھر مصنف نے شہابِ ثاقب ہی میں ابلیس کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم ثابت کرنے والے کے کافر ہونے کا فتوےٰ خود گنگوہی جی کا یہ نقل کیا۔

> مولانا گنگوہی قدس سرہٗ العزیز نے متعدد فتاوے میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسولِ مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علماً کہے وہ کافر ہے[1]

جواب:۔ ہم گنگوہی جی کے ان متعدد فتاوؤں کا مطالبہ اور پھر ان کی تصحیح نقل کا مطالبہ مصنف سے اس وقت نہیں کرتے ہیں مگر اس قدر اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے یہ فتوے موجود ہوتے تو فتاویٰ رشیدیہ میں موجود ہوتے اور مصنف اپنی عادت کے موافق فتاویٰ رشیدیہ کے حوالہ سے انہیں لکھتا۔ لیکن جب اس نے حوالہ نہیں دیا تو ثابت ہو گیا کہ گنگوہی صاحب کا ان الفاظ میں کوئی فتویٰ نہیں۔ یہ اس مفتری کا افترا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور جب یہ مصنف اپنے خصموں کی کتابیں گھڑ لیتا اور ان کے مطبع تراش لیتا ہے ان کے صفحات اور عبارات بنا ڈالتا ہے تو اپنے اکابر کے نام سے فتاوؤں کا بنا لینا اس کو کیا دشوار ہے۔ ہمیں مصنف سے گنگوہی جی کے ان متعدد فتاوؤں کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس کے پاس سوائے افترا کے اور کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ اس وقت تو ہمیں یہ دکھانا ہے کہ جب گنگوہی جی کے ایسے متعدد فتاوے موجود ہیں اور مصنف اور ساری دیوبندی قوم ان کو مانتی ہے تو ان فتاوؤں سے

---

[1]:۔ شہابِ ثاقب ص ۱۰۹۔

marfat.com

ظاہری مصنف براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کا کافر ہونا ثابت ہوگیا بلکہ خود گنگوہی جی مصنف حقیقی براہین قاطعہ کا کافر ہونا بھی ثابت ہوگیا کہ انہوں نے یقیناً اسی عبارت براہین میں شیطان کا علم حضور علیہ السلام سے زائد مانا جس کا اعتراف مصنف نے بھی شہاب ثاقب کے ص۱۱۳ پر کیا ہے۔ تو یہ فتاوے ان کے حق میں اقبالی ڈگری ہو گئے۔ مصنف نے یہ تو بہت آسانی کردی کہ اب نہ نسیم الریاض کی عبارت تلاش کرنے کی ضرورت رہی نہ علماء حرمین کے فتاوے پیش کرنے کی حاجت رہی بلکہ مصنف نے انہیں مصنفین براہین کے فتاوے پیش کر کے خود انہیں کو کافر ثابت کر دیا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ حق بات کبھی مخالف ومنکر کی زبان پر بھی جاری ہو جاتی ہے۔ تو مصنف صاحب اب تو ان کے کفر پر خود تمہارے اکابر کی مہر لگ گئی۔ اور فتوے صادر ہوگئے۔ تو جلد از جلد توبہ کرو۔ اور ان کفری عبارات کی بیجا حمایت اور باطل تاویلات کرنے سے باز آؤ۔ اور علماء اہلسنت پر افترا کرنے۔ بہتان باندھنے۔ ان کو گالی گلوچ دینے سے اجتناب کرو۔ وما علینا الا البلاغ۔

فصل سادس اور عبارات براہین قاطعہ کی پہلی بحث

مصنف نے ایک صفحہ سے زاید تو علوم کے انواع واسماء۔ اور ان کے تفاوت مراتب۔ اور ان کے مابین بحث اشرفیت۔ اور ہر علم کے کثرت مسائل وغیرہ کی غیر متعلق باتوں کو لکھ کر اپنی قابلیت کو اچھالا۔ لیکن نتیجہ پر اگر وہ ساری قابلیت جہالت سے بدل گئی۔ چنانچہ مصنف کہتا ہے۔

> اور ہر عاقل بداہۃً اس کو بھی جانتا ہے کہ ادنےٰ درجہ کے علوم پر اطلاع نہ ہونا کسی شخص کا اس کے اس کمال میں جو اس نے باعتبار علوم کمالیہ ومعارف علیہ حاصل کیے ہیں سر مو تفاوت نہیں ڈالتا۔[۱]

[۱] ۔ شہاب ثاقب ص۱۱۱۔

مصنف اپنے اکابر کی حمایت میں اندھا ہو گیا ہے۔ اور یہ نہیں سمجھتا کہ جس کو ہر شے کا علم عطا کیا گیا ہو اور اس کا کمال ہی یہ ہو کہ وہ ہر چیز کا عالم ہے تو اس کے لیے ادنٰے درجہ کے علوم پر اطلاع نہ ماننا صاف طور پر اس کے کمال جامعیت سے انکار کرنا ہے اور اس کی تنقیصِ شان کرنا ہے۔ اور یہ اقرار کرنا ہے کہ اسے ہر شے کا علم حاصل نہیں، ایسے جاہل نام کے عاقل انبیٹھ ہی میں بلتے ہیں کہ انبیٹھہ فقدانِ عقل میں ضرب المثل ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یہی کافی ہے وطن آپ کا انبیٹھہ ہے

تو مصنف کا بنیادی قاعدہ ہی غلط ہے بلکہ یہ قاعدہ ہی تنقیصِ شانِ رسالت کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ مصنف اس کے بعد اس قاعدہ پر یہ تصریح کرتا ہے۔

> آپ ہی خیال فرمالیں کہ نجاست کا کیڑا جو دن رات نجاست میں رہتا ہے۔ بے شک نجاست کے احوال دخواص سے اس قدر واقف ہے کہ جالینوس اور افلاطون کو مجدد بریلوی کو ہرگز اس کی خبر نہیں علیٰ ہذا القیاس گڈریا بکریوں اور اس کے چرانے وغیرہ سے اس قدر واقف ہے کہ بڑے بڑے مورخ وڈاکٹر کو اس کی اطلاع نہیں اس کو اپنے ادنٰے علم میں اس قدر بڑی وسعت حاصل ہے کہ اتنی وسعت ہرگز ہرگز اس مورخ وڈاکٹر کو حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح علم شعر میں متنبی اور ابو تمام اور فردوسی وغالب کو جو وسعت حاصل ہے حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل نہیں[1]

جواب:۔ یہ فرض بھی کر لیجئے کہ جالینوس وافلاطون کو کیڑے کی برابر نجاست کے احوال کا علم نہیں اسی طرح بڑے مورخ وڈاکٹر کو بکریاں چرانے میں گڈریئے کی برابر علم نہیں، اسی طرح حضرت امامِ اعظم کو شعر گوئی میں، متنبی وابو تمام فردوسی وغالب کی برابر

---

[1]:۔ شہابِ ثاقب صنا وصلا۔

marfat.com

علم نہیں تو اس کا دعویٰ کس نے کیا ہے کہ انہیں ہر شئے کا علم حاصل ہے۔ یہ اعلم الخلق ہیں۔ انہیں اگر بعض چیزوں کا بالکل علم بھی نہ ہو تو ہمارے اصل دعوے پر کیا اثر۔ دعوے تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کا علم عطا فرمایا۔ ان کو اعلم الخلق بنایا۔ مصنف کا اس دعوے کے جواب میں ان لوگوں کی مثالیں پیش کرنا بالکل مبحث سے بیگانہ باتیں کرنا ہے جو اس کے انتہائے جہل کی دلیل ہے۔ پھر مصنف کی ان مثالوں میں بھی مزید جہالت ملاحظہ ہو کر کیڑے کے لیے علم ثابت کرتا ہے اور اس کے علم کا جالینوس و افلاطون کے علم سے مقابلہ۔ اسی طرح چرواہے کے علم کا مورخ و ڈاکٹر کے علم سے مقابلہ۔ اسی طرح غالب و فردوسی وغیرہ کے علم کا حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کے علم وسیع سے مقابلہ۔ اس جاہل نے اس تقابل میں کون سا تناسب مدِ نظر رکھ کر یہ مقابلہ کیا۔ اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجئے کہ توہین تو ذلیل کا مقابلہ کرنے سے ہو جاتی ہے۔ کیا جالینوس و افلاطون کے مقابلہ میں نجاست کے کیڑے کو لانا جالینوس و افلاطون کی توہین نہیں۔ کیا گڈریئے کے مقابلہ میں مورخ و ڈاکٹر کا ذکر کرنا اس مورخ و ڈاکٹر کی توہین نہیں۔ کیا غالب و فردوسی وغیرہ کے مقابلہ میں حضرت امامِ اعظم علیہ الرحمۃ کا اسمِ گرامی لینا ان کی سخت توہین نہیں۔ افسوس یہ دیوبندی قوم توہین خدا و رسول جلّ جلالہٗ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے کرتے اپنے احساسِ توہین کو اس قدر کھو بیٹھی کہ ان کو کسی کی توہین ہی نہیں معلوم ہوتی۔ یہ لوگ اگر اس کو توہین نہیں سمجھتے تو ہم ان کے پیشواؤں کو کہتے ہیں کہ بھنگی کو جو علم خاص حاصل ہے۔ ایسا قاسم نانوتوی کو حاصل نہیں چمار کو جیسا خاص علم حاصل ہے ایسا اشرف علی تھانوی کو حاصل نہیں۔ شیطان کو جیسا خاص علم حاصل ہے ایسا رشید احمد گنگوہی کو حاصل نہیں۔ تو کیا دیوبندیوں کے نزدیک اس میں نانوتوی و تھانوی و گنگوہی کی توہین نہیں ہوئی ضرور ہوئی۔ ذرا اس کو غور کرو اور حیا کرو۔ لیکن یہ مصنف تو ایسا گستاخ شانِ رسالت ہے کہ صاف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شہابِ ثاقب میں لکھتا ہے۔

| ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو |

marfat.com

دی گئی ہے۔[1]

اور اس گستاخی کے باوجود اپنا نمائشی عقیدہ اور اپنے اکابر کا نمائشی عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے اور اسی شہاب ثاقب میں لکھتا ہے۔

پس آپ مصداق اعطی علم الاوّلین والاخرین اور اعلم الخلائق قاطبۃً ہوئے کوئی ادنیٰ شخص بھی حضور علیہ السلام کے اعلم الخلائق قاطبۃً بالذّاتِ والصفاتِ وافعالہٖ تعالےٰ اور حکم و اسرار و کلیات کونیہ وغیرہ ہونے میں شک نہیں کرسکتا چہ جائیکہ اس کے خلاف کا معتقد ہو۔[2]

جواب :۔ تو مصنف کو شرم نہیں آتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم علم الاوّلین والآخرین اور اعلم الخلائق قاطبۃ لکھ کر بھی ابلیس لعین کو حضور کے مقابلہ میں وسعتِ علمی ثابت کر رہا ہے تو اس میں اس مصنف نے کیا حضور علیہ السلام کی توہین نہیں کی کیا ان کے علم کو نہیں گھٹایا۔ لہٰذا اس نے ضرور توہین کی۔ تنقیصِ شان کی۔ علم شریف کو گھٹایا۔ بلکہ یہ نجاست کے کیڑے اور گڈریئے کے مقابلہ میں بھی حضور علیہ السلام ہی کا اسم گرامی لکھتا لیکن مسلمانوں کے خوف کی بنا پر لکھ نہ سکا غرض اس کی بھی یہی ہے۔ چنانچہ علم شعر کے متعلق کھل کر کہا۔

قرآن سے استدلال میں ٹانڈوی کی عیاریاں

خود باری تعالیٰ فرماتا ہے ما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہٗ ہم نے حضور علیہ السلام کو شعر نہیں سکھلایا اور نہ ان کے لائق تھا۔ پس معلوم ہو گیا کہ بعض علوم ردیہ کا نہ جاننا انبیاء علیہم السلام کے کمالات میں نقص نہیں ڈالتا۔[3]

جواب :۔ مصنف نے اس میں چند عیاریاں کیں۔

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۳۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۱۔

[3] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۱۔

marfat.com

پہلی عیاری یہ ہے کہ آیت وما علمناہ الشعر کا ترجمہ خلاف تصریحاتِ مفسرین محض اپنی غرض ناپاک کی بنا پر غلط کر گیا۔ آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے حضور علیہ السلام کو شعر کہنا نہ سکھایا یعنی حضور کو شعر کہنے کا ملکہ نہیں دیا تو اس میں علم شعر کی نفی نہیں ہے بلکہ ملکہ کی نفی ہے کہ علم بمعنے ملکہ کے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے دوسری آیت میں ہے۔ وعلمنٰہ صنعۃ لبوس لکم اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو تمہارے لیے ایک لباس (زرہ) بنانا سکھایا۔ یہاں بھی علم بمعنے ملکہ ہی کے ہے تو اس آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علمِ شعر کی نفی نہیں ہے تو مصنف کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم شعر کی نفی کر کے غالب اور فردوسی اور متنبی وابو تمام کے لیے علمِ شعر ثابت کرنا یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے اور ان کے اعلم الخلائق قاطبۃ ہونے کا صاف انکار ہے۔

دوسری عیاری یہ ہے کہ غالب وفردوسی وغیرہ کے لیے حضرت امام اعظم کے مقابلہ میں تو صرف وسعت ثابت کی اور ان کا حضور علیہ السلام سے جو تقابل کیا تو حضور سے علمِ شعر ہی کی بالکل نفی کر دی تو حضور سرے سے عالمِ شعر ہی ثابت نہ ہو سکے اور وہ علمِ شعر میں اعلم قرار پائے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم علم الاولین والآخرین کا بھی انکار کر دیا۔ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیسی تنقیص شان اور صریح توہین کی۔

تیسری عیاری یہ ہے کہ مصنف کا کسی علم کو ردی یا رذیل کہنا غلط ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی پارہ اوّل ص۳۲۰ پر فرماتے ہیں۔ علم فی نفسہ مذموم نیست ہر چہ نکہ باشد یعنی کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں چاہے کسی طرح کا ہو۔ لہٰذا مصنف کا کسی علم کو ردی یا رذیل کہنا غلط ثابت ہوا تو جو مصنف نے اس پر نتیجہ مرتب کیا تھا وہ بھی غلط ہو گیا۔

چوتھی عیاری یہ ہے کہ بحث تو حضور اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف میں ہے۔ پھر اس کا اور انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کرنا مبحث کو چھوڑ دینا ہے مصنف نے قولِ ہدہد کو کیوں پیش کیا۔ اس کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

کے علمِ شریف پر کیا اثر۔ نہ معلوم بے تعلق اُمور سے کیوں کتاب کو طویل کرتا ہے۔ پھر یہ مصنف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کے گھٹانے کے لیے یہ استدلال کرتا ہے۔

حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور عیاری

خود رسول مقبول علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرماتے ہیں کہ انتم اعلم بامور دنیاکم کہ تم اپنی دُنیا کی باتوں کے زیادہ جاننے والے ہو" اس کی وجہ سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعلم تھے اور نہ ان اُمور جزئیہ دینا دیہ کا بعض جگہ حضور علیہ السلام سے غائب ہو جانا اور نہ جاننا آپ کی علمیت میں نقص ڈالتا ہے۔ [1]

جواب :۔ مصنف نے نمائشی عقیدہ اپنا اور اپنے اکابر کا محض عوام کو فریب دینے کے لیے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم علوم اولین و آخرین ہیں اور اعلم الخلائق قاطبۃً ہیں۔ لیکن جو اصل عقیدہ وہابیہ تھا اس کا اب اظہار کیا کہ حضور علیہ السلام کو اُمورِ جزئیہ دنیادیہ کا علم نہ تھا۔ وہ اُمور آپ سے غائب تھے۔ مصنف بتائے کہ ان کلمات حدیث میں کونسا کلمہ ایسا ہے جس کا یہ مفہوم ہو کہ حضور علیہ السلام اُمور دینویہ کو نہیں جانتے تھے۔ یا وہ آپ سے غائب تھے اور جب کوئی ایسا کلمہ نہیں ہے تو پھر اس نے حضور علیہ السلام کے علم شریف سے اُمورِ دینویہ کی نفی اس حدیث سے کس طرح نکالی۔ حقیقت یہ ہے کہ مصنف کو اپنے اکابر کی کفری عبارات کی حمایت میں حدیث شریف کا مضمون کچھ کا کچھ بتانا پڑا۔ اور حضور علیہ السلام کا علم وسیع گھٹانا پڑا۔ مصنف نے اس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث سے آنکھیں بند کر لی ہونگی کہ خود حضور فرماتے ہیں

[1] :۔ شہاب ثاقب صـ ۱۱۲

marfat.com

رُفِعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ[1]	اللہ تعالےٰ نے میرے لیے دُنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دُنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تاقیامت ہونیوالا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔

اس علمِ مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹانے والے کو شرح شفا شریف میں یہ عبارت نظر نہ آئی۔

مُلّا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں

وَمِنْ مُعْجِزَاتِہِ الْبَاھِرَۃِ اَیْ اٰیَاتِہِ الظَّاھِرَۃِ مَا جَمَعَہُ اللہُ لَہُ مِنَ الْمَعَارِفِ اَیِ الْجُزْئِیَّۃِ وَالْعُلُوْمِ اَیِ الْکُلِّیَّۃِ وَالْمُدْرَکَاتِ الظَّنِّیَّۃِ وَالْیَقِیْنِیَّۃِ وَالْاَسْرَارِ الْبَاطِنِیَّۃِ وَالْاَنْوَارِ الظَّاھِرِیَّۃِ وَخَصَّہُ بِہٖ اَیْ مَا خَصَّہُ بِہٖ مِنَ الْاِطِّلَاعِ عَلٰی جَمِیْعِ مَصَالِحِ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ اَیْ مَا یَتَعَلَّقُ بِہٖ اِصْلَاحُ الْاُمُوْرِ الدُّنْیَوِیَّۃِ وَالْاُخْرَوِیَّۃِ وَاسْتُشْکِلَ بِاَنَّہٗ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَدَ الْاَنْصَارَ یُلَقِّحُوْنَ	حضور صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے واسطے معارفِ جزئیہ اور علومِ کلیہ اور مدرکاتِ ظنیہ اور یقینیہ اور اسرارِ باطنہ اور انوارِ ظاہرہ جمع کیے۔ اور آپ کو دُنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اور اُمورِ دنیویہ اور اخرویہ کی اصلاح جن سے تمام ہوتی ہے ان پر اطلاع دیکر خاص کیا اس پر اعتراض وارد ہوسکتا ہے۔ ایک مرتبہ حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل (یعنی خرما کے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے۔

[1] مواہب لدنیہ مصری ج ۲ ص ۱۹۲۔

marfat.com

النَّخْلَ فَقَالَ الوتَرَكْتُمُوْهُ فَتَرَكُوْهُ فَلَمْ يُخْرِجْ شَيْئًا اَوْ اَخرج شيئًا فقال انتم اَعلَمُ بِاَمْرِ دُنْيَاكُمْ وَاُجِيْبَ بِاَنَّہٗ اِنَّمَا كَانَ ظَنًّا مِنْہُ لَا وَحْيًا وَقَالَ الشَّيْخُ سَيِّدِيْ محمد السنوسی اَرَادَ اَنَّہٗ يَحْمِلُهُمْ عَلٰى خَرْقِ الْعَوَائِدِ فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى بَابِ التَّوَكُّلِ وَاَمَّا هُنَالِكَ فَلَمْ يَمْتَثِلُوْا فَقَالَ اَنْتُمْ اَعْرَفُ بِدُنْيَاكُمْ وَلَوِامْتَثِلُوْا وَتَحَمَّلُوْا فِيْ سَنَةٍ وَسَنَتَيْنِ لَكُفُوْا اَمْرَ هٰذِهِ الْمِحْنَةِ۔ انتہیٰ[1]

تاکہ وُہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ لائے) حضور نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے (تو شاید بہتر ہوتا) لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو۔ اس اعتراض کا جواب دیا گیا کہ یہ حضور کا ظن تھا کوئی وحی اس بارے میں نازل نہیں ہوئی تھی، شیخ سنوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور نے ان کو خرق و خلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔

اُنہوں نے اطاعت نہ کی (اور جلدی کی) تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دُنیا کے کام کو خُود ہی جانو۔ اگر وُہ سال دو سال اطاعت کرتے (اور تلقیح نخل نہ کرتے) تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اُٹھانی پڑتی۔

اس حدیث شریف اور اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم کلیہ و جزئیہ مدرکات ظنیہ اور یقینیہ۔ انوار ظاہرہ و اسرار باطنہ۔ اُمور دنیویہ و اخرویہ سب پر اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا دین و دُنیا کی تمام مصلحتیں انہیں بتائیں۔ دُنیا کو ان پر ظاہر فرما دیا۔ جو کچھ تا قیامت ہونے والا ہے وُہ سب انہیں اس طرح دکھا دیا جیسے اپنی ہتھیلی کا دیکھنا اور حضور نے جو انصار سے فرمایا تھا انتم اعلم بامر دنیاکم کہ تم اپنے

---

[1] شرح شفا شریف مصری ص ۲۰ ج ۱۔

دُنیا کے کام کو خُوب جانتے ہو۔ یہ ان کی جلد بازی اور بے صبری پر تنبیھًا فرمادیا ورنہ وُہ اگر سال دو سال صبر کرتے تو انہیں تلقیح نخل کی محنت ہی سے نجات مل جاتی۔ مُصنف نے ان تصریحات کے خلاف محض اپنے اکابر کی کُفری عبارات کی حمایت کے جذبہ میں اِدھر تو حضُورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ وسیع کو اس طرح گھٹایا کہ اُمورِ دینویہ ہی کو آپ سے غائب ٹھہرایا۔ اور انہیں حضُور علیہ السلام کے احاطہ علمی سے خارج قرار دیا۔ اور حضُور کو اُمورِ دینویہ کا عالم نہ مانا۔ تو اس مُصنّف نے حضُور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلم الخلائق ہونے کا صاف انکار کیا۔ عالم علوم اوّلین وآخرین نہ مانا۔ انہیں ہر شئے کا عالم نہ جانا۔ لہٰذا یہ شانِ رسالت میں کھُلی ہوئی گُستاخی، صریح توہین کر رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ کس دلیری سے یہ کہتا ہے کہ یہ حضُور کی علمیّت میں نقص نہیں ڈالتا ہے۔ خُود ہی تو امورِ دینویہ کو حضُور کے احاطہ علمی سے خارج کر کے صاف طور پر آپ کی وسعتِ علمی کو گھٹا رہا ہے۔ اور یہ بھی کہتا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی علمیت میں نقص نہیں ڈالتا ہے۔ تو یہ حضُور کی شان علمیت میں مزید استہزاء تمسخر ہوا جو توہین کو مستلزم ہے۔ اور اُدھر شیطان لعین کی وسعتِ علمی کو اس طرح بڑھاتا ہے۔

ٹانڈوی نے شیطان سے اپنی خُوش اعتقادی کا اظہار کر دیا

> اسی طرح جزئیاتِ کونیہ کے بعض افراد کا علم اگر خبیث ابلیس کو بوجہ اس کے کہ وُہ عالم کے اضلال وامتحان کے لیے پیدا کیا گیا ہے دے دیا گیا ہو اور وُہ خبیث ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو اسی طرف متوجہ رکھتا ہو جیسا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں [۱]

جواب :۔ مصنّف نے شیطان سے اپنی خُوش اعتقادی کا صاف اظہار کر ہی دیا کہ شیطان کی وسعتِ علمی کا یہ حال ہے کہ اُسے جزئیات کونیہ کا علم دیدیا گیا ہے۔

---

[۱] : شہابِ ثاقب ص ۱۱۲ ۔

marfat.com

مسلمانو دیکھو! اس مصنف نے کتنے صاف الفاظ میں شیطان کو جزئیات کونیہ کا عالم مان لیا۔ صاحب براہینِ قاطعہ نے تو شیطان کو صرف محیط زمین ہی کی وسعت کا عالم مانا تھا۔ مگر اس مُصنف نے نہ صرف محیط زمین کا عالم بلکہ جزئیات کونیہ یعنی اُمورِ دنیویہ کا عالم مانا تو اَب مُصنف کا یہ دعوے بلکہ عقیدہ ہوا کہ شیطان کے لیے جزئیات کونیہ اور امورِ دنیویہ کا علم حاصل ہے۔ اور اس دعوے کے ثبوت میں نہ کوئی آیت پیش کی نہ کوئی حدیث نقل کی۔ مُصنف نے محض اپنی جاہل دیوبندی قوم کے اس پر ایمان لانے کے لیے یہ ضرور لکھ دیا ہے۔ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں تو دیوبندی قوم تو آنکھیں بند کرکے اس کو مان ہی لیگی۔ لیکن ہر طالب حق اس مصنف سے مطالبہ کرے گا کہ وُہ متعدد آیتیں اور احادیث کون سی ہیں اور کس نے انہیں پیش کیا ہے۔ اور وُہ کس کتاب میں ہیں اور ان کی دلالت کس طرح کی ہے۔ ان آیات واحادیث کو جنہیں شیطان کے عالم جزئیات کونیہ ہونے پر دلالت ہے نہ توکہیں اس کتاب شہاب ثاقب میں مصنف نے پیش کیا نہ براہینِ قاطعہ میں نقل کیا۔ مصنف میں اگر کچھ بھی حیا وغیرت کا کوئی شائبہ باقی ہے تو جلد از جلد ان متعدد آیات واحادیث کو پیش کرے جن میں شیطان کے عالم جزئیات کونیہ ہونے پر دلالت ہے۔ قرینہ اس کا مقتضی ہے کہ اس کے پاس ایک بھی ایسی آیت وحدیث نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو وُہ بجائے ان کے اس قیاس کرنے کے محنت نہ کرتا بلکہ اس کے وُہ عالم کے اضلال وامتحان کے لیے پیدا کیا گیا اور وُہ خبیث ہر وقت اپنی توجہ کامل کو اسی طرف رکھتا ہو مجھے دکھانا یہ ہے کہ مصنف شیطان کے عالم جزئیات کونیہ ہونے پر تو بغیر کسی آیت وحدیث کے اور بلا کسی دلیل شرعی کے محض اپنے قیاس فاسد ہی سے ثابت کرکے ایمان لے آیا اور اسی کو اپنا عقیدہ بنا لیا۔

لیکن یہ مصنف اس کے مقابلہ میں اعلم خلائق۔ واقفِ اسرار ودقائق عالمِ علوم اوّلین وآخرین۔ مطلع مصالح دنیا ودین۔ حاوی علوم کلیہ وجزئیہ۔ مخبر اُمورِ دنیویہ واخرویہ سیّد انبیاء ومُرسلین ومحبوبِ رب العٰلمین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کو کس قدر گھٹاتا ہے اس کے بعد ہی شہابِ ثاقب میں کہتا ہے۔

marfat.com

ٹانڈوی نے اپنا عقیدہ کھُل کر ظاہر کر دیا

اور حضور علیہ السلام سے اس قسم کے جزئیات غائب ہوں اور ایسے جزئیات کے جاننے سے بوجہ عدم ورود نصوص صریحہ انکار کیا جائے ملخصاً [1]

جواب: مصنف نے اسمیں اپنا عقیدہ نہایت کھُل کر ظاہر کر دیا کہ حضور علیہ السلام سے جزئیاتِ کونیہ اور اُمورِ دُنیویہ غائب ہیں اس لیے کہ حضور کے لیے جزئیاتِ کونیہ کو ثابت کرنے والی کوئی نصِ صریح وارد نہیں ہوئی تو حضور علیہ السلام کے لیے اُمورِ دنیویہ کے علم کا صاف انکار کیا جائے۔ یہ مصنف انبیٹھی جی اور گنگوہی جی سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو صرف محیط زمین کی وسعت علمی کے حضور علیہ السلام کے لیے منکر تھے اور اس مصنف نے حضور علیہ السلام کے لیے نہ صرف محیط زمین کی وسعتِ علمی کا انکار کیا بلکہ جزئیاتِ کونیہ واُمورِ دُنیویہ کا بھی صاف انکار کر دیا تو اس مصنف نے حضور علیہ السلام کے علم وسیع کو گھٹایا اور آپ کی علمیت میں یہ نقص نکالا۔ اور یہ صریح توہین شانِ رسالت ہے۔ اور خاص کر اس کا شیطان کے لیے جزئیاتِ کونیہ کا علم بلا کسی نصِ صریح کے پیش کیے مان لینا اور اس کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کے لیے ان کے علم کا صاف انکار کرنا کیا حضور علیہ السلام کی بدترین توہین نہیں۔ اور پھر مصنف کا جزئیاتِ کونیہ کا علم شیطان کے لیے تو بلا کسی نصِ صریح کے ماننا اور حضور علیہ السلام کے لیے یہ کہہ کر انکار کرنا کہ نصوصِ صریحہ وارد نہیں ہیں کیا صریح بے ایمانی اور دشمنی رسول نہیں ہے اس دشمن رسول کو قرآن و حدیث میں نصوصِ صریحہ نظر نہیں آئیں۔ بخیال اختصار چند نصوصِ صریحہ پیش کرتا ہوں۔

قرآن و حدیث سے علم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثبوت

(آیت) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا [2]

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

marfat.com

[1] شہاب ثاقب ص ۱۱۲   [2] سورۂ نساء ع ۱۶

(حدیث) فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (از مشکوٰۃ شریف ص ۶۹)

پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

(حدیث) فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ فَعَرَفْتُ[1]

پس مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

اور مواہب لدنیہ کی حدیث ابھی گذری کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے میرے لیے دُنیا کو ظاہر فرمایا۔ پس میں دُنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کی طرف۔ اس آیتِ کریمہ میں جب یہ موجود ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو بھی حضور نہ جانتے تھے اس کو سکھا دیا تو کیا جزئیاتِ کونیہ اس آیت کے عموم میں داخل نہیں ہوئے احادیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں نے سب کو جان لیا۔ مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی۔ میرے لیے دُنیا کو ظاہر کر دیا گیا۔ اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کی طرف میں مثل اپنی ہتھیلی کے دیکھ رہا ہوں۔ تو وہ جزئیاتِ کونیہ آسمان و زمین کے احاطوں سے کیا خارج ہیں؟ یا کیا وہ شے نہیں ہیں اور کیا وہ دُنیا کی تا قیامت ہونے والی چیزوں سے خارج ہیں تو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ وہ جزئیاتِ کونیہ و امورِ دنیویہ انہیں احادیث و آیت کے عموم میں داخل ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احاطۂ علمی میں داخل ہیں۔ تو یہ نصوصِ صریحہ اس مصنف کو نظر نہ آئیں۔ مگر کیسے نظر آسکتی تھیں۔ جب آنکھوں پر عداوتِ رسول کا چشمہ لگا ہو، دل میں عداوتِ رسول بھری ہوئی ہو تو اس مصنف نے کیسا صاف انکار کر دیا۔ اور شیطان کی محبت سے دل لبریز ہے کہ اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہے لکھتا ہے تو اپنے شیخ دیو کے لیے کیسا منہ بھر کر جزئیاتِ کونیہ کا علم مانا اور محض برتائے محبت و الفت کہہ دیا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہاں لکھنے کو تو لکھ گیا مگر کوئی آیت و حدیث پیش نہ کر سکا پھر بھی

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۷۰

marfat.com

شیطان کے عالمِ جزئیاتِ کونیہ ہونے پر بلانصوصِ صریحہ ہی کے ایمان لے آیا۔ یہ ہے اس دیوبندی قوم کا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت و دشمنی کا نمونہ۔ اور اس کے مقابلہ میں شیطان سے محبت و عقیدت کا زبردست جذبہ۔ اے دیوبندیو تمہیں ایسی تاویلیں کفر سے نہیں بچا سکتیں توبہ کرو، شرماؤ، بارگاہ رسالت کی گستاخیوں سے باز آؤ۔

حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور شوخی و عیاری

مصنف کی عبارت براہینِ قاطعہ کے متعلق تمام فریب کاریاں ختم ہو چکی ہیں وہ خود بھی یہ سمجھ رہا ہے کہ اس کی یہ تحریفیں چل نہیں سکتیں اور مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم جزئیاتِ کونیہ کی نفی کو قبول نہیں کرینگے تو وہ اس فریب دینے پر اتر پڑا کہ جزئیاتِ کونیہ و امورِ دنیویہ کا علم کوئی کمال ہی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

> ان جزئیات دنیاویہ حادثہ کا علم کوئی کمال نہیں ہے۔ علاوہ بریں ان کی طرف توجہ کرنا خود حضور علیہ السلام کے منصبِ علیا کے مناسب نہیں۔ جیسے کہ شعر کہانت و سحر وغیرہ کی طرف توجہ کرنا خلاف شانِ کمالی حضور علیہ السلام ہے ہزارہا احادیث اس قسم کی موجود ہیں کہ آپ کو بہت سے جزئیات مخصوصہ کا علم نہ ہوا۔ پس مدارِ کمال و فضل یہ جزئیات ہرگز نہیں نہ ان کی وجہ سے اعلمیت و اوسعیت علم تھی۔ ملخصاً [۱]

جواب:۔ مصنف کی شوخی و عیاری ملاحظہ ہو کہ دعوے تو اتنا بڑا کر دیا کہ جزئیات دنیاویہ کا علم کوئی کمال نہیں اور دلیل کچھ نہیں۔ اگر اس کے دعوے میں ادنیٰ سا بھی صداقت کا شائبہ ہوتا تو اس پر کوئی آیت پیش کرتا یا کوئی حدیث نقل کرتا۔ محض منہ زوری اور وہ بھی آیات و احادیث کے خلاف اس کو شرم نہیں آتی۔ ہم نے اوپر ثابت کیا کہ فی نفسہ کوئی علم مذموم و قبیح نہیں ہر عاقل جانتا ہے کہ ہر چیز کا جاننا کمال ہے اور نہ جاننا بے کمالی ہے۔

---

[۱]:۔ شہاب ص۱۱۲۔

marfat.com

مُصنف اس قدر جاہل اور مذہب سے ناواقف ہے کہ جزئیاتِ دُنیاویہ اور شعر و کہانت و سحر وغیرہ کے علوم کو جب قبیح جانتا ہے۔ اور ان کے علوم کو خلاف شانِ رسالت کہتا ہے تو اس کے نزدیک ان جزئیاتِ دنیویہ اور شعر و کہانت و سحر وغیرہ کے علوم اللہ تعالےٰ کو بھی حاصل نہ ہونگے کہ اس کی ذات پاک قبیح و مذموم سے منزّہ و پاک ہے۔ اور جب ان کے علوم شانِ رسالت ہی کے خلاف ہیں اور شانِ رسالت کے لیے کمال نہیں تو شانِ الوہیت کے تو بدرجہ اولےٰ خلاف ہوں گے اور اس کے لیے بھی کمال نہ ہوں گے۔

پھر تو اللہ تعالےٰ وہابیہ کے نزدیک بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ ہی قرار نہ پایا۔ بولو۔ وہابیو تم اللہ تعالےٰ کے ہر شے کے عالم ہونے پر ایمان لائے ہو یا نہیں۔ اگر کہو کہ خدا کے بکل شیئٍ علیم ہونے پر ایمان لائے ہیں تو جزئیاتِ دُنیویہ۔ شعر کہانت۔ سحر وغیرہ بھی تو شے ہونے کی بنا پر اسی کے تحت میں داخل ہوئے تو اللہ تعالےٰ جزئیاتِ دُنیویہ۔ شعر۔ کہانت سحر وغیرہ کا بھی علیم ہوا۔ اور ان کے علوم تمہارے نزدیک قبیح و مذموم تھے۔ تو تم نے قبیح و مذموم کو خدا کے لیے ثابت مانا اور یہ صریح کفر ہے۔ نیز تمہارے عقیدے میں ان کے علوم کا حصول کمال نہیں تو تم نے بے کمالی کو خدا کے لیے حاصل مانا اور یہ بھی کفر ہے۔ لہٰذا اب کھُل کر بالا علان کہو کہ ہمارے دیوبندی عقیدے میں اللہ تعالےٰ ہر شے کا جاننے والا نہیں ہم اس کے بکل شیئٍ علیم ہونے پر ایمان اس لیے نہیں لائے کہ جزئیاتِ دنیویہ۔ شعر۔ کہانت سحر وغیرہ علومِ رذیلہ مذموم و قبیح ہیں جب یہ شانِ رسالت ہی کے خلاف ہیں تو شانِ الوہیت کے بھی خلاف ہوئے ان کے حصول میں خدا کے لیے کوئی کمال نہیں یہ اس کی شان اعلیٰ و ارفع کے مناسب نہیں تو تمہارے نزدیک خدا ان کا ہرگز ہرگز علیم نہ ہوا۔ اور شیطان ان کا جاننے والا تمہارے نزدیک بدلالت آیات و احادیث ہے تو اے وہابیو۔ اب یہ چھاپو۔ کہ جزئیات دنیویہ۔ شعر۔ سحر وغیرہ کے علوم خدا کو تو حاصل نہیں۔ ہاں شیطان کو ان کے تفصیلی علوم حاصل ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کرو کہ چونکہ مدار کمال و فضل یہ جزئیاتِ دنیویہ ہرگز نہیں تو کسی طرح ابلیس لعین کا خدا سے اعلم داوسع علماً ہونا لازم نہیں آتا۔ اگر واقعی تم نے ایسا چھاپ دیا تو پھر تو تمہارے دیو کا بندہ اور دیوبندی ہونے پر مہر ہی

marfat.com

لگ جائے گی۔
مصنف صاحب! اب کچھ تو آنکھیں کھلیں کہ آپ کی طرف سے کفری عبارت کی حمایت کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمہارے استدلال اور کلام سے شانِ الوہیت کی بھی کیسی سخت توہین ہو گئی اور اس کے عقیدے میں خدا بھی بکل شئی علیم نہیں قرار پایا۔ اور ابلیس کا علم خدا کے علم سے زائد ٹھہرا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسلمانو! یہ ہے اس مصنف کی غلط گفتگو کا ناپاک نتیجہ۔ اس گستاخ کو نہ شانِ علم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کچھ احترام ہے نہ شانِ الوہیت کی عظمت کا کچھ لحاظ ہے۔ بلکہ اس کی توجہ اپنے شیخ شیطان لعین کے وسعتِ علم ثابت کرنے کی طرف مبذول ہے یا اپنے اکابر کے کفر کے حمایت کرنے کی طرف اس نادان کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کا کمالِ علمی اسی میں ہے کہ وہ ہر شے کا علیم ہو۔ اس کے فضل وعطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال علمی بھی یہی ہے کہ وہ ہر شئے کے عالم ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں گذرا فتجلی لی کل شئ وعرفت یعنی مجھے ہر شئے ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان بھی لیا ہر شے کا جاننا کمال تھا اسی شکر نعمت کی بنا پر حضور نے اپنے کمالِ علمی کا اظہار فرمایا۔ اس مضمون کی بکثرت آیات واحادیث موجود ہیں۔ جن میں سے متعدد میں نے اپنی کتاب ردِ سیفِ یمانی میں پیش کی ہیں۔ تو جب نصوصِ صریحہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہر شئے کا علم ثابت ہو چکا۔ تو مصنف کا ان کے خلاف جزئیاتِ دنیویہ اور شعر۔ کہانت وسحر وغیرہ کا آپ کے احاطہ علمی سے خارج کرنا کیا حضور کے علم شریف کو گھٹانا اور تنقیصِ شانِ رسالت کرنا نہیں ہے۔ تو جو عبارتِ براہین میں صریح توہین تھی وہ باقی رہی بلکہ وہ توہین اس مصنف کی تقریر سے اور واضح ہو گئی۔

اب باقی رہا مصنف کا یہ صریح جھوٹ کہ ہزار ہا ایسی احادیث ہیں جن سے حضور علیہ السلام کو جزئیات مخصوصہ کا علم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اگر کوئی ایسی ایک حدیث بھی مصنف کو ملجاتی تو اس کو بہت اچھل کر پیش کرتا اور جب اس نے ایک حدیث بھی پیش نہیں کی تو ثابت ہو گیا کہ سخت جھوٹا اور مفتری ہے اس کی اس طرح لکھ دینے کی عادت

marfat.com

ہے جیسے ابلیس کے لیے جزئیاتِ کونیہ کے اثبات میں صرف یہ لکھدیا تھا کہ متعدد آیات واحادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ حالانکہ وہاں ایک آیت یا ایک حدیث بھی پیش نہ کرسکا۔ اسی طرح اس نے یہاں بھی لکھدیا ہے کہ ہزارہا احادیث موجود ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث بھی اگر موجود ہوتی تو اُسے پیش کرتا۔ اور نفیٔ علم کی احادیث ہو بھی نہیں سکتیں جب بکثرت احادیث میں یہ آچکا کہ حضور علیہ السلام کو ہر شے کا علم دے دیا گیا جن میں سے چند احادیث ابھی ہم نے پیش کیں۔ لہٰذا یہ مصنف سخت جھوٹا ہے۔ بڑا کذاب ہے۔ بہت مفتری ہے۔ اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔

پھر مصنف عبارت براہینِ قاطعہ کی توجیہ اپنے ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

> وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں اسی وجہ سے لفظ "یہ" کا فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وسعت یعنی جس میں بحث ہو رہی ہے اور جس کو صاحب انوارِ ساطعہ نے ذکر کیا ہے اور پہلے جس میں گفتگو ہوتی چلی آرہی ہے پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اضلال عام کرے لہ

جواب:۔ مصنف عبارت براہین میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے لیکن کوئی بات بنائے سے بنتی نہیں۔ اس کا کفر بجائے اٹھنے کے اور مستحکم ہوتا ہے۔ ہم مصنف کی خاطر سے اگر یہ بھی تسلیم کرلیں کہ بحث مطلق علم کی وسعت پر نہیں ہے اور بحث محیط ارض کی وسعت پر ہے اور لفظ یہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے۔ تو عبارت براہینِ قاطعہ کا مضمون بقول مصنف یہ ہوا کہ محیط زمین کی وسعتِ علمی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دی گئی۔ اور شیطان لعین کو دی گئی ہے۔ لہٰذا صاحبِ براہین کا محیط زمین کی وسعت کا ہی علم شیطان لعین کو تو ثابت کرنا اور اس کے مقابلہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے

لہ:۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۳۔

marfat.com

صاف انکار کرنا کیا حضور کے علم وسیع کا گھٹانا نہیں ہے۔ اور کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدترین توہین نہیں ہے۔

مگر مصنف کی تفہیم کے لیے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میزان الصرف مبتدی طالب علم سمجھ لیتا ہے۔ مگر مولوی اشرف علی تھانوی نہیں جانتے تو کیا اس نے تھانوی صاحب کی توہین نہیں کی۔ کیا یہ مصنف والا عذر کام دے جائے گا کہ تھانوی صاحب کے لیے ایک علم خاص ہی کا تو انکار کیا ہے۔ مطلق وسعت علم کا انکار تو نہیں کیا۔ لہٰذا تھانوی صاحب کی توہین نہیں ہوئی۔ اے گستاخانِ شانِ رسالت ایسے عذر اس کو کفر سے نہیں بچا سکتے۔ جلد توبہ کرو اور ایسی گستاخیوں سے باز آؤ۔

پھر جب مصنف نے دیکھا کہ اس توجیہ سے بھی کام بنتا نظر نہیں آتا تو براہِ فریب اس کی ایک یہ مثال پیش کرتا ہے۔

ٹانڈوی کا اوٹ پٹانگ مثال دینا

دیکھئے کوئی بھی سیبویہ اور ابنِ حاجب کو امام ابوحنیفہ سے اعلم نہیں کہہ سکتا۔ اسی عبارت میں مذکور ہے۔ "اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ پس بحث ایک خاص علم کی وسعت میں ہو رہی ہے اور اسی کا جواب دیا جا رہا ہے۔[۱]

جواب:۔ مصنف کی ایسی بے تکی مثالوں کے مکمل جوابات اوپر گذر چکے کہ سیبویہ اور ابنِ حاجب اگر ایک خاص فن میں جب انہیں زیادہ کمال حاصل ہے تو انہیں اس فن کے لحاظ سے اعلم کہا جا سکتا ہے اور حضرت امامِ اعظم کو ہر فن کے اعتبار سے اعلم نہیں مانا جاتا ان کے لیے یہ دعویٰ ہی نہیں ہے کہ وہ ہر فن کے امام ہر شئی کے عالم ہیں۔ تو یہ مثال

[۱]:۔ شہابِ ثاقب ص ۱۱۳۔

marfat.com

بے محل ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تو یہ عقیدہ ہے کہ آپ اعلم الخلق ہیں ہر شئی کے عالم ہیں۔ تو ان سے ایک شئے کے علم کا انکار کرنا اور ان کے مقابلہ میں اسی شئے کا علم کسی دُوسرے مخلوق کے لیے ثابت کرنا ان کے علمِ وسیع کو گھٹانا ہے۔ جس میں ان کی صریح توہین ہے۔

مصنّف کا اور اس کے اکابر کا نمائشی عقیدہ تو یہ تھا جس کو اس نے اسی شہابِ ثاقب میں ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

ٹانڈوی اور اُس کے اکابر کا نمائشی عقیدہ

یہ حضرات (اکابر علماء دیوبند) علم اور ماسوا اسکے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عزّاسمہٗ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا ہے۔ علومِ اوّلین و آخرین سے آپ مالا مال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم پلّہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو۔[۱]

جواب:۔ اب دیوبندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ملکُ الموت سے زیادہ تو کیا بلکہ برابر بھی نہیں یہانتک کہ مصنّف نے بھی شیطان کو آپ سے زائد علم ثابت کیا دیکھو شہابِ ثاقب ص۱۱۳ تو دیوبندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ملکُ الموت سے بھی کم ہے اور شیطان سے بھی کم ہے۔ اور یہ عذر یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت ہم حضور کے لیے نہیں مانتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اسی خاص علم کو ملکُ الموت اور شیطان کے لیے ثابت کر رہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ دیوبندی خاص علم کی وسعت میں حضور علیہ السلام سے زائد ملکُ الموت اور شیطان کو عالم مانتے ہیں۔ تو یہ کیا علمِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص نہیں۔

---

[۱]: شہابِ ثاقب ص۸۳۔

marfat.com

اور کیا شانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بد ترین توہین و گستاخی نہیں۔ تو صاحب براہین قاطعہ یقیناً کافر ثابت ہو گیا کہ اس نے صاف طور پر ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے زائد مانا۔ بلکہ اس کے کافر ہونے کا اقرار خود اُسی کی زبان سے پیش کرتا ہوں۔ المہند میں صاف لکھتا ہے۔

خلیل انبیٹھوی نے اپنی تکفیر خود ہی کر دی

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وُہ کافر ہے[1]

اور صاف دیکھو خود اسی نے براہینِ قاطعہ کے صہ ۵۲ پر یہ صاف لکھ دیا۔

اور ملکُ الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان اُمور میں ملکُ الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

اس میں خود ہی اقرار کر لیا کہ ملکُ الموت کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے تو وُہ اپنے ہی حکم سے کافر ہو گیا اور اقبالی ڈگری ہو گئی اور مصنف بھی کافر ہو گیا کہ اس نے بھی شیطان کا علم نبی علیہ السلام سے زائد مانا۔

مسلمانو! یہ ہیں ان کی شانِ رسالت میں گستاخیاں دبے ادبیاں العیاذ باللہ تعالیٰ۔

پھر مصنف اعلم کی تحقیق کرتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہے

ہمارے مقدس بزرگانِ دین کے نزدیک کسی کے اعلم ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وُہ شخص ایسے ایسے علومِ شریفہ و معارفِ کمالیہ کو حاوی اور جاننے والا ہو۔ جن کو دُوسرا شخص نہ جانتا ہو۔ پس اُن علوم کے نہ جاننے والے سے اس شخص کو اعلم اور اوسع علماً اور زائد فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخصِ ثانی میں وُہ علوم

[1]: المہند مطبوعہ ساڈھورہ صہ ۲۴ ۔

موجود ہوں جو کہ نہایت ادنیٰ درجہ کے بہ نسبت شخص سابق کے علوم کے ہیں[1]

لفظ اعلم اور بے علم کی نفیس تحقیق

مصنف صاحب تمہارے نزدیک کے معنے اعلمیت کو کون پوچھتا ہے۔ یہ معنے سلف میں سے کس نے بیان کیے ہیں۔ اور کونسی معتبر کتاب میں ہیں اس کا بھی حوالہ دیا ہوتا۔ اور جب حوالہ ہی نہیں دیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگانِ دین سے مُراد دیوبندی مُلّے ہیں۔ اور یہ معنے ہو بھی انہیں کے سکتے ہیں۔ دُنیا جانتی ہے کہ ہر شے کا علم کمال ہے اور نہ جاننا بے کمالی ہے اور جب ایک شخص ایک فن کو جانتا ہے اور دُوسرا اس کو بالکل نہیں جانتا تو ہر ذیعقل ان میں فرق عالمیت اور غیر عالمیت کا کرتا ہے کہ جاننے والے کو عالم کہیں گے اور نہ جاننے والے کو غیر عالم یعنی جاہل کہیں گے۔ مثلاً زید علم طب کو جانتا ہے تو اس کو عالم طب کہا جائے گا۔ اور عمر علم طب کو بالکل نہیں جانتا تو اس کو غیر عالم طب کہا جائے گا۔ تو زید اور عمر میں بلحاظ طب فرق عالمیت اور جاہلیت کا ہوا کہ زید عالم الطب کہلائے گا اور عمر جاہل عن الطب کہلائے گا۔ اور اعلمیت کا فرق یہ ہوتا ہے کہ زید تو علم طب میں بہت کافی مہارت وکمال رکھتا ہے اور خالد علم طب کو جانتا ہے مگر اس کو زید کی برابر مہارت اور کمال طب میں حاصل نہیں تو کہا جائے گا کہ طب میں زید بمقابلہ خالد کے اعلم واوسع علماً ہے۔ یا یوں سمجھیئے کہ مدرسہ عربی کا صدر مُدرس تو صرف علم حدیث وعلمِ تفسیر وعلمِ فقہ کی اچھی مہارت ومشق درس کی رکھتا ہے۔ اور علمِ منطق۔ علمِ فلسفہ۔ علمِ ریاضی۔ علمِ حساب۔ علمِ نحو۔ علمِ معانی۔ علمِ ادب وغیرہ علومِ مروجہ کا علم تو رکھتا ہے لیکن اُسے اُن کے درس کی مشق نہیں۔ اور مدرس دوم ان سب علوم اور علمِ حدیث علمِ تفسیر علمِ فقہ کے بھی درس کی مشق ومہارت اچھی رکھتا ہے جب تو اس مُدرسِ دوم کو مُدرسِ اول سے اعلم اور

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص ۱۱۳ ۔

marfat.com

اوسع علماً کہیں گے۔ اور اگر وہ مدرسِ اوّل سوائے تفسیر و حدیث اور فقہ و اصولِ فقہ کے اور ان علومِ درسیہ کو جانتا ہی نہیں اور مدرسِ دوم تمام درسِ نظامی ان چاروں اشرف علوم اور باقی تمام مروجہ علوم کا سب سے اچھا عالم ہے۔ تو صرف مدرسِ اوّل کو بوجہ اشرف علوم کے عالم ہونے کے بمقابلہ اس مدرسِ دوم کے اعلم و اوسع علماً اور زائد فی العلوم کہنا کسی عاقل کا قول تو ہو نہیں سکتا۔

دیوبندی مُلّوں کو اعلم اور زائد فی العلوم کا بھی مطلب نہیں آتا

تعجب کہ یہ دیوبندی مُلّے اپنے علماء کے علم کی بڑی ڈینگے مارا کرتے ہیں۔ اور ابھی انہیں یہ بھی تمیز نہیں کہ اعلم اور زائد فی العلوم ہونے کے کیا معنے ہیں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ان کے مدارس میں ہوتا بھی ایسا ہی ہے کہ فقہ تفسیر کی ایک دو کتابیں پڑھا دیں اور دورہ حدیث کرا دیا۔ اور وہ باقی علومِ درسیہ سے بالکل جاہل ہوتا ہے اُسے اعلم و زائد فی العلوم قرار دیدیا کہ وہ اشرف علوم سے واقف ہی ہو گیا۔ مگر دنیائے علم میں ایسے نام کے معلم کو اعلم و زائد فی العلوم و بحر العلوم نہیں کہتے۔

مصنف کے اس معنے کا یہ مطلب ہوا کہ ملک الموت اور شیطان علومِ شریفہ اور معارفِ کمالیہ کے بھی جاننے والے اور علومِ غیر شریفہ و معارفِ غیر کمالیہ کے بھی جاننے والے ہیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف علومِ شریفہ اور معارفِ کمالیہ پر حاوی اور علومِ غیر شریفہ و معارفِ غیر کمالیہ سے بالکل ناواقف تو یہ دیوبندی لوگ حضور کے لیے براہ فریب یہ کہتے ہیں۔

> پس حضور علیہ السلام کو جملہ خلائق اولین و آخرین سے اعلم کہنے کے یہی معنے ہیں کہ جس قدر علومِ شریفہ کمالیہ ہیں ان سب میں آپ کی برابر کسی مخلوق کا رتبہ نہیں ہو سکتا بعد مرتبہ خداوندی آپ ہی کا مرتبہ ہے [1]

---

[1]: شہابِ ثاقب ص ۱۱۳۔

marfat.com

جواب :۔ لیکن اصل عقیدۂ دیوبند یہ وہی ہے جو براہینِ قاطعہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ اور ملکُ الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپکا ان امور میں ملکُ الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ[1] اور مصنف کہتا ہے ایک خاص علم کی وسعت آپکو نہیں دی گئی۔ اور ابلیس لعین کو دی گئی۔ اور تھانوی صاحب حفظُ الایمان میں لکھتے ہیں اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ تو ان دیوبندیوں کی ان تصریحات کے بعد ظاہر ہو گیا کہ ان کے نزدیک حضور علیہ السلام ..... کا اعلم واوسع علماً و زائد فی العلوم کہنا بالکل غلط ہے اور یہ کہہ کر عوام کو مغالطہ دیتے ہیں۔ اور اعلمیت کے معنے گڑھ کر بھی یہی مقصد ہے کہ حضور علیہ السلام کے لیے بعض علوم سے انکار کر کے ان کے کمالِ علمی کی تنقیص کی جائے۔ چنانچہ مصنف اس کے بعد لکھتا ہے۔

> اَب ہم مجدد صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک اعلم ہونے کے کیا معنے ہیں آیا یہ معنے ہیں کہ کوئی کلی جزئی شریف ہو یا ردی علومِ کمالیہ اور علومِ دینیہ سے نہ چھوٹے اور سب کی سب معلوم ہوں تو اسوقت میں بہت سے اکابر و افاضل کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہنا نہ صحیح ہو گا[2]

اہلسنت کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اعلم الخلق ہونیکا مطلب

اہلسنّت و جماعت کے نزدیک حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ایسے اعلم الخلق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عطا سے معارفِ جزئیہ و علومِ کلیہ۔ مدرکاتِ ظنیہ و یقینیہ اسرارِ باطنہ و انوارِ ظاہرہ۔ احکامِ دینیہ و امورِ دنیویہ۔ اخبارِ گذشتہ و آئندہ۔ زمین و آسمان کی ہر شے۔ تمام ما کان و ما یکون کے علوم ان کو حاصل ہیں۔ تمام مخلوق ان کی اُمّت ہے اور جب وہ

---

[1] :۔ براہین ص ۵۱، ۵۲۔ [2] :۔ شہاب ثاقب ص ۱۱۴۔

marfat.com

اعلم الخلق ہیں تو ان کا علم اپنے ماتحتوں کے علم سے اوسع ہوگا۔ اور اس اُمت کے تمام علوم حضور کے علم سے مُکتسب ہونگے۔ فَاِنَّ کُلَّ کَمَالٍ مُکْتَسَبٌ مِنہُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ اعلمیت کے وہ معنی ہیں جو احادیث میں آئے اور اُمت کے سلف و خلف نے جس کی تصریح کی اور شرح شفا شریف کی عبارت تو ابھی گذری یہی اعلمیت کے معنی اعلحضرت قُدّس سرّہ نے بیان فرمائے۔ وہابیہ نے اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی اعلمیت کو نہ مانا تو انہوں نے نہ آپ کو اعلم الخلق جانا نہ اوسع علماً وزائد العلوم مانا۔ پھر ان کے حق میں کسی علم کا انکار کرنا ان کی تنقیصِ شان کرنا ہے۔ اب باقی رہی مصنف کی تفریع اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اکابر و افاضل دیوبندی کے ہوں گے جن کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہنا نہ صحیح ہوگا۔ نجاست کا کیڑا توہین الوہیت اور تنقیصِ شانِ رسالت تو نہیں کرتا تو وہ نجاست کا کیڑا ان دیوبندی گستاخان شانِ رسالت و الوہیت سے یقیناً بہتر اور افضل ہے۔ اب مصنف کا یہ کہنا۔

> الحاصل حضور علیہ السلام کا اعلم الخلق اور اوسع الخلق علماً ہونا ہمارے اور مجدد بریلوی کے نزدیک ہر طرح مُسلّم ہے[1]

مصنف کا یہ فریب ہے کہ حضور علیہ السلام کا اعلم الخلق اور اوسع الخلق علماً ہونا خود اس کو بھی مُسلّم ہوتا اور وہ حضور کے اعلم الخلق ہونے پر ایمان لاتا تو چار سطر کے بعد یہ نہ لکھتا۔

> ہزاروں قصصِ جزئیہ آپ کے عدمِ علم پر دلالت کرتے ہیں[2]

مُصنف کی اس عبارت نے اس کے ظاہری اقرار اعلم الخلق کہنے کا حجاب اُٹھا دیا کہ مُصنف حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہزاروں قصصِ جزئیہ کا علم بھی نہیں مانتا اور پھر آپ کو اعلم الخلق بھی کہتا جاتا ہے۔ یہ بھی اس کا شانِ رسالت کے ساتھ ایک استہزاء ہے۔ جیسے کوئی تھانوی صاحب کو کہے کہ وہ فلاں مسئلہ نہیں جانتے فلاں حکم

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص ۱۱۴ ۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب ص ۱۱۴ ۔

marfat.com

نہیں جانتے فقہ کے صدہا بلکہ ہزارہا مسائل کو نہیں جانتے مگر میں ان کو مفتیٔ اعظم ہی کہتا ہوں تو کیا یہ شخص تھانوی کو مفتیٔ اعظم کہہ کر استہزاء نہیں کر رہا ہے۔ اسی طرح یہ مصنف بھی شانِ رسالت کے ساتھ استہزا کر رہا ہے۔ کہ برابر حضور کا عدمِ علم ثابت کرتا جاتا ہے اور پھر آپ کو اعلم الخلق کہہ کر استہزاء کرتا ہے۔ اور مصنف کا یہ بھی ایک فریب ہے جس کو وہ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

ہمارے نزدیک جو شخص حضور علیہ السلام سے کسی وقت میں وصفِ اعلمیت کو نفی کرے وہ مستوجب تکفیر و تفسیق ہے۔[1]

مصنف خود ہی تو شیطان اور ملک الموت کی اعلمیت کو بمقابلہ حضور علیہ السلام کے ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور حضور کی اعلمیت کی نفی میں ورق کے ورق سیاہ کر رہا ہے حتیٰ کہ حضور علیہ السلام سے نہ فقط اعلمیت کی نفی بلکہ عدمِ علم کے لیے ہزاروں قصص کی دلالت ثابت کر رہا ہے۔ تو اپنے ہی حکم سے نہ فقط وہ مستوجب تکفیر و تفسیق بلکہ قطعاً کافر و مرتد قرار پایا۔ اور نسیم الریاض کے حکم کا خود ہی مصداق بنا۔ اور پھر ایسی تنقیص شانِ رسالت پر محبِ رسول ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور اعلحضرت قدس سرہٗ تو حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ اعلمیت مانتے ہیں جو احادیث سے ثابت۔ تفاسیر سے ثابت صحابۂ کرام کے اقوال سے ثابت۔ سلفِ صالحین کی تصریحات سے ثابت ہے۔ مصنف کو چاہیئے کہ جلد توبہ کرے۔ اور شانِ رسالت کی ایسی گستاخی سے باز رہے اور ان اکابرِ وہابیہ کی حمایت کو ترک کرے۔

---

[1] :- شہابِ ثاقب ص۱۱۴۔

فصلِ سابع اور عبارت براہینِ قاطعہ کی دُوسری بحث

براہینِ قاطعہ کی عبارت میں گذارا کہ محیطِ زمین کی وسعتِ علمی شیطان و ملکُ الموت کے لیے تو نص سے ثابت ہے اور حضور علیہ السّلام کے لیے خلافِ نصوصِ قطعیہ ہے اور اگر حضور علیہ السّلام کے لیے محیطِ زمین کی وسعتِ علمی ثابت کی جائے تو وُہ شرک ہے۔

چنانچہ براہینِ قاطعہ کی پُوری عبارت یہ ہے۔

> الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملکُ الموت کا حال دیکھ کر علم محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلادلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملکُ الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رَد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے [1]

اعلحضرت قُدِّس سِرّہٗ نے حسام الحرمین میں جو المعتمد المستند سے اس کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ اس میں اس عبارت براہین کے رد میں ایک یہ مواخذہ بھی فرمایا ہے۔ جس کی پُوری عبارت یہ ہے۔

> ابلیس کے لیے تو زمین کے علمِ محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ذکر آیا تو کہتا ہے۔ یہ شرک ہے۔ حالانکہ شرک تو اسی کا نام ہے کہ اللہ عزّ وجل کے لیے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو۔ وُہ تو تمام جہان میں جس کے لیے ثابت کی جائے یقیناً شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا تو دیکھو ابلیس لعین کا اللہ عزّ وجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیا ایمان رکھتا ہے۔ شرکت تو محمّد رسُول اللہ صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے منتفی ہے [2]

---

[1]:- براہینِ قاطعہ ص۵۱۔ [2]:- حسام الحرمین ص۱۱۔

marfat.com

اس عبارت میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے جو فرمایا وہ صحیح ہے کہ عبارت براہین کا واقعی یہی مضمون ہے کہ محیطِ زمین کا علم شیطان و ملک الموت کے لیے ثابت ہونا شرک نہیں اور حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کیا جانا شرک ہے۔ تو اس نے شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ اسلیے کہ محیطِ زمین کا علم جب حضور علیہ السلام کے لیے شرک ہے تو جو شرک ہوتا ہے وہ جہان میں جس مخلوق کے لیے ثابت کیا جائے گا، شرک ہی ہوگا۔ لہٰذا اس شرک کو جب شیطان کے لیے وہ مان رہا ہے تو اس کا نتیجہ یہی تو ہوا کہ صاحبِ براہینِ قاطعہ نے شیطان کو خدا کا شریک مان لیا۔

مصنف نے اس پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو تہمت لگانے والا محض افترا خالص کرنے والا۔ دروغ سفید بولنے والا۔ بے سمجھ۔ غیر متدین عبارات کی قطع و برید کرنے والا غیر طالب انصاف و تحقیق کی گالی گلوچ خوب لکھی حالانکہ ہزار دو خواں منصف مزاج خود ہی اس فیصلہ پر مجبور ہے کہ اعلیٰحضرت قبلہ نے جو عبارات براہین پر مواخذہ کیا وہ بالکل حق ہے اور فی الواقع اس عبارتِ براہین سے یہی لازم آتا ہے کہ اس نے شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرالیا۔ مصنف اس کی کوئی صحیح توجیہ پیش نہیں کر سکتا ہے۔ تو عاجز ہو کر گالیاں بکتا ہے اور یہ فریب دیتا ہے۔

> شیطان کو برائے اضلال عالمیانِ علم بعض جزئیاتِ حادثہ کا باری تعالےٰ سے دیدینا نصوصِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ پس اس کے قائل ہونے میں کسی طرح شرک لازم نہیں آتا چنانچہ عبارت براہین میں صاف طور سے فرما رہے ہیں۔ پھر جس کو جس قدر وسعتِ علم و قدرت وغیرہ عطا فرما دی ہے اس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا شیطان کو جس قدر وسعت دی الخ ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعتِ علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوصِ قطعیہ سے معلوم ہوا اور پس جس امر کا اقرار ہے یعنی یہ کہ یہ علم ان دونوں کو ذاتی نہیں بلکہ باعطاء اللہ تعالےٰ ہے جیسا کہ لفظ دیدینے کا متعدد جگہ موجود ہے[۱]

marfat.com

جواب :۔ مُصنّف اس میں محیطِ زمین کا علم ملک الموت و شیطان کے لیے نصُوص قطعیہ سے ثابت مان رہا ہے۔ تو دعوٰے تو یہ ہے اور صاحبِ براہین نے اور مصنّف نے اپنے اس دعوے پر کوئی نصِ قطعی پیش نہیں کی۔

وہابیو! وُہ نصُوصِ قطعیہ پیش کرو جن سے تم ملک الموت اور شیطان کے لیے محیطِ زمین کی وسعتِ علمی پر ایمان لائے ہو۔ دُوسری بات مصنّف کی یہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو محیطِ زمین کا علم ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ علم عطائی ہے۔ مُصنّف کی اس توجیہ کو اس کے امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا قول کاٹ رہا ہے کہ وُہ تقویۃ الایمان میں تصریح کرتا ہے۔

بقول اسمٰعیل قتیل ٹانڈوی اور انبیٹھوی مُشرک ہیں

> پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے [۱]

اگر مصنّف کا قول مانا جائے کہ شیطان کی یہ وسعتِ علم عطائی ہے۔ اور صاحبِ براہین ان کو علم عطائی ہی کا اثبات کر رہا ہے تو یہ صاحبِ براہین تقویۃ الایمان کے حُکم سے مُشرک ٹھہرے گا کہ وُہ صاف کہہ رہا ہے کہ جس طرح ذاتی سے شرک ثابت ہوتا ہے اسی طرح عطائی سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ تو مصنّف صاحب نے اپنے انبیٹھی جی کی اچھی حمایت کی کہ اُسے مُشرک بنا دیا۔ کُفر سے بچا کر شرک کے گڈھے میں ڈال دیا۔ بلکہ مُصنّف کی علمِ عطائی کی توجیہ خود صاحبِ براہین ہی کے کلام سے باطل قرار پائی ہے۔ خُود مُصنّف ناقل ہے:۔

> دیکھو صفحہ ۴۸ سطر ۳ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں یہ بحث اس صُورت میں ہے کہ علمِ ذاتی آپکو کوئی ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے [۲]

بخیال مصنّف عبارت براہینِ قاطعہ میں محیطِ زمین کے علم کے اثبات و عدمِ اثبات کی

---

[۱] تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل دہلی صنا ۔ [۲] شہابِ ثاقب ص۱۱۶ ۔

marfat.com

بحث علم ذاتی میں ہے۔ تو عبارتِ براہین کا اس بنا پر مفہوم یہ ہوا کہ محیطِ زمین کے علمِ ذاتی کا حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کرنا تو شرک ہے اور شیطان و ملک الموت کے لیے ثابت کرنا ایمان ہے کہ نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ تو شیطان و ملک الموت کا علم ذاتی قرار پایا کہ بخیال مصنف محیطِ زمین کے علم کے اثبات و عدمِ اثبات کی بحث ہی علم ذاتی میں ہے۔ ورنہ اس کا حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کرنا شرک کیسے قرار پایا۔ لہٰذا جب عبارت براہینِ قاطعہ میں یہ بحث ہی علمِ ذاتی میں ہے تو مصنف کا خلاف مُراد صاحب براہین و خلاف بحث کتاب اس کو عطائی کہنا یہ اس کی توجیہ و تاویل یا تحریف تبدیل تو پھر ان میں سچا کون ہے مصنف یا صاحب براہین۔ اچھی توجیہ کی کہ اس کی تکذیب کر ڈالی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ عبارت براہینِ قاطعہ قابلِ تاویل و توجیہ ہی نہیں ہے باطل کی حمایت کا یہ بُرا انجام نکلتا ہے۔ تو مصنف کا اس کو عطائی کہنا ہر طرح غلط و باطل قرار پایا۔ تو ثابت ہوگیا کہ ذاتی تھا اور ذاتی کا شیطان کو ثابت کرنا شرک ہے۔ لہٰذا شیطان کا خدا کے ساتھ شریک ہونا عبارت براہین سے ثابت ہوگیا تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا مواخذہ صحیح ثابت ہوگیا۔ پھر یہ مصنف عبارت براہین کی دوسری توجیہ یہ پیش کرتا ہے۔

وہابیت کی عمارت میں شگاف ڈالنے والا تضاد

حضرت رسولِ مقبول علیہ السلام کے علمِ کمالی کو اگر کوئی شخص ذاتی قرار دے گا۔ بے شک بوجہ مشارکت بصفتہ اللہ تعالےٰ مشرک ہوگا اور اگر غیر ذاتی بلکہ باعطاء اللہ سبحانہ وتعالےٰ اعتقاد کرے گا ہرگز مشرک نہ ہوگا صاحب براہین نے جو حکم شرک لگایا ہے وہ صورت اولےٰ میں ہے۔ صورت ثانیہ میں نہیں ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۸ سطر ۳ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں۔ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علمِ ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے اور صفحہ ۴۷ سطر ۱۸ میں فرماتے ہیں کہ ان اولیا کو حق تعالےٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہوگیا اگر آپ نے فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی لاکھ گونہ اس سے

marfat.com

زیادہ عطا فرمادے ممکن ہے۔ ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مؤلفِ براہین فقط علم ذاتی کو شرک فرمار ہے ہیں اور باعطاء اللہ سبحانہ جائز فرماتے ہیں مگر بوجہ عدمِ ثبوت نصوصِ شرعیہ اس کے اعتقاد سے منع فرماتے ہیں۔[1]

جواب :۔ مصنف نے اس میں چند باتیں لکھیں پہلی بات یہ ہے کہ عبارت براہین میں جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یہ لکھا ہے۔ علم محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ (نیز) فخرِ عالم کے وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رُد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تو مؤلفِ براہین اسمیں علمِ ذاتی کو شرک فرمار ہے ہیں۔ اور جو شخص ذاتی قرار دے گا۔ وُہ مُشرک ہوگا۔ تو مصنف یہ مؤلفِ براہین پر افترا و بہتان کر رہا ہے کہ اس عبارت میں ان کی مُراد علمِ ذاتی ہے۔ اس لیے کہ مؤلفِ براہین ایسے بے عقل تو نہ تھے کہ وُہ اس بات کا رَد کرتے جس کا قائل ان کا خصم ہی نہیں ہے۔ انوارِ ساطعہ (جس کے رَد میں براہینِ قاطعہ لکھی گئی ہے۔) موجود ہے مُصنف کہیں اس میں دکھا دے کہ مولانا عبدالسمیع صاحب مصنف انوارِ ساطعہ نے حضور کے لیے علمِ ذاتی ثابت کیا ہو یا دُنیا میں کسی سُنی عالم نے حضور علیہ السلام کے لیے علمِ ذاتی کا اثبات کیا ہو۔ تو جب کوئی علمِ ذاتی کا قائل ہی نہیں ہے۔ تو کیا یہ رَد کرنے والا دیوانہ ہے۔ جو علمِ ذاتی کا رَد کرے گا۔ مُصنف نے یہ مؤلفِ براہین کی حمایت نہیں کی۔ بلکہ اس کی تجہیل و تحمیق کی۔ اور یہ توجیہ نہیں بلکہ اس پر افترا و بہتان ہوا۔

علاوہ بریں عبارتِ براہین اس بہتان کی مُتحمل نہیں ورنہ علم محیطِ زمین کا ذکر کیا معنے۔ کیا اس سے کم کا علم ذاتی ماننا اس کے نزدیک شرک نہیں ہے۔ اور اگر اس کو علم ذاتی ہی کا رَد کرنا ہوتا تو براہین میں اس طرح لکھتا۔ کہ شیطان و ملک الموت کو محیطِ زمین کا علم عطائی ثابت ہے۔ اس سے فخرِ عالم کے علم ذاتی پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے۔

پھر یہ بات بھی غور کرو کہ مؤلفِ براہین نے وسعتِ علم کو شرک کہا کہ اس کی عبارت

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۶

marfat.com

دیکھو "فخرِ عالم کے وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی جس سے تمام نصوص کو رَد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ تو اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے نزدیک علمِ ذاتی کی وسعت ثابت کرنا شرک ہے اور علمِ ذاتی غیر وسیع مانا جائے تو نہ شرک ہی ہے نہ خلافِ نصوص ہی ہے۔ تو اس تقدیر پر مؤلفِ براہین مُشرک ٹھہرا۔ مصنف نے اچھی توجیہ کی کہ اس کو بجائے کفر سے بچانے کے مُشرک بنا ڈالا۔

نیز مؤلفِ براہین کی اس عبارت کے بعد تیسری سطر میں یہ ہے اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان اُمور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ اس عبارت میں نفی ملک الموت کی برابری اور زیادتی کی ہے اس سے کم کی نہیں ہے تو وہابیو کیا ملک الموت سے کم علمِ ذاتی حضور علیہ السلام کے لیے تُم مانتے ہو۔

نیز مؤلفِ براہین اس کے ایک سطر کے بعد لکھتا ہے۔ الغرض یہ تحقیق واہی مؤلف کی محض جہل ہے وُہ آپ شاید شرک میں مُبتلا نہ ہو۔ مصنف سے پُوچھو کہ جب علمِ ذاتی مُراد تھا تو اس کو مان کر اور ملک الموت سے زائد مانکر بھی مؤلف انوارِ ساطعہ شرک میں مبتلا نہ ہوا مُصنّف نے صاف کہا تھا کوئی شخص ذاتی قرار دے گا بے شک بوجہ مشارکت بصفتہ اللہ تعالےٰ مُشرک ہوگا۔ تو مصنف سے پُوچھو جب علمِ ذاتی مُراد تھا۔ تو یہ مؤلف انوارِ ساطعہ مُشرک کیوں نہیں ہوا۔ یہ ہے مصنف کی توجیہ کی حقیقت۔ کیا اب بھی یہ مصنف یا کوئی وہابی یہ کہہ سکتا ہے کہ مؤلف براہین کی مُراد اس میں علمِ ذاتی تھی۔

اور اگر اب بھی مصنف کی تسلی میں کچھ کسر باقی ہو تو ایک ضرب اور رسید کروں کہ مصنف ہی کی براہین سے پیش کردہ عبارت دوم جس کو وُہ علمِ عطائی کے ثبوت ہی میں پیش کرتا ہے۔ اگر اپنے فخرِ عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمائے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔ مصنف بھی اس عبارت کو علمِ عطائی کے ثبوت میں پیش کر رہا ہے۔ اور خُود بھی مانتا ہے کہ اس میں علمِ عطائی کا صاف طور پر اقرار ہے۔ خُود اس کے الفاظ عطا فرمادے عطا کیا پُکار کر یہی اعلان کر

marfat.com

رہے ہیں کہ براہین کی عبارت میں حضور علیہ السلام کے علم عطائی کا انکار کیا ہے۔ اسی پر نص طلب کی جارہی ہے۔ اسی پر عقیدہ کرنے کی بحث ہے۔ پھر اس کو اب یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ زیر بحث عبارتِ براہین میں علمِ ذاتی مُراد ہے۔ مُصنّف اس سے پہلے خود ہی اقرار کرچکا ہے کہ شیطان کے لیے محیط زمین کی وسعتِ علمی باعطاء اللہ تعالےٰ نصوصِ قطعیہ واحادیثِ نبویہ سے ثابت ہے اور اس کے لیے لفظ دیدینا عبارتِ براہین میں بیّن دلیل تھا اسی طرح حضور علیہ السلام کے لیے الفاظ عطا فرما دے۔ عطا کیا۔ اس عبارتِ براہین کی روشن دلیل ہیں اور خود اس کا اقرار کہ حضور علیہ السلام کے لیے باعطاء اللہ سُبحانہ جائز فرماتے ہیں تو ہر دو جگہ بحث علمِ عطائی میں ہے مگر شیطان کے لیے اس علمِ عطائی کا ثبوت نصوصِ قطعیہ سے مان لیا اور حضور کے لیے اس علمِ عطائی کا ثبوت نصوص سے نہیں مانتا تو بحث ہر دو جگہ علمِ عطائی میں ہوئی۔ تو پھر اس مصنف کا علمِ عطائی کی بحث کا اقرار کرکے اب یہ کہنا علمِ ذاتی مُراد ہے کیسی بے ایمانی ہے۔ اور خود اپنے آپ کی صریح تکذیب کر دینا ہے۔ جو مصنف کی بدحواسی و عاجزی کی دلیل ہے۔ اور یہ اقرار کر لینا ہے کہ عبارتِ براہین کی ایسی کوئی توجیہ نہیں ہے۔ جو مؤلف کو کفر سے بچا سکے۔ لہٰذا اعلحضرت قدس سرہٗ کا الزام صحیح ہے اور شیطان خدا کا شریک ثابت ہوگیا۔

اب باقی رہا مصنف کا علمِ ذاتی کے مُراد ہونے پر یہ عبارت براہین پیش کرنا یہ بحث اس صُورت میں ہے کہ علمِ ذاتی آپ کو کوئی ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے۔ تو یہ اس کا مغالطہ اور فریب دہی ہے کہ اس میں (یہ) کا اشارہ براہین کی عبارت زیر بحث کی طرف نہیں ہے۔ بلکہ حضور علیہ السلام کو حاضر اعتقاد کرنے کی طرف ہے کہ خود براہین میں اس کے بعد یہ ہے جیسا کہ جہلا کا یہ عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالےٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ مصنف نے اس کو خود ہی نقل بھی کیا ہے۔ تو اس میں حاضر اعتقاد کرنے کی طرف (یہ) کا اشارہ کیا ہے۔ اور مؤلفِ براہین نے اصل مبحث (حاضر ناظر ہونے) کی طرف رجُوع کیا ہے اور اس میں بتایا ہے کہ حاضر اعتقاد کرنے کی دو صُورتیں ہیں ایک علمِ ذاتی کی بنا پر اس سے تو حاضر اعتقاد

marfat.com

کرنے والا مُشرک ہو جاتا ہے اور ایک علمِ عطائی کی بنا پر اس سے مُشرک نہیں ہوتا۔
مصنف کا (یہ) اشارہ براہینِ قاطعہ کی عبارت زیرِ بحث کی طرف بتا کر علمِ ذاتی مُراد لینا سخت مغالطہ و صریح فریب ہے۔ اور اگر مصنف کی خاطر سے فرض بھی کر لیا جائے کہ علمِ ذاتی مُراد ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام کے لیے تو علمِ ذاتی مُراد لیا جائے اور شیطان کے لیے علمِ عطائی۔ یہ تفرقہ محض بیجا اور باطل ہے۔ تو اب عبارت براہین کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ شیطان و ملک الموت کے لیے تو علمِ ذاتی کی وسعت نص سے ثابت مان لی۔ اور حضور علیہ السلام کے لیے علمِ ذاتی کی وسعت کا انکار کرتا ہے اور اس پر نص طلب کرتا ہے، تو مصنف شیطان و ملک الموت کے لیے علمِ ذاتی ثابت مان کر اپنے ہی حکم سے خود مشرک قرار پاتا ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ مصنف بلکہ مؤلفِ براہین تو یہ حکم لگاتا ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کا علم ذاتی قرار دے گا۔ وہ مُشرک و کافر ہے۔ اور اصل مصنف براہین گنگوہی جی یہ فتوے لکھتے ہیں کہ۔

اور جو یہ عقیدہ ہو کر خود بخود آپ کو علم تھا۔ بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کُفر کا ہے لہٰذا پہلی شق (علمِ عطائی) میں امامت درست ہے دُوسری شق (علمِ ذاتی) میں امام نہ بنانا چاہیئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے واللہ تعالےٰ اعلم[۱]

دیکھو گنگوہی جی علمِ ذاتی کے اعتقاد پر بھی کافر کہنے سے زبان روکنے کا حکم دیتے ہیں۔ اب بتاؤ اس میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا اور کس کا حکم صحیح ہے اور کس کا غلط۔

انبیٹھوی اور ٹانڈوی گنگوہی کی زد میں

مُصنف کی دُوسری بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے علمِ کمالی کو باعطاء اللہ تعالےٰ اعتقاد کرے گا ہرگز مشرک نہ ہو گا اور مؤلفِ براہین اس کو جائز فرماتے ہیں۔ مصنف اور

---

[۱] :- فتاوےٰ رشیدیہ جلد اوّل ص۹۷۔

marfat.com

مؤلف براہین کا یہ قول نمائشی ہے۔ اصل وہابیہ کا عقیدہ وہ ہے جو براہین کے اصل مصنف گنگوہی جی کے فتووں میں ہے۔

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علمِ غیب تھا صریح شرک ہے۔ فقط۔[1]

دوسرے فتوے میں ہے۔

علمِ غیب خاصہ حق تعالےٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں۔[2]

امام الوہابیہ لکھتا ہے۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔[3]

ان عبارات سے صاف ثابت ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کو علمِ غیب باعطاء اللہ تعالےٰ اعتقاد کرنا بھی صریح شرک ہے۔ تو اب مصنف بتائے کہ اس کی بات صحیح ہے یا اس کے ان اکابر کی۔ اور وہ خود جھوٹا ہے یا اس کے اکابر۔ اور وہ اپنے اکابر کی حمایت کرتے ہوئے ان کے خلاف لکھتا ہے۔ اور ان کی کھلی ہوئی تکذیب کرتا ہے یہ ہے مصنف کی بدحواسی کا عالم۔

اور اگر مصنف کی یہ بات صحیح ہے کہ مؤلف براہینِ قاطعہ حضور علیہ السلام کے علمِ کمالی کو باعطاء اللہ جائز فرماتے ہیں اور وہ محیطِ زمین کے علمِ عطائی کا حضور کے لیے انکار نہیں کرتے تو اب حضور کو بربنائے علمِ عطائی حاضر کہنا درست ہوگیا۔ اور مولوی عبدالسمیع صاحب مؤلفِ انوارِ ساطعہ کا مدعا ثابت ہوگیا تو پھر مؤلفِ براہین کی عبارت ہی خبط ہوگئی۔ مصنف سے کہو کر باطل کی حمایت کا یہی انجام ہوتا ہے۔ اس کا کلام ہی قابلِ تاویل و توجیہ نہیں۔ اس لیے ساری دیوبندی قوم کی سعی اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اس کا کفر تمہارے

---

[1]: فتاوےٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۰ مطبوعہ قاسمی دیوبند۔

[2]: فتاوےٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۳۷۔ [3]: تقویۃ الایمان ص۱۰۔

ٹالے سے نہیں ٹل سکتا۔ تو اب تو توبہ کرو۔

پھر مصنف اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے پیش کردہ آیات و احادیث پر یہ نمائشی قول پیش کر کے دُنیا کو فریب دیتا ہے۔

ٹانڈوی کا نمائشی قول پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا

جو اس نے آیات وغیرہ علومِ نبویہ علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیے ہیں ان کا کب کسی کو انکار ہے علومِ نبویہ میں اور اس کی وسعت و کمال کے بارے میں سیکڑوں رسالے ہمارے اکابر نے تالیف کر دیئے ہیں یہ جملہ آیات و احادیث علی الراس والعین ہیں۔ حضور علیہ السلام اعلم الخلق علی الاطلاق و اشرف الخلائق باتفاق ہیں کسی کو اس میں کوئی کلام ہی نہیں البتہ اطلاق عالم الغیب خصوصیہ باری تعالےٰ عزوجل کی ہے اور اس کے دلائل کتابیہ و حدیثیہ معروف و مشہور ہیں[1]۔

جواب:۔ مصنف یا دیوبندی قوم اگر اپنے اس دعوے میں سچی ہے کہ وُہ ان آیات و احادیث کو مانتی ہے جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وسعتِ علمی اور اعلم الخلق و اشرف الخلائق ہونا ثابت ہو رہا ہے تو پھر ان سے اہلسنت کا اختلاف ہی کیوں ہوتا اور ان وہابیہ کو توہین شانِ رسالت کرنے والا کس بنا پر کہا جاتا۔ مصنف کا یہ سخت فریب ہے اور مغالطہ ہے۔ اور یہ صریح کذب اور جیتا جھوٹ ہے کہ اکابرِ دیوبند نے حضور علیہ السلام کی وسعتِ علمی کے اثبات میں رسالے لکھتے ہیں۔ مصنف اگر اپنے اس دعوے میں سچا تھا تو کم از کم دس رسائل کے نام تو یہاں شمار کرا دیتا سیکڑوں رسالے کہہ دینا تو سفید جھوٹ ہے صریح کذب ہے۔ ہاں دیوبندیوں نے تنقیصِ علمِ مصطفےٰ و توہین شانِ حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں متعدد رسالے لکھے ہیں۔ دیکھئے ہم بطورِ نمونہ کے چند رسائل کی عبارات

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۔

marfat.com

پیش کرتے ہیں، ہر ذی عقل اس کا خود فیصلہ کرلے گا کہ اس میں وسعتِ علم ثابت کی ہے یا تنقیصِ رسالت کی ہے۔ ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا اور حضور علیہ السلام کے علمِ شریف کو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ جانوروں کے برابر قرار دیا۔

> پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے[1]

انہیں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی اپنے رسالہ تحذیر الناس میں اُمتی کو اعمال میں انبیاءؑ کی برابر مان کر بلکہ اُمتی کو ان سے بڑھا کر شانِ انبیاء کرام کی اس طرح تنقیصِ شان کرتا ہے۔

بقول نانوتوی اُمتی اپنے نبی سے بڑھ جاتا ہے

> انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں[2]

اور براہینِ قاطعہ کی عبارت زیرِ بحث میں حضور علیہ السلام سے زیادہ شیطان و ملک الموت کے لیے وسعتِ علمی ثابت کی۔ تو ان اکابر دیوبند نے کیا تنقیصِ علمِ نبوی اور توہینِ شانِ رسالت نہیں کی ضرور کی حضور کی وسعتِ علمی کو گھٹایا۔ تو کیا یہ اکابرِ دیوبند ان آیات و احادیث پر ایمان لائے۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، اور کیا ایسے گستاخان شانِ رسالت کے متعلق کوئی ذی عقل یہ باور کرسکتا ہے کہ یہ بے ادب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلم الخلق و اشرف الخلائق ہونے پر ایمان لاسکتے ہیں۔ اور ایسے علمِ نبوی کے گھٹانے والے کیا وسعتِ علمِ نبوی میں کوئی رسالہ لکھ سکتے ہیں، ہرگز نہیں، یہ مصنف کا صریح کذب ہے فریب ہے۔

باقی رہا اطلاق عالم الغیب کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا اس کو مصنف نے کسی

---

[1]: حفظ الایمان ص ۶۔ [2]: تحذیر الناس ص ۵۔

marfat.com

دلیل سے ثابت نہیں کیا اپنی عادت کی بنا پر صرف یہ کہہ دیا اس کے دلائل کتابیہ و حدیثیہ معروف و مشہور ہیں۔ اب میں کوئی آیت کوئی حدیث پیش نہیں کرتا ہوں کہ اس پر پوری گفتگو اگلی فصلوں میں پیش کی جائے گی۔ اس کے بعد مصنف ایک موضوع حدیث قابلِ حجت ٹھہراتا ہے۔

> شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اگر اس روایت کو باعتبار اسناد کے بے اصل قرار دیا تو بوجہ دلائل آخر صحیح مقبول المعنی ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا پس بحسب المعنی قابلِ احتجاج ہے۔ حتیٰ کہ خود دجال بریلوی نفی علمِ ذاتی کا اسی طرز پر موافق حدیثِ منقول قائل ہے۔[1]

جواب :- مصنف اس میں مؤلفِ براہین قاطعہ کی باطل و بے اصل روایت کی سند پکڑنے کی حمایت میں ناپاک سعی کر رہا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مؤلفِ براہین کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کی نفی میں کوئی آیت یا حدیث تو مل نہ سکی۔ اور کس طرح مل سکتی تھی کہ آیات و احادیث تو ان کے علم کی وسعت ثابت کرتی ہیں۔ ان کے نفی علم میں کوئی آیت [illegible] یث ہو نہیں سکتی۔ تو مؤلف براہین نے ایک بے اصل اور باطل روایت ہی کو اپنی سند بنا لیا اور براہین میں یہ لکھا۔

> اور شیخ عبد[illegible]ق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو (یعنی حضور نبی علیہ السلام فرماتے ہیں مجھ کو) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔[2]

مؤلفِ براہین کی بے ایمانی ملاحظہ ہو کہ شیطان کا علم تمام زمین کو محیط مانا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کے حال سے بے خبر ٹھہرا کر اس کی سند میں کیسی بے اصل اور مردود روایت کو پیش کر دیا اور بکمال بے حیائی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے سر اس کی روایت دھر دی اور طرفہ یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اسے روایت نہیں کیا بلکہ اس کا رد کیا ہے چنانچہ حضرت شیخ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا۔

---

[1] :- شہاب ثاقب ص۱۱۱ ۔ [2] :- براہین قاطعہ ص۵۵ ۔

marfat.com

ایں جا اشکال می آرند کہ در بعضی روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ من بندہ ام نمیدانم آنچہ در پس ایں دیوار است جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است[۱]	یہاں ایک شبہ پیش کرتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں بندہ ہوں۔ اس دیوار کے پیچھے کا حال مجھے نہیں معلوم اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ بات محض بے اصل ہے اور اسکی روایت صحیح نہیں۔

علامہ علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔

حدیث ما اعلم ما خلف جداری هذا قال العسقلانی لا اصل له[۲]	یہ حدیث کہ میں اپنی اس دیوار کے پیچھے کا حال نہیں جانتا ہوں۔ امام عسقلانی نے فرمایا اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

علامہ ابن حجر مکی افضل القرے میں فرماتے ہیں۔

لم یعرف له سند	اس حدیث کی کوئی سند نہ پہچانی گئی

اب مصنف کی بے ایمانی دیکھو کہ اس بے اصل اور بلا سند باطل روایت کی محض اپنے ید کی محبت میں حمایت کرکے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کو گھٹا رہا ہے۔ خود یہ اقرار بھی کرتا ہے کہ باعتبار اسناد کے بے اصل ہے۔ اور پھر اس سے سند پکڑتا ہے پھر یہ بے حیائی ملاحظہ ہو کہ یہ بحسب المعنیٰ قابلِ حجت ہے اور اس کے مقبول المعنیٰ ہونے دلائلِ صحیحہ کا صرف نام لیتا ہے۔ اگر ایک دلیل صحیح بھی مصنف کے پاس ہوتی تو اس کو پیش کرتا اور جب ایسے اہم موقع پر پیش نہ کرسکا تو ثابت ہوگیا کہ اس کے پاس مکڑی

۱:۔ مدارج النبوۃ کشوری ج ۱ ص ۹۔ ۲:۔ موضوعات کبیر مجتبائی ص ۶۹۔

marfat.com

کے جاسے برابر بھی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ مصنف کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اور پھر یہ صریح افترا و بہتان اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کرتا ہے کہ وہ بھی موافق حدیث منقول کے طرز کے قائل ہیں۔ اگر وہ قائل ہوتے تو ان کا قول نقل کرنا ضروری تھا تاکہ مصنف کی صداقت ظاہر ہو جاتی اور جب وہ ان کا کوئی قول پیش نہ کر سکا تو معلوم ہوا کہ مصنف سخت مفتری و کذاب ہے۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اس کے بعد مصنف نے تقریباً ایک ورق اعلیٰحضرت قبلہ کو صرف گالیاں دے کر اپنے نصیب کی طرح سیاہ کر ڈالا۔ اور آخر میں عبارتِ براہین کی صفائی میں ایک یہ قصہ کہا ہے

امام الکاذبین ٹانڈوی کا ایک نرالا جھوٹ

ہم نے ہزاروں مصنّفین پر یہ عبارت براہین کی مع عبارت انوارِ ساطعہ پیش کی جن کو پہلے سے بوجہ تشہیر اس کلام لغو کے سوء ظنی حضرت مؤلفِ براہین سے ہو چکی تھی انہوں نے جب بتامل دونوں عبارتوں کو دیکھا تو دیکھتے ہی اور فکر کرتے ہی خود بخود کہنے لگے کہ بے شک حضرت مؤلفِ براہین پر افترا محض ہے ہرگز یہ عبارت اس بات پر جو جہال زمانہ ان کی طرف نسبت کرتے ہیں نہیں دلالت کرتی۔ صاحبو مضمون دقیق نہیں عبارت عربی و ترکی نہیں سلیس اردو ہے غور فرمائیں۔[1]

جواب:۔ مصنف نے عبارتِ براہینِ قاطعہ کی صفائی میں خوب اچھی طرح ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن اس کی کوئی ایسی توجیہ و تاویل پیش نہ کر سکا جس سے اس کا کفر اٹھ جاتا۔ اور اس کا مؤلف حکم کفر سے بچ جاتا۔ خود مصنف کا دل بھی جانتا ہے کہ انتہائی سعی کے بعد بھی نتیجہ صفر ثابت ہوا۔ تو اس نے اس عبارت کی صفائی میں ایک یہ قصہ گڑھا۔ اور خوب دل بھر کر جھوٹ بولا۔ افترا کیا۔ مگر اس کا کذب پھر بھی پکڑا گیا کہ اگر اس قصہ کا کچھ بھی

---

[1] ۔ شہاب ثاقب صـ۱۱۸ ۔

marfat.com

ردو ہوتا تو مصنف ان ہزاروں مصنفین میں سے کم از کم دس بیس کے نام لکھ دیتا تو ہر مخالف
وافق اس کی تصدیق کر سکتا تھا نام سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا کہ وہ مصنفین کس قابلیت
ہرت کے مالک ہیں اور کس فرقہ و جماعت کے ہیں تاکہ ان کے جواب پر توجہ کی جاتی
ربقول مصنف ہی کے وہ عبارت براہین جب عربی نثر کی نہیں سلیس اردو ہے تو ان
ے جواب ہی سے ظاہر ہو گیا کہ وہ مصنفین بھی مصنف کی طرح دیوبندی وہابی ہونگے۔
تو ہر سلیس اردو خواں اس عبارت کے دیکھنے کے بعد یہ کہے گا کہ اس عبارت براہین
ں شیطان و ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے زائد ثابت کر کے حضور
ے علم کو گھٹایا گیا ہے۔ اور شانِ رسالت کی سخت توہین و تنقیص کی گئی ہے۔ رہا جب وہ
صنفین اس قدر سلیس اردو کو بھی نہیں سمجھ سکے تو وہ مصنف کی طرح جاہل مصنفین ہونگے
مسلمانو! اگر ایسے مجہول الحال مجہول الاسماء کی شہادت اس عبارت کی صفائی
لیے کافی ہو۔ تو ہر قادیانی غلام احمد قادیانی کی عبارات توہین آمیز کی صفائی میں ایسا
گڑھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے ہزاروں مصنفین پر اس کی عبارات کو پیش کیا ہے۔
نہوں نے بعد غور و تامل کے خود بخود کہا بے شک مصنف قادیانی پر افترا محض ہے ہرگز
ں کی عبارات اس بات پر جو جہال دیوبند اس کی طرف نسبت کرتے ہیں نہیں دلالت
یں۔

کہیئے مصنف صاحب تو کیا ایسا قصہ گڑھ کر عبارات قادیانی کی صفائی ہو جائے گی۔
ر یہ ثابت ہو جائیگا کہ اس نے شانِ رسالت میں گستاخیاں و بے ادبیاں نہیں کی ہیں۔
نف کی ایسی حرکت سے خوب ظاہر ہو گیا کہ اس کے پاس عبارت براہین کی صفائی میں
نے سے ادنٰے توجیہ ذنا ویل بھی نہیں ہے۔ پھر آخر میں اس کا یہ کہنا۔

ٹانڈوی کے جھوٹے دعوے کی حقیقت

| ہم نے جب مجدد صاحب سے مدینہ میں ان امور اربعہ میں گفتگو طلب کی تھی کیوں فرار کیا تھا۔[۱] |

۱: شہاب ثاقب ص۱۱۸

marfat.com

جواب: کس قدر جھوٹ اور کیسا صریح کذب ہے۔ مصنف کو آج تک ایسی جرأت کب ہوئی ہے کہ ان کفری عبارات پر کوئی گفتگو کرتا۔ اور کسی سے مناظرہ کرتا۔ مصنف کو مناظ[رہ] کا نام سن کر تو بخار آجاتا ہے۔ اور جہاں مناظرہ کا شبہ بھی ہو جاتا ہے۔ وہاں پر جانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتا۔ تو اس حالِ زار پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے گفتگو کرنے کی جرأت۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ تمہارے پیشوا تھانوی جی تو مراد آباد میں گھر کے اندر چوڑیاں پہن کر چھپ گئے۔ اور اعلیٰحضرت کے مقابلہ میں میدان میں نہ آسکے۔ اور وہاں سے فَرَّ یَفِرُّ فِرَارًا کی گردان کرتے تھانہ بھون پہنچ کر سانس لیا۔ اور یہ پدی نہ پدی کا شوربا اور مناظرہ کی ڈینگ

چیلنج: مصنف کو اگر ان کفری عبارات پر مناظرہ کی ہمت ہو اور اس کے پاس ان کی کوئی توجیہ موجود ہو تو کسی مشہور شہر میں مناظرہ کا انتظام کر کے مجھے طلب کرے میں ان شاء اللہ اس کی مقرر کردہ تاریخ پر اسی مقام پر حاضر ہو جاؤں گا۔ مصنف کی ساری شیخی کرکری ہو جائے گی۔ اور دنیا دیکھ لے گی کہ اس کی ساری تعلیاں خاک میں مل جائیں گی۔ اور اکابرِ دیوبند کا کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جائے گا۔ مجھے اس کا چیلنج قبول ہے۔ اب وہ مناظرہ کے لیے تاریخ و مقام سے مطلع کرے۔

فصلِ ثامن اور تھانوی صاحب کا کلمہ و درود

مصنف نے تین سطروں میں اس کے لیے اوصاف بیان کیے اور ایسے القاب ذکر کیے جن کا وہ غریب نادار ہرگز ہرگز اہل نہیں۔ میں نے ان کو دیکھا ہے وہ ایک سیدھا [سادھا] آدمی تھا۔ مصنف نے اس کے یہ اوصاف ہی بیان کیے لیکن اس کی نبوت کا کلمہ لا الٰہ إلا اللہ أشرف علی رسول اللہ اور اس کا درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا أَشْرَفُ عَلِی لکھنا بھول گیا جس کو رسالہ الامداد ماہ صفر سنہ ۱۳۳۶ھ پر چھاپ کر شائع کیا گیا ہے۔ مصنف کو اس اپنے دیوبندی قوم کے کلمہ اور درود کا بھی ذکر ضرور تھا۔ تاکہ دیوبندیوں پر یہ ظاہر ہو جاتا کہ ان کا وہ ایسا نبی ہے جس کا نام کلمہ میں داخل [اور] درود اس کے نام پر پڑھا جاتا ہے۔ وہ یہی تھانوی جی ہیں۔

marfat.com

مصنف نے اس موقع پر یہ سخت حق تلفی کی، بلکہ ان تھانوی جی کی اس زبردست
[لـ]لت کا اظہار نہیں کیا۔ جس کو اسی رسالۂ الامداد ماہ صفر ۳۴۵ھ میں چھاپا۔

تھانوی گستاخ کی خباثت باطنی یعنی اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ اُنہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی کا) ذہن معًا اسی طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئیگی۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔

جواب:۔ یہ دیکھ کر کلیجہ مُنہ کو آتا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ [عنہ]ا مُسلمانوں کی ماں ہیں کوئی بے غیرت سے بے غیرت بھنگی چمار بھی ماں کو خواب میں [دیکھ]ہ کر اس کی تعبیر جورو سے کرنے کی جرأت نہ کریگا۔ کوئی بے حیا سے بے حیا جاہل بھی [ما]ں کے آنے کی یہ تعبیر نہیں کرسکتا کہ اس کی کمسن مرغوبہ سے شادی ہو گی۔ پھر حضور اکرم صلی [اللہ] تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کریمہ کو قصہ کہہ کر یہ لکھنا کہ وہی قصہ یہاں ہے۔ اور ان حالات [کریم]ہ سے اپنی حالت کو تشبیہ دینا اور اپنے ناپاک حال کو حضور کے پاک حال کا عین [ٹھ]ہرانا۔ یعنی جو واقعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ام المومنین صدیقہ کا تھا۔ [و]ہ بلاتفاوت تھانوی و تھانویہ کا قرار دینا یہ اُسی قلب کی پیداوار ہو سکتی ہے جو اپنے [آپ] کو نبی جانتا ہو۔ اپنا نام کلمہ میں داخل کرنے درود میں شامل کرنے کو تسلی بخش بتا کر مریدین [کو لا] الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنے کی ترغیب دیتا ہو۔ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ [صلی] اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ اور اپنی جورو کو حضرت امّ المومنین کی جگہ سمجھتا ہو۔

[مس]لمانو! یہ وُہ اکابرِ دیوبند ہیں جن کی تعریف میں مصنف اور دیوبندی تو شمس العلماء [و]فضلا محی السنۃ۔ قامع البدعۃ۔ امام اہل السنۃ والجماعۃ۔ حکیم الامت۔ وغیرہ وغیرہ [لکھ]تی ہے۔ اور کس بنا پر محض اس بات پر کہ یہ اکابر دیوبند خدا و رسول کو خوب گالیاں

marfat.com

دیتے ہیں۔ ان کی شانوں میں گستاخیاں و بے ادبیاں کرتے ہیں۔ ان کی توہین و تنقیص شان کرتے ہیں۔ ان کے علم وسیع کو گھٹاتے ہیں۔ چنانچہ گنگوہی جی و انبیٹھی جی نے تو صرف شیطان و ملک الموت کے علم کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کا علم گھٹایا تھا۔ اب ان تھانوی صاحب کی توہین شانِ رسالت و تنقیصِ علمِ نبوی کا کارنامہ بھی سنیئے۔ چنانچہ یہی تھانوی جی اپنے پونے سات صفحات کے مبسوط رسالہ حفظ الایمان میں لکھتے ہیں۔

تھانوی کا شانِ رسالت پر ڈاکہ

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے[1]

جواب :۔ اس عبارت میں تھانوی جی نے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کیسی توہین کی کہ وہ یہ کہتا ہے کہ دیوبندی مذہب میں تو حضور کی ذاتِ پاک پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا ہی سرے سے صحیح نہیں بلکہ صریح شرک ہے۔ لیکن زید حضور کی ذات پاک پر علمِ غیب کا حکم کرتا ہے تو ہم اس سے یہ پوچھتے ہیں کہ اے زید تو حضور کے لیے غیب کے کل علوم ثابت کرتا ہے یا غیب کے بعض علوم ثابت کرتا ہے۔ اگر حضور کے لیے غیب کے بعض علوم ثابت کرتا ہے تو اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت اور اور کیا فوقیت نکلی۔ کہ جیسا علمِ غیب حضور کا ثابت ہوا ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو کو یعنی ہر ہر معمولی شخص کو بھی حاصل ہے۔ پھر تھانوی جی کو خیال آیا کہ زید عمرو اگرچہ ناخواندہ جاہل بھی لیکن پڑھ کر مولوی عالم ہو سکتے ہیں۔ ان کے علم کی برابر حضور کے علم کو کرنے میں دل کو تسکین نہیں ہوئی تو اس نے اس سے اُتر کر کہا ایسا علم تو صبی یعنی بچے اور مجنون یعنی پاگل کو بھی حاصل

[1] :۔ حفظ الایمان صٹ مطبوعہ بلالی سٹیم ساڈھورہ۔

marfat.com

ہے پھر تھانوی جی کو یہ وہم ہوا کہ میں نے حضور کا علم اگرچہ بچے اور پاگل کے برابر بتادیا لیکن بعض بچے زیرک اور عقلمند ہوتے ہیں اور بعض پاگل پڑھ لکھ کر مجنون ہو جاتے ہیں تو حضور کے علم کو ان کے علم سے تشبیہ دینے میں بھی کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا تو اس سے بھی نیچے اتر کر کہتا ہے بلکہ جمیع حیوانات یعنی جانوروں اور بہائم یعنی چوپایوں کو بھی حاصل ہے کہ جب تمام جانور اور چوپائے کہا تو گدھے کتے سور سب کو شامل ہوگیا۔ اور دنیا جانتی ہے کہ حیوانات ذوی العقول نہیں اور جب ذوالعقول نہیں تو سرے سے ذی علم ہی نہیں ہوئے۔ تو جب تھانوی نے حضور کو حیوانات کے ساتھ تشبیہ دی تو گویا یہ کہہ دیا کہ حیوانات کو جس طرح علم حاصل نہیں اس طرح حضور کو بھی علم حاصل نہیں۔ چہ جائیکہ زید حضور کو بعض غیب کا علم ثابت کرتا ہے۔ پھر اس عبارت میں ایک بات قابلِ توجہ یہ ہے کہ یہ لوگ علم غیب کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص مانتے ہیں اسی بنا پر حضور علیہ السلام کے لیے صاف انکار ہے اور اس کے لیے دلائلِ قطعیہ کا مطالبہ ہے اور اس کے مقابلہ میں حیوانات گدھے کتے، سور وغیرہ کے لیے علم غیب حاصل ہونے کو تسلیم کر لیا۔ اور حیوانات کے علم غیب ثابت کرنے کے لیے کسی نصِ قطعی کے ہونے کی ضرورت نہیں ان کو خاصہ الٰہی بھی بغیر کسی نصِ قطعی کے مان لیا۔ یہ ہے ان تھانوی جی کی عداوت خدا و رسول کا نمونہ۔ اعلحضرت قدس سرہ نے المعتمد المستند میں اس عبارت کو نقل فرما کر علماء حرمین کے سامنے پیش کیا۔ اور عربی میں ترجمہ کر کے اصل عبارت حفظ الایمان ہی کو پیش کیا۔

تھانوی مجرم کا ٹانڈوی وکیل کہتا ھے

اس پر مصنف لکھتا ہے۔

(تھانوی) پر یہ تہمت لگائی کہ معاذاللہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو زید و عمر بلکہ چوپایوں اور مجنونوں کے علم کی برابر کہتے ہیں اب آپ حضرات ذرا غور فرمائیں اور انصاف کریں عبارت حفظ الایمان کی موجود ہے آیا یہ امر اس میں مسطور ہے یا نہیں صاحبو محض دروغ اور افترا بندی پر اس گراہ

marfat.com

کنندۂ عالم نے کمر باندھ رکھی ہے اس جواب و بہتان بندی پر تعجب و حیرت کے ساتھ غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ مجدد بریلوی کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔ ملخصاً[1]

جواب:۔ ہر اُردو خواں کے سامنے حفظ الایمان کی اصل عبارت موجود ہے۔ بقول مصنف وہ عربی ترکی نہیں ہے، سلیس اُردو ہے تو ہر اُردو کا پڑھنے والا اپنے آپ یہ فیصلہ کرے گا کہ اعلحضرت قدس سرہٗ نے جو مضمون بیان فرمایا ہے وہ حفظ الایمان کی اس عبارت میں موجود ہے۔ مصنف کا اس کو تہمت کہنا۔ یا دروغ یا افترا و بہتان بندی کہنا گویا دن میں بوقت دوپہر آفتاب کا انکار کرنا ہے حسام الحرمین میں جو عبارت ہے۔ وہ حفظ الایمان کی اصل عبارت کا ترجمہ ہے جس کو ہم ناظرین کی تسکین خاطر کے لیے بلفظہٖ نقل کرتے ہیں۔

هذا القطه الملعون ان صح الحكم على ذات النبى المقدسه بعلم المغيبات كما يقول به زيد فالمسئول عنه انه ماذا اراد بهذا البعض الغيوب ام كلها فان اراد البعض فاى خصوصية فيه لحضرة الرسالة فان مثل هذا العلم بالغيب حاصل لزيد و عمرو بل لكل صبى و مجنون بل لجميع الحيوانات والبهائم.[2]

اس کی ملعون عبارت یہ ہے۔ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے۔ یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔[3]

لہ:۔ شہاب ثاقب ص۱۱۹ و ص۱۲۰۔ ٹہ:۔ حسام الحرمین ص۲۰

ٹہ:۔ ترجمہ حسام الحرمین ص۲۱

marfat.com

تو اَب ہر اُردو خواں اپنے گھر بیٹھ کر حفظ الایمان کی عبارت اور اعلحضرت قبلہ کی پیش کردہ عبارت میں مطابقت کرے اور پھر یہ فیصلہ کرے کہ اعلحضرت قبلہ نے تھانوی کی طرف جس عبارت کی نسبت کی ہے وہ بلفظہٖ حفظ الایمان میں مُوجود ہے۔ اَب اس مصنّف کا اعلحضرت قبلہ کو گالی گلوچ دینا۔ اس کی دریدہ دہنی اور کذاب ہونے کی دلیل ہے۔ اور پھر مصنّف کی پارسائی اور بھولا پن ملاحظہ ہو ہمنے ابتدائے کتاب میں اس کی چھ سو چالیس گالیوں کی فہرست پیش کر دی ہے۔ اور صدہا گالیاں اس میں درج بھی نہیں کیں ہیں۔ مگر گربہ مسکیں اور بگلہ بھگت بن کر کیا لکھتا ہے۔ غُصّہ پر غُصّہ آتا ہے مگر تہذیبِ علم کوئی لفظ مجددِ بریلوی کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔ ارے تیری شوخی۔ ساری شہاب ثاقب تو گالیوں سے پُر ہے کوئی صفحہ چار چھ گالیوں سے خالی نہ ہو گا اور کہتا یہ ہے کہ کوئی لفظ نہیں کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے نہ اس کو اپنے کہے کا کچھ پاس ہے۔ نہ جھوٹ بولنے کا خوف ہے نہ گالی گلوچ بکنا اس کو بُرا معلوم ہوتا ہے۔ نہ افترا و بہتان باندھنے سے اس کو شرم آتی۔ اس مصرع کا پُورا مصداق ہے ؎

بے حیا باش آنچہ خواہی کن

پھر مصنّف حفظ الایمان کی ایک صفحہ سے زائد عبارت نقل کر کے عبارت زیر بحث کی صفائی کے درپے ہوتا ہے اور ایک بے نظیر صریح افترا اور جیتا بہتان اس طرح کرتا ہے۔

ٹانڈوی دجّال کا بیمثال دجل نمبر I

انسوس صد انسوس اپنے گھر کی خبر نہیں یہ الزام فقط مولانا صاحب ہی تک پہنچتا ہوتا تو امر کچھ سہل تھا یہ تو مجدد صاحب کے روحی اور جسمی باپ دادوں کو بھی نہیں چھوڑتا۔ دیکھئے جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیا مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفتِ خاص ہے۔ رب العزۃ کی جو عالم الغیب والشہادہ ہے جو شخص رسُولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امورِ مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے۔ ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔ انتہی۔ حضرات اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ مجدد صاحب کے دادا پیر صاحب کے قول نہایت وضاحت سے علم غیب میں جملہ مخلوقات دیو۔ پری۔ جن بھوت۔ کیڑے مکوڑے۔ مجنون و پاگل گدھے کتے وغیرہ وغیرہ معاذاللہ رسولِ مقبول علیہ السلام کے مساوی ہو گئے۔ اگر اس کلام میں کوئی تاویل نکالتا ہے تو تھانوی کا کلام کیوں نہ اس تاویل کا محتمل ہوگا۔ ملخصاً [1]

جواب :۔ دُنیا میں بہت سے جھوٹے پیدا ہوئے لیکن کبھی انہیں اپنے جھوٹ پر شرمندگی لاحق ہو جاتی ہو گی۔ جہان میں بہت سے مفتری مشہور ہوئے لیکن کبھی انہیں اپنے افترا پر شرمساری آگئی ہو گی۔ عالم میں بہت سے بہتان طراز کہلائے لیکن کبھی انہیں بہتان طرازی پر حیا پیدا ہو گئی ہو گی۔ مگر ایسا کذاب جو اپنے کذب پر فخر کرتا ہو۔ ایسا مفتری جو اپنی افترا پردازی پر نہ شرماتا ہو۔ ایسا بہتان طراز جو اپنی بہتان طرازی پر حیا نہ کرتا ہو۔ ایسا سلطان الکاذبین۔ امام المفترئین اس مصنف کے سوا کوئی دُوسرا مشکل ہی سے دستیاب ہوگا۔ اس کا جھوٹ بولنا افترا کرنا عادتِ ثانیہ ہو چکا ہے۔ اس سے جب عبارت حفظ الایمان کی توجیہ نہ بن سکی تو اس نے حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مُبارک سے ایک کتاب تصنیف کر ڈالی اور بکمال بے حیائی اس کا نام بھی خزینۃ الاولیاء گڑھ لیا اور بکمال بے شرمی اس کا مطبع بھی کانپور اپنے دِل سے تراش لیا۔ اور بکمال بے غیرتی اس کا صفحہ ۱۵ بھی اپنی طرف سے تجویز کیا۔ اور بکمال شیطنت اس کی یہ خط کشیدہ عبارت حسب منشا اپنے ناپاک قلب سے حفظ الایمان جیسی اختراع کر ڈالی۔ اور پھر اس مفتری کذاب کی دیدہ دلیری دیکھو کر خود اس کی من گھڑت

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص ۱۲۱ و ص ۱۲۲۔

marfat.com

پیز اور اپنے خصم کو کس شوخ چشمی، کس بلند آہنگی کے ساتھ الزام دے رہا ہے کہ مجدد صاحب کے دادا پیر شاہ حمزہ صاحب مارہروی کا کلام عبارت حفظ الایمان سے بھی زیادہ صریح تر گالی اور توہین آمیز ہے کہ وہ علمِ غیب میں کیڑے، مکوڑے، پاگل، گدھے کتے وغیرہ کو حضور کے مساوی لکھتے ہیں۔ تو ان کے کلام میں اگر کوئی تاویل نکلتی ہے تو تھانوی جی کا کلام بھی اسی تاویل کا متحمل ہے۔ ورنہ ان کو بھی کافر کہو وغیرہ بے ہودہ بکواس۔

مسلمانو! روافض کی تحریف مشہور ہے لیکن ایسی دلیری کہ کسی کے نام سے کتاب تصنیف کر لی گئی ہو۔ ایسی جرأت کہ اس کتاب کا نام اپنی طرف سے گڑھ لیا گیا ہو۔ ایسی بے حیائی کہ اس کا مطبع اپنی طرف سے تراش لیا ہو۔ ایسی بے شرمی کہ اس کا صفحہ اپنی طرف سے تجویز کر لیا گیا ہو۔ ایسی بے غیرتی کہ اس کی بالکل ساری عبارت اپنے حسبِ منشا اپنی طرف سے بنا ڈالی گئی ہو۔ شاید ان روافض نے بھی نہ کی ہو گی۔ مصنف اس صریح جھوٹ اس افترا اس بہتان پر شیخ الوقت بنتا ہے اور اس کی ساری دیوبندی قوم اس کو شیخ اکل کہتی تو کیا یہ اسی افترا و کذب ہی کا شیخ ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ مصنف سلطان الکاذبین۔ امام المفترین ہے۔ اور ابلیس لعین کا خاص چہیتا فرزند ہے

فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس الی یوم الدین۔

پھر اس مصنف نے دیکھا کہ اس ایک جھوٹ اور افترا سے عبارت حفظ الایمان کی صفائی نہ ہو سکے گی تو کم از کم عدد شہادت کو تو پورا کر دیا جائے لہٰذا دوسرا افترا و کذب یہ پیش کرتا ہے۔

ٹانڈوی دجّال کا بے مثال دجل نمبر ۲

جناب بندۂ درہم و دینار صاحب کے دادا یعنی مولوی رضا علیخاں صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب بالواسطہ تھا۔ یعنی بذریعہ وحی کے تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدرِ مراتب سب کو حاصل ہے اور علمِ غیب مطلق و بالذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے اور نصِ قطعی کے خلاف۔ اس میں تاویل

marfat.com

اور ایر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے الخ اب مجدد صاحب اپنے دادا صاحب کی بھی تکفیر کریں وُہ بھی سب کو علمِ غیب بتلاتے ہیں اور وُہ اس تصریح سے تو گدھے کتے مچھر بندر وغیرہ وغیرہ سب کو آپ کے شریک عالم الغیب ہونے میں کر رہے ہیں۔ بالفرض اگر مولانا تھانوی نے ایسا کہا بھی ہو اور ان کی تحریر کا وہی مطلب ہو جو مجدد صاحب نے سمجھا ہے تو جب اپنے ہر دو دادا ؤں کی تکفیر نہیں کرتا تو مولانا تھانوی پر کیوں ہاتھ صاف کرتا ہے۔ (ملخصاً) [1]

جواب:۔ مسلمانو! مصنف کی برابر کاذب مفتری۔ فریبی شاید کسی فرقہ میں بھی نہ مل سکے۔ یہود و نصاریٰ نے تحریفیں کیں۔ اور دیگر فرق باطلہ نے تحریفیں کیں مگر مصنف نے سب کے مُنہ پر تھوک دیا۔ سب سے اس تحریف میں سبقت لے گیا۔ اس کی ایک تحریف کس قدر افتراؤں کا مجموعہ ہے کہ بکمال بیحیائی حضرت حامیٔ دین و ملت۔ نامرِ سنت مولانا مولوی رضا علی خاں صاحب بریلوی قدس سرّہٗ کے اسمِ گرامی سے ایک کتاب تصنیف کر ڈالی اور بکمال بے شرمی اس کتاب کا نام بھی ہدایۃ الاسلام گھڑ لیا۔ اور بکمال بے غیرتی اس کا مطبع بھی صبح صادق سیتاپور اپنے دل سے تراش لیا۔ اور بکمال بیباکی اس کا صفحہ ۳۰ اپنی طرف سے تجویز کر لیا۔ پھر بکمال شیطنت اس کی یہ خط کشیدہ عبارت حسبِ مطلب اپنے ناپاک دل سے مثل عبارت حفظ الایمان اختراع کر ڈالی۔ اور پھر اس سلطان الکاذبین۔ امام المفترین کی انتہائی بے حیائی دیکھئے کہ خودی ترا اس کو گڑھا اور اپنے خصم کو کس دیدہ دلیری اور شوخ چشمی کے ساتھ یہ چیلنج دے رہا ہے کہ تم اپنے دادا کی بھی تکفیر کرو۔ وُہ بھی علمِ غیب گدھے کتے مچھر بندر وغیرہ کو بتا رہے ہیں۔ اور جب تم اپنے دادا کی تکفیر نہیں کرتے تو تھانوی جی کی بھی تکفیر مت کرو۔ دیوبندیو بولو۔ یہ مصنف کذب کی ایجنسی کا ٹھیکیدار اور افترا کی ٹکسال کا مالک و مختار ثابت ہوا یا نہیں۔ ضرور ضرور ہوا ضرور ہوا۔

---

[1] :۔ شہاب ثاقب ص ۱۲۲ و ص ۱۲۳۔

حیرت ہے کہ دیوبندی قوم ایسی اندھی ہے جو ایسے مفتری وکذاب کو اپنا شیخ بناتی ہے جس کے کذب وافترا کی یہ چھپی ہوئی نہیں بلکہ چھپی ہوئی دستاویزیں موجود ہیں دیوبندی قوم ایسی بے حس اور بے غیرت ہے جو ایسے مکار۔ فریبی جھوٹے کو پیر بناتی ہے۔ جس کے مکر وفریب کی یہ چمکتی دو تحریریں طبع شدہ موجود ہیں۔

دیوبندیو۔ ○ —— کیا تمہارا شیخ وہی ہوتا ہے جو ایسے صریح کذب بولے ایسے جیتے افترا باندھے۔

○ —— کیا تمہارا پیر وہی ہوتا جو ایسا مکار ہو۔ اتنا فریبی۔

○ —— کیا تم ایسے ہی کو اپنا پیشوا بناتے ہو جو انتہا درجہ کا جھوٹا اور بے حیا ہو۔

○ —— کیا تم ایسے ہی کو اپنا مقتدا ٹھہراتے ہو جو اس قدر مکار اور عیار ہو۔

مسلمانو! اس مصنف نے یہ دونوں افترا محض اس بنیاد پر کیے کہ عبارت حفظ الایمان کی توہین وتنقیص اور اس کا کفر اس قدر صریح تھا کہ یہ مصنف کیا خود صاحب حفظ الایمان ہی اپنی حیات میں اس کی کوئی ایسی توجیہ وتاویل نہ کر سکا جس سے وہ حکم کفر سے بچ جائے اس مصنف نے اس کی جب کوئی توجیہ وتاویل نہ پائی تو وہ یہ دو افترا کرنے پر مجبور ہوا۔ اور اس نے حفظ الایمان جیسی یہ دو عبارتیں گڑھ کر ان دو حضرات کی طرف منسوب کر دیں اور یہ سمجھ لیا کہ دیوبندی قوم پر تو ان اکابر دیوبند کا وقار باقی بنا رہ جائے گا۔ اور پھر اس کی تحقیق کون کرے گا۔ مگر اس کو یہ کیا خبر تھی کہ اس شہاب ثاقب کا رد لکھا جائے گا۔ اور اس کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اور یہ طلسم خاک میں ملجائے گا۔

دیوبندیو! عبارت حفظ الایمان کا جب تمہارے پاس کوئی جواب نہیں اس کی کوئی ایسی تاویل نہیں جو اس کو کفر سے بچائے۔ جب تم نے اس کے لیے انتہائی عرق ریزیاں کرلیں۔ امکانی کوششیں کرلیں ایڑی چوٹی کے زور لگا دیئے شرمناک جھوٹ بولے۔ حیا سوز افترا و بہتان باندھ لیے۔ انفرادی واجتماعی محنتیں کرلیں اور کسی طرح اس کا کفر نہ اٹھ سکا کسی طرح اس کی توہین نہ مٹ سکی تو جلد توبہ کرو۔ ایمان لاؤ۔ اللہ تعالٰے کی توہین سے بچو۔ اس کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی گستاخیوں سے باز آؤ۔ اور ان مفتری وکذا

marfat.com

اکابرِ دیوبند مرتدین و کفار کی پیروی اور اندھی تقلید سے بچو۔

ٹانڈوی کا دیوبندی قوم کو تسلی دینا

پھر مصنف نے خود ہی غور کیا کہ اگرچہ میں نے یہ افترا کئے لیکن انکا بھانڈا ضرور پھوٹ جائے گا۔ اور دیوبندی قوم ہاتھ سے نکل جائے گی۔ تو ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے کے لیے کہتا ہے۔

> اس کے بعد آپ غور کریں کہ جو تہمتیں مولانا تھانوی پر رکھی ہیں آیا وہ موجود ہیں یا نہیں دیکھئے صا۲ میں لکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالےٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چنیں وچناں ہیں۔ اھ یہ مضمون دروغ خالص نہیں تو کیا ہے۔ ہم نے حفظ الایمان کی تمام عبارت نقل کر دی ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہیں یہ موجود ہے۔ کیوں نہیں عبارت مولانا کی دکھاتا ملخصاً[۱]

جواب :۔ اس بے حیا مصنف کو شرم نہیں آتی۔ صریح جھوٹ بولتا ہے دن میں آفتاب کا انکار کرتا ہے اور شرماتا نہیں۔ کہ حسام الحرمین صا۲ کی جو یہ عبارت نقل کر رہا ہے اس سے پہلے اصل حفظ الایمان کی عبارت موجود ہے جو ہم نے ابھی اوپر مع عربی ترجمے کے نقل کی ہے اس اصل عبارت حفظ الایمان کے بعد اعلیٰحضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالےٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چنیں وچناں ہیں۔ اس مصنف سے پوچھو کہ اعلیٰحضرت نے جو حفظ الایمان کی عبارت نقل کی وہ مصنف کی پیش کردہ عبارت حفظ الایمان میں بعینہٖ وبلفظہٖ موجود ہے جو چاہے اس کے لفظ لفظ حرف حرف نقطہ نقطہ مطابق کرے۔ اگر مطابق نہ اُترے تو اعلیٰحضرت قبلہ پر تہمت لگانے اور دروغ خالص بولنے کا الزام ہے۔ جب بالکل مطابق

---

[۱] :۔ شہاب ثاقب ص۱۲۳۔

marfat.com

اُتر آئے تو وہ تہمت اور دُروغ کی بلا اسی مصنّف پر تو واپس آئے گی خُود تو جھوٹ بولتا ہے اور دُوسرے کی طرف نسبت کرتا ہے کہ حیا کا کوئی حصّہ اس میں ہے ہی نہیں باقی رہی اعلیٰحضرت کی یہ عبارت کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو تو یہ نہ تھانوی کی عبارت ہے نہ اعلیٰحضرت یہ فرما رہے ہیں کہ یہ تھانوی کی عبارت ہے بلکہ اعلیٰحضرت اس عبارت حفظ الایمان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ظاہر فرما رہے ہیں مصنّف کا فریب اور مغالطہ یہ ہے کہ اصل منقولہ عبارت حفظ الایمان کی تصحیح نقل کا مطالبہ کرتا نہیں۔ اور اس خلاصہ کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس کو بلفظہٖ حفظ الایمان میں دکھا دو۔ یہ بالکل ایسا ہی جاہلانہ مطالبہ ہے۔ جیسا پہلے براہین قاطعہ کے متعلق کر چکا ہے۔ اور ہم نے اس جاہلانہ مطالبہ پر گفتگو کی ہے۔

مُسلمانو:۔ دکھانا یہ ہے کہ مصنّف کے پاس عبارت حفظ الایمان کا جواب نہیں ہے ایسے ہی فریب اور مغالطہ دیگر اوراق کو سیاہ کرتا ہے اسی طرح کا فریب یہ ہے۔

> دُوسرا اتہام خبیث دیکھئے اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ہے ایسا تو ہر بچے کو اور ہر پاگل کو بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔ اَب اس خبیث عبارت کو ڈھونڈیئے کہیں بھی پتہ نہیں چلتا اس مضمون کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دو سطر حفظ الایمان نقل کر دی ہے اور اگلی پچھلی عبارت حذف کر دی ہے تا کہ لوگوں پر اصلی معنے اور مقصد مؤلف کا کھُل نہ جاوے اور اس کے مکر اور بہتان کا ظہور نہ ہو جائے۔ ملخصاً[1]

جواب: مصنّف کی کوئی بات کذب و فریب سے خالی نہیں ہوتی کہ نہایت صاف بات تھی اعلیٰحضرت نے حفظ الایمان کی اصل عبارت نقل کر کے اس کے مضمون کو صاف الفاظ میں کہا تھا اس کو یہ مصنّف مکر و بہتان کہہ کر انصاف کا خون کر رہا ہے۔ ہم ناظرین

---

[1]:۔ شہابِ ثاقب ص ۱۲۳۔

marfat.com

کے فیصلہ کے لیے ہر دو عبارات کو مقابلہ میں رکھ کر اس غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ ان دو عبارتوں میں کیا فرق ہے مضمون ہر دو کا ایک ہے یا نہیں۔

اصل عبارت حفظ الایمان بلفظہٖ

خلاصہ مضمون عبارت حفظ الایمان بالفاظ اعلیٰحضرت قبلہ

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔[1]

غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے کو اور ہر پاگل کو بلکہ ہر جانور اور ہر چرپائے کو حاصل ہے۔

ہر اردو خواں ان دونوں عبارتوں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرے گا کہ اصل عبارت حفظ الایمان میں جو مضمون تھا اس خلاصہ میں بھی بالکل اسی مضمون کو مختصر الفاظ میں سلیس اردو میں لکھدیا گیا ہے مضمون میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہوا ہے۔ اب مصنف کا اس خلاصہ مضمون کے متعلق یہ لکھنا کہ اس کا کہیں حفظ الایمان میں پتہ نہیں چلتا۔ کیسا صریح جھوٹ ہے۔ نیز اس کا اس خلاصہ مضمون کو مکر و بہتان قرار دینا خود اس کے مکار اور بہتان طراز ہونے کی روشن دلیل ہے اب باقی رہا مصنف کا یہ کہنا کہ اس مضمون کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دو سطر حفظ الایمان نقل کر دی ہے۔ الحمد للہ کہ مصنف نے یہ تو اقرار کر ہی لیا کہ ایک دو سطر حفظ الایمان نقل کر دی ہے تو خود اپنے ہی کلام کا رد کر دیا اور خود اپنے ہی منہ پر تھوک لیا۔ اب رہی یہ بات کہ ایک دو سطر حفظ الایمان کی نقل کی ہے تو جب یہ خلاصہ مضمون ہی ایک دو سطر کا ہے تو اس سے زائد کا نقل کرنا خلاصہ مضمون سے زائد ہو جاتا اور اسکی حاجت

[1] : حفظ الایمان صث۔

marfat.com

ہی نہیں تھی کہ حکم کفر تو صرف اس عبارت پر ہے کہ توہین شانِ رسالت تو اسی میں ہے کہ حضور کے علم شریف کو بچوں پاگلوں، جانوروں چوپایوں کے مشابہ ٹھہرا دیا اب اس پر مصنف کا یہ کہنا اگلی پچھلی حذف کر دی ہے تو مصنف ناواقف ہے اس کی اگلی پچھلی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ مفتی کو کوئی حاجت نہیں اگر مصنف فتوٰی لکھنا جانتا تو ایسی بے اٹکل بات نہ کہتا۔ کہ بعضے طلاق کے استفتے میں ایک دو ورق بھرے ہوتے ہیں اور حکم القاع طلاق کا ایک جملہ پر ہوتا ہے۔ اس میں اگلی پچھلی عبارت کی مفتی کو خاص حاجت نہیں ہوتی۔ ہاں تو اب ہم مصنف کو اس کی اجازت دیتے ہیں کہ تم اس کی اگلی پچھلی خوب دیکھ بھال کر ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اس عبارت زیرِ بحث کے حکمِ کفر کو اگر ٹال سکتے ہو تو ٹال دو۔ کوئی صحیح توجیہ و تاویل بتا سکتے ہو تو پیش کر دو۔ اور اس کے اصل معنے اور مقصد کو کھول سکتے ہو تو کھول کر دکھاؤ۔

تھانوی کی عبارت سے ٹانڈوی کا استدلال

پھر مصنف خود تھانوی جی کی ایک عبارت کو اپنے استدلال میں اس طرح پیش کرتا ہے۔

> خود مولانا تھانوی اس رسالہ میں اور اسی بحث میں فرماتے ہیں کیونکہ آپ ایجاد اور القاء عالم کے سبب ہیں اور معلوم ہے کہ جس کے سبب سے کوئی چیز ہوا کرتی ہے۔ وہ ہمیشہ تابع اور غیر مقصود بلکہ بمنزلہ عبد و خدام کے ہوا کرتی ہے وہ کسی طرح اصلی مقصد کے برابر نہیں ہو سکتی ہے۔ پس کیونکر یہ ہو سکے گا کہ وہ حضور علیہ السلام کو برابر جنیں و حیاں کے اعتقاد کریں۔ ملخصاً[۱]

جواب:۔ مصنف کا یہ کلام محض امکاں ہے کہ تھانوی جی جب حضور کو سبب ایجاد و بقاء عالم کہتے ہیں تو آپ کو جنیں و حیاں کی برابر کیسے کہہ سکتے ہیں اور وقوع یہ ہے کہ تھانوی جی

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب ص ۱۲۳۔

marfat.com

نے لکھ دیا کہ حضور علیہ السلام چنیں وچناں کی برابر ہیں جیساکہ عبارت زیر بحث سے ظاہر ہے تو مصنف کی ساری کوشش ہی بیکار اور رائیگان ثابت ہو گئی اور مصنف کی اس تقریر سے ایک نئی بات مذہب دیوبندیت کے خلاف یہ ثابت ہوئی کہ جب حضور علیہ السلام سبب ایجادِ عالم ہوئے تو اہلِ عالم حضور کے بمنزلہ عبد و خدام ہوئے تو افرادِ عالم اپنے آپ کو غلام محمد، غلام احمد غلام مصطفےٰ، عبد المصطفےٰ، عبدالنبی، عبدالرسول کہہ سکتے ہیں۔ خصوصًا جو اُمتیتِ اجابت میں ہیں وہ اپنی اولاد کے یہ نام رکھ سکتے ہیں۔ مصنف کے نزدیک ان اسماء کی کوئی ممانعت نہیں۔ تو یہ مصنف اپنے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے حکم سے مشرک دکافر ہو گیا (دیکھو تقویۃ الایمان ص۵ و ص۱۳) تو مصنف تھانوی جی کو بچانے کی سعی کر رہا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تو کفر سے بچ نہ سکا اور یہ خود اپنے ہی امام کے حکم سے کافر و مشرک ہو گیا۔

پھر مصنف ڈوبنے والے کی طرح جو تنکے کا سہارا تلاش کیا کرتا ہے یہ بھی اسی طرح حفظ الایمان کی اس عبارت سے استدلال کرتا ہے۔

دیکھئے ص۷ کی سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں کہ بس اس کا مقتضیٰ صرف اس قدر ہے کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے تھے الخ اس عبارت سے کیا نکلتا ہے؟ آیا معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام اور زید عمر بکر وغیرہ وغیرہ کے علوم میں مساوات ہے یا بہت بڑے فرق پر حضرت مولانا کی عبارت صراحۃً دلالت کر رہی ہے۔ اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ ان کی عبارت اسی بات پر دلالت کر رہی ہے۔ جو مجدد صاحب نے ان کی نسبت لکھا ہے تو جب یہ عبارت اسی صفحہ میں اس کے بعد مذکور ہے بس یہ معنے نکال لینے کسی طرح صحیح نہ ہونگے اور نہ ان کے دامن کو کوئی دھبہ لگ سکے گا ملخصًا[1]

---

[1]:۔ شہابِ ثاقب ص۱۲۴۔

جواب : ۔ اس عبارت حفظ الایمان سے بھی یہی نکلتا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی جی کے نزدیک حضور علیہ السلام اور زید و عمر و بکر وغیرہ کے علوم میں مساوات اور برابری ہو۔ اس لیے کہ علوم لازمہ نبوت بعض علم ہیں یا کل علم۔ اگر بعض علم ہیں تو بالذات ہیں یا بالواسطہ تو ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کو بعض علم بالذات تو ہو نہیں سکتے اب رہے بعض علم بالواسطہ تو یہ بعض علم بالواسطہ اگر حضور علیہ السلام کو ہیں تو بعض علم بالواسطہ زید و عمر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہیں۔ تو بعض علم بالواسطہ ہونے کی بنا پر بھی تھانوی جی کے نزدیک حضور علیہ السلام اور زید و عمر۔ بچوں پاگلوں جانوروں چوپایوں میں مساوات اور برابری لازم آگئی۔ تو تھانوی جی کی اس عبارت میں بہت بڑے فرق پر صراحۃً دلالت کہاں ثابت ہوئی تو اب تو مصنف کو تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ تھانوی جی کی عبارت اسی بات پر دلالت کر رہی ہے جو اعلیٰحضرت نے تحریر فرمایا ہے اور اگر تسلی نہیں ہوئی تو اور بھی سن لیجیے۔

اگر سعید یہ کہے کہ

○ — جیسا علم جناب گنگوہی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر کتے کو حاصل ہے۔

○ — جیسا علم جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر اُلّو کو حاصل ہے۔

○ — جیسا علم جناب تھانوی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر گدھے کو حاصل ہے۔

○ — جیسا علم جناب دہلوی کو تھا ایسا علم تو ہر سور کو بھی حاصل ہے

اور وجہ شبہ یہ بتلائے کہ ان گنگوہی و نانوتوی و تھانوی۔ دہلوی کو بھی بعض علم ہی تو ہے کہ کل علم کا انہیں حاصل ہونا تو عقلاً نقلاً باطل ہے۔ اور کتے۔ اُلو گدھے۔ سور کو بھی بعض علم ہی حاصل ہے اگرچہ گنگوہی و نانوتوی۔ تھانوی۔ دہلوی صاحبان کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولویت کو لازم و ضروری ہے وہ انہیں بتمامہا حاصل تھا۔

تو اے دیوبندیو! کیا تم ان کے لیے ایسا کہنا۔ لکھنا۔ چھاپنا۔ شائع کرنا پسند کرو گے۔ کیا اس جیسی عبارت میں ان کی توہین نہ کہو گے۔ اگر کہو کہ ہمیں ایسی عبارت پسند ہے۔ اور اس میں ان کی کوئی توہین نہیں ہے۔ تو ان سب کے نام بنام لکھ کر ایسی عبارت

marfat.com

چھاپو۔ اور اس پر اپنے اکابر کے مہر و دستخط بھی کرا دو۔ تو دنیا دیکھ لے گی کہ واقعی تمہارے نزدیک ایسی عبارت میں توہین نہیں تھی اسی بنا پر تم نے اپنے اکابر کے لیے اس عبارت کو چھپوا دیا، شائع کر دیا۔ اور اس پر اپنے مہر و دستخط بھی کر دیئے۔ ورنہ ہر شخص یہ یقین کرنے کے لیے مجبور ہے۔ کہ جب تم ایسی عبارت کو اپنے اکابر کے لیے چھپوانا شائع کرنا گوارہ نہیں کرتے تو اس عبارت میں ضرور توہین ہے۔ اور کوئی تاویل کوئی توجیہ کوئی عذر اس کا توہین ہونا میٹ نہیں سکتا کوئی حیلہ بہانہ اس عبارت کو توہین سے پاک ثابت نہیں کر سکتا۔ **تو اے گستاخ دیوبندیو۔ اے بے ادب وہابیو۔** اس ناپاک توہین آمیز عبارت کو سید انبیاء محبوب کبریا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں لکھتے ہو چھاپتے ہو۔ شائع کرتے ہو۔ جب تم سے مسلمان یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس عبارت میں سرکارِ رسالت کی توہین و تنقیصِ شان ہے تو اس بات پر اڑے ہوئے ہو کہ اس میں توہین نہیں ہے اس کی تاویل ہے یہ توجیہ ہے۔ اور جھوٹے بہانے کر کے اُسے بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہو کہ اس میں تنقیص شانِ رسالت ہرگز نہیں ہے۔ فلاں کلمہ فلاں جُملہ اس کی صفائی کر رہا ہے۔ لہٰذا اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ اس عبارت میں توہین علم نبوی نہیں ہے تو ایسی ہی عبارت اپنے اکابر کے نام سے کیوں نہیں چھاپتے۔ ایسی ہی عبارت اپنے پیشواؤں کے لیے کیوں نہیں شائع کرتے۔ تمہاری یہ تاویلیں یہ توجیہیں آقا و مولا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں تو صفائیاں ہیں۔ اور اکابر دیوبند کے لیے صفائی نہیں یہ گستاخ عبارت سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے گالی اور توہین نہیں اور تمہارے اکابر کے لیے گالیاں اور توہین ہے۔ تو ظاہر ہو گیا کہ جو عزت تمہارے دلوں میں اپنے اکابر دیوبند کی ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز نہیں۔

اب باقی رہا مصنف کا ناپاک عذر اور گندہ بہانہ کہ یہ عبارت اسی صفحہ میں اس کے بعد مذکور ہے پس یہ معنے نکالنے کسی طرح صحیح نہ ہونگے تو اس مسمی سعید نے بھی اسی صفحہ میں چند سطر کے بعد ہی گنگوہی۔ نانوتوی۔ تھانوی۔ دہلوی کے لیے ان کے علموں

marfat.com

کر کُتّے ۔ الّو ۔ گدھے ۔ سور کے علموں سے تشبیہہ دے کر یہ عبارت لکھدی تھی کہ اگرچہ ان صاحبان کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولویت کو لازم و ضروری ہے وُہ انہیں بتما مہا حاصل تھا ۔ اب تمہارے قاعدہ سے گنگوہی و نانوتوی ، تھانوی ۔ دہلوی کے لیے توہین کے معنی نکالنے کسی طرح صحیح نہ ہونگے ۔ اور پھر سعید کے اس عبارت کے لکھنے کے بعد اس کے دامن پر نہ کوئی دھبّہ لگ سکے گا ۔ تو مصنف صاحب اگر تھانوی کی اس پچھلی عبارت سے پہلی عبارت کی صفائی ہوتی ہے تو سعید کی پچھلی عبارت سے بھی پہلی کی صفائی ہوجائے گی ۔ تو اَب سعید والی پوری عبارت اپنے اکابر کے حق میں وہی ان کے تین تین سطر کے القاب و اوصاف لکھ کر چھاپو ، شائع کرو ۔ مگر ہمارا دعوٰے ہے کہ تم اپنے اکابر کے لیے سعید کی عبارت جو عبارت حفظ الایمان کا چربہ ہے ہرگز ہرگز نہیں چھاپ سکتے ۔ کہ فقط نہ تمہارے قلوب بلکہ تمہارا عمل شہادت دیگا کہ سعید والی عبارت کو تم اپنے اکابر کے حق میں توہین جانتے ہو ۔ تو لے ایمانو ! تھانوی کی عبارت کو آقا و مولا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے حق میں کیوں توہین نہیں جانتے ۔

ممکن ہے کہ مصنف کی ابھی تسلی نہیں ہوئی ہو تو اور لیجئے ۔ کہ دلید تھانوی صاحب کو لکھے حامی سنت حکیم الاُمّتہ مولوی اشرف علی صاحب احمق دامت برکاتہم و فیوضہم تو غالباً آپ اس سے ناراض تو نہ ہوں گے کہ وُہ تھانوی صاحب کے اوصاف و مدح کے کلمے اوّل میں بھی لکھ رہا ہے ۔ اور آخر میں بھی لکھ رہا ہے نہیں بلکہ ضرور ناراض ہوں گے کہ لفظِ احمق گالی ہے اور گالی کو اس کی تعریف کے الفاظ نہیں میٹ سکتے بلکہ یہ تعریف کے الفاظ تمسخر قرار پائیں گے تو مصنف اپنے اس قاعدہ کو کہ توہین کو تعریف میٹ دیا کرتی ہے اگر خُود بھی صحیح جانتا ہے تو اپنے اکابر کے کئی سطریں القاب و اوصاف لکھے اور ان سے پہلے ایک کلمہ گالی کا بھی لکھ کر چھاپے ۔ شائع کرے ۔ اور اگر نہیں چھاپتا اور نہیں شائع کرتا ہے تو ثابت ہو جائیگا کہ یہ قاعدہ صرف اللہ تعالےٰ کے حبیب محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو گالیاں

marfat.com

دیگر عذر کرنے کے لیے بنایا۔ اپنے اکابرِ دیوبند کے لیے تیار نہیں کیا۔

وہابیو! ایسے ناپاک عذروں باطل تاویلوں سے تھانوی کا کفر اُٹھانا چاہتے ہو۔ تمہاری ان غلط باتوں سے ثابت ہو گیا کہ تمہارے پاس عبارت حفظ الایمان کی کوئی ایسی تاویل نہیں جس سے اس کا کفر اُٹھ سکے۔ تو جلد توبہ کرو۔ اور ان گستاخ اکابر دیوبند کی پیری چھوڑ دو۔ پھر مصنف نے ایک صفحہ تک علوم و لازمۂ نبوت کا ذکر کیا۔ جن کا زیر بحث عبارت حفظ الایمان سے کوئی تعلق نہیں اور پھر مصنف نے اسی کے ضمن میں لکھا۔

> اگر آپ کو اُس (علمِ نبوت) کی تفصیل کی ضرورت ہے تو منصب امامت مصنفہ جناب مولانا اسمٰعیل صاحب شہیدؒ ملاحظہ فرمائیں اور پھر معلوم کریں کہ کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور حضرت مولانا شہیدؒ کس طرح اعلیٰ درجہ کے معتقد انبیاء علیہم السلام کے ہیں اور نیز آبِ حیات قبلہ نما۔ ہدایۃ الشیعہ وغیرہ وغیرہ رسائل جناب مولانا نانوتویؒ کے دیکھیں جن سے وہ علوم مضامین معلوم ہونگے کہ جنکو مجدد صاحب کی سات پشت نے خواب میں بھی حضور علیہ السلام کے فضائل کی بابت نہ دیکھا ہوگا۔ [ل]

جواب:۔ مصنف نے یہ ایک صفحہ علومِ لازمۂ نبوت کے شمار ہی میں صرف کیا اور عبارت زیرِ بحث کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکا ہم نے جو یہ عبارت شہاب ثاقب سے نقل کی یہ بھی مبحث سے غیر متعلق ہے لیکن جو اس میں مصنف نے کئی صریح جھوٹ بولے ہیں ان کا اظہار کرنا اور حقیقت واقعی کا کما حقہ ظاہر کرنا ضروری سمجھا محض اس بنا پر اس عبارت کو پیش کیا گیا ہے۔ مصنف کا پہلا دُوسرا کذب یہ ہے کہ اس نے یہ کہا منصب اِمامت میں کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام اور ان کے علوم کی ہے اور اس کا مصنف دہلوی کس طرح اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء کا ہے۔ تو میں اس کی صرف ایک دو عبارات نقل کرتا ہوں۔ ناظرین بغور ملاحظہ کریں۔

ل:۔ شہابِ ثاقب ص۱۲۵۔

بقول اسمٰعیل دہلوی جادو اور طلسم معجزے اور کرامت سے زیادہ باکمال ہے

بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردن میشود حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقوی واکمل ازاں ارباب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد[1]

بہت چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ یا کرامت گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ قوت و کمال میں ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں۔

اس منصب امامت میں امام الوہابیہ نے صاف کہہ دیا اور وہابی عقیدہ کا اظہار کردیا کہ کرامت اور معجزے کی برابری بلکہ ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے دکھا سکتے ہیں تو وہابی عقیدے میں معجزہ نبوت کی دلیل نہیں کہ اس سے کامل و قوی تر عجائب جادوگر دکھا سکتے ہیں تو وہابیہ نے نہ تو نبوت ہی کو سمجھا نہ معجزہ کو جانا۔ اور جب ان کے نزدیک جادوگر حضرات انبیاء کرام سے بڑھ کر عجائبات دکھا سکتے ہیں تو ان کے عقیدہ میں انبیاء کرام کے مقابلہ میں زیادہ عظمت جادوگروں کو حاصل ہوئی تو ان بدبختوں نے جادوگروں کے مقابلہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی عظمت گھٹا دی۔ اب مصنف کا صریح کذب دیکھئے کہ اسی منصب امامت اور اس کے مصنف کے متعلق خلاف واقعہ یہ لکھتا ہے کہ اس میں کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور اس کا مصنف دہلوی اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء ہے۔ اس مصنف سے پوچھو کہ تمہارے عقیدے میں تو حضرات انبیاء کرام کی عظمت سے زائد جادوگروں کی عظمت ہے کہ جادوگر ان سے بڑھ کر عجائب دکھا سکتے ہیں اور یہی تو تمہارے امام کا حضرات انبیاء کرام کے متعلق اعلیٰ درجہ کا عقیدہ ثابت ہوا۔ پھر مصنف منصب امامت اور اس کے مصنف کی تصریح اور عقیدہ کے خلاف لکھ کر صریح جھوٹ بولتا ہے۔ اور ان پر صریح افترا کرتا ہے ان کی تحریر

---

[1] : منصب امامت مصنفہ اسمٰعیل دہلوی منقول فتاوی رشیدیہ ج ۳ ص ۲۰۔

marfat.com

کی تصریح کے بالکل خلاف لکھتا ہے اور جاہل دیوبندی قوم کو اُلٹا سمجھا کر صریح فریب دیتا ہے۔ پھر اسی منصبِ امامت کی دُوسری شہادت بھی سُن لیجئے۔

بقول اسمٰعیل دہلوی انبیاء کو قدرتِ تصرف ماننا شرک اور کفر ہے

بیانش آنکہ حق جل وعلا بقدرت کاملۂ خود در عالم تکوین تصرفے عجیب و غریب بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان خود میفرماید نہ آنکہ قدرت صدور خرق عادت در وایجاد میفرماید و اورا اظہار آں امور می نماید (فیہ الیٰ) نہ اینکہ حق جل وعلا ایشان را قدرت آثار تصرف عالم عطا فرمودہ (آخر میں یہ حکم ہے) ایں اعتقاد شرک محض است و کفر بحت۔ ملخصاً[1]

معجزہ کا بیان یہ ہے کہ حق تعالےٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے تکوین میں اپنے مقبولوں میں سے کسی مقبول کی تصدیق کیلئے ایک عجیب و غریب تصرف کرتا ہے نہ یہ کہ معجزہ دکھانے کی قدرت اُس مقبول نبی کو دے اور اس کر اس کے اظہار کا حکم کرے۔ نہ یہ کہ حق تعالےٰ نے ان انبیاء کو تصرف عالم کی قدرت عطا فرما دی اور یہ اعتقاد کہ (انبیاء کو قدرتِ تصرف دی) شرک محض اور کفر خالص ہے۔

مسلمانو! اسی منصبِ امامت میں امام الوہابیہ نے وہابی عقیدہ بیان کیا کہ نبی معجزہ میں عاجز ہے۔ نبی کو خدا کی عطا کی ہوئی قدرت کا ماننا شرک محض اور کفرِ خالص ہے تو وہابی نبی کو تو معجزہ پر قدرت نہیں مانتا۔ اور اس کے مقابل جادوگر کو عجائب دکھانے پر قدرت مانتا ہے۔ اوّل تو اُوپر کی عبارت میں جادوگر کی قدرت پر ایمان لے آنے کی تصریح گذری۔ علاوہ بریں وہابی جادو کو حرام جانتا ہے۔ اور ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ حرام حلال افعال اختیاریہ ہیں جو تحت قدرت انسان ہوتے ہیں۔ تو وہابی نے بھی جادو کو حرام

ؔ۱؎ منصبِ امامت منقولہ فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۲۱۔

marfat.com

کہہ کر جادوگر کے تحت قدرت عطائیہ اور اس کا فعل اختیاری ہونا مان لیا۔ تو وہابیہ جادوگر کے عجائب دکھانے کی قدرت عطائیہ پر ایمان لائے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے معجزہ دکھانے کی قدرت عطائیہ پر ایمان لانے کی بجائے اس کو شرک محض اور کفر خالص اعتقاد کرتے ہیں تو اب مصنف سے پوچھو کہ تم نے بہت اُچھل کر یہ کہا تھا کہ منصب امامت میں کس قدر عظمت انبیاء ہے۔ اور اس کا مصنف دہلوی کتنا اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء ہے۔ اب آنکھیں کھول کر دیکھ لے کہ اُنہوں نے حضرات انبیاء کرام کی عظمت جادوگروں کی عظمت سے بھی گھٹا دی کہ اُنہوں نے حضرات انبیاء کو خرقِ عادت کے دکھانے سے عاجز مانا اور جادوگروں کو اس پر قادر جانا۔ تو یہ مصنف اس منصبِ امامت اور اس کے مصنف کی تصریح اور عقیدہ کے بالکل خلاف لکھ کر صریح جھوٹ بول رہا ہے۔ اور ان پر صریح افترا کر رہا ہے اور اپنی جاہل دیوبندی قوم کو کیسا صریح فریب دے رہا ہے۔

امام الوہابیہ نے آیات کی تکذیب کی

ہاں اس میں ایک بات اور باقی رہ گئی کہ اس امام الوہابیہ نے نبی میں معجزہ کی خداداد قدرت کے اعتقاد کو شرکِ محض اور کفرِ خالص کہہ کر قرآن کریم کی صریح تکذیب کی۔ اور فرمانِ قرآنی کو صاف جھٹلایا۔ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

ترجمہ:۔ تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت میں بناتا ہوں۔ پھر اسمیں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتی ہے۔

اور حضرت مسیح نے فرمایا۔

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ یعنی مادرزاد اندھے اور برص والے کو میں

marfat.com

اچھا کر دیتا ہوں۔ اور فرمایا اُحْیِ الْمَوْتیٰ بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنی میں مُردے جلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ تو وہابیو۔ دیکھو ان آیات میں یہ افعال حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے تو ہیں اور یہ افعال خداداد تصرف کی قدرت ہی سے تو ہیں۔ اور تمہارے نزدیک انبیاء کو قدرتِ تصرف عطا نہیں ہوئی۔ تو تم ان آیات کے منکر ہوئے اور تمہارے نزدیک یہ شرک ہوئے تو ذرا سوچو کہ یہ شرک کس کے ہوئے۔ قرآنِ عظیم کے حضرت مسیح علیہ السلام کے۔ العیاذ باللہ۔

نیز تمہارے امام دہلوی نے یہ بھی کہا ہے کہ خدا نبی کو معجزہ کے اظہار کا حکم نہیں دیتا یہ کہہ کر بھی اس نے قرآن کریم کی تکذیب کی اور فرمانِ قرآنی کو جھٹلایا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا۔

ترجمہ:۔ اے موسیٰ تم ان (بنی اسرائیل) کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دو کہ بنی اسرائیل پار ہو جائیں۔

اور اللہ تعالےٰ ان سے فرماتا ہے۔

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ۔

ترجمہ:۔ اے موسیٰ تم دریا کو یوں ہی کھلا چھوڑ دینا (پار اتر کر پانی ملا نہ دینا) کہ فرعونی ڈوبنے والے ہیں۔ (یعنی وہ اسمیں اتریں اس کے بعد پانی ملے اور وہ ڈوبیں) وہابیو دیکھو! ان آیات میں اللہ تعالیٰ نبی کو اظہار معجزہ کا حکم دے رہا ہے۔ تمہارے امام نے ان دونو آیات کی تکذیب کی کہ دریا میں خشک راستہ نکال دینا اور پھر پانی کو پار اترنے کے بعد بھی رکا رکھنا اگر اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس کی قدرت نہیں دی تھی تو ان کے لیے حکم انہیں کیوں فرمایا۔ تو تمہارے نزدیک قرآنِ عظیم کے یہ دو شرک ہوئے۔

وہابیو بولو! اب اگر اپنے امام الوہابیہ دہلوی جی کی بات پر ایمان لاتے ہو تو قرآن کریم چھوٹتا ہے۔ رب العلمین سے تعلق ٹوٹتا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

سے رشتہ قطع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس دہلوی ہی سے تعلق توڑ دو۔ اور اس مصنف کے فریب میں نہ آؤ، یہ سخت جھوٹا ہے جو اس دہلوی کو اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء علیہم السلام کہتا ہے۔ اگرچہ اہلِ انصاف اور اصحابِ فہم کے لیے تو یہ منصب امامت کی دو عبارتیں کافی ہیں لیکن دیوبندی قوم کے لیے ابھی اور بھی چند عبارات کا پیش کرنا ضروری ہے۔ تو ہم اسی امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی اور دیگر تصنیفات سے کچھ روشنی ڈالیں۔ سُنیے:-

تقویۃ الایمان کے صـ ۴۷ پر ہے۔

جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے وُہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

صـ ۶۶ پر ہے۔

رسُول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

صـ ۴۷ پر ہے۔

جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی اُمّت کا سردار ہے۔

صـ ۶۳ پر ہے۔

سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

صـ ۱۶ پر ہے۔

ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

صـ ۲۹ پر ہے۔

ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔

صـ ۶۵ پر ہے۔

اولیاء اور انبیاء امام زادہ پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وُہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی ہے۔ وُہ بڑے بھائی ہوئے۔

marfat.com

ص۹۶ پر ہے۔

ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ عاجز اور بے اختیار۔

ص۳۴ پر ہے۔

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔ وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔

صراط مستقیم کے ص۸۶ پر (فارسی میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے)۔

نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

اس امام الوہابیہ دہلوی کی یہ درجن عبارات بطور نمونہ کے پیش کیں جن میں حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس نے ذرہ ناچیز سے کمتر۔ چمار سے زیادہ ذلیل۔ بے خبر۔ نادان بڑے بھائی۔ عاجز۔ بے اختیار۔ بے حواس ان کی طرف خیال لے جانا۔ بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر۔ ان کی سرداری کو مثل چودھری اور زمیندار کے کہا اور بتایا۔

اب مصنف سے پوچھو کہ کیا اس دہلوی گستاخ و بے ادب کو اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء کہتا ہے اور اس تنقیص شان رسالت کرنے والے کو انبیاء کی اور ان کے علوم کی بڑی عظمت کرنے والا لکھتا ہے۔ اور اسی طرح اس نانوتوی کو جو حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کا منکر ہے۔ اور حضرات انبیاء کرام کی شان میں یہ سخت گستاخی و بے ادبی کرتا ہے کہ اپنے رسالہ تحذیر الناس میں لکھتا ہے۔

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔[1]

---

[1]: ۔ تحذیر الناس ص۵ ۔

marfat.com

مسلمانو! یہ ہیں اس مصنف کے دہ دہلوی و نانوتوی اکابر۔ جو شانِ انبیاء علیہم السلام میں ایسے سخت گستاخ و بے ادب ہیں۔ اور فضائلِ سیدِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹانے والے ان کو یہ مفتری وکذاب مصنف اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء لکھ کر صریح جھوٹ بولتا ہے اور عوام کو فریب دیتا ہے۔ اور پھر اس کی دیدہ دلیری دیکھو کہ اعلیٰحضرت قبلہ کی طرف نسبت کر کے لکھتا ہے۔ کہ انہیں ان کی سات پشت نے نہ دیکھا ہو گا۔

وہابیو! شانِ انبیاء علیہم السلام میں ان گستاخیوں گالیوں کو اعلیٰحضرت کی سات پشت ہی کیا بلکہ سارے خلف اور تمام سلفِ صالحین۔ صحابہ و تابعین کسی نے نہ دیکھا ہو گا۔ اس وقت ایسے گستاخ و بے ادب تو واجب القتل ہوتے تھے۔ اور ایسی ناپاک کتابیں تو دریا برد کر دی جاتی تھیں۔

پھر مصنف ان علومِ لازمۂ نبوت کے سلسلۂ گفتگو کو ختم کر کے پھر اصل مبحث کی طرف رُخ کرتا ہے اور یہ لکھتا ہے۔

> الحاصل جبکہ علومِ لازمۂ نبوت بتمامہا آپ کے واسطے حاصل ہیں اور اس کی تصریح خود تھانوی ذکر فرما رہے ہیں تو اب کون سی مخلوق آپ کے درجہ علمی کے قریب بھی پہنچ سکتی ہے۔ خود انبیاء علیہم السلام تو پہنچ ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی مخلوق دیگر ہو کر بتمامہا علوم کا جاننا مخصوص آپ ہی کیساتھ ہے۔[۱]

جواب:۔ مصنف اس کا تھانوی جی ہی سے سوال کرتا کہ وہ حضور علیہ السلام کے لیے جب جملہ علومِ لازمۂ نبوت کو ثابت مانتا تھا اور بقول مصنف یہ اعلمیت حضور ہی کے ساتھ خاص تھی حتیٰ کہ خود انبیاء علیہم السلام بھی اس درجہ تک نہیں پہنچ سکے اور کوئی مخلوق بھی آپ کے درجۂ علمی کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ تو اے تھانوی جی! جب حضور کا ایک درجۂ علمی مخصوص و ممتاز تھا۔ وہ مرتبہ ناقابلِ شرکتِ اغیار تھا۔ تو تم نے

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۲۵۔

marfat.com

حضور کو اس درجہ خاص و ممتاز سے کیوں نیچے اُتارا۔ اور مرتبہ ناقابلِ شرکت میں مطلق وبعض کی شق لے کر کیوں زید و عمر، صبی و مجنون حیوان کو شریک کیا۔

لہٰذا اے مصنف اس تھانوی کا حضور کو اُس درجہ خاص و ممتاز سے نیچے اتارنا ہی تو تنقیص شانِ رسالت ہے۔ اور مرتبۂ ناقابلِ شرکتِ علم میں مطلق بعض کی آڑ لے کر اغیار کو شریک کرنا ہی تو توہینِ علمِ نبوی ہے اور اغیار بھی ایسے جو ادنے مخلوق ہوں اور ان میں بھی بعض ایسے ہوں جو ناقابل ہوں تو یہ اور زبردست توہین و تنقیصِ رسالت ہے اور توہین تنقیص شانِ رسالت تمہارے نزدیک بھی کفر ہے۔ تو اب تو مصنف اعتراف کرلے کہ تھانوی جی نے فی الواقع توہین و تنقیص شانِ رسالت کی۔ اور حضور کو ان کے درجہ مخصوصہ سے واقعی نیچے اُتارا۔ اور ان کے مرتبۂ ناقابلِ شرکتِ علم میں ادنےٰ مخلوق کو قصداً شریک کیا۔ تو وہ تھانوی ان اُمور کا مرتکب ہو کر یقیناً کافر و مرتد ثابت ہو گیا۔ تو بحمدہٖ تعالےٰ اَب تو تھانوی کا کفر خود مصنف کے کلام سے ثابت ہو گیا۔

حسین احمد ٹانڈوی کی مخبوط الحواسی

پھر مصنف نے یہ خود ہی احساس کیا کہ میں نے سات صفحات اِدھر اُدھر کی بے تعلق باتوں میں سیاہ کر دیئے، اور عبارت زیرِ بحث کی ان سے کچھ صفائی نہ ہو سکی۔ تو اس کی اَب یہ توجیہ پیش کرتا ہے۔

> ان کی دھوکہ دہی پر نظر ڈالیئے کہ گفتگو کس بات میں ہو رہی تھی اور بات کون سی لا نکالی۔ گفتگو اس بات میں تھی کہ حضور علیہ السلام پر اطلاق لفظِ عالم الغیب جائز ہے یا نہیں۔ حضور علیہ السلام کے علم اور مقدارِ علم میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے آپ ابتدا سے لیکر اخیر تک عبارت دیکھیں کہ تھانوی اس میں بحث کر رہے ہیں کہ اس لفظ کا بولنا آپ کی ذاتِ مقدسہ پر جائز نہیں ہے۔ اس میں تو یہاں گفتگو ہی نہیں کر رہے ہیں کہ آپ کو مغیبات میں سے

| کسی چیز کا علم ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنے مغیبات کا ہے ملخصاً[1] |

جواب :۔ مصنف کی کوئی بات جھوٹ اور فریب سے خالی نہیں ہوتی جب اس کو عبارت زیرِ بحث میں کوئی واقعی توجیہہ نہ مل سکی تو اس نے یہ تحریف شروع کی کہ تھانوی جی اس عبارت میں حضور علیہ السلام کے علمِ غیب حاصل ہونے یا نہ ہونے میں بحث نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ بحث اس بات میں ہے کہ حضور پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور کہنا جائز ہے یا نہیں یہ مصنف کی تحریف ہے بلکہ تھانوی جی اس عبارت میں حضور علیہ السلام کے علمِ غیب حاصل ہونے ہی پر بحث کرتے ہیں۔ اطلاق عالم الغیب پر یہ بحث ہرگز نہیں ہے اس کے فیصلہ کے لیے ہم پہلے مصنف ہی کا ایک حوالہ پیش کر دیں وہ لکھتا ہے۔

| جواب عقلا کے نزدیک اسی بات پر محمول ہوا کرتا ہے جو سوال میں مذکور ہو ورنہ جواب نہ ہوگا[2] |

تو مصنف کے اس قول کی بنا پر پہلے تو ہم حفظ الایمان سے سوال کو نقل کریں تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ سائل آیا حضور علیہ السلام کے لیے حصولِ علمِ غیب کا سوال کر رہا ہے۔ یا اطلاق لفظِ عالم الغیب کا۔ تو الفاظ سوال یہ ہیں۔

| کیا فرماتے ہیں حامیانِ دین و ناصرانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ علمِ غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اس معنے کر عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور بواسطہ اس معنے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ و عمل کیا ہے[3] |

سوال ناظرین کے سامنے موجود ہے کہ سائل زید کے اس عقیدہ کو دریافت کرتا ہے کہ زید علمِ غیب کی دو قسمیں کر کے ذاتی علمِ غیب کو تو سوائے خدا کے اور کسی کے لیے نہیں مانتا، اور بواسطہ علمِ غیب کو حضور علیہ السلام کے لیے حاصل

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۲۶ ۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۱ ۔

[3] :۔ حفظ الایمان ص۱ ۔

marfat.com

جانتا ہے۔ تو سائل صاف صاف زید کے اس عقیدہ کو پوچھتا ہے اور یہ نہیں پوچھتا کہ حضور علیہ السلام پر لفظِ عالم الغیب کا اطلاق آیا جائز ہے یا نہیں۔

تھانوی صاحب ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے انسان ہیں کوئی لایعقل یا دیوانے تو تھے نہیں۔ کہ وہ جواب دیتے لفظِ عالم الغیب کے اطلاق کے جائز ہونے اور نہ ہونے کا کہ سائل اس کو دریافت ہی نہیں کرتا ہے۔ بلکہ سائل تو زید کے عقیدہ کو پوچھتا ہے تو تھانوی صاحب اسی عقیدۂ زید کے متعلق لکھتے ہیں۔

آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔

دیکھیو تھانوی صاف حضور کے لیے حصولِ علمِ غیب میں بحث کرتا ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ حضور کو علم غیب تو حاصل ہے مگر ان پر لفظِ عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں۔

بلکہ کہتا ہے " اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے"۔

دیکھیو تھانوی صاف بواسطہ علمِ غیب کے حضور کو حاصل ہونے کو جو قول زید ہے صحیح نہیں مانتا نہ کہ صرف لفظِ عالم الغیب کے مراد لینا تھا۔

اس کے بعد کہتا ہے کہ۔

اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔

ظاہر ہے کہ یہ تقسیم بحیثیت حصولِ علمِ غیب کے ہے نہ کہ بحیثیت اطلاق عالم الغیب کے۔ اس لیے کہ وہ کل غیب کے لیے آگے لکھتا ہے۔

اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی نقلی سے ثابت ہے۔

تو تھانوی نے اس میں حضور کے لیے کل علمِ غیب کے حصول ہی کو تو باطل کیا ہے نہ کہ اطلاق عالم الغیب کو۔ اور بعض علمِ غیب کے لیے اسی طرح یوں کہتا ہے۔

اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس میں تھانوی صاحب نے بالکل صاف ہی کہدیا کہ حاصل ہے یعنی علمِ غیب

marfat.com

حاصل ہے تو بحث حصولِ علمِ غیب میں ہے نہ کہ اطلاق عالم الغیب میں. ورنہ مصنف بتائے کہ حاصل ہے کے معنے "بولا جاتا ہے یا اطلاق کیا جاتا ہے" کس لغت میں ہے.

مسلمانو! دیکھو تھانوی نے اس حفظ الایمان کی زیرِ بحث عبارت میں صاف صاف حصولِ علمِ غیب ہی کو غیر صحیح بتایا اور اس کی ہر دو قسموں میں حصولِ علمِ غیب ہی کی نفی کی تو تھانوی اس عبارت میں حصولِ علمِ غیب ہی کی بحث کر رہا ہے. اب مصنف کا اس عبارت میں یہ تحریف کرنا کہ تھانوی صاحب اس میں اطلاق لفظِ عالم الغیب کی بحث کر رہے ہیں یہ تھانوی کی حمایت اور دوستی نہیں ہے. بلکہ اس کی تجہیل وتحمیق کرنی ہے. یعنی تھانوی اس قدر جاہل کہ سائل کے سوال ہی کو نہ سمجھا کہ سائل تو زید کے عقیدہ کو پوچھتا ہے. اور تھانوی صاحب لفظِ عالم الغیب کے اطلاق کا جواب دیتے ہیں. تو مصنف نے حمایت کے پردے میں تھانوی صاحب کی خوب تجہیل کی. اور حفظ الایمان کی عبارت زیرِ بحث کی یہ توجیہ ہوئی یا تحریف ہوئی.

اب یہ بھی دکھا دیا جائے کہ مصنف نے اس ایک تحریف میں کیا کیا تصرفات کیے

اوّلاً:۔ سوال عقیدہ کو سوال لفظ بنایا.

ثانیاً:۔ نفیٔ حکم کو تصحیح حکم قرار دیا.

ثالثاً:۔ تفتیش مراد معنے کو بحث لفظ ٹھہرایا.

رابعاً:۔ ابطال منشا کو تسلیم منشا بنایا.

خامساً:۔ دلیل ابطال معنے کو دلیل ممانعت لفظ بنایا.

تو مصنف نے اس توجیہ کو بہت اچھل کر پیش کیا تھا تو یہ توجیہ تو ہوئی نہیں بلکہ نہایت شرمناک تحریف ثابت ہوئی اور تحریف بھی ایسی کہ پانچ تحریفوں کا مجموعہ قرار پائی. مصنف نے یہود کی سنت کو تازہ کر دیا.

پھر مصنف نے جب یہ دیکھا کہ عبارت حفظ الایمان میں تحریف کرنے پر بھی اس کا کفر نہ اٹھ سکا تو اس نے لفظ الیسا پر اس طرح گفتگو شروع کی.

marfat.com

ٹانڈوی صاحب کی بے بسی میں یاوہ گوئیاں

> حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذاللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اور اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔[1]

جواب :۔ مصنف نے اس میں دو باتیں کہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہے تو عبارت حفظ الایمان کا اب یہ مضمون ہوا کہ حضور علیہ السلام کا جیسا علم ہے اس کی مثل علم غیب تو زید وعمر کو بلکہ ہر بچے اور پاگل کو بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ تو گویا اس عبارت میں تھانوی حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر۔ بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں۔ چوپایوں کے علموں سے تشبیہ دے رہا ہے۔ تو مصنف کے نزدیک حضور علیہ السلام کے علم شریف کو رذیل چیزوں سے تشبیہ دینے میں نہ توہین لازم آئے۔ نہ تھانوی پر حکم کفر ہو سکے۔ تو زیر بحث عبارت حفظ الایمان سے حکم کفر بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ مانا جائے اور اس کے معنے مثل مانند کے ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ کا مراد نہ لیں اور اگر ایسا کو بمعنے اس قدر اور اتنا کے مراد لیں تو عبارت حفظ الایمان کا یہ مضمون ہو جائے گا کہ حضور علیہ السلام کا جتنا علم ہے۔ اتنا یا اس قدر علم غیب تو زید و عمر کو بلکہ ہر بچے اور پاگل کو بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہے۔ تو گویا اس عبارت تھانوی نے حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر و بچوں پاگلوں۔ جانوروں

---

[1] :۔ شہاب ثاقب ص ۱۲۶۔

marfat.com

چوپایوں کے علموں کے برابر کر دیا۔ تو مصنف کے نزدیک اس صورت میں توہین لازم آ جائے گی اور تھانوی صاحب پر حکمِ کفر کا فتوے صحیح قرار پائے گا۔ تو عبارت حفظ الایمان میں لفظِ ایسا کو اتنا کے معنے میں مُراد لینا جہالت محضہ ہے اور تھانوی کو کافر بنانا ہے۔ اور تھانوی کو حکمِ کفر سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لفظ ایسا کو بمعنے اس قدر اور اتنا کے ہرگز نہ لیا جائے۔

بالجملہ مصنف کے نزدیک زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ ہے جو بمعنے مثل اور مانند کے ہے۔ اور جو لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ نہیں جانتا اور اس کو بمعنے اس قدر اور اتنا کے مُراد لیتا ہے وُہ محض جاہل ہے اور تھانوی کا مکفر ہے۔ اور توہین کنندۂ شانِ رسالت ہے۔ لہٰذا جو اس عبارت میں لفظ ایسا کو بمعنے اتنا کے لیتا ہے وُہ محض جاہل کافر۔ اور مکفر تھانوی ہے۔

مسلمانو! تم نے مصنف کی لفظ ایسا کی گفتگو پڑھ لی۔ اَب تھانوی صاحب کی وکالت کے مدعی۔ مولوی مرتضیٰ حسن درِبھنگی ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند کی بھی سُنئے وُہ اس زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان کی صفائی میں اس مصنف شہابِ ثاقب کے بالکل خلاف اپنے رسالۂ توضیح البیان میں اس طرح تحقیق فرماتے ہیں۔

تھانوی کے دُوسرے وکیل صفائی کی تحقیق

واضح ہو کر "ایسا" کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنے میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنے اس قدر اور اتنا کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ (عبارت حفظ الایمان میں) متعین ہیں (از صفحہ ۸) اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علمِ نبوی بعلم زید وعمر ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو۔ حالانکہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا (از صفحہ ۱۲) عبارت متنازعہ فیہا (عبارت حفظ الایمان) میں لفظ ایسا بمعنے اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی (از صفحہ ۱۷)۔

marfat.com

اس عبارات میں دربھنگی جی نے بھی دو باتیں لکھیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ ہو اور بمعنے مانند اور مثل کے ہو تو علمِ نبوی اور علمِ زید و عمر۔ بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علموں سے تشبیہ ہو جائے گی جس سے توہین شانِ رسالت لازم آئے گی جو وجہ تکفیر تھانوی صاحب ہے لہٰذا عبارت حفظ الایمان کو توہین شانِ رسالت و تکفیر تھانوی سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ نہ مانا جائے جو بمعنے مانند اور مثل کے ہے تو دربھنگی جی کے نزدیک اس میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ کہنا۔ اور اس کو بمعنے مانند اور مثل کے لینا غلط ہے اور کلام کا مسخ کرنا ہے تو ان کے نزدیک جو شخص لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ کہہ کر بمعنے مانند و مثل کے عبارت حفظ الایمان میں مُراد لیتا ہے وہ غلط گو۔ اور کلام کو مسخ کرنے والا ٹھہرتا ہے۔ اور توہین کنندہ شان رسالت قرار پاتا ہے اور تھانوی کا مکفر ثابت ہوجا

دُوسری بات یہ ہے کہ زیرِ بحث حفظ الایمان میں لفظ ایسا بمعنے اس قدر اور اتنا کے ہے۔ لہٰذا عبارت حفظ الایمان کو توہین اور وجہ تکفیر سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں لفظ ایسا کو بمعنے اس قدر اتنا مُراد لیا جائے تو دربھنگی جی کے نزدیک ایسا کو بمعنے اس قدر اور اتنا مُراد لینے میں عبارت حفظ الایمان کی صفائی ہوتی ہے۔ اور تھانوی جی حکم کفر سے بچتے ہیں۔

تھانوی کے دونوں وکیل تاویلاتِ فاسدہ کے بھنور میں

مُسلمانو! ان دونوں دربھنگی جی اور مصنف شہاب ثاقب کا اختلاف دیکھو۔

اولاً:۔ مصنف کہتا ہے۔ عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ بمعنے مثل و مانند کے ہے (بمعنے اتنا کے ہرگز نہیں) دربھنگی کہتا ہے اس میں لفظ ایسا ہرگز کلمۂ تشبیہ نہیں بلکہ بمعنے اس قدر اور اتنا کے ہے۔

ثانیاً:۔ مصنف کہتا ہے اگر لفظ ایسا کو اس میں بمعنے اتنا کے لیا جائے گا تو عبارت میں توہین شانِ رسالت ہو گی۔ دربھنگی کہتا ہے اگر لفظ ایسا کو بمعنے اتنا کے لیا جائے گا تو عبارت میں ہرگز ہرگز توہین شانِ رسالت نہ ہو گی۔

marfat.com

ثالثاً:۔ مصنف کہتا ہے کہ حضور کے علم کو رذیلوں کے علموں سے تشبیہ دینا کفر نہیں، دربھنگی کہتا ہے کہ حضور کے علم کو رذیلوں کے علموں سے تشبیہ دینا کفر ہے۔

رابعاً:۔ مصنف کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کو بمعنے اتنا کے کہتا ہے وہ علم نبوی کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں کی برابر مان کر کافر ہو گیا۔ دربھنگی کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کو بمعنے اتنا کے کہتا ہے وہ علم نبوی کو بچوں پاگلوں جانوروں کی برابر مان کر کافر نہیں ہوا۔

خامساً:۔ مصنف کہتا ہے کہ تھانوی صاحب نے ایسا بمعنے مثل کے کلمہ تشبیہ مُراد لے کر لکھا ہے تو وہ کافر نہیں۔ دربھنگی کہتا ہے کہ تھانوی صاحب نے اگر ایسا کو بمعنے مثل کلمہ تشبیہ مُراد لے کر لکھا تو وہ یقیناً کافر ہو گئے۔

سادساً:۔ مصنف کہتا ہے تھانوی صاحب نے ایسا کو اگر بمعنے اتنا مُراد لیا ہے تو کافر ہو گئے۔ دربھنگی کہتا ہے تھانوی صاحب نے ایسا کو اگر بمعنے اتنا کے مُراد لیا تو ہرگز کافر نہیں ہوئے۔

سابعاً:۔ مصنف کہتا ہے جو عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو بمعنے اتنا کے کہتا ہے وہ محض جاہل ہے۔ دربھنگی کہتا ہے کہ جو اس میں لفظ ایسا کو بمعنے اتنا کہتا ہے۔ وہ ہرگز جاہل محض نہیں۔

ثامناً:۔ دربھنگی کہتا ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا بمعنے اتنا اور اس قدر میں متعین ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ اس میں لفظ ایسا بمعنے اس قدر اور اتنا میں ہرگز متعین نہیں بلکہ کلمہ تشبیہ میں متعین ہے۔

تاسعاً:۔ دربھنگی کہتا ہے عبارت مذکور میں ایسا کو بمعنے تشبیہ کے لینا غلط ہے۔ مصنف کہتا ہے اسمیں ایسا کو بمعنے تشبہ کے لینا غلط نہیں بلکہ صحیح ہے۔

عاشراً:۔ دربھنگی کہتا ہے کہ ایسا کو بمعنے تشبیہ کے لینے میں کلام کا مسخ کرنا ہے مصنف کہتا ہے اس میں ایسا کو بمعنے تشبہ کے لینے میں کلام مسخ نہیں ہوتا ہے۔

○ —— تو اب ان دونوں میں کون سچا ہے۔

○ —— کون جھوٹا ہے؟۔

marfat.com

○ — کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے ؟

○ — کس کی بات صحیح ہے ؟ اور کس کی غلط ہے ؟

دیوبندی گورکھ دہندہ یعنی وہابی گتھی

یہ دیوبندی گورکھ دہندہ ہے۔ اور وہابی گتھی ہے۔

میں اب مصنف ہی سے دریافت کروں کہ اس دیوبندی گورکھ دہندہ اور وہابی گتھی کو آپ ہی سلجھایئے کہ آپ اور دربھنگی صاحب کی متناقض باتوں، مختلف مرادوں، مقابل حکموں، مخالف توجیہوں میں کس کی بات صحیح ہے اور کس کی غلط ہے، کس کی مراد درست ہے اور کس کی نادرست اور کس کا حکم حق ہے اور کس کا باطل ہے اور کس کی توجیہ سچی ہے اور کس کی جھوٹی ہے۔ اور تم میں ہر ایک نے دُوسرے کی تجہیل و تکفیر کی ہے تو تم میں کون جاہل ہے اور کون غیر جاہل اور کون کافر ہے اور کون غیر کافر۔ اب رہ گئی تمہاری جاہل دیوبندی قوم۔ یہ دُکھیا آپ کے قدموں پر آگر پڑے۔ یا دربھنگی کے چرنوں لگے۔ آپ کا اتباع کرے۔ یا دربھنگی کی پیروی کرے۔ اور پھر وُہ آپ کے قول کو حق جانے اور دربھنگی کی بات کو باطل مانے یا دربھنگی کے قول کو صحیح جانے اور آپ کے قول کو غلط مانے۔ نیز آپ کے حُکم کی بنا پر دربھنگی جی کو اب جاہل محض اور کافر و مرتد مانے۔ یا دربھنگی جی کے حُکم کی بنا پر آپ کو غلط گو اور کافر اعتقاد کیا جائے۔ اور قابلِ عمل آپ کا حُکم ہے۔ یا دربھنگی کا حکم۔ اور اگر دیوبندی قوم اس اُلجھن اور گتھی کو سلجھانا چاہے۔ تو دونوں کے اقوال کو مان لے۔ اور دونوں میں سے کسی کے حکم کو مسترد نہ کرے۔ یعنی دونوں کو جاہل غلط گو۔ کافر و مرتد مانے اور دونوں کے اقوال کو غلط و باطل جانے۔ ورنہ ان میں سے جس ایک کے قول کو مانے گی دُوسرے کے حُکم سے خُود کافر ہو جائے گی۔ تو ایک کے اتباع میں خُود کافر ہو جائے گی اور اگر ان میں سے کسی کو نہ مانے گی تو اس کفر سے خُود تو بچ جائے گی۔

اب باقی رہے تھانوی جی تو اُنہوں نے حفظ الایمان کی عبارت میں اگر لفظ ایسا کو اتنا اور اس قدر کے معنے میں استعمال کیا تو تھانوی جی مصنف کے حُکم سے محض جاہل اور

marfat.com

کافر اور توہین کنندۂ شانِ رسالت ثابت ہوئے اور اگر تھانوی جی نے لفظ ایسا سے کلمہ تشبیہ مُراد لیا ہے تو تھانوی جی اپنے وکیل در بھنگی جی کے حکم سے کافر اور توہین کنندہ شانِ رسالت قرار پائے۔ بیچارے تھانوی کے نصیب ہی میں جب کفر ہے تو وُہ کفر سے کیسے بچ سکتا ہے یہ دونوں بہادر حمایتی بن کر اس کو کفر سے۔ بچانے کے لیے میدان میں اُترے تھے آخر تنگ آ کر اُنہوں نے بھی تھانوی جی کو کافر اور توہین کنندۂ شانِ رسالت قرار دے ہی ڈالا۔

مُسلمانو! یہ مصنف تھانوی جی کو کفر سے۔ بچانے کی فکر میں لفظ ایسا کی توجیہ اور معنے مُراد کے درپے ہوا تھا نتیجہ یہ برآمد ہوا نہ تھانوی کو کفر سے۔ بچا سکا۔ نہ خود اپنے آپ کو کفر سے بچا سکا، پھر مصنف نے تشبیہ کی مثالوں میں ایک صفحہ سے زائد لکھ مارا اور مثالوں میں ایک اپنی بے ادبی و گستاخ طبیعت کی بنا پر یہ مثال تشبیہ بھی لکھ ہی دی۔

ٹانڈوی کی شانِ رسالت میں گستاخی

دیکھئے باری تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ۔ یعنی کفار کو خطاب کر کے کہہ دو کہ جز ایں نیست کہ میں تم جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے اب دیکھئے کہ کفار جن کی نجاست کا صریح اظہار قرآن میں آگیا ہے۔ ان کی مماثلت ظاہر کی جاتی ہے۔ مگر چونکہ یہ مماثلت فقط بشریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی غرض و تعلق نہیں ہے اس لیے کوئی امر خلاف نہ ہوگا (چند سطروں کے بعد ہے) لیکن بوجہ تحقیقِ نفس بشریت مثل کہا گیا۔ ملخصاً[1]

جواب:۔ مصنف کا شانِ رسالت میں گستاخیاں و بے ادبیاں کرتے کرتے ابھی دل نہیں بھرا تھا اسی بنا پر آیتہ انما انا بشر مثلکم پیش کر کے یہ ناپاک استدلال کر ڈالا

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص ۱۲۷۔

marfat.com

کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مماثلت کفار سے فقط بشریت میں ظاہر کی جارہی ہے اور بوجہ تحقق نفس بشریت کے مثل کہا گیا ہے کیا اس بے ادب مصنف کو یہ خبر نہیں ہے کہ جو کلمات براہ تواضع اپنی طرف نسبت کیے جاتے ہیں ان کو سند بنا کر پیش کرنا یا ان سے استدلال کرنا کسی بے ادب و گستاخ یا دشمن کا کام ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کے یہی اکابر براہ تواضع لکھتے ہیں احقر رشید احمد۔ احقر اشرف علی احقر الناس خلیل احمد۔ العبد المذنب محمد قاسم اب کیا کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان کے کلمات تواضع کو سند بنا کر یہ استدلال کریں کہ رشید احمد سب سے زیادہ حقیر ہے اشرف علی بھی بڑا حقیر آدمی ہے اور خلیل احمد تو سب لوگوں سے زیادہ حقیر ہے اور محمد قاسم بھی گنہگار بندہ ہے پھر یہ لوگ بوجہ تحقق نفس حقارت کے بھنگی۔ چمار وغیرہ حقیروں کے مثل ہیں اور چونکہ وہ احقر خود لکھتے ہیں تو بھنگی چمار وغیرہ سے زیادہ حقیر ثابت ہوئے تو مصنف کیا اس کے استدلال سے ناخوش تو نہیں ہوگا۔ ضرور ناخوش ہوگا۔ تو یہ گستاخ مصنف اپنے اکابر کے لیے ایسے استدلال سے تو ناخوش ہوتا ہے اور آقا و مولےٰ سید انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمات تواضع سے یہ ناپاک خود استدلال کرکے اپنے آپ کو اور کفار کو ان کا مثل ثابت کرتا ہے۔

جاہل مصنف کی پیش کردہ آیت اکابرین اُمت کی نظر میں

اس نے پہلے اس آیۃ کریمہ کی تفسیر ہی دیکھ لی ہوتی تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ قال ابن عباس علّم اللہ تعالےٰ رسولہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم التواضع۔[ل]

یعنی آیۃ قل انما انا بشر مثلکم کے متعلق حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تواضع کی تعلیم دی۔

ل:۔ تفسیر خازن و معالم التنزیل مصری ص ۱۹۳ ج ۳۔

marfat.com

ان تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ اس آیۃ کریمہ میں حضور علیہ السلام کو تواضع کی تعلیم دی گئی ہے۔ تو یہ حضور کے کلمات تواضع ہوئے۔ لہٰذا یہ گستاخ مصنف کلمات تواضع سے استدلال کر کے رسول علیہ السلام سے اپنی عداوت کا اظہار کرتا ہے۔ اگر اس کی ان تفاسیر تک رسائی نہیں تھی۔ اور عربی زبان سمجھنے کی قابلیت نہیں تھی تو فارسی زبان کی مدارج النبوۃ ہی میں دیکھ لیا ہوتا۔

از جانب نبوت عبودیتے وانکسارے وافتقارے وعجزے ومسکنتے بوجود آید مثل انما انا بشر مثلکم وماننداں بوجود آید مارا نباید کہ دراں دخل کنیم واشتراک جوئیم و انبساط نمائیم بلکہ بر حد ادب سکوت وتمامی توقف نمائیم خواجہ را میرسد کہ با بندۂ خود ہرچہ خواہد بگوید و بکند واستیلا واستعلا نماید و بندہ نیز با خواجہ بندگی و فروتنی کند دیگرے راچہ مجال ویارائے آنکہ دریں مقام درآید ودخل کند واز حد ادب بیروں رود وایں مقام پائے لغزبسیارے از ضعفا وجہلہ وتضرر ایشاں است ملخصًا[1]

حضور علیہ السلام کی طرف اپنی بندگی اور انکسار اور احتیاج اور عجز اور مسکنت کے کلمات صادر ہوں۔ جیسے انما انا بشر مثلکم اور اس کے مثل آیات و حدیث۔ تو ہمکو اس میں دخل دینا اور شرکت تلاش کرنا اور خوشی ظاہر نہ کرنی چاہیئے بلکہ ہم حد ادب اور سکوت اور علیحدگی کا اظہار کریں۔ آقا کو اختیار ہے کہ وہ اپنے بندے کو جو چاہے کہے اور کرے اور عظمت و سطوت کا اظہار کرے اور غلام بھی اپنے آقا کے روبرو بندگی اور عجز کا اظہار کرے کسی دوسرے کی کیا مجال و طاقت ہے کہ اس مقام میں آ کر مداخلت کرے اور حد ادب سے باہر نکلے۔ یہ مقام بہت سے ضعیفوں جاہلوں کی لغزش کا اور انکے ضرر کا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس عبارت میں اس آیۃ کریمہ سے استدلال

[1] : مدارج النبوۃ کشوری ج ۱ ص ۱۰۱۔

marfat.com

کرنے والوں کا خاتمہ ہی کر دیا اور یہ بتا دیا کہ باادب تو ایسی آیات و احادیث میں سکوت برتتے ہیں اور حدِ ادب پر رہتے ہیں کسی طرح کی مداخلت و استدلال نہیں کرتے اور بے ادب گستاخ جاہل ان سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں انئیں مداخلت کرتے ہیں اور استدلال کرکے شرکت تلاش کرتے ہیں اور یہی مقام انکے لیے لغزش اور ضرر کا ہے۔

تو اس مصنف کے بے ادب و جاہل ہونے پر حضرت شیخ نے رجسٹری کر دی کہ یہ اسی آیۂ کریمہ سے شرکت مماثلت کا استدلال کر رہا ہے اور نہ فقط اہلِ ایمان کو بلکہ کفار تک کو حضور علیہ السلام کا مثل ثابت کر رہا ہے۔ اگر اس مصنف میں ادب کا کوئی جز بھی ہوتا اور ایمان کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو ہرگز ہرگز حضور سے مماثلت اور برابری کا دعوے نہ کرتا۔ مصنف اتنا غور کرتا کہ نبوت سے نیچے مرتبہ صحابیت کا ہے تو اگر حضراتِ انبیا علیہم السلام سے مماثلت کا دعویٰ کر سکتے تھے تو صحابۂ کرام کرتے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان افروز بیان

صحابۂ کرام تو خود یہ فرماتے ہیں۔

لسنا مثل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [1]	ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مثل نہیں ہیں۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ حضرات صحابۂ کرام اپنے آپ کو حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل نہیں جانتے تھے اور یہ حضرات یہ کیسے جانتے۔ کہ انہوں نے خود حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ سنا تھا۔

ایکم مثلی (وفی روایۃ) لست مثلکم [2]	تم میں کون سا میری مثل ہے۔ (دوسری روایت میں ہے) میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

---

[1] شرح شفا شریف علی القاری مصری ج ۲ ص ۲۶۲۔ [2] بخاری شریف مجتبائی ج ۱ ص ۲۶۳)۔

marfat.com

اس گستاخ مصنف کو نہ تو حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فرمان نظر آیا نہ یہ بخاری شریف کی احادیث نظر آئیں کہ خود حضور علیہ السلام نے مدعیانِ مماثلت کا منہ بند کر دیا ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں اور تم میں کون سا میری مثل ہے۔ یہ مصنف اگر حق پر ہوتا اور ما انا علیہ و اصحابی پر ایمان لاتا تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرتا۔ مصنف کی نظر میں اگر احادیث کی عظمت اور اقوال صحابۂ کرام کی عزت ہوتی تو ہرگز مدعی مماثلت نہ بنتا۔

لیکن مصنف نے تو اپنے بزرگوں کی سنت کو زندہ کیا ہے اور اپنے پیشواؤں کا اتباع کیا ہے جسکو قرآن کریم نے نقل فرمایا ہے۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا[1]	تو اس قوم کے سردار جو کافر تھے بولے ہم تو تمہیں اپنا مثل بشر دیکھتے ہیں۔
قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا[2]	کافروں نے کہا تم تو نہیں مگر ہماری مثل بشر۔

ان آیات سے ظاہر ہو گیا کہ حضرات انبیا علیہم السلام کو اپنی مثل بشر کہنا کفار کا قول ہے کہ وہ انبیاء کو اپنی مثل بشر کہا کرتے تھے۔ مصنف نے بھی انہیں اپنے بزرگ کفار کی سنت کو زندہ کیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کفار کی مماثلت ثابت کر کے اپنا سلسلۂ اتباع کو ظاہر کر دیا کہ وہ اپنے بزرگ کفار کے قول پر اور مسلک پر ہے۔ تو جب یہ مصنف کفار کا متبع ہے۔ ان کے قول پر ایمان لایا ہے تو پھر اس کو نہ کوئی حدیث فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ نہ اقوال صحابۂ کرام نہ اقوال سلفِ صالحین نافع ہو سکتے ہیں۔ پھر مصنف انہیں تشبیہ کی مثالوں میں ایک مثال پیش کر کے حضرت امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بیان کرتا ہے۔

---

[1]: سورہ ہود ۲ م ۱۲ ج۔ [2]: سورہ یٰس ۱ ۲۲ ج۔

حضرت امام اُبو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ایمانی کایمان جبریل میرا ایمان مثل جبریل کے ایمان کے ہے اور بعض نصوص میں کایمان الانبیاء مثل انبیاء کے ایمان کے ہے۔ فرمایا گیا۔ چونکہ امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفسِ ایمان میں تشبیہ دی اس لیے جملہ علماء نے اس کلام کی تصدیق کی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ حضرت امامِ اعظم نے احادِ اُمت کو جبریل علیہ السلام اور انبیاء کے برابر کر دیا نفسِ ایمان سب مومنین میں موجود ہے۔ اگرچہ ایمان انبیاء اور رسل و ملائکہ کا نہایت قوی ہو اور ہمارا ایمان نہایت ضعیف ملخصاً[1]

جواب :۔ مصنف کا ایک فریب یہ ہے کہ جس عبارت کو نقل کرتا ہے تو یہ نہیں ظاہر کرتا کہ کس کتاب میں ہے اور اس میں اس کا فریب یہ ہوتا ہے کہ اگر کتاب کا نام لکھ دیا تو عبارت کی خیانت پکڑی جائے گی اور وہ چوری سب پر ظاہر ہو جائے گی تو اس بناء پر کتاب کا نام ہی نہیں لکھتا۔ اسی قولِ امام کا حال سُنیئے کہ وہ خود ابھی لکھتا ہے کہ حضرت امام ابُو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے۔ اب یہ ذکر نہیں کہ کس کتاب میں منقول ہے، اور کون ناقل ہے۔ پھر کہتا ہے وہ فرماتے ہیں ایمانی کایمان جبریل میرا ایمان مثل جبریل کے ایمان کے ہے۔ اس روائت کی تلاش کی گئی تو حضرت امامِ اعظم صاحب کی فقہ اکبر کی شرح جو حضرت مُلا علی قاری علیہ الرحمۃ نے کی ہے میں یہ روائت بصیغہ مجہول ہے اور اس میں اتنے الفاظ اور زائد ہیں، شرح فقہ اکبر میں ہے۔

روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ قال ایمانی کایمان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ولا اقول مثل ایمان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام[2]	امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت بیان کی گئی کہ انہوں نے فرمایا کہ میرا ایمان مانند ایمان جبرئیل علیہ السلام کے ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ مثل جبرئیل علیہ السلام کے ایمان کے ہے۔

---

[1] :۔ شہاب ثاقب صد ۱۲۷۔ [2] :۔ شرح فقہ اکبر مصری صد ۱۲۴۔

marfat.com

اس عبارت سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ اس کو روی کے صیغے کے ساتھ ذکر کیا جو ضعف روایت پر دلالت کرتا ہے۔ دُوسری بات یہ نکلی کہ مصنف کے منقولہ الفاظ سے اتنے الفاظ اور زائد ہیں ولا اقول مثل ایمان جبریل علیہ السلام یعنی میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرا ایمان مثل جبرئیل علیہ السلام کے ایمان کے ہے مصنف نے ان الفاظ کو کیوں نقل نہیں کیا، یہ کیسی شرمناک خیانت ہے پھر مصنف نے جو ترجمہ کیا ہے اسی کی ممانعت حضرت امام ان الفاظ میں خود فرما رہے ہیں۔ اسی وجہ سے مصنف نے ان الفاظ کو پیش نہیں کیا۔ یہ کیسی صریح خیانت ہے۔ علاوہ بریں علامہ شامی خلاصہ سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔

قال ابو حنیفۃ اکرہ ان یقول الرجل ایمانی کایمان جبریل ولکن یقول اٰمنت بما اٰمن بہ جبریل (علیہ السلام)[1]	حضرت امام ابو حنیفہ نے فرمایا: میں آدمی کی اس بات کو ناپسند رکھتا ہوں کہ وُہ یہ کہے کہ میرا ایمان مانند جبرئیل کے ایمان کے ہے لیکن وُہ کہے کہ میں ان تمام چیزوں پر ایمان لایا جن پر جبرئیل علیہ السلام ایمان لائے۔

تو حضرت امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اس کے خلاف ہے اور یہ زیادہ قوی ہے کہ اسکو روی کے صیغہ سے شروع نہیں کیا۔ نیز اس کی تائید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ کا قول کرتا ہے۔

قال محمد رحمہ اللہ اکرہ ان یقول ایمانی کایمان جبرائیل علیہ السلام بل یقول اٰمنت بما اٰمن بہ جبریل علیہ السلام۔[2]	امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس کہنے کو مکروہ جانتا ہوں کہ میرا ایمان مانند جبرائیل علیہ السلام کے ایمان کے ہے، بلکہ یوں کہے کہ میں اس پر ایمان لایا جس پر جبرائیل علیہ السلام ایمان لائے۔

تو اب ثابت ہو گیا کہ غالباً امام صاحب کی صحیح روایت یہی ہے کہ جس کی تائید بھی موجود

---

[1]:۔ رد المحتار مصری ج ۲ ص ۴۵۹۔ [2]:۔ شرح فقہ اکبر مصری ص ۴۰۔

marfat.com

ہے اور مصنف نے جس روایت کو نقل کیا یا تو وہ صحیح روایت ہی نہیں ہے اور ہے تو ضعیف ہے۔ مگر مصنف نے تو اس میں بھی یہ خیانت کی کہ پوری روایت کو نقل ہی نہیں کیا اور جو کلمات اس کے مقصد کے خلاف تھے ان کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مصنف نے لکھا "اور بعض نصوص میں کایمان الانبیاء فرمایا گیا۔ (یعنی میرا ایمان) مثل انبیاء کے ایمان کے ہے"۔ اس میں مصنف کا فریب یہ ہے کہ نہ تو ان بعض نصوص کا ذکر ہے نہ یہ بیان ہے کہ اس کو کس نے نقل کیا۔ اس کو ایسی حرکت کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ جب کتابوں تک رسائی نہیں تھی تو مصنف بننے کا کیا شوق تھا۔ میں نے اس کو بہت تلاش کیا مگر اسکا امام صاحب کا قول ہونا ہی ثابت نہیں۔ کیونکہ اس کے خلاف اقوال ملتے ہیں۔

ملّا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں

نحن نعلم قطعا ان ایمان	ہم یقین کیساتھ اعتقاد کرتے ہیں کہ بیشک
احاد الامۃ لیس کایمان النبی	افرادِ اُمت کا ایمان مثلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	کے ایمان کے نہیں ہے اور نہ ابوبکر صدیق
ولا کایمان ابی بکر الصدیق	رضی اللہ عنہ کے ایمان کے مثل۔ اس
رضی اللہ عنہ باعتبار ھذا	تحقیق کی بنا پر اور یہی وہ بات ہے
لتحقیق وھذا معنٰی ما ورد لو وزن	جو وارد ہوئی ہے کہ اگر تمام مومنین
ایمان ابی بکر الصدیق رضی	کے ایمان کے مقابلہ میں ابوبکر صدیق
اللہ عنہ بایمان جمیع المومنین	رضی اللہ عنہ کے ایمان کو تولا جائے تو
لرجح ایمانہ[1]	ان کا ایمان راجح ہوگا۔

نیز یہی علامہ علی قاری اسی شرح فقہ اکبر میں صاف تحریر کرتے ہیں۔

لا یجوز ان یقول احد ایمانی	کسی کو یہ کہنا جائز نہیں کہ میرا ایمان مثل

[1] :- شرح فقہ اکبر ص۔

کایمان الانبیاء علیھم السلام بل ولا ینبغی ان یقول ایمانی کایمان ابی بکر وعمر رضی اللہ عنھما او امثالھما۔[1]

انبیاء علیہم السلام کے ایمان کے ہے بلکہ یہ کہنا بھی مناسب نہیں کہ میرا ایمان مثل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما یا اور بزرگوں کے ایمان کے ہے۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ کسی شخص کو یہ کہنا جائز ہی نہیں ہے کہ میرا ایمان مثل انبیاء کے ایمان کے ہے۔ لہٰذا اگر مصنف کا پیش کردہ قول واقعی امام صاحب کا قول ہوتا تو ان مقلدین کی یہ جرأت نہیں تھی کہ اپنے امام کے قول کے خلاف لکھ دیں اور اپنے امام کو ناجائز فعل کا مرتکب بنائیں تو اس کو قول امام بتانا مصنف کا حضرت امام اعظم پر افترا ہے۔ پھر مصنف کا اس کے بعد یہ کہنا جملہ علماء نے اس کلام کی تصدیق کی ہے۔ جملہ علماء سے مراد وہی دیوبندی ملّے ہوں گے کہ وہی حضرات انبیاء علیہم السلام سے مماثلت کے مدعی ہیں۔ اور ان سے امتیوں کو اعمال میں بڑھا ہوا مانتے ہیں۔ تو ایمان میں بھی امتیوں کو انبیاء کی مثل ثابت کرتے ہونگے علماء اہلسنت کی تصریحات آپ دیکھ چکے ہیں کہ وہ امت اور انبیاء کے ایمان کی مماثلت کو ناجائز قرار دیتے ہیں تو وہ اس کلام کی تصدیق کس طرح کر سکتے ہیں۔ مصنف کا یہ علماء حقانی پر صریح افترا ہے اس کذاب مصنف کے افترا سے کوئی نہ بچ سکے گا۔ حتیٰ کہ اس نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی پر افترا کر دیا۔

پھر مصنف تشبیہ کی مثالوں کو ختم کر کے دوبارہ اصل عبارت حفظ الایمان کی طرف لوٹتا ہے۔ اور اس میں یہ توجیہ پیش کرتا ہے کہ تشبیہ فقط بعضیت میں ہے اسکو یوں کہتا ہے۔

> الحاصل نفس بعضیت سب کے علم میں اس تقدیر پر متحقق ہو گی۔ ہاں اگر تمام غیوب مراد ہوں تو البتہ بعض غیب آپ کے علم میں متحقق نہ ہو گا۔ پس وجہ تشبیہ فقط یہی صفت ہے۔ دوسری صفتیں نہیں دیکھئے اگلی عبارت حفظ الایمان ہماری

---

[1] از شرح فقہ اکبر ص۴۰

marfat.com

گفتگو پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے اھ یعنی نفس بعض مغیبات کا علم سب میں ہو گیا۔ اس سے کوئی تعلق نہیں کہ مقدار اس کی حضور علیہ السلام میں کیا ہے۔ اور دوسروں میں کیا۔ اور ایسا سے اشارہ نفسِ بعض کی طرف ہے وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے۔ غرض سیاق وسباق دلالت کرتے ہیں کہ نفسِ بعضیت میں تشبیہ ہے مقدارِ بعضیت میں نہیں [۱]

جواب :۔ بقول مصنف کے ہی جس کو ادنٰے درجہ کا عبارت دانی کا سلیقہ حاصل ہو گا وہ اس کی جہالت آمیز گفتگو کو دیکھ کر کفِ افسوس ملے گا کہ مصنف تشبیہ کو بھی نہیں جانتا، اور وہ مشبہ و مشبہ بہ اور وجہ تشبیہ کو بھی نہیں پہچانتا۔ ہم ناظرین کے لیے حفظ الایمان کی اصل عبارت کو یہاں نقل کریں تاکہ ہر ایک کو سمجھنے میں آسانی ہو عبارت یہ ہے۔

آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید وعمر و بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے [۲]

اس عبارت میں ظاہر ہے کہ کل غیب کی تقدیر پر تو تشبیہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا تشبیہ جو دی جا رہی ہے وہ بعض علمِ غیب میں ہے۔ تو زید و عمر بچے پاگل جانور کے علم مشبہ بہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مشبہ ہیں اور مطلق علم بعض مغیبات وجہ شبہ ہے ایسا حرف تشبیہ ہے۔ تو اس میں صاف طور پر ایک فرد کو دوسرے فرد سے تشبیہ دی جا رہی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہی کو زید وعمر اور بچے پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہ مطلق علم بعض مغیبات کو قرار دیا ہے اب

---

[۱] :۔ ملخصاً شہاب ثاقب ص ۱۲۸۔ [۲] :۔ حفظ الایمان ص ۶۔

marfat.com

مصنف کی جہالت یا فریب یہ ہے کہ یہ مشبہ بہ مطلق علم بعض علوم کو قرار دیتا ہے۔ یعنی علم زید وغیرہ کو تشبیہ دیتا ہے۔ مطلق بعض علوم سے۔ تو آج تک کسی سلیم الحواس نے فرد کو مطلق سے تشبیہ دی ہے جیسے کہئے کہ تھانوی صاحب تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی۔ تو یہ مصنف کی توجیہ نہیں ہوئی۔ بلکہ خود اپنی لاعلمی اور جہالت کا اظہار ہو گیا۔

تمام دیوبندی توجیہوں اور تاویلوں کا پوسٹ مارٹم

اب ایک ایسی تشبیہ کی مثال پیش کر دوں کہ جو ان کی ساری توجیہوں اور تاویلوں پر مشتمل ہو گی سنیئے۔

مولوی حسین احمد صاحب پر عالم ہونے کا اطلاق اور بولا جانا اگر بقول وہابی یہ صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر بھنگی چمار ہر کتے ہر اُلو ہر سور کو بھی حاصل ہے۔ اگرچہ ان کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولوی کہلانے کو لازم و ضروری ہے تبماً مہا حاصل ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ اس قدر کہ یہ چیز اس کے کھانے کی ہے۔ تو مولوی حسین احمد صاحب میں اور بھنگی چمار اور اُلو گدھے کتے، سور میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

اولاً:۔ اس عبارت میں یہ بھی تصریح موجود ہے کہ ان کو علمِ درسیات بقدرِ لازم مولویت بتماً مہا حاصل ہے۔

ثانیاً:۔ اس میں گفتگو مولوی حسین احمد پر اطلاق لفظ "عالم" میں ہے۔ ان کے علم اور مقدارِ علم میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے۔

ثالثاً:۔ اس عبارت میں لفظ ایسا ہے لفظ اتنا تو نہیں ہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو یہ احتمال ہوتا کہ ان کے علم کو بھنگی چمار اُلو، کتے، گدھے، سور کے برابر کر دیا۔

رابعاً:۔ لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہے۔

خامساً:۔ اس جگہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مقدارِ علم میں تشبیہ مقصود ہو۔

marfat.com

سادسًا :۔ نفسِ بعضیت میں تشبیہ دی جا رہی ہے مقدارِ بعضیت میں نہیں ہے ۔
سابعًا :۔ اگلی یہ عبارت کیونکہ انہیں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ اس قدر کہ یہ چیز کھانے کی ہے صاف طور پر دلالت کر رہی ہے ۔
تاسعًا :۔ بعض علم سب میں ہے اس سے کوئی تعلق نہیں کہ اس کی مقدار مولوی حسین احمد میں کیا ہے اور دُوسروں میں کیا ۔
ثامنًا :۔ لفظ ایسا کو بعد بعض کے کہا ہے دیکھئے عبارت یہ ہے اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص ہے ایسا علم "تو ایسے سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہے کہ اسی میں گفتگو ہے ۔
عاشرًا :۔ لفظ ایسا سے وُہ بعض ہرگز مُراد نہیں جو مولوی حسین احمد کو حاصل ہے کہ اس کا تو کہیں ذکر بھی نہیں ۔
وہابیو :۔ جیسی یہ حفظ الایمان کی عبارت ہے اور اس کو تو تم نے اللہ تعالیٰ کے حبیب سیدالانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھ کر چھاپ دیا ہے اور تم اس پر اڑے ہوئے ہو کہ یہ توہین نہیں ہے اس میں کسی طرح کی کوئی گستاخی نہیں ہے ۔ ان توجیہوں ۔ تاویلوں ۔ بہانوں سے اس کو بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہو ۔ ہم نے بالکل اسی عبارت کا چربہ مولوی حسین احمد صاحب کے لیے لکھ دیا ہے تم اس کو بھی چھاپو حفظ الایمان کی طرح اس کو بھی ہزاروں کی تعداد میں شائع کرو ۔ اس پر اپنے اس وقت کے تمام اکابر کے دستخط کرالو ۔ اور جو عبارتِ حفظ الایمان میں تم نے یہ دس تاویلیں توجیہیں بہانے ۔ عذر صفائی کے گڑھے ہیں وہی دس کے دس اس مولوی حسین احمد کے متعلق عبارت میں بھی جاری کر لینا کہ تمہارے نزدیک ان توجیہوں عذروں سے ان مولوی صاحب کے حق میں یہ عبارت توہین نہیں ہو سکتی ۔ لہٰذا اگر تمہارے اس دعوے میں صداقت کا شائبہ بھی ہے اور یہ دس عذر واقعی صفائی کے لیے کافی ہیں تو ان کو جلد از جلد چھاپو اور مسلمانوں کے اس اختلاف کو ختم کر دو ۔ اگر تم نے اس عبارت کو مولوی حسین احمد کے لیے چھاپ دیا اپنے اکابر کی اس پر مہریں اور دستخط کرا دیئے تو ہم

marfat.com

مسلمان لوگوں کو سمجھا دیں گے کہ بھائیو تھانوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص عداوت نہیں تھی دیوبندی قوم کی بولی ہی ایسی ہے، وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ دیکھو جیسی حفظ الایمان کی عبارت ہے بالکل ایسی جیسی ہی عبارت انہوں نے مولوی حسین احمد کے لیے بھی معہ اپنے اکابر کے دستخطوں مہروں کے چھاپ دی اور اس کی خوب اشاعت کر رہے ہیں۔

مسلمانو! وہ تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کے لیے ہر گالی۔ ہر گستاخی ہر بے ادبی ان دیوبندیوں کو گوارہ تھی۔ ہر توجیہہ ہر تاویل، ہر بہانہ، ہر عذر ان کی گالیوں گستاخیوں کی صفائی کے لیے کافی تھا۔ لیکن ان دیوبندیوں کے سامنے اگر مولوی حسین احمد گنگوہی، دہلوی۔ تھانوی صاحبان کی شانوں میں ایسی سخت عبارتیں لکھی جائیں تو کہیں گے، سخت توہین ہے۔ گستاخی ہے۔ اور کیا مجال ہے کہ وہ ان کے لیے ایسی عبارت سن سکیں اور اس پر اگر کوئی انہیں خود انہیں کی پیش کردہ تاویلیں، توجیہیں کہے تو کسی طرح سننے کے لیے تیار نہیں ہونگے۔ یہ دیوبندی جب اپنے ان اکابر کے لیے ایک کلمہ تک نہیں سن سکتے تو یہ ایسی گندی عبارتیں خود کس طرح چھپوا سکتے ہیں اور ان پر اپنے مہر و دستخط کر سکتے ہیں اور ان کی اشاعت کیسے کرا سکتے ہیں۔

لہٰذا آفتاب کی طرح ثابت ہو گیا کہ ان تاویلوں توجیہوں حیلوں بہانوں عذروں کو وہ اپنے اکابر دیوبندی ملّوں کے لیے کسی طرح ماننے کے لیے تیار نہیں۔ حفظ الایمان کی عبارت جیسی عبارت وہ اپنے بڑوں کے لیے چھاپ کر شائع کرنے کے لیے راضی نہیں تو ثابت ہوا کہ اس عبارت میں ضرور توہین اور گستاخی ہے۔ اور ان تاویلوں توجیہوں سے ان کی صفائی نہیں ہوتی۔ ان بہانوں عذروں سے ان کی توہین و گستاخی کی گندگی نہیں دھلتی۔

مسلمانو! سوچو اور غور کرو کہ ان دیوبندیوں کی نظر میں جس قدر اپنے دیوبندی اکابر کی عزت و عظمت ہے اتنی محبوب کبریا سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت نہیں ان وہابیوں کے دل میں جتنی اپنے وہابی ملّوں کی محبت و اُلفت ہے اس قدر سید المرسلین خاتم النبیین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و اُلفت نہیں۔ ہر شخص

marfat.com

جانتا ہے کہ محبت کا صحیح اندازہ تقابل کے موقع پر اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

ہم مصنف کو بھی یہی چیلنج دیتے ہیں کہ اگر اس کے نزدیک اس عبارت حفظ الایمان میں توہین سرکارِ رسالت نہیں ہے اور اس کی یہ توجیہیں تاویلیں اس عبارت سے توہین و تنقیص علمِ نبوی کو اٹھا دیتی ہیں تو اپنے ان چاروں اکابر دہلوی، گنگوہی انبیٹھی تھانوی کے لیے ایسی عبارات لکھ کر اس پر اپنے مہر دستخط ثبت کر کے چھاپے اور ہزاروں کی تعداد میں شائع کرے جب تو تیرے دعوے میں صداقت ہے ورنہ تو سخت جھوٹا کاذب ہے مگر ہمارا یہ دعویٰ کہ مصنف اپنے اکابر کے لیے نہ ایسی عبارت کو گوارہ کر سکے گا نہ ایسی ناپاک تاویلوں بہانوں کو سُن سکے گا۔ الا لعنة الله علی الظالمین۔

فصلِ تاسع اور عبارت حفظ الایمان

مصنف عبارت حفظ الایمان پر جو کچھ تاویلیں کر سکتا تھا اور جس قدر توجیہیں کر سکتا تھا اور اس میں جسقدر مغالطے دے سکتا تھا وہ سب اس سے پہلی فصل میں دے چکا لکھ چکا اور یہ بھی اس نے جو کچھ کہا اور لکھا وہ ان کے ذہن نارسا کی پیداوار نہیں ہے چونکہ مصنف جیسے کم علم ناقابل میں اتنی صلاحیت کہاں ہے یہ سب اس نے تھانوی جی کے ساڑھے تین ورق کے مبسوط رسالہ سے اخذ کیا ہے جسکا مختصر سا نام بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان ہے جس کے رد میں مبسوط کتاب وقعات السنان الی حلق المسماة بسط البنان ۴۷ صفحات کی بریلی شریف میں ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی جس میں تھانوی جی سے ایک سو تیس سوالات کیے گئے ہیں اور آخر میں ان کو چیلنج مناظرہ دیا گیا ہے پھر اس رسالہ بسط البنان کی چند سطریں رد سے اس وقعات السنان میں باقی رہ گئی تھیں ان کے رد میں مستقل کتاب ادخال السنان الی الحلق لبسط البنان نوے صفحات کی ۱۳۳۱ھ میں بریلی شریف میں چھپی اس میں ایک سو ساٹھ مطالبات کیے گئے اور یہ ہر دو کتابیں وقعات السنان و ادخال السنان تھانوی صاحب کے پاس رجسٹری کر کے روانہ کر دی گئیں تھانوی صاحب ان کے پہنچ جانے کے بعد

marfat.com

برسوں بلکہ مدتوں تک بیٹے لیکن ایک حرف ان کے جواب کے نام سے نہ لکھ سکے اور نہ مناظرے ہی کے لیے تیار ہو سکے۔ ان کی قوم ایک مرتبہ فریب دے کر تھانوی صاحب کو مراد آباد لے آئی تھی جب مراد آباد پہنچکر تھانوی جی کو یہ معلوم ہوا کہ یہاں مناظرہ طے ہو چکا ہے اور اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ مناظرے کے لیے تشریف لا چکے ہیں۔ تو مکان میں چوڑیاں پہن کر چھپ گئے اور یا پولیس المدد اور اے داروغہ الغیاث کی فریاد شروع کر دی۔ کسی طرح اعلحضرت قدس سرہ کے مقابلہ میں نہ آسکے اور مراد آباد سے منہ چھپا کر بھاگ گئے۔ اور اپنے عجز اپنی شکست فاحش کے نہ مٹنے والے نقش سرزمین مراد آباد پر ثبت کر دیئے۔

مصنف نے اس فصل میں کسی نئی بات کو پیش نہیں کیا ہے بلکہ انہیں کہی ہوئی باتوں کا اعادہ کیا ہے۔ ہاں اس میں اپنی قابلیت و علمیت کے اظہار کے لیے بڑی بڑی ڈینگیں ماری ہیں ناظرین نے مصنف کی قابلیت و عالمیت کا کافی اندازہ اتنی سی کتاب سے کر لیا ہوگا۔ لہٰذا اس فصل میں ہم مختصر گفتگو کریں گے۔ مصنف کہتا ہے۔

> کسی چیز کا نفس الامر میں تحقق ہونا دوسری بات ہے اور اس پر کسی لفظ کا اطلاق کیا جانا دوسری چیز ہے لبا اوقات کوئی چیز متحقق ہوتی ہے مگر اس کے اسم کا بولنا ممنوع ہوتا ہے۔ دیکھئے جملہ اشیا کا پیدا کرنے والا خداوند کریم ہے لیکن اس کو خالق القردۃ والخنازیر یعنی پیدا کرنے والا سور اور بندروں کا کہنا ممنوع ہوا ہے بوجہ شبہ اہانت کے علی ہٰذا القیاس خود باری تعالٰے فرماتا ہے۔ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ مگر لفظ زارع کہنا ممنوع ہوا کہ موہم اہانت ہے اس قسم کے بہت سے الفاظ ہیں کہ باعتبار معنے کے صحیح ہوتے ہیں مگر ان الفاظ کا بولنا ذات خداوندی عزوجل یا ذات رسالتمآب علیہ السلام کے واسطے ممنوع ہوتا ہے [1]

جواب:۔ مصنف کی اتنی بات تو مسلم ہے کہ بہت سے ایسے الفاظ ہوتے ہیں کہ وہ

---

[1] از شہاب ثاقب صفحہ ۱۲۹۔

marfat.com

باعتبار معنے کے صحیح ہوتے ہیں لیکن ان الفاظ کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اب باقی رہا اس پر الفاظ کا اطلاق نہ کیا جانا اس کی چند صورتیں ہیں۔

ایک قسم تو وُہ ہے جس کی مصنف نے دو مثالیں خالق القردۃ والخنازیر اور زارع ہیش کیں ان الفاظ کا اطلاق شرعًا ممنوع ہے۔ مگر جو شرعًا ممنوع ہو اس کے ممنوع ہونے کے لیے کسی دلیل شرعی کی حاجت ہے۔ اِن دونوں کے ممنوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ نقص واہانت کے معنی پر بھی مشتمل ہے۔

ایک قسم وُہ ہے کہ ان الفاظ کا اطلاق شرعًا ممنوع نہیں اس لیے اس کے ممنوع ہونے پر کوئی دلیلِ شرعی موجود نہیں لیکن عرف میں ان کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ جن کی مثالیں مصنف نے یہ دی ہیں۔

> مثلاً عالم کا لفظ ہر اس شخص پر بولنا جائز نہیں ہے کہ جو ایک مسئلہ کا جاننے والا ہو بلکہ اگر کسی نے دس پندرہ مسئلے یاد کر لیے تو اس کو بھی کوئی عالم نہیں کہہ سکتا۔ اگرچہ باعتبار لغت کے وُہ عالم ہو گیا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس ہر مالدار کو سیٹھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔[1]

ایک قسم وُہ ہے کہ ان الفاظ کے اطلاق کی ممنوعیت پر کوئی دلیلِ شرعی نہیں لیکن ان کا اطلاق محض ادب کی بنا پر نہیں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر اسماء الٰہی ایسے ہی ہیں کہ ان کا اطلاق خالق پر بھی آیا ہے اور مخلوق پر بھی وارد ہوا ہے۔

قاضی عیاض شفا شریف میں اور علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں

ان ما جاء ای من الاسم والصفة مما اطلقه الشرع ای فی الکتاب والسنة علی الخالق	جس نام اور صفت کا شریعت نے کتاب وسنت میں کبھی خالق پر کبھی مخلوق پر اشتقاقِ لغوی کی بنا

[1] شہابِ ثاقب ص۱۲۹۔

marfat.com

ای تاذ کاد علی المخلوق اے
اخر لے لما بینهما من
الاشتقاق اللغوی فلا
تشابه بینهما فی المعنے الحقیقی
بل اطلاقه علی غیره سبحانه و
تعالے انما هو بالطریق المجازی
ان صفات القدیم ای الازلی الابدی
لان ما ثبت قدمه استحال
عدمه بخلاف صفات المخلوق
ای المشاهد حدوثه بالدلیل
العقلی والنقلی فکما ان ذاته تعالے
لا تشبه الذوات ای وان وقع
الاشتراک فی اطلاق الذات
کذلک صفاته کالعلیم والحلیم
والصبور والشکور والسمیع والبصیر
والحی والمرید والمتکلم والقادر لا
تشبه صفات المخلوقین ای من
جمیع الجهات اذ صفاتهم ای
لحدوثها لا تنفک ای لا تزول
عن الاعراض والاغراض ای
عروضهما وهو تعالی منزه عن ذلک۔[1]

پر اطلاق کیا ہے۔ تو حقیقی معنے
میں ان ہر دو میں کوئی تشابہ نہیں
ہے بلکہ اس کا غیر خدا پر اطلاق صرف
بطریق مجاز ہے اس لیے کہ قدیم ازلی
ابدی کی صفتیں جن کا قدیم ہونا ثابت ہو،
اور معدوم ہونا محال ہو وہ مخلوق کی ان
صفتوں کے خلاف ہیں جن کا حادث
ہونا دلیل عقلی و نقلی کے مشاہدہ سے
ثابت ہے تو جس طرح اللہ تعالے
کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں
ہے۔ اگرچہ لفظ ذات کے اطلاق میں
اشتراک پایا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کی
صفتیں جیسے علیم، حلیم، صبور، شکور، سمیع
بصیر، حی، مرید، متکلم، قادر، مخلوق
کی تمام جہات سے صفتوں کے مشابہ
نہیں اس لیے کہ صفات مخلوق اپنے
حدوث کی بنا پر اعراض و اغراض کے
عارض ہونے سے جدا نہیں ہوتیں اور
وہ اللہ تعالے اس سے منزہ ہے
بلکہ وہ اپنے صفات و اسماء کیساتھ
ہمیشہ متصف ہے۔

له :- از شرح شفا مصری ج ا ص ۵۱۸ ۔

marfat.com

حضرت ملا علی قاری اسی شرح شفا شریف میں اسماء الٰہی کے مخلوق پر اطلاق کرنے میں مُدعیانِ شرکت کا رد فرماتے ہیں۔

لا یتصور اشتراك المخلوق مع الخالق فی نعت من النعوت بحسب الوصف الحقیقی و انما یکون بملاحظة المعنی المجازی او العرفی فالله سمیع بصیر علیم حی قدیر مرید متکلم و قد اثبت هذه الصفات ایضا لبعض المخلوقات و لکن بینهما بون بین۔[1]

باعتبار وصفِ حقیقی کے صفات سے کسی صفت میں خالق و مخلوق میں شرکت متصور نہیں اور جو شرکت ہوتی ہے وہ معنے مجازی یا عرفی کے لحاظ سے۔ تو اللہ تعالیٰ سمیع بصیر علیم۔ حی۔ قدیر مرید، متکلم ہے۔ اور یہ صفات بعض مخلوقات کے لیے بھی ثابت ہیں لیکن ان ہر دو اطلاق کے درمیان فرق کھلا ہوا ہے۔

قرآنِ کریم بھی مسلکِ اہلسنّت کا مؤیّد ہے

خود قرآنِ کریم نے بعض اسماء الٰہی کو انسان کے لیے اطلاق کیا ہے۔ چنانچہ کون نہیں جانتا ہے کہ سمیع و بصیر اللہ تعالےٰ کے اسماء میں سے ہیں۔

خود قرآن فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ۔[2] بیشک اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔[3] بیشک وہی سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

ان آیات میں سمیع و بصیر اللہ تعالےٰ کے لیے قرآن کریم نے بیان فرمائے۔ اب انہیں

---

[1] :۔ شرح شفا مصری ج۲ ص۱۱۵ ۔ [2] :۔ سورہ حج ۔

[3] :۔ سورہ اسرا۔

marfat.com

کا اطلاق قرآنِ کریم نے مطلق انسان کے لیے ذکر کیا۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْہِ فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔[1]	بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ اُسے جانچیں پھر اُسے سمیع و بصیر (یعنی دیکھتا اور سنتا) کر دیا۔

قرآنِ کریم نے اس آیت میں انسان پر سمیع و بصیر کا اطلاق کیا۔ اور حضراتِ انبیاء علیہم السلام پر تو بہت سے اسماءِ الٰہی کا قرآنِ کریم نے اطلاق کیا ہے۔ علامہ قاضی عیاض نے ان کو جمع کیا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف

ان اللہ تعالیٰ خص کثیرا من الانبیاء بکرامۃ خلعھا علیھم من اسمائہ کتسمیۃ اسحٰق و اسمٰعیل بعلیم وحلیم و ابراھیم بحلیم ونوح لشکور وعیسٰی ویحیٰی ببر وموسٰی بکریم وقوی ویوسف بحفیظ علیم کما نطق بہ الکتاب العزیز فی مواضع ذکرھم۔[2]	بیشک اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء کو اپنے اسماء کی خلعت و کرامت کیساتھ مخصوص فرمایا جیسے حضرت اسحاق و اسمٰعیل کا نام علیم و حلیم حضرت ابراہیم کا نام حلیم حضرت نوح کا شکور حضرت عیسٰی و یحیٰی کا بر، حضرت موسٰی کا کریم و قوی۔ حضرت یوسف کا حفیظ و علیم جیسا کہ قرآنِ کریم ان کے ذکر کے مواضع میں ناطق ہے۔

اس عبارت میں حضرت قاضی عیاض نے بعض انبیاء علیہم السلام پر اسماءِ الٰہی کا اطلاق جو قرآنِ کریم نے کیا ہے۔ بیان فرمایا۔ اب باقی رہے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ان کو افضل الانبیاء والمرسلین بنایا تو انہیں تمام اسماء و صفاتِ الٰہی سے

---

[1] سورہ الدہر ۲،۳۔ [2] شرح شفا شریف ص ۵۰۱۔

marfat.com

متصّف کر کے اپنا مظہر اسماء و صفات کیا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ کا خطبہ اس طرح شروع کرتے ہیں۔

شاہ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد و ثنا الٰہی ست تعالےٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائے خود بداں خواندہ۔ وہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی ست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ وی سبحانہ اورا ابداں تسمیہ و توصیف نمودہ و چندیں اسمائے حسنیٰ الٰہی جل شانہ است کہ در وحی متلو و غیر متلو حبیب خود را بداں نامیدہ و حلیہ جمال و حل کمال دے ساختہ اگر وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتمامہ اسماء و صفات الٰہی تخلق و متصف ست باوجود آں بہ بعضے ازاں بخصوص نامزدہ و نامور گشتہ است مثل نور، حق، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی، رؤف، رحیم و جز آں و ایں اسم اول و آخر و ظاہر و باطن نیز

وہی اوّل اور آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شئی کا جاننے والا ہے یہ معجز نما کلمات جس طرح اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا پر مشتمل ہیں کہ قرآن مجید میں انکے ساتھ خدا کی کبریائی کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی طرح یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت پر بھی مشتمل ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو ان کلمات کیساتھ موسوم کیا۔ اور موصوف کیا اور اللہ تعالےٰ کے بہت سے اسماء حسنیٰ ہیں جو اس نے وحی متلو اور غیر متلو میں ان کے ساتھ اپنے حبیب کو متصف کیا۔ اور ان کے جمال و کمال کو ان سے مزین فرمایا۔ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام اسماء و صفات الٰہی کیساتھ متصف اور مخلوق ہیں۔ باوجود اسکے ان میں سے بعض کے ساتھ خصوصیت سے نامزد فرمایا۔ جیسے نور، حق، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی، رؤف، رحیم اور ان کے سوا

marfat.com

ازاں قبیل ست۔ اور یہ چار اسم اوّل۔ آخر۔ باطن۔ ظاہر بھی

اسی قبیلہ سے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے تصریح فرمادی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اسماءُ صفاتِ الٰہی سے متصف ہیں اور ان میں سے چودہ [۱۴] اسماءِ الٰہی کا اطلاق اس مقام پر شمار کرایا۔ اور اس کتاب میں ایک فصل علیحدہ تحریر فرمایا۔ جس میں یہ تیس اسماءِ الٰہی وہ گنئے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرف فرمایا۔ حمید۔ رؤف۔ رحیم حق۔ مبین۔ نور۔ شہید۔ کریم عظیم۔ جبار۔ خبیر۔ فتاح۔ شکور۔ علیم۔ علام۔ عالم الغیوب والشہادۃ اوّل آخر۔ قوی۔ ذوالقوۃ المتین۔ ولی۔ مولےٰ۔ عفو۔ ہادی۔ مؤمن۔ مہیمن۔ مقدس۔ عزیز۔ قدوس۔ طٰہٰ۔ یٰسین۔

انہیں اسماءُ الٰہی کو حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں شمار کیا۔ لیکن بجائے عالم الغیوب کے عالم الغیب والشہادہ لکھا۔ حضرت امام محقق شیخ عبدالکریم جیلی شافعی یمنی نے اپنی کتاب الانسان الکامل میں تمام اسماءِ الٰہی کا تفصیل اثبات کیا ہے۔

اَب مصنّف کا دو مثالوں کو پیش کر کے اور اطلاقوں کو اسی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کہ ان مثالوں کے ممنوع ہونے پر دلیل شرعی موجود ہے۔ اور دیگر الفاظ کے اطلاقوں کی ممنوعیت پر کون سی دلیلِ شرعی قائم کی ہے۔ اور بغیر دلیلِ شرعی کسی کو محض اپنی رائے ناقص سے ممنوع کہنا صریح دین میں مداخلت ہے۔ مصنّف کی یہ جرأت ہے کہ محض اپنی عقل سے ناجائز ہونے کا حکم دیتا ہے۔ اور پھر جس بنیاد پر یہ تقریر کی تھی اسکو کہتا ہے۔

پس مولانا تھانوی اس بحث میں فقط اس امر سے بحث فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا اور یہ کلمہ بولنا آیا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں کلام نہیں کر رہے ہیں کہ مغیبات میں سے کسی چیز کا علم آپ کو آیا حاصل ہے یا نہیں۔ پس خلاصہ مولانا کی بحث کا یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب کہنا آپکی ذاتِ مقدسہ کے واسطے جائز نہیں [۱]

---

[۱] : شہاب ثاقب ص ۱۲۹ و ص ۱۳۰۔

marfat.com

جواب: مصنف نے اس میں کوئی نئی بات نہیں کہی ہے۔ یہی بات اس سے پہلی فصل میں کہی تھی۔ جس کا مکمل جواب ہم نے دیدیا اور یہ ثابت کر دیا کہ تھانوی جی عبارت زیر بحث میں اطلاق عالم الغیب کی بحث ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ حصولِ علمِ غیب کی بحث ہو رہی ہے۔ علاوہ بریں وہ عبارت بحث اطلاق عالم الغیب کی متحمل ہی نہیں ہو سکتی کہ اس میں یہ ہے کہ۔

ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

تو اگر تھانوی صاحب اس میں عالم الغیب کے اطلاق کی بحث کرتے تو اس عبارت کو یوں لکھتے۔

ایسا عالم الغیب ہونا تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔ یا بولا جاتا ہے۔

اور جب یہ نہیں لکھا تو ثابت ہو گیا کہ تھانوی اطلاق عالم الغیب میں بحث ہی نہیں کر رہا ہے بلکہ اس کے الفاظ خود اعلان کر رہے ہیں کہ بحث حصولِ علمِ غیب میں ہے کہ وہ صاف کہہ رہا ہے کہ ایسا علمِ غیب تو ان کے لیے بھی حاصل ہے یعنی حصولِ علمِ غیب ان کے لیے بھی ہے۔ ایسی صاف اُردو جس کو ہر اُردو خواں بھی بے تکلف سمجھتا ہو کہ یہ عبارت حصولِ علمِ غیب کی بحث میں ہے مصنف کا اس کے خلاف یہ لکھنا کہ بحث اطلاق عالم الغیب میں ہے۔ یا تو خود اس کے اُردو نہ سمجھنے کی دلیل ہے یا تھانوی کے اُردو نہ جاننے کی دلیل ہے کہ وہ، حاصل ہے کو بجائے اطلاق کیا جاتا ہے یا بولا جاتا ہے محض اپنی جہالت سے لکھ گیا تو بتاؤ تم دونوں میں جاہل کون ہے۔

مصنف نے اچھی توجیہ کی کہ تھانوی جی کی تجہیل کر ڈالی اور خود اپنے آپ کو اُردو سے نا واقف اور نا آشنا ثابت کیا۔ اب باقی رہا یہ امر کہ حضور علیہ السلام کی ذات پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں تو مصنف کا یہ دعوے ہی دعوٰے ہے دلیل اس کی کچھ نہیں۔ اس میں تو دلیل قائم کرنے کی کوئی اہلیت ہی نہیں خود تھانوی جی اس پر جب کوئی دلیل قائم نہ کر سکا

marfat.com

تو یہ نادار مصنف کیا دلیل پیش کر سکتا ہے اور جب اس پر کوئی دلیل نہیں تو بے دلیل بات کو مصنف کی جاہل دیوبندی قوم ہی مان سکتی ہے۔ رہے اہلِ علم تو وہ ایسے دعوے کو قابلِ قبول نہیں سمجھتے جس پر کوئی دلیلِ شرعی نہ ہو۔ اگر مصنف یہ لکھتا کہ بلحاظ ادب کے ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں کرتے ہیں کہ عرف میں یہ اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ مستعمل ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا کہ خود ہم بھی اس کو عام طور پر حضور علیہ السلام کے لیے استعمال کرنا ناپسند اور نامناسب قرار دیتے ہیں۔ نہ یہ بات کہ اس کے معنی صحیح نہ ہوں۔ بلکہ اس کے معنے صحیح ہیں۔ حضور علیہ السلام کو بلاشک علمِ غیب حاصل ہے بکثرت آیات و احادیث اس کی مثبت ہیں صدہا اقوال صحابہ و تابعین و سلف صالحین اسکو ثابت کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ خود مصنف اور تھانوی جی بھی اس کو اس طرح مانتے ہیں۔

> جتنے مغیبات لازمہ برائے نبوت ہیں وہ سب آپ کو تماماً معلوم کرا دیئے گئے۔ علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ بھی آپ کو بتلائی گئیں۔ جن کے ذکر سے احادیث بھری ہوئی ہیں۔[1]

اگرچہ مصنف و تھانوی حضور علیہ السلام کو مغیبات کا علم مان کر اپنے دہلوی و گنگوہی کے حکم سے مشرک ہو گئے۔ جس کو مع ان کی عبارت کے ہم نے تفصیل سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن مصنف نے خود اور بقول اس کے تھانوی جی نے بھی یہ لکھ دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو مغیبات لازمہ نبوت سب کے سب اور غیر لازمہ نبوت بہت سے بتلا دیئے گئے تو جب علمِ غیب آپ کو حاصل ہوا تو پھر اس لفظ کے معنے کیوں نہ صحیح ہوئے۔ نیز قاضی عیاض اور شیخ محقق کی تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم عالم الغیب والشہادہ سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرف فرمایا ہے۔ تو پھر مصنف کا اس کو ناجائز قرار دینا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر مصنف کے پاس اس کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل ہوتی تو اس کو ضرور پیش کرتا۔ اور جب اس نے مقامِ اثبات میں کوئی دلیل پیش نہیں کی

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص ۱۳۰۔

تو ثابت ہو گیا کہ دعوے بلا دلیل ہے ؎

دعوے بلا دلیل قبول خرد نہیں

ٹانڈوی صاحب دیوبندی قوم کو ایک اور دھوکہ دیتے ہیں

پھر مصنّف اپنی دیوبندی قوم کو یہ فریب دیتا ہے کہ تھانوی جی صرف عالم الغیب ہی کے اطلاق کی بحث کر رہا ہے وہ اس طرح نقل کرتا ہے۔

اس کے لیے دو دلیلیں نقل فرمائیں اوّل یہ کہ حسب قول سائل حضور علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ بتعلیم اللہ تعالےٰ ہے اور چونکہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی اور اصلی بغیر تعلیم کے ہو۔ اور اسی وجہ سے خداوندکریم اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے اس لیے حضور علیہ السلام کو یہ لفظ کہنا ممنوع ہوگا۔ [1]

جواب :۔ مصنّف کی یہ خیانت ہے کہ حفظ الایمان میں جواب سوال سوم کو بحث اطلاق غیب ہی سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ اس میں یہ ہے۔

جواب سوال سوم۔ مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لیے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ لوکنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع ناجائز ہوگا۔ الخ [2]

اس عبارت حفظ الایمان سے ظاہر ہے کہ تھانوی جی اصل بحث علم غیب میں کرتا ہے اور عالم الغیب کا ذکر تو ضمناً آجاتا ہے۔ مصنّف کی بلفظہٖ عبارت کہیں حفظ الایمان میں تو نہیں

---

[1] :۔ شہاب ثاقب ص۱۳۰ ۔ [2] :۔ از حفظ الایمان ص۶ ۔

marfat.com

ہے اسی طرح دلیل دوم کی بحث حصولِ علمِ غیب ہی سے شروع کرتا ہے جیسا کہ پہلے ہم نے اس کو ثابت کر دیا ہے۔ تو مصنف کا ان دو دلیلوں کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ تھانوی صرف اطلاق عالم الغیب میں بحث کر رہا ہے۔ صریح فریب اور جھوٹ ہے۔ اس کو جھوٹ بولتے ہوئے اور اپنے اکابر پر افترا کرتے ہوئے بھی تو شرم نہیں آتی۔

پھر مصنف نے سیٹھ اور عالم کے دو چربے اس عبارت حفظ الایمان پر بنانے کی کوشش کی ہے لیکن وہ ان کو صحیح طور پیش نہ کر سکا تو ان دونوں کے صحیح چربے موافق عبارت حفظ الایمان کے ہم سے سنیئے اور پھر عبارت حفظ الایمان کے توہین آمیز ہونے کا اندازہ کیجیے

اولاً:۔ خالد پر سیٹھ و مالدار ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس مال سے مراد بعض مال ہے یا کل مال اگر بعض مال مراد ہے تو اس میں سیٹھ خالد کی کیا تخصیص ہے ایسا مال تو ہر بھنگی چپلد بلکہ تمام فقیروں محتاجوں کے لیے بھی حاصل ہے۔

ثانیاً:۔ تھانوی صاحب پر عالم ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقولِ فیض آبادی ٹانڈوی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں تھانوی صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو ہر بھنگی چمار بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام گدھوں کتوں سوئروں کو بھی حاصل ہے۔

لہٰذا اب ہر اردو خواں خود ہی فیصلہ کرے گا کہ ان سیٹھ خالد اور تھانوی عالم کی توہین ہوئی ہے یا نہیں۔ اور اگر مصنف اب بھی اس میں توہین نہیں سمجھتا ہے تو وہ اپنے پیشوا تھانوی صاحب کو ایسا لکھ کر چھاپ کر شائع کرے۔ تو ہر عاقل یہ فیصلہ کرلے گا کہ مصنف اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتا کہ اردو کو سمجھ سکے۔ اور پھر دیوبندیوں کو یہی سمجھا دے کہ اس میں تھانوی صاحب کی توہین نہیں ہوئی کہ اس میں اطلاقِ عالم کی بحث ہے اور میں نے بہت سے لوگوں کو یہ عبارت دکھائی مگر کسی کے خیال میں یہ نہ آیا کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب کو بھنگی چمار۔ بچوں پاگلوں۔ گدھوں کتوں کے برابر کر دیا۔ اور بے عقل بے شعور ہیں۔ تھانوی صاحب کے وہ مریدین متوسلین جو اس کو توہین سمجھ کر وہ بات ادراک کرنے

ہیں جس کو کوئی سمجھدار آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ تو ان میں جو اس پر اعتراض کرے وہ دجال فریبی ہے اور سخت غبی بے عقل ہے۔

لیکن مصنف تھانوی جی کے لیے ہرگز ہرگز ایسا نہیں لکھ سکتا تو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ تاویلیں، توجیہیں، عذر بہانے اس کی توہین کو نہیں میٹ سکتے۔

تو اے دشمنانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عبارت حفظ الایمان کو کیوں توہین و تنقیص شانِ رسالت نہیں مانتے اور کیوں ایسی رکیک تاویلوں توجیہوں کو وہاں پیش کرتے ہو، تو ثابت ہو گیا کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں ضرور بالضرور توہین شانِ رسالت ہے اور اس کا مصنف تھانوی یقیناً توہین کنندہ شانِ رسالت ہے اور وہ حتماً جزماً کافر مرتد ہے۔

پھر مصنف اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی عبارت حسام الحرمین کو پیش کر کے اس پر اعتراض کر کے اپنی جہالت ظاہر کرتا ہے اور اعلیٰحضرت کو ان گستاخانہ الفاظ کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

> اب اس کے بعد جو عبید الدنیا و کج فہم نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا تھانوی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ علم زید و عمر بکر وغیرہ کا غیب کے ساتھ نہیں ہوگا۔ مگر ظن یہ محض جہالت ہے کیوں صاحب جب کہ علم بالواسطہ و التعلیم آپ کے نزدیک غیب ہے تو جتنے مغیبات کی معرفتیں بنی آدم کو خصوصاً مومنین کو حاصل ہوں گی۔ وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں، اگر یہ بات ہے تو پہلے اپنے اور متعلقین کے ایمان کو سنبھالیے کیونکہ ایمان بالغیب ہی اس دار دنیا میں ہو رہا ہے عموماً مومن بہ مغیبات میں سے ہے پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو ان کا ظن ہی فقط ہے یقین نہیں اس لیے بقول خود آپ کافر ٹھہرے۔ اور چونکہ ہم علم بالواسطہ کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہتے ادھر جو کچھ جس کو بطریق قطعیہ انبیاء علیہم السلام سے پہنچا ہے یا بواسطے عقل

marfat.com

"... صحیح معلوم ہوا ہے وہ یقیناً افادہ علم کا دیتا ہے۔ اس لیے ہمارے ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر رہے گا۔"[۱]

جواب :۔ اعلحضرت قدس سرہ نے جو فرمایا وہ حق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے علوم غیوب مفید یقین ہوتے ہیں اس لیے کہ وہ علوم غیبیہ ان کی ثبوت نبوت کی دلیل اور ان کے صدق رسالت کی علامت ہیں۔ چنانچہ علامہ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

فکل ما ورد عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من الانباء المنبئۃ عن الغیوب لیس ھو الا من اعلام اللہ لہ بہ اعلاما علی ثبوت نبوتہ ودلائل علی صدق رسالتہ[۲]

تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے غیبوں کی خبروں سے جو کچھ بھی وارد ہوا تو وہ سب اللہ کی تعلیم ہی سے ہے جو ان کو حاصل ہوئی اور ان کی نبوت کے ثبوت پر علامت ہے اور ان کی رسالت کی صداقت پر دلیل ہے۔

علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں

والذی یجب الایمان بہ ان رسول اللہ لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والاٰخرۃ فھو یعلمھا کما ھی

وہ بات کہ جس پر ایمان لانا واجب ہے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے منتقل نہ ہوئے یہانتک کہ اللہ نے ان کو وہ تمام غیوب سکھا دیئے جو دنیا و آخرت میں حاصل ہونگے

---

[۱] :۔ ملخصاً از شہاب ثاقب صہ ۱۳۱۔ [۲] :۔ شرح المواہب اللدنیہ مصری ج ۷ صہ ۱۹۹۔

عین یقین لما ورد رفعت لی الدنیا فانا انظر فیہا کما انظر الی کفی ہذہ[1]

تو حضورؐ ان کو عین یقین کے ساتھ جانتے ہیں کیونکہ حدیث میں وارد ہوا میرے لیے دنیا کو بلند کیا گیا تو میں نے اس پر اسطرح نظر کی جسطرح میں اپنی اس ہتھیلی کیطرف دیکھتا ہوں۔

علامہ ابن حجر فتاوے حدیثیہ میں فرماتے ہیں

اما انتفاء علم الغیب عنہ (علیہ السلام) فغیر ضروری بل مثبوتہ لہ من جملۃ المعجزات (وفیہ ایضو) ثم اعلام اللہ تعالے للانبیاء والاولیاء ببعض الغیوب ممکن لا یستلزم محالا لوجہ فانکار وقوعہ عناد ومن البداھۃ انہ لا یؤدی الی مشارکتھم لہ تعالے فیما تفرد بہ من العلم الذی تمدح بہ واتصف بہ فی الازل[2]

لیکن حضور علیہ السلام سے علم غیب کی نفی تو وہ ضروری نہیں بلکہ ثبوت علم غیب حضورؐ کے منجملہ معجزات سے ہے پھر اللہ تعالے کا انبیاء و اولیاء کے لیے بعض غیوب کا بتانا ممکن ہے کسی وجہ سے محال کو مستلزم نہیں۔ تو تعلیم علم غیب کے وقوع کا انکار کرنا عناد ہے۔ اور کھلی بات یہ ہے کہ ان کی خدا سے اس علم میں شارکت کی طرف نہیں پہنچاتا۔ جس میں وہ متفرد ممتاز ہے اور اس کے ساتھ ازل میں اس نے اپنی مدح و توصیف کی۔

---

[1] :۔ تفسیر صاوی جلد ۲ صـ۹۷ ۔

[2] :۔ فتاوی حدیثیہ صـ۲۲۳ ۔

marfat.com

اور علامہ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں۔

النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب۔

یعنی نبوت کے معنی ہی غیب پر مطلع ہونا ہے۔

توان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء خصوصًا سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وعلیہم کے مغیبات حاصل ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان کو علوم غیب بتعلیم الٰہی حاصل ہیں۔ ان کے ثبوتِ نبوت کی دلیل اور صدقِ رسالت کی علامت ہیں اور منجملہ معجزات کے ایک معجزہ ہیں۔ اور انہیں ان کا علم عین الیقین کے مرتبہ کا ہے اور جو ان کے لیے حصولِ علمِ غیب کا انکار کرتا ہے۔ وہ سخت معاند ہے ایک معجزہ کا منکر ہے بلکہ ان کی نبوت ہی کا منکر ہے۔

پھر انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں انکے علوم میں شیطان تلبیس کر نہیں سکتا تو انکے علوم یقینیہ ہوئے کہ ان میں کسی طرح کے شک اور تلبیس کو راہ نہیں۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

وکذلک لا یصح ان یتصور لہ الشیطان فی صورۃ الملک یلبّس علیہ لا فی اول الرسالۃ ولا بعدھا والاعتماد فی ذلک دلیل المعجزۃ بل لا یشک النبی ان ما یاتیہ من اللہ الملک ورسولہ حقیقۃ اما بعلم ضروری یخلقہ اللہ تعالٰی لہ او ببرھان یظھرہ لدیہ لتتم

اور نبی کے معصوم ہونے کی طرح اس کیلئے شیطان کا بصورت فرشتہ متصور ہونا اور اس پر تعلیم خداوندی تلبیس کر دینا صحیح نہیں، نہ ابتدائے رسالت میں نہ بعد میں اور اس پر اعتماد کرنا معجزہ کی دلیل ہے بلکہ نبی اس کی اس بات میں شک نہیں کرتا کہ فرشتہ جو خدا کی جانب سے لایا ہی بلا تردد حقیقت ہے تو اس پر اعتماد کرتا ہے یا تو وہ اس علم ضروری سے جو اللہ تعالٰی نے اس کے لیے پیدا فرما

marfat.com

كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل بكلماته[۱]

دیا ہے یا الیسی برہان سے جو اس کے نزدیک ظاہر کردے تاکہ اللہ کا کلم صدقاً وعدلاً پورا ہو جائے اور اس کے کلمات کا کوئی بدلنے والا نہیں۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ نبی اپنی ابتدائے رسالت ہی سے وحی و تعلیم الٰہی میں تلبیسِ شیطان سے معصوم ہے تو اس کے علوم معجزہ ہونے کی بنا پر ایسے یقینی ہیں کہ ان میں کسی طرح کے شک اور تردد کو راہ نہیں۔ لہٰذا حضرات انبیاء علیہم السلام کے مغیبات تو یقین کا افادہ کرتے ہیں ان پر ایمان لانا تو واجب ہے اور ان کے بعد حضرات اولیاء کرام کے مغیبات ہیں لیکن وہ نہ یقین کا افادہ کریں نہ ان پر ایمان واجب کیونکہ ان میں تلبیس شیطان کو راہ ہے کہ وہ معصوم نہیں چنانچہ حضرت قطبِ ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعہ میں فرماتے ہیں۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

ليس عدم ايجاب العمل بعلوم الكشف من حيث ضعفها ونقصها فمن حيث عدم عصمة الآخذ لذلك العلم فقد يكون دخل كشفه التلبيس من ابليس فان الله تعالى قد اقدر ابليس ملخصاً[۲]

علوم کشف پر عمل کا واجب نہ ہونا ان کے ضعف و نقص کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس علم کے لینے والے کے معصوم نہ ہونے کی بنا پر ہے کہ کبھی اس کے کشف میں تلبیس شیطان کا دخل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس پر قدرت دی ہے۔

---

۱ :۔ از شرح شفا مصری ج ۲ ص ۲۱۸۔ ۲ :۔ از میزان ج ۱ ص ۱۱۔

marfat.com

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کے مغیبات پر ایمان تو کیا عمل بھی واجب نہیں کہ ان میں تلبیس شیطان کا احتمال ہے اور اولیاء کو عصمت حاصل نہیں تو ان کے مغیبات محض ظن کا افادہ کرتے ہیں تو جب علوم اولیاء کرام ہی ظن کا مفید تو زید وعمر وغیرہ کے علوم بھی بطور ظن بدرجہ اولیٰ حاصل ہونگے۔ تو ثابت ہو گیا کہ امورِ غیب پر علم یقینی تو اصالتاً خاص حضرات انبیاء علیہم السلام کو حاصل اور غیر انبیاء کرام کو جو علوم سے بعض غیب پر اطلاع حاصل ہوتی ہے تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا قول بالکل تصریحات سلف صالحین کے موافق ہے۔ تو مصنف کا اس پر اعتراض کرنا حقیقۃً اقوالِ سلف پر اعتراض کرنا ہے۔ جو مصنف کی نہ صرف جہالت بلکہ گمراہی کی دلیل ہے۔

پھر مصنف کی انتہائی جہالت اور بے علمی ملاحظہ ہو کہ وہ کہتا ہے۔

اکیوں صاحب جب کہ علم بالواسطہ والتعلیم آپ کے نزدیک علم غیب ہے۔ ا

جاہل کو یہ خبر نہیں کہ حضرات انبیاء و اولیاء کو علم غیب بہ تعلیم الٰہی بواسطہ وحی کے انبیاء کو اور بواسطہ الہام کے اولیاء کے لیے ہونا اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے۔

شرح عقائد نسفی میں و شرح فقہ اکبر میں ہے

بِالْجُمْلَةِ فَالْعِلْمُ بِالْغَيْبِ اَمْرٌ تَفَرَّدَ بِهِ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ لِلْعِبَادِ اِلَّا بِاِعْلَامٍ مِنْهُ اَوْ اِلْهَامٍ[1] بِطَرِيْقَةِ الْمُعْجِزَةِ اَوِ الْكَرَامَةِ

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ منفرد ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں مگر اسی کے علم دینے یا الہام کرنے سے بطریقہ معجزہ یا کرامت کے۔

خود یہی تھانوی صاحب بھی اپنی کتاب بہشتی زیور میں عقائد اسلام میں یہ عقیدہ لکھتے ہیں۔

---

[1] : شرح عقائد ص۱۰۱ و شرح فقہ اکبر ص۱۲۷۔

marfat.com

عقیدہ نمبر ۳۳ : غیب کا حال سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں [1]

تو حضرات انبیاء علیہم السلام کو علمِ غیب بہ تعلیم الٰہی بواسطہ وحی کے اور اولیاء کرام کو علمِ غیب بہ تعلیم الٰہی بواسطہ کشف و الہام کے مسلمانوں کے نزدیک جائز ہے۔ اور یہ عقائد اسلام میں سے ایک عقیدہ ہے جیسا اقرار اس کا پیشوا تھانوی بھی کرتا ہے۔ مصنف کو نہ اہل اسلام سے کوئی تعلق نہ عقائدِ اسلام سے کوئی واسطہ۔ اسی بنا پر وہ لکھتا ہے آپ کے نزدیک علمِ غیب ہے تو وہ مسلمانوں کا بھی مخالف اور عقائدِ اسلام کا بھی۔ مخالف خود اپنے قول سے بنا۔ اس بے ایمانی پر اس کو یہ لکھتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ہمارے ایمان کا آفتاب نہایت اوجِ کمال پر رہے گا۔ تم اللہ رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانوں میں گستاخیاں کرو خدا کو کاذب بالفعل کہو۔ حضور کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں سے تشبیہ دو اور تمہارا ایمان باقی رہ سکتا ہے ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر انہیں کا رہے گا۔ جو اللہ تعالےٰ کے لیے کذب کو محال جانیں اس کے رسول کے علم شریف کو سارے عالم سے زیادہ وسیع اعتقاد کریں

فلعنۃ اللہ علی الکاذبین

پھر مصنف کا جاہلانہ الزام دیکھیے وہ کہتا ہے تو جتنے مغیبات کی معرفتیں بنی آدم کو خصوصاً مومنین کو حاصل ہوں گی وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں۔ اس بے علم سے پوچھو کہ مومنین کو جن مغیبات کی معرفت نبی کے بتانے سے حاصل ہوئی ہے۔ وہ ظن کس طرح ہو سکتی ہے بلکہ وہ ان کے لیے یقینی ہے کیونکہ وہ مغیبات انبیاء ہیں خود وہ ان مومنین کے مغیبات کب ہوئے۔ ہاں جن پر ان کو خود واقفیت حاصل ہو وہ ظنی ہیں کہ یہ نہ معصوم ہیں۔ نہ تلبیس شیطان سے پاک ہیں تو ان کے ایسے معلومات یقیناً ظن ہیں اس جاہل مصنف

[1] بہشتی زیور حصہ اول مطبوعہ ہلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ص ۲۷۔

marfat.com

کی جہالت ملاحظہ کیجئے کہ یہ جاہلانہ بات لکھتا ہے۔

عموماً مومن بہ مغیبات میں سے ہیں پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو

ان کا ظن ہی فقط ہے یقین نہیں۔

تو اس جاہل کو یہ پتہ نہیں کہ جو مغیبات بہ مومن ہیں وہ تو نبی کے مغیبات یقینی ہیں اور نبی کے بتلانے سے وہ اُمت کو ملے ہیں تو ان پر تو یقین ہی حاصل ہوتا ہے۔ ان میں ظن کی مداخلت کیسی۔ اس مُصنف سے کہو کیا اسی جہالت پر تصنیف کرنے اور کسی عالم پر اعتراض کرنے کا شوق ہے۔ کیا اسی جہالت پر افتخار ہے۔ کیا اہل علم ایسے ہی جاہلانہ الزامات دیا کرتے ہیں۔

جب مُصنف کے نزدیک بھی عموماً مومن بہ مغیبات ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا ضروری۔ اور ایمان تصدیق بما جاء بہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور تصدیق علم ہے تو علمِ مغیبات ہر مومن کے لیے حاصل ہوا۔ تو دیوبندی قوم تو اولیاء کرام وانبیاء علیہم السلام ہی کے لیے شرک کہتے تھے۔ اس طرح تو ہر مومن کو مغیبات کا علم حاصل ہو گیا۔

تو اب بولو دہابیو! کیا اب بھی اپنے اکابر کو مانو گے کہ ان کی تصریحات سے ایمان بھی شرک قرار پاتا ہے اور ہر مومن مشرک ٹھہرتا ہے۔ فلعنۃ اللہ علی الظالمین۔

پھر مصنف اس کے بعد اپنی مزید جہالت کا اس طرح اظہار کرتا ہے اور اعلیٰحضرت پر نہایت جاہلانہ اعتراض اس طرح کرتا ہے

جاہل مُصنف کا اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جاہلانہ اعتراض

آگے چل کر جو آپ ہذیان بکتے ہیں کہ علم یقینی تو اصالۃً انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن چیزوں کا یقین حاصل ہوتا ہے وہ فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے اور کسی ذریعہ سے نہیں مجھ کو آپ کی کج فہمی سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ ابھی تو آپ ماسوا

marfat.com

انبیاء کے علم کو ظن میں حصر کر آئے تھے اور پھر ابھی اس کے خلاف فرما رہے ہیں۔[1]

جواب:۔ یہ خط کشیدہ عبارت مصنف نے حسام الحرمین سے نقل کی۔

پہلی خیانت تو یہ کی کہ شروع میں یہ لفظ چھوڑ دیا۔ امورِ غیب پر۔

دوسری خیانت یہ کی کہ لفظ خاص کو لفظ اصالۃً کے بعد چھوڑ دیا۔

تیسری خیانت یہ کی کہ بجائے جن امورِ غیب پر کے جن چیزوں کا اپنی طرف سے لکھ دیا۔

چوتھی خیانت یہ کی کہ بجائے انبیاء ہی کے بتانے سے ملتا ہے علیہم الصلاۃ والسلام کے اپنی جانب سے وہ فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے بنا کر لکھ دیا۔

پانچویں خیانت یہ کی کہ بجائے نہ اور کسی کے اپنی طرف سے اور کسی ذریعہ سے نہیں بدل کر لکھ دیا۔ حسام الحرمین کی عبارت بلفظہٖ یہ ہے۔ جس کو بغرض تقابل درج کیا جاتا ہے۔

امورِ غیب پر علم یقینی تو اصالۃً خاص انبیاء علیہم السلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن امورِ غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء ہی کے بتانے سے ملتا ہے علیہم الصلاۃ والسلام نہ اور کسی کے۔[2]

مصنف کی غیر ذمہ داری ملاحظہ ہو کہ دو سطر کی عبارت کے نقل کرنے میں پانچ خیانتیں کر ڈالیں تو یہ مصنف اسی خیانت۔ کذب۔ افترا۔ فریب۔ کید ہی کرنے والوں کا تو ریخ بنا ہوا ہے اور یہ خیانتیں فقط اس لیے کیں کہ اعلیٰحضرت قبلہ پر یہ اعتراض کرنا تھا آپ ماسوا انبیاء کے علم کو ظن میں حصر کر آئے تھے پھر اس کے خلاف فرما رہے ہیں۔ اور یہ اعتراض جب اصل عبارت سامنے ہو تو وارد ہی نہیں ہوتا کہ اعلیٰحضرت صاف فرماتے ہیں

[1]:۔ از شہاب ثاقب ص ۱۳۲۔ [2]:۔ حسام الحرمین ص ۲۱۔

marfat.com

غیر انبیاء کو جن امورِ غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے۔ وُہ انبیاء ہی کے بتانے سے ملتا ہے یعنی انبیاء کے بتانے سے جو امورِ غیب غیر انبیاء کو ملتے ہیں وُہ تو یقینی ہیں اور غیر انبیاء کو جو امورِ غیب حاصل ہوں اور وُہ انبیاء کے بتائے ہوئے نہ ہوں وُہ یقینی نہیں ہیں ظنی ہیں۔ تو دونوں باتوں میں مخالفت کیا ہے۔ مصنّف اتنا جاہل ہے کہ یہ کھلا ہوا فرق بھی اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ غیر انبیاء کو امورِ غیب جو حاصل ہوتے ہیں۔ وُہ دو طرح کے ہیں جو ان کو انبیاء کے بتانے سے ملتے ہیں وُہ یقینی ہیں اور جو انبیاء کے بتائے ہوئے نہ ہوں وُہ ظنی ہیں۔ کس قدر روشن فرق ہے اور اس کج فہم کی فہم میں نہ آیا تو اسی بدفہمی پر دُوسرے کو کج فہم کہتے ہوئے شرم نہیں آئی۔

پھر یہ مصنّف اس کے بعد اپنی اور زبردست جہالت اور بدفہمی کا اظہار کرتا ہے اور اعلحضرت کی عبارت پر یہ جاہلانہ اعتراض کرتا ہے۔

> اس عبارت کے تحریر کرنے سے آپ کو کون سا فائدہ ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کا علمِ یقینی مُسلم ہے۔ لیکن ان کو بھی تو بذریعہ وحی و ملائک حاصل ہوا ہے ذاتی نہیں ہے کیونکہ وحی بجمیع اقسام جب ان کو بتانے والی ہوتی تو ان کا بھی علم بواسطہ ہوا اور غیر انبیاء کے علم میں بھی واسطہ مُوجود ہوا چاہے ایک واسطہ ہو یا زیادہ تو جیسے علمِ غیب انبیاء کے واسطے آپ باوجود واسطہ کے اطلاق کر رہے ہیں ایسے ہی غیر پر کیوں نہیں کرتے۔ ہاں اگر کوئی مقدار واسطے کی آپ کے نزدیک ہے تو اس کو بیان کیجئے پھر جب آپ کے نزدیک علم بواسطہ بھی غیب ہے تو جو علوم یقینیہ بذریعہ عقل حاصل ہوں وُہ بھی غیب ہونگے۔ پھر آپ کی اس لچر عبارت کے کیا معنی ہوں گے۔ مجدّد صاحب ال فُل مارنا نفع نہیں دیتا ہے ہوش میں آیئے اور سوچ سمجھ کر باتیں کیجئے۔[۱]

جواب:۔ اس کج فہم مصنّف کی سمجھ میں اعلحضرت قبلہ کی عبارت کا فائدہ ہی نہیں

---

[۱]:۔ شہاب ص۱۳۱۔

marfat.com

داخل ہوا۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ غیر انبیاء کو غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطورِ ظن حاصل ہوگی۔ تو ممکن تھا مصنف جیسا کج فہم یہ کہہ دیتا کہ جب ان کو غیب محض بطورِ ظن ہی حاصل ہوتا ہے تو جو امورِ غیب انہیں انبیاء کے بتلانے سے ملے وہ بھی بطورِ ظن ہونگے تو اس کج فہمی کے ازالہ کے لیے یہ عبارت لکھ کر یہ افادہ فرمایا کہ غیر انبیاء کو جو امورِ غیب انبیاء کے بتانے سے ملتے ہیں تو وہ بطورِ یقین کے حاصل ہونگے لیکن یہ فائدہ اس کج فہم کی فہم میں نہیں آسکا۔ اب کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے تو جب مصنف حضرات انبیاء علیہم السلام کا امورِ غیب پر علم یقینی تسلیم کرتا ہے۔ تو یہ اگرچہ اس کے مذہب کے خلاف ہے اس کے اکابر کی تصریحات کے خلاف ہے حتیٰ کہ وہ اپنے اس قول پر اپنے اکابر کے حکم سے مشرک ہوگیا۔ خیر یہ تو وہ جانے اور اپنے مشرک ہونے پر خوش رہے۔ مجھے تو یہ کہنا ہے کہ جب مصنف نے امورِ غیب پر انبیاء کا علم یقینی مان ہی لیا۔ تو بقول اس کے ذاتی تو ہے نہیں تو بواسطہ وحی و ملائکہ کے حاصل ہوا ہے۔ کیونکہ وحی بجمیع اقسامہ جب ان کو بتانے والی ہوئی تو ان انبیاء کا یہ علم بالواسطہ ہوا تو اب مصنف کے نزدیک بھی علم بواسطہ غیب ثابت ہوگیا۔ دکھانا یہ ہے کہ علم بواسطہ کے غیب ہونے پر مصنف نے جس قدر جاہلانہ اعتراضات ہم پر کیے تھے وہ سب کے سب اسی کی طرف لوٹ گئے اب خود ہی اپنے منہ پر تھوک لے۔ اور باہوش ہوکر بولے اور سوچ سمجھ کر بات کرے۔ بلکہ اپنے اکابر سے مشورہ لے کر زبان کھولے علاوہ بریں یہ کم فہم حضرات انبیاء عظام اور غیر انبیاء کے واسطوں میں فرق نہیں جانتا کہ حضرات انبیاء کو تعلیم الٰہی سے علوم حاصل ہوتے رہیں چاہے وہ وحی جلی سے ہوں یا خفی سے ہوں۔ اور غیر انبیاء کے لیے حضرات انبیاء واسطہ ہیں کہ ان کو بلاواسطہ انبیاء کے نہیں ملتا۔

علامہ صادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح۔

علامہ صادی فرماتے ہیں۔

لا یصل لاحد علم الا بواسطة	کسی کو کوئی علم بغیر واسطہ انبیاء کے
الانبیاء فالانبیاء وسائط	نہیں ملتا تو انبیاء اپنی امتوں کے لیے

marfat.com

لامهم فی کل شئی[1] — ہر شے میں واسطہ ہیں۔

تو اب مصنف ان واسطوں کے فرق کو سمجھے اور اپنی لچر باتوں سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے علوم یقینیہ کو غیر انبیاء کے علوم ظنیہ سے برابر کرنے کی سعی نہ کرے اور یقینیہ و ظنیہ کے روشن فرق کو سمجھ کر بولے۔ اعلیحضرت قدس سرہ کی عبارت صاف ہے کج فہمی مصنف کی تھی کہ اپنی کم علمی کی بنا پر اس کو سمجھ نہ سکا۔

ٹانڈوی کی کج فہمی۔

پھر مصنف اپنی اور مزید جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے اور عبارت حسام الحرمین پر اپنی کم فہمی کا اظہار کرتا ہے۔

> اگر ہم اس عبارت کو بتمامہا مان بھی لیں تو آپ نے جو اپنے عقائد میں اولیاء اللہ کے واسطے بھی علم غیب ثابت کیا ہے۔ اس کی کیا سبیل ہوگی جن اولیاء کو حضور علیہ السلام سے لقائے ظاہری کی نوبت ہی نہ آئی ہو اور ان کو بذریعہ انبیاء علیہم السلام کیسے علم غیب ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے استدلال مطلب کے واسطے آیت وَكَانَ اللهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ لاٰیہ کو ذکر کیا ہے۔ ذرا مہربانی فرما کر تفسیر کی کتابوں کو ملاحظہ کر لیجئے اور تفصیل استدراک وَلٰكِنَّ اللهَ الایہ کا دھیان کر کے ہم پر استدلال کریں حالانکہ مع ان معانی کے جو کہ آپ نے لیے ہیں ہم پر کوئی خلاف لازم نہیں آتا البتہ آپ ہی کا گھر ڈھیا جاتا ہے[2]

جواب :- ہم اُوپر شرح عقائد و شرح فقہ اکبر سے بلکہ تھانوی جی کی بہشتی زیور کی عبارات پیش کر کے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ امورِ غیب پر بذریعہ کشف و الہام کے حضرات اولیاء کرام کا مطلع ہونا تمام اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے شرح عقائد و شرح فقہ اکبر عقائد کی مشہور کتابیں ہیں ان کی تصریحات کے باوجود کسی اور کتاب کی حاجت نہیں تھی۔ مگر

لے :- تفسیر صادی مصری ج ۱ ص ۱۷۱ — ۲ :- شہاب ثاقب ص ۱۳۲۔

marfat.com

مخالف کے انکار اور دیوبندی قوم کی جہالت کا لحاظ کرتے ہوئے دو عبارات ایسی پیش کی جاتی ہیں۔ جو خود چند عبارات پر مشتمل ہیں۔

علّامہ قسطلانی اور علّامہ زرقانی کا موقف

علّامہ قسطلانی مواہب الدنیہ میں اور علّامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اعلم ان علم الغیب ای ماغاب عنا یختص باللہ تعالے علام الغیوب و ماوقع منہ علی لسان رسولہ صلے اللہ علیہ وسلم وعلی لسان غیرہ من انبیاء و الصالحین فمن اللہ تعالے اما بوحی الانبیاء اوالھام لغیرھم والشاھد لھذا ای الدلیل علیہ قولہ تعالے عالم الغیب ماغاب عن العباد فلا یظھر یطلع علی غیبہ احدا من الناس الا من ارتضی من رسول لیکون العلم بہ معجزۃ لہ وکرامات الاولیاء الحاصلۃ باطلاعھم علی المغیبات انما تکون بسعو یا الملائکۃ کاطلاق اطلاعنا علی احوال الاخرۃ ای	جانو کہ بیشک علم غیب یعنی وہ چیز جو ہم سے غائب ہے اللہ علام الغیوب کے ساتھ خاص ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے علاوہ اور انبیاء و صالحین کی زبانوں پر امورِ غیب کی خبریں ظاہر ہوئیں تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے انبیاء کیلئے بطریقہ وحی کے اور غیر انبیاء کیلیے بذریعہ الہام کے۔ اور اس پر شاہد و دلیل اللہ تعالے کا یہ قول ہے کہ عالم الغیب جو بندوں سے غائب ہو اپنے اس غیب پر کسی کو لوگوں سے مطلع نہیں کرتا مگر جس رسول کو پسند کرلے تاکہ اسکےلیے یہ علم معجزہ ہوجائے اور اولیاء کی کرامتیں جو غیوب پر مطلع ہونے کی بنا پر حاصل ہوتی ہیں وہ فرشتوں کی رویت کے توسط سے ہوتی ہیں جیسے ہمارا احوال

marfat.com

علمنا بها بتوسط الانبیاء (ملخصا)[1]

آخرۃ پر مطلع ہونا کہ ہم انکو انبیاء کے توسط سے جانتے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی فتاوے حدیثیہ میں فرماتے ہیں

من استفصل فقال اردت بقولی المومن یعلم الغیب ان بعض الاولیاء قد یعلمہ اللہ ببعض المغیبات قبل منہ ذلک لانہ جائز عقلا و واقع نقلا اذھو من جملۃ الکرامات الخارجۃ عن الحصر علی ممر الاعصار فبعضھم یعلمہ بخطاب و بعضھم یعلمہ بکشف حجاب و بعضھم یکشف لہ عن اللوح المحفوظ حتی یراہ و یکفی بذلک ما اخبر بہ القرآن عن الخضر بناء علی انہ ولی وما جاء عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ اخبر عن حمل امرتہ انہ ذکر و کان کذلک و عن عمر رضی اللہ عنہ انہ کشف عن

جس نے یہ تفصیل کہا کہ میں نے اپنے اس قول سے کہ مومن غیب کو جانتا ہے یہ ارادہ کیا کہ بعض اولیاء کو اللہ نے بعض غیوب کا علم دیا تو اس کی یہ بات قبول کر لی جائیگی کیونکہ یہ عقلاً جائز اور نقلاً واقع ہے اسلیے کہ یہ منجملہ ان کرامات کے ہے جو زمانوں کے گذرنے پر شمار سے باہر ہیں۔ تو بعض اولیاء غیب کو بذریعہ خطاب کے جانتے ہیں اور بعض اولیاء غیب کو کشفِ حجاب سے جانتے ہیں اور بعض اولیاء کے لیے لوحِ محفوظ ظاہر کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ اس پر وہ دلیل کافی ہے جس کی قرآن نے خضر کی خبر دی اس بنا پر کہ وہ ولی ہیں۔ اور جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی

---

[1]: شرح مواہب مصری ج ۷ ص ۱۹۹

marfat.com

سارية وجيشه وهم بالعجم
فقال على منبر المدينة وهو
يخطب يوم الجمعة يا سارية
الجبل يحذره الكمين الذي
اراد استيصال المسلمين وما صح
عنه صلى الله عليه وسلم انه
قال في حق عمر رضي الله تعالى
عنه انه من المحدثين
اي الملهمين وفي رسالة القشيري
وعوارف السهروردي وغيرهما
من كتب القوم وغيرهم مالا
يحصى من القضايا اللتي
فيها اخبار الاولياء بالمغيبات
كقول بعضهم انا غدا اموت
وقت الظهر وكان كذلك
وامثال ذلك من الاولياء
لا تحصى ويكفي دليلا
قوله صلى الله عليه وسلم
في خبر الصحيح ان في
امتي ملهمين او محدثين
ومنهم عمر وقوله صلى
الله عليه وسلم اتقوا فراسة
المومن فانه ينظر بنور الله

کہ انہوں نے اپنی زوجہ کے حمل کی خبر
دی کہ وہ لڑکا ہوگا اور وہ لڑکا ہی ہوا
اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں
نے ساریہ اور ان کے لشکر کا حال ظاہر
کیا اور وہ عجم میں تھے تو انہوں نے جمعہ
کے دن منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے مدینہ
میں فرمایا اے ساریہ پہاڑ سے پناہ
لے۔ وہ ان کو اس دشمن سے بچاتے
تھے جو اہلِ اسلام کے استیصال کے
ارادہ سے گھات میں بیٹھا تھا۔ اور
حضور علیہ السلام سے صحیح روایت
میں ہے کہ حضور نے عمر رضی اللہ عنہ
کے حق میں فرمایا کہ وہ الہام والوں
سے ہے اور رسالہ قشیری اور عوارف
سہروردی اور ان کے علاوہ قوم
اور غیر قوم کی کتابوں میں بیشمار ایسے
واقعات ہیں۔ جن میں اولیاء
کی غیبوں کی خبریں ہیں جیسے بعض
اولیاء کا یہ قول کہ میں کل ظہر کے وقت
مرونگا۔ اور ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اور اولیاء
کے بیشمار ایسے واقعات ہیں۔ اور
ہمارے لیے کافی دلیل حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہ صحیح حدیث ہے کہ

marfat.com

وسئل بعضھم عن الفراسۃ فقال ارواح متقلب فی الملکوت فتشرف علی الغیوب فتنطق عن اسرار الخلق نطق مشاھدۃ وعیان لا نطق ظن وحسبان ملخصاً [1]

بیشک میری امت میں الہام والے ہونگے اور انہیں میں سے عمر ہیں۔ اور حضور کا یہ فرمان ہے مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ بعض سے فراست کو پوچھا گیا تو کہا کہ روحیں عالم میں پھرتی ہیں تو غیبوں پر مطلع ہو جاتی ہیں پس مخلوق کے پوشیدہ حالات دیکھ کر مشاہدہ کر کے بیان کرتی ہیں نہ کہ ظن اور گمان سے کہتی ہیں۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کشف والہام سے امورِ غیب پر مطلع ہیں اور اس کے واقعات نہ فقط اقوال سلفِ صالحین سے بلکہ احادیثِ صحیحہ اور قرآن کی آیاتِ کریمہ سے بکثرت ثابت ہیں۔ مصنف کو چونکہ نہ عقائدِ اسلام سے کوئی تعلق نہ مسلک سلفِ صالحین سے کوئی واسطہ نہ احادیثِ صحیحہ کی پیروی سے کوئی غرض نہ آیاتِ قرآنی کی اطاعت سے کوئی مطلب تو اولیاء کرام کے مطلع علی الغیوب ہونے کے عقیدے سے اس کو کیا مطلب وغرض یہ تو مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ مصنف کا یہ عقیدہ کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ آیات واحادیث اس کی دلیل ہیں۔ اس کا عقیدہ تو وہ ہوگا جو خلافِ قرآن وحدیث ہو۔ عقائد سلفِ صالحین کے بالکل برخلاف ہو۔ لہٰذا مصنف کو یہ بتانا ہے کہ یہ صرف اعلحضرت قدس سرہ کا ہی عقیدہ نہیں ہے بلکہ تمام سلفِ صالحین صحابہ وتابعین کا عقیدہ ہے۔ قرآن وحدیث سے یہ عقیدہ ثابت ہے اب باقی رہا یہ امر کہ جس کو لقاء ظاہری کی نوبت نہیں آئی اس کو بواسطہ نبی کیسے ملا تو

---

[1] فتاوے حدیثیہ مصری ص ۲۲۲ و ص ۲۲۳۔

marfat.com

حضرات، اولیاء کی ارواح کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لقا ہو جاتا ہے وہ اسی میں کسبِ علوم کر لیا کرتے ہیں۔

قطب شعرانی اور علامہ سیوطی کا موقف

چنانچہ حضرت قطبِ ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعہ میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی کا قول نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اس شخص سے جو ان کی بادشاہ سے سفارش چاہتا تھا فرمایا۔

اعلم یا اخی انی قد اجتمعت	جانو۔ اے بھائی میں رسول اللہ صلی
برسول اللہ صلی اللہ	اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اس وقت
علیہ وسلم الی وقتی ھذا	تک بیداری میں بالمشافہ پچھتر بار
خمسا وسبعین مرۃ یقظۃ	حاضر ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے حکام کے
ومشافہۃ ولولا خوفی	دربار دنیں حاضر ہونے کی بنا پر حضور
من احتجابہ صلی اللہ علیہ	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجاب فرما
وسلم عنی بسبب دخولی	لینے کا خوف نہ ہوتا تو میں قلعہ میں جاتا۔
للولاۃ لطلعت القلعۃ	اور تیرے لیے بادشاہ کے پاس سفارش
وشفعت فیک عند السلطان	کرتا اور میں احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وانی رجل من خدام	کے خدام میں سے ایک شخص ہوں اور
حدیثہ صلی اللہ علیہ وسلم	میں حضور کا ان احادیث کی تصحیح میں محتاج
واحتاج الیہ فی تصحیح الاحادیث	ہوں جن کو محدثین نے اپنے طریقوں
التی ضعفھا المحدثون من	سے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور
طریقھم ولا شک ان نفع	بے شک یہ نفع تیرے نفع سے زائد
ذلک ارجح من نفعک[1]	راجح ہے۔

[1]: میزان الشریعہ مصری ج ۱ ص ۴۱۔

marfat.com

نیز اسی میں ہے۔

قد اشتهر عن كثير من الاولياء انهم كانوا يجتمعون برسول الله صلى الله عليه وسلم كثيرًا و يصدقهم اهل عصرهم على ذلك (ثم ذكر اسمائهم) وجماعة ذكرناهم فى كتاب طبقات الاولياء۔

کثیر اولیاء سے یہ حد شہرت تک پہنچا کہ وہ بحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوتے اور ان کے ہمعصر اس کی تصدیق کرتے۔ کتاب طبقاتِ اولیاء میں ایک جماعت نے ان کا ذکر کیا اور ان کے نام ذکر فرمائے۔

نیز اسی میں ہے۔

وقد بلغنا عن الشيخ ابن الحسن الشاذلی وتلميذه الشيخ ابی العباس المرسی و غيرهما انهم كانوا يقولون لو احتجبت عنا رؤية رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفة عين ما عددنا انفسنا من جملة المسلمين فاذا كان هذا قول آحاد الاولياء فالائمة المجتهدون اولى بهذا المقام [1]

شیخ ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد شیخ ابوالعباس مرسی اور ان کے علاوہ اولیاء کا قول ہم تک پہنچا۔ کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر ہم سے پلک مارنے کی مقدار حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت محجوب ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو منجملہ مسلمین کے شمار نہ کریں تو جب یہ قول آحاد اولیاء کا ہے تو ائمہ مجتہدین تو اس مقام سے بھی بالاتر ہوئے۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجتماع اور لقاء بیداری میں بالمشافہہ کلام ہو جاتا ہے اور یہ کسب علوم کر

[1] از میزان الشریعہ ج ۱۔

marfat.com

لیتے ہیں عرض معروض کر لیا کرتے ہیں مصنف اپنی بے علمی کی بنا پر ناواقف ہے پوچھتا ہے کہ اولیاء کو حضور علیہ السلام سے علم غیب کیسے حاصل ہوگا۔ لہٰذا اب اس کو معلوم ہو گیا کہ ایسے حاصل ہوگا۔ اگر کچھ پڑھ لیتا علم سیکھ لیتا تو اسی کو سوال کی حاجت ہی پیش نہ آتی۔

تھانوی نے حفظ الایمان کی عبارت زیر بحث کے بعد یہ کہا تھا۔

نبی غیر نبی میں فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

تو اعلحضرت قدس سرہ نے ان دو آیات کو پیش کر کے فرق بیان فرمایا ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ[1]	اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے ہاں اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی مشیت کے موافق اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے۔
عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ الآیہ[2]	اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

مصنف ان میں سے پہلی آیت کے متعلق یہ کہتا ہے کہ ان کی تفسیر دیکھ کر ہم پر استدلال کریں۔ لہٰذا چند تفسیریں پیش کیجاتی ہیں تاکہ اس کا کذب ظاہر ہو جائے۔

تفسیر جلالین میں ہے۔

فیطلعه علی غیبه كما اطلع النبی	اللہ نے حضور علیہ السلام کو اپنے غیب پر مطلع کیا جیسا کہ حضور کو

---

[1] :۔ آل عمران ع ۱۸ ۔ [2] :۔ سورہ جن ع ۲ ۔

علٰے حال المنافقین[1]

منافقین کے حال پر مطلع کیا۔

تفسیرِ صاوی میں ہے۔

(قولہ ولکن اللہ) استدراک علٰے ما تقدم فی قولہ وما کان اللہ لیطلعکم علٰے الغیب کانہ قال الا الرسل فانہ یطلعھم علی الغیب[2]۔

لیکن پہلے کلام پر استدراک ہے تو آیۃ کی مراد یہ ہے کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے مگر وہ اللہ بلاشک رسولوں کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

تفسیر جمل میں ہے۔

ھذا استدراک علٰے معنی الکلام المتقدم لانہ لما قال وما کان اللہ لیطلعکم یوھم انہ لا یطلع احدا علٰے غیبہ لعموم الخطاب فاستدرک بالرسل والمعنٰے ولکن اللہ یجتبی ان یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہ الغیب فھو ضد لما قبلہ فی المعنٰی[3]۔

یہ کلام مقدم پر استدراک ہے اسلیے کہ جب یہ فرمایا کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے تو وہم ہوتا تھا کہ وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرے گا کہ خطاب عام ہے تو رسل کیساتھ استدراک کیا اور معنے یہ ہیں لیکن اپنی مشیت کے موافق اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے تو ان کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔ تو یہ معنی میں اپنے ماقبل کی ضد ہے۔

---

[1]: تفسیرِ جلالین۔

[2]: تفسیر صاوی مصری ج ا صنہ ۱۷۱۔

[3]: جمل مصری ج ا صنہ ۳۴۰۔

marfat.com

تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

(ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء) فیطلعہ علی بعض علم الغیب نظیرہ قولہ تعالٰی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضٰی من رسول[1]

لیکن اللہ اپنے رسُولوں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے تو اس کو بعض علمِ غیب پر مُطلع فرماتا ہے اور اس کی نظیر یہ آیت ہے اللہ غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ سوا اپنے پسندیدہ رسُولوں کے۔

تفسیر خازن میں ہے۔

ولکن اللہ یصطفی ویختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی ما یشاء من غیبہ[2]

لیکن اللہ اپنے رسُولوں سے جس کو چاہتا ہے اختیار فرماتا ہے تو اس کو اپنے جس غیب پر چاہے مُطلع فرما دیتا ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے۔

ولکن اللہ یرسل الرسول فیوحی الیہ ویخبرہ بان فی الغیب کذا وان فلانا فی قلبہ النفاق وفلانا فی قلبہ الاخلاص فیعلم ذلک من جہۃ اخبار اللہ لا من جہۃ نفسہ[3]

لیکن اللہ رسُول کو بھیجتا ہے پھر اس کی طرف وحی کرتا ہے اور اس کو اس بات کی خبر دیتا ہے کہ غیب میں ایسا ہے اور فلاں کے قلب میں نفاق ہے اور فلاں کے قلب میں اخلاص ہے تو وہ اللہ کے خبر دینے کی بنا پر اسکو جانتا ہے نہ کہ اپنی طرف سے۔

---

[1] : معالم مصری ج ۱ ص ۳۸۲۔ [2] : خازن مصری ج ۱ ص ۳۸۲۔

[3] : مدارک مصری ج ۱ ص ۱۵۳

marfat.com

تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن میں ہے

ولکن اللہ یجتبی من رسلہ
من یشاء مثل محمد و عیسے و
موسے وابراھیم وآدم صلوات
اللہ علیھم اجمعین وذلک مشرح
فی قولہ تعالے علم الغیب
فلا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضے من رسول
ھو الفانی من اوصافہ المتصف
باوصاف الحق وبین ان
بعض الغیب ظھر للنبی صلے
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقولہ ولکن
اللہ یجتبی من رسلہ من
یشاء یعنے محمدا صلے اللہ علیہ
وسلم وذلک حکمہ بالغیب
وحکمہ علی الغیب بقولہ
عشرۃ من قریش فی الجنۃ
ومثل ما اخبر عن
اللہ سبحانہ ومن امر الدنیا
والاخرۃ[1]

لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جسکو چاہے
چن لیتا ہے جیسے محمد، عیسے، موسے،
ابراہیم آدم صلوات اللہ علیہم اجمعین
اور اس کی شرح اللہ کے اس قول
میں ہے۔ اللہ غیب کا جاننے والا
اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر
اس رسول کو جو پسندیدہ ہو۔ اور اس
کے اوصاف میں فانی ہو اور اوصاف
حق سے متصف ہو۔ اور بیان کیا
کہ بعض غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم
پر ظاہر ہوئے بدلیل قول خدا کے۔
لیکن اللہ نے اپنے رسولوں سے
اپنی مشیت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو چن لیا اور یہی ہے ان کا علم غیب
کے ساتھ اور ان کا حکم غیب پر اپنے
اس قول سے کہ دس شخص قریش
جنت میں ہیں اور اسی کے مثل ہیں
جو اللہ سبحانہ سے اور امور دنیا و آخرت
کی خبریں دی ہیں۔

[1] : عرائس کشوری ص۱۲۳۔ ملخصاً۔

اس آیتِ کریمہ کی یہ سات تفسیریں پیش کیں اور ان میں تفصیل استدراک بھی ہے لہٰذا منکرین علمِ غیب رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان آیات سے استدلال عل صحیح ہے بلکہ ان آیات نے اور ان کی تفاسیر نے علمِ نبی و غیرِ نبی میں کیا بیّن فرق بتا دیا اور تھانوی جو ان میں برابری ثابت کرنا چاہتا تھا اس کا ردِّ بلیغ فرما دیا۔ مصنف کو محض اپنی لاعلمی کی بنا پر ان کا اپنے خلاف ہونا نظر نہیں آتا۔

پھر اعلٰحضرت قدس سرہٗ نے عبارت حفظ الایمان پر المعتمد المستند میں یہ اعتراض کیا تھا وہ عربی میں تھا اس کا ترجمہ حسام الحرمین میں اس طرح لکھا گیا۔

> پھر خیال کرو اس نے (تھانوی نے) کیونکر مطلق علم اور علمِ مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دو حرف جاننے اور ان علموں میں جن کے لیے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کے نزدیک فضیلت اسی میں منحصر ہو گئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہوا ہر اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے واجب ہوا۔ اور علمِ غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اس کی تقریرِ خبیث کا جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور کے لیے بعض اشیا کا مطلق علم حاصل ہونا انہیں علمِ غیب حاصل ہونے سے زائد روشن ہے۔[1]

یہ نادار مصنف عربی عبارت کو تو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس کی سمجھ میں اس کا اُردو کا ترجمہ بھی نہیں آیا۔ مگر اپنی دیوبندی جاہل قوم کو خوش کرنے کے لیے اپنی منطق دانی کی ڈینگیں مارتا ہے اور معقول دانی کی حالت زار یہ ہے کہ شاید اس نے صغریٰ کبریٰ کی بھی صورت نہیں دیکھی ہو۔ اعلٰحضرت قدس سرہٗ کی شان میں گستاخی کرنا منطق جان لینے کو مستلزم نہیں ہے۔ اور اگر گالیاں بکنے کا نام

---

[1] :- حسام الحرمین ص ۲۳ ۔

marfat.com

ہی منطق دانی ٹھہرالیا ہے تو مصنف سے زیادہ منطقی بھٹیارا یا کو بجڑا ثابت ہوگا۔
اب مصنف کی منطق دانی کا کمال ملاحظہ ہو کہ بجائے جواب کے خود سوال کرتا ہے۔

> یہ پوچھے کہ آیا علم خلق کے خارج از عدد عد ہوسکتے یا نہیں، کیا متناہی احاطہ غیر متناہی کا کرسکتا ہے یا نہیں احصی کل شیٔ اور عدہ عدا کے کیا معنی ہیں ذرا تفاسیر کا ملاحظہ کریں [1]

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے منطق کو پڑھا ہی نہیں ہے اور متناہی و غیر متناہی کے الفاظ کسی سے سن لیے ہیں بہ نادار نہ تو ان کے مفہوموں سے واقف معلوم ہوتا ہے، نہ غیر متناہی کے اقسام کی اس کو کچھ خبر ہے اور جب وہ ان امور کو ہی نہیں جانتا تو اس کو کیا معلوم ہے کہ۔

کون سا غیر متناہی علم خالق کے ساتھ خاص ہے۔
اور کونسا غیر متناہی علم مخلوق کے ساتھ خاص ہے۔
اور کونسا غیر متناہی ہے جسکو علم مخلوق احاطہ نہیں کرسکتا۔

مصنف نے کسی سے سن کر سوالات تو کر لیے۔ لیکن اگر وہ اپنے سوالات کو خود بھی سمجھتا ہے تو یہ بتائے کہ۔

اس نے علم خلق میں علم سے کونسا علم مراد لیا ہے مطلق العلم یا العلمُ المطلق اور پھر اجمالی مراد ہے یا تفصیلی۔ پھر تام مراد ہے یا ناقص۔

اور عد سے علی سبیل الاجمال مراد ہے یا علی سبیل التفصیل۔
اور عد سے اگر لغوی معنے مراد ہیں تو عد تیقنی مراد ہے یا لا یقینی۔

اور یہ بھی بتائے کہ علم اعداد کا خارج از عدو عد ہے یا نہیں، اور خلق کو یہ علم حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں اور احاطہ سے تامہ مراد ہے یا ناقصہ پھر تفصیلی مراد ہے یا اجمالی۔
نیز وہ احاطہ دفعۃً واحدۃً ہو یا علی سبیل التعقیب والتدریج۔

---

[1] :۔ شہاب ثاقب صـ ۱۳۳۔

marfat.com

مُصنّف کے یہ سوالات محض اس کے سُنے ہوئے ہیں اور اگر اسی کے ہیں تو اپنے سوالوں کی تفصیل کر کے بھیجے۔ ساری معقول دانی کی حقیقت آشکارا ہو جائے گی اور دُنیا دیکھ لے گی کہ آسمان کی طرف جو تھوکا تھا وُہ اپنے ہی مُنہ پر آکر گرا۔ اور منطق دانی کی شیخی وبال جان بن گئی۔ جب آپ کے سوالات کی تفصیل موصول ہو گئی تو پھر احصی کل شئی اور عدہ عدا کے معنی خود ہی ظاہر ہو جائیں گے۔ اگر ان کے معنے کی جلد ضرُورت ہے تو اہلسنت کے مدرسہ کے کسی طالب علم سے مُصنّف دریافت کرلے۔ لیکن جب بے علمی کا یہ حال ہے کہ ان کا ترجمہ بھی نہیں معلوم ہے تو پھر مولویاں میں کیوں اپنا نام درج کراتا ہے، اور کتاب لکھ مارنے کی کیا ضرُورت پیش آئی تھی اور پھر اس جہالت پر اہلِ علم سے مقابلہ کا شوق۔

پھر یہ مُصنّف ایک مغالطہ دیتا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت کی تائید میں یہ گہر افشانی کرتا ہے۔

> ہم آپ کی خدمت کفر برکت میں عرض کرتے ہیں کہ یہ علوم خارجہ عن العدد والمد احاطہ تامہ اور استغراق حقیقی سے خارج ہیں یا نہیں، اگر خارج نہیں ہیں بلکہ عین احاطہ تامہ اور استغراق حقیقی ہے تب تو بطلان کے دلائل عقلیہ و نقلیہ قائم ہی ہیں اور خود آپ بھی تسلیم کرتے ہیں ورنہ معاذ اللہ مُساوات علم خالق و مخلوق ہوتی ہے اور اگر داخل نہیں تو استغراق اضافی اور احاطہ ناقصہ ہوگا۔ اس کے کب مولانا تھانوی مُنکر ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر اسی صفحہ حفظ الایمان کی اٹھارہویں سطر کو ملاحظہ کر لیجئے۔ وُہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا مشکوٰۃ میں دارمی کی روایت سے حضور علیہ السلام کا ارشاد مذکور ہے فعلمت مافی السمٰوات والارض پس حضور علیہ السلام کے اس درجہ پر مغیبات کے علم میں ان کو ہرگز کلام نہیں[1]۔

---

[1]: شہابِ ثاقب ص ۱۳۳۔

marfat.com

جواب :۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم اگرچہ اس قدر ہیں۔ جن کی نہ حد ہے نہ شمار ہے۔ لیکن باوجود اس کے وُہ محدود اور متناہی ہیں کہ وُہ ماکان و مایکون کے تمام علوم ہیں۔ اوّل یوم سے آخر یوم تک کی حدوں میں محدُود ہیں اور ان کو علومِ الہٰی کیساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو ایک قطرے کو سمندر کے ساتھ کہ مخلوق کے متناہی علوم کو خالق کے غیر متناہی علوم سے کیا نسبت ہوسکتی ہے تو ظاہر کہ علومِ مخلُوق نہ احاطہ تامہ کرسکتا ہے نہ اس میں استغراقِ حقیقی کا وہم ہوسکتا ہے۔

اب باقی رہا مصنّف کا یہ مغالطہ کہ تھانوی حضور علیہ السّلام کے استغراقِ اضافی اور احاطۂ ناقصہ کا مُنکر نہیں ہے اور اس سلسلہ میں حفظُ الایمان کی عبارت کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ تھانوی حضُور علیہ السّلام کے لیے اس درجہ پر مغیبات کا علم مانتا ہے یہ مصنّف کا کھلا ہوا کذب اور صریح فریب ہے کہ جب امامُ الوہابیہ دہلوی اور مجدّدِ وہابیہ گنگوہی کے یہ اقوال ہیں۔

امامُ الوہابیہ دہلوی اور مجدّدِ وہابیہ گنگوہی کے اقوال

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علمِ غیب تھا۔ صریح شرک ہے فقط[1]
علمِ غیب خاصہ حق تعالےٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دُوسرے پر اطلاق کرنا ابہامِ شرک سے خالی نہیں[2]
پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے[3]

جواب :۔ جب پیشوایانِ وہابیہ حضُور علیہ السّلام کے لیے مغیبات کا علم نہیں مانتے اور بہ تعلیمِ الہٰی عطائی ماننے کو بھی شرک قرار دیتے ہیں تو تھانوی حضور علیہ السّلام کے

---

[1] :۔ از فتاوٰیٔ رشیدیہ حصّہ دوم ص۱۰۔ [2] :۔ از فتاوٰی رشیدیہ حصّہ سوم ص۳۷۔

[3] :۔ تقویۃ الایمان ص۱۰۔

marfat.com

لیے مغیبات کا علم ثابت کر کے کیا اپنے اکابر کی مخالفت کرے گا اور ان کے لیے مغیبات کا علم مان کر کیا خود مشرک بنے گا حقیقت میں یہ مصنف کی مثال نادان طرفدار کی سی ہے کہ تھانوی کی حمایت کے لیے چلا اور اس کو مشرک بنا ڈالا۔ اور اگر تھانوی حضور کے لیے علم مغیبات مانتا تو ان کے علم شریف کو بچوں پاگلوں سے تشبیہ دیتا۔ اگر تھانوی کی نظر میں اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علمی ہوتی تو وہ ان کے علم کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیتا۔ اور وہ بعض اکثر جو بے حد و بے شمار ہے اس کو بعض اقل کے مساوی کر کے اس کی خصوصیت کی نفی کر دیتا اور بعض کثیر و بعض قلیل و حقیر کے روشن فرق کو میٹ دیتا۔ لہٰذا مصنف کا یہ صریح کذب اور زبردست فریب ہے۔

پھر مصنف اس کے بعد اپنی مزید جہالت پیش کر کے عوام کو ایک اور مغالطہ اس طرح دیتا ہے۔

> اب اس کے بعد آپ ہی فرمائیں کہ یہ درجہ علم غیب کا مطلق العلم میں داخل ہے یا العلم المطلق میں؟ اگر ثانی میں ہے تو بدیہی البطلان ہے اور اگر اول ہی میں ہے تو مولانا نے کیا قصور کیا؟ باقی آپ کا یہ رونا کہ ان کے نزدیک فضل منحصر انہیں دو قسموں میں ہے۔ یہ محض آپ کی بے عقلی ہے۔ وہ یہاں پر فضیلت نبوی اور کمالات علمی سے بحث نہیں کر رہے ہیں اور خود اگلی عبارت جس کو عرض کر آیا ہوں آپ کے کمال علمی پر صریح دال ہے۔ ان کا مقصد اس بیان سے فقط لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنے کی بحث ہے کہ آیا اس قدر علوم کے احاطہ پر جو کہ فی نفسہا بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر ہیں مگر جملہ جزیات کو نہ محیط اور نہ بالذات حاصل آیا حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں یا نہیں ملخصاً [۱]

جواب:۔ اگر وہ درجہ علم غیب کا علم مطلق اجمالی ہے تو بدیہی البطلان کس طرح ہے۔

---

[۱]: شہاب ثاقب ص ۱۳۳، ۱۳۴۔

marfat.com

مُصنّف اپنے سب اکابرِ دیوبند کو جمع کر کے اس کا بدیہی البطلان ہونا ثابت کر دے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دے کہ علم مطلق اجمالی اللہ عزوجل کے مختصات میں سے ہے. جب اس جاہل کو یہ ہی خبر نہیں کہ علمِ خالق کون سا ہے اور علمِ مخلوق کون سا ہے تو اس لاعلمی پر کتاب لکھنے کا شوق کیوں ہوگیا تھا اور اسی معقول دانی پر ڈینگیں مارتا تھا کہ مطلقاً العلم المطلق کو بدیہی البطلان قرار دے دیا اور معقول کو نامعقول بنا ڈالا. یہ شیخی مارنے کا نتیجہ نکلا. بلکہ اس نے اس کو بدیہی البطلان کہہ کر اور اپنے لیے مزید کفر کا اضافہ کر لیا. کفر تو مُصنّف کے نصیب میں ہی ہے تو وُہ اس میں اضافہ کرتا ہی رہتا ہے. اب باقی رہا درجہ علمِ غیب کا مطلق العلم میں تھانوی کا قصور اور غلطی یہ ہے کہ اس نے بالاصالت و بالتبعیت کے امتیاز کو میٹ دیا. اور سمندر اور قطرہ کو برابر کر دیا اور کثیر و قلیل کے فرق کو ختم کر دیا. اور حضور علیہ السلام کے علمِ غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علوم کے برابر کر دیا یہ تو اہلِ ایمان کے نزدیک تو تھانوی کا یہ وُہ قصور ہے جس کی بنا پر وُہ کافر و مرتد ہوگیا. اور دیوبندی قوم کا جب مذہب ہی توہین و تنقیص شانِ رسالت و الوہیت ہے تو ان کے نزدیک تھانوی کا یہ کیا قصور ہوتا اور انہیں اس کی یہ غلطی کیا نظر آتی.

عبارت زیرِ بحث حفظ الایمان کو دیکھ کر اور اس میں توہین و تنقیص شانِ رسالت کا خیال کر کے اہلِ ایمان کو تو فی الحقیقۃ رونا ہی آتا ہے کہ رب العزت جل جلالہٗ جس محبوبِ پاک کے لیے کلمۂ راعنا کہنے کو روا نہ رکھے جو صرف ابہامِ توہین پر مشتمل تھا اور یہ گستاخ تھانوی اس خالقِ عالم کی زمین پر رہ کر اس کی پیدا کی ہوئی نعمتوں سے پرورش پا کر اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی سڑی سڑی گالیاں دیتا ہے اور ایسی صریح توہین کر رہا ہے کہ ان کے علمِ شریف اور وسیع کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں سے تشبیہ دے رہا ہے تو عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی توہین دیکھ کر رونا ہی آتا ہے. اور اس توہینِ شانِ رسالت کو دیکھ کر خوشی اور مسرت دیوبندی قوم کو ہوگی کہ عداوتِ رسُول انکے سینوں میں موجزن ہے اور مُصنّف کے نزدیک اہلِ عقل تو یہی دیوبندی قوم ہے جو توہینِ شانِ رسالت پر خوشیاں کرے. اور مُنہ بھر بھر کر حضرات انبیاء علیہم السلام

marfat.com

کو گالیاں دے کہ اسی توہین انبیاء کا نام تو اس نے عقلمندی رکھا ہے۔

اس زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان میں ہم شرح و بسط سے اُوپر یہ ثابت کر چکے ہیں کہ بحث اطلاق عالم الغیب پر نہیں ہے بلکہ بحث حصُولِ علم غیب کی ہے تو تھانوی نے اس میں فضیلتِ نبوی اور کمالاتِ علمی ہی کا انکار کیا ہے کہ حضور کے علمِ شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں کی برابر کیا ہے۔ مصنف کی یہ بات کہ اس میں فقط لفظ عالم الغیب کے اطلاق کی بحث ہے بالکل غلط اور باطل ہے اور اس کلام کی تحریف ہے۔ اور مصنف نے حفظ الایمان کی جس عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے اس پر بھی مفصل گفتگو ہم نے کر دی ہے کہ نتیجہ اس کا بھی پھر یہی بعض علم قرار پاتا ہے۔ اور پھر وہ بچوں پاگلوں۔ جانوروں کے علموں کے برابر ٹھہرتا ہے اور کمالِ علمی کو ختم کرتا ہے۔ اور مصنف جب حضور علیہ السلام کے علوم کو فی نفسہا بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر کہہ رہا ہے اگر اس کا عقیدہ یہ بھی ہوتا تو اس علمِ شریف کی بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں سے تشبیہہ دینے کو کفر قرار دیتا اور تھانوی کو کافر و مرتد کہتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ اس کا عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ محض عوام کو فریب دینے کے لیے یہ لکھ دیا ہے اس کا کلام خود اس کی تکذیب کر رہا ہے۔ پھر مصنف نے اپنے اصل عقیدہ پر پردہ ڈالا اور اس کے چھپانے کی بہت کوشش کی مگر آخر میں اس کو یہ کہنا ہی پڑ گیا کہ اگرچہ علومِ مصطفےٰ بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر سہی مگر جملہ جزئیات کو نہ محیط ہیں نہ بالذات حاصل ہوئے۔ تو ان میں کچھ فضیلتِ نبوی اور کمالِ علمی نہیں اور وہ بعض ہی تو ہو گا اور جب بعض ہے تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا تو بچوں پاگلوں جانوروں سب کو حاصل ہے۔ تو مصنف کی یہ ساری تقریر خبط ہو گئی اور بات نہ بن سکی اور تھانوی کا کفر اپنے حال پر باقی رہا ہے۔ البتہ اس میں علمیت کی قلعی کھل گئی اور اس کی جہالت اور زیادہ چمک گئی۔

ٹانڈوی دجّال کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی:

پھر مصنف کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی ملاحظہ ہو اور عالم الغیب کی تشریح کرنے میں

marfat.com

اس کی جہالت و نا قابلیت دیکھو۔

ہم آپ سے اس کی تشریح کرتے ہیں کہ لفظ عالمُ الغیب اور عالمِ غیب میں الف لام اور اضافت چار احتمال سے خالی نہیں یا برائے عہد خارجی ہوگی یا برائے جنسیت یا استغراق یا عہدِ ذہنی، اگر عہدِ خارجی ہے تو اس کا بطلان بدیہی ہے کیونکہ خارجہ کوئی تعین ان مغیبات کی واقع نہیں ہوئی آپ کا یہ فرمانا کہ خارجہ عن العدد والحد یہ بالکل لغو ہے نہ فی نفسہٖ صحیح ہے نہ یقین پر دال ہے ہاں آپ کوئی حد مقرر کر دیں تو اس وقت میں یہ ارادہ صحیح ہو سکے گا۔ اور اگر استغراقِ حقیقی مُراد ہے تو مرتبہ العلمُ المطلق کا ہے جس کا بطلان صریح ظاہر ہے اور اگر استغراقِ اضافی مُراد ہے تو اگرچہ آپ کے علم میں وہ مُسلّم ہے لیکن بوجہ ابہام اس لفظ کا اطلاق نا جائز ہوا اور اگر جنسیت یا عہدِ ذہنی ہے تو دونوں راذٗ بعض افراد کو مستلزم ہیں جس کو عُلما فرما سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی شقِ اوّل اور مرتبہ مطلق العلم ہے غرض کہ مولانا کی تقریر جُملہ وجوہ محتملہ کو حاوی ہے احتمال عہدِ خارجی کو بوجہ بدیہی البطلان ہوں گے چھوڑ دیا ہے، مگر مجدد صاحب کو اتنا فہم کہاں جو اس کو سمجھیں [1]

جواب :۔ مُصنّف نے الغیب کی الف لام کی بحث کی اور اس کی چار قسموں۔ جنسی استغراقی۔ عہدِ ذہنی۔ عہدِ خارجی کو شمار کرکے ہر ایک کا انکار کرتا ہے۔ الف لام عہدِ خارجی کے متعلق کہتا ہے اس کا بطلان بدیہی ہے کیونکہ خارجًا کوئی تعین ال مغیبات کی واقع نہیں ہوئی اس نابینا کو ان مغیبات کی تعیین احادیث میں نظر نہ آئی۔

حدیث نمبرا :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شبِ معراج میرے حلق میں ایک

[1] :۔ شہاب ثاقب ص ۱۲۴۔

قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ما کان و ما سیکون۔[۱]

قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جو ہو گیا تھا اور جو ہو گا سب جان لیا۔

حدیث نمبر ۲:-

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبر بما کان وبما ھو کائن۔[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور ممبر پر چڑھے تو ہمیں خطبہ دیا یہانتک کہ وقت ظہر آ گیا۔ تو ممبر سے اتر کر نماز ظہر پڑھی پھر ممبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ وقت عصر آ گیا، پھر ممبر سے اتر کر نماز عصر پڑھی، پھر ممبر پہ رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا یہانتک کہ آفتاب ڈوب گیا تو جو کچھ ہو گیا تھا اور جو کچھ ہونیوالا تھا سب کی خبر دی۔

حدیث نمبر ۳۔

قام فینا النبی صلے اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم۔[۳]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرمایا اور ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔

ان احادیث شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کے علوم اول یوم سے تا یوم قیامۃ حاصل تھے تو ان مغیبات کی یہ تعیین خود

---

[۱]:- از تفسیر روح البیان۔ [۲]:- صحیح مسلم شریف مع نووی ج ۲ ص ۳۹۰۔

[۳]:- بخاری شریف از مشکوۃ شریف ص ۵۰۶۔

marfat.com

احادیث میں موجود ہے بلکہ تمام ماکان و مایکون کے مغیبات کی تعیین قرآنِ کریم کی آیات میں بھی ہے۔

مفسّرینِ کرام آیۂ کریمہ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ۙ عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ ۝ کے تحت فرماتے ہیں

چنانچہ امام محی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں زیرِ آیۂ کریمہ فرماتے ہیں۔

قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم علّمہ البیان ماکان ومایکون لانہ کان یبین عن الاولین والاخرین وعن یوم الدین [1]

ابن کیسان نے کہا اللہ نے انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور ان کو جو کچھ ہو گیا تھا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہو گا یہ بیان سکھایا اس لیے وہ اوّلین و آخرین اور روزِ قیامت کا بیان فرماتے تھے۔

علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی زیرِ آیۂ کریمہ فرماتے ہیں۔

ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانہ الانسان الکامل والمراد بالبیان علم ماکان وما یکون وما ھو کائن [2]

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ وہی انسان کامل ہیں اور بیان سے جو کچھ ہو گیا تھا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ تِبۡیَانًا

ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز

---

[1] معالم مصری ج ۷ ص ۲ ۔ [2] از تفسیر صاوی ج ۴ ص ۱۲۹ ۔

marfat.com

لِكُلِّ شَىْءٍ [1] کا روشن بیان ہے۔

علامہ صاوی کتاب کی تفسیر کرتے ہیں

الكتاب هو اللوح المحفوظ فالقران مفصل لنا لما كتب فى اللوح المحفوظ من علم ما كان وما يكون و ما هو كائن فى الدنيا والاخرة فمن اعطى شيئا من اسرار القران فلا يحتاج للاطلاع على اللوح المحفوظ بل ياخذ منه ما اراده۔ [2]

کتاب وہ لوحِ محفوظ ہے تو قرآن ہمارے لیے تفسیر کرنے والا ہے اس کی جو لوحِ محفوظ میں جو کچھ ہو گیا اور جو ہو رہا ہے جو ہونے والا ہے دنیا و آخرت میں سب کا علم لکھا ہے تو جس کو کچھ اسرار قرآن سے دیا گیا تو اس کو لوحِ محفوظ پر اطلاع کی حاجت نہیں۔ بلکہ وہ جو ارادہ کرے گا اس سے اخذ کر لے گا۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

كانت معارفه عليه الصلوة والسلام الى سائر ما علمه الله تعالى و اطلعه عليه من علم ما يكون وما كان و عجائب قدرته وعظيم ملكوته قال الله تعالى وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ

حضور علیہ السلام کے معارف زیادہ تھے مع ان تمام علوم و فنون کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے اخبار گذشتہ اور آئندہ عجائب قدرت اور عظیم ملکوت ربّ العزۃ کے جن پر کر اس سبحانہٗ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور آپ کو وہ

[1] :- سورہ نحل ۔ [2] :- صاوی ج ۲ ص ۱۶۱ ۔

marfat.com

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا[۱] سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (نسیم الریاض)

قرآنِ کریم کی ان تین آیات کی تفاسیر سے بھی یہ ثابت ہوگیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام ما کان وما یکون کے مغیبات عطا فرما دیئے گئے اس مصنف کو یہ احادیث شریفہ اور آیاتِ کریمہ نظر نہ آئیں اور ان مغیبات کی تعیین کا واقع ہو جانا نہ دیکھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مغیبات کی یہ حد آیات واحادیث ہی نے مقرر فرما دی۔ تو وہ اپنے اقرار کی بموجب صحیح مان کر اپنے منہ پر خود ہی تھوک لے اور اس کو بدیہی البطلان کہنا چھوڑ دے اور الغیب میں الف لام عہدِ خارجی ہی کا مان لے۔

اب رہا استغراقِ اضافی تو ظاہر ہے کہ جب تمام ما کان وما یکون کے مغیبات کو حضور علیہ السلام کا علم محیط ہے تو مصنف اس کا انکار کس منہ سے کر سکتا ہے اب باقی رہا اس کا ایہام کی وجہ سے ناجائز کہنا تو یہ محض اس کی رائے ہے کہ یہاں ایہام کا تو شائبہ بھی نہیں کہ ما کان وما یکون کے علوم متناہی اور اللہ تعالےٰ کے علوم غیر متناہی۔ نیز حضور علیہ السلام کے علوم عطائی۔ ممکن لذاتہٖ حادث۔ مخلوق۔ مقدور۔ جائز الفنا۔ ممکن التبدل۔ اور اللہ تعالیٰ کے علوم ذاتی۔

ازلی ابدی قدیم۔ غیر مخلوق۔ غیر مقدور۔ واجب البقا۔ ممتنع التغیر۔ تو اس قدر وجوہ فرق کے باوجود بھی اس کو ایہام ہوتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ اپنا علاج کرائے۔ اور دماغی توازن صحیح کرائے۔ اگر مصنف میں یہی وہم پرستی باقی رہی تو پھر وہ اپنی ساری دیوبندی قوم کو۔ موجود۔ سمیع وبصیر مرید کہتے ہوئے بھی ایہام کرے گا اور ان کو معدوم۔ بہرا۔ اندھا پاگل کہنے کو ایمان قرار دے گا۔

اب باقی رہا الف لام جنسی یا عہدِ ذہنی وہ بعض افراد کو مستلزم ہے تو تھانوی نے اس کو زید وعمر و۔ بچوں پاگلوں جانوروں کے برابر کرکے حضور کی خصوصیت کو میٹ دیا تو

---

[۱] از شرح شفا مصری ج ۱ ص ۲۳۳

تھانوی نے نہ عہدِ خارجی کو مانا نہ استغراقِ اضافی کو مانا نہ جنسی کو مانا نہ عہدِ ذہنی کو تو اس نے تمام وجوہ محتملہ سے انکار کر کے حضور علیہ السلام کے لیے علمِ غیب کا بالکل ہی انکار کر ڈالا۔

پھر مصنف نے اپنی کم علمی و کم فہمی کا خوب مظاہرہ کرایا اور اپنی ناقابلیت کا اعلیٰ اظہار کیا۔

> اس تقریر کو مجرد علم میں جاری کرنا محض لچر ہے کیونکہ وہاں اطلاق کسی لفظ کا جس میں استغراق وغیرہ موہم ہوں نہیں ہے۔[۱]

جواب :۔ مصنف اس قدر کم فہم ہے کہ اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ تقریر علم میں کیسے جاری ہو گی۔ اگر کچھ پڑھا لکھا ہوتا تو جاری کر لیتا۔ اس قدر تو مصنف کی ہے اور شیخی کتنی مارتا ہے خیر ہم اس مطلق علم کو جاری کر کے دکھاتے ہیں سنو مصنف کی ذات پر مطلق علم کا حکم کیا جانا اگر بقول دیوبندی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مصنف کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے اور اگر تمام علوم مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے اس کا بطلان دلیلِ نقلی و عقلی سے ثابت ہے اس تقریر میں اطلاق لفظ عالم کی بحث ہی نہیں ہے بلکہ حصول مطلق علم کی بحث ہے اور یہ تقریر مطلق علم میں ظاہر اس لیے کہ آدمی و جانور کے لیے بعض اشیا کا مطلق علم حاصل ہونا ان کو علمِ غیب حاصل ہونے زیادہ روشن ہے۔ مصنف نے اس کو لچر کہہ کر خود اپنے لچر اور بے علم ہونے کا ثبوت پیش کر دیا۔

> پھر اس کے بعد مصنف اپنی مزید جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔
> اور آپ کا اس تقریر کو قدرتِ باری عز و جل میں جاری کرنا نہایت کج فہمی

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب ص ۱۳۳۔

marfat.com

> اور کم عقلی پر دلالت کرتا ہے اوّلاً میں کہہ چکا ہوں کہ اطلاقِ لفظ سے بحث ہے انصاف معنے سے کوئی تعلق ہی نہیں اور اگر اس سے قطع نظر کی جاوے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص زید و عمرو بکر میں قدرت کسی خلق کی ثابت کرے کیا قدرۃ خلق کبھی فردِ بشر میں کسی مخلوق میں متحقق ہے کیا مذہب علماء سنت یہی ہے۔ ہرگز نہیں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے تو قدرتِ تامہ کے یہ معنے کہ وہ واجباتِ ذاتیہ و ممکنات و ممتنعاتِ ذاتیہ سب کے ساتھ متعلق ہو سکے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جملہ ممکناتِ ذاتیہ سے جس کا تعلق تاثیر ہو سکتا ہو[۱]

جواب :۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے الدولۃ المکیہ میں اس زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان کے متعلق تھانوی کو یہ الزام دیا ہے کہ تھانوی نے حضور علیہ السلام کے علومِ عظیمہ۔ وسیعہ کثیرہ کو زید و عمر اور ہر بچہ اور پاگل اور ہر جانور اور چوپائے کے علومِ صغیرہ ذلیلہ۔ قلیلہ کے برابر کر دیا اور حضور کی خصوصیت کے مٹنے کے لیے فقط بعض کے صادق ہو جانے کو برابری اور مثلیت کے لیے کافی قرار دے دیا۔ تو تھانوی کے نزدیک جب فقط لفظ بعض کا صادق ہونا ہی تساوی اور تماثل کے لیے اور خصوصیت کی نفی کے لیے کافی ہے تو وہ قدرت میں یہ ہی تقریر جاری کر دے۔ اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور چوپائے کی قدرتوں کے برابر ہونے کا حکم کرے۔ کیونکہ تمام حیوانات بعض افعال اور کسی نہ کسی حرکت پر قدرت رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کی قدرت باجماعِ اہلسنت وجماعت خلق و ایجاد میں کچھ مؤثر نہیں۔ پس بعض قدرت کا صادق ہونا پایا گیا اور اللہ تعالےٰ اپنی ذات اور صفاتِ قدیمہ پر قادر نہیں ورنہ خدا کی ذات و صفات بھی مقدور و مخلوق بلکہ ممکن و حادث قرار پائیں گی اور وہ الٰہ نہ ہوگا تو یہاں بھی بعض ہی صادق ہوا کہ ذات و صفات تحتِ قدرت داخل نہ ہوئے۔ لہٰذا تھانوی کی تقریر کی بنا پر اللہ تعالےٰ کی قدرت اور زید و عمر وغیرہ کی قدرتوں میں تساوی اور برابری لازم آگئی۔

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب ص ۱۳۵۔

marfat.com

تھانوی کی ناپاک تقریر یہ ہے کہ وُہ جس میں پہلے کل یا بعض ہونا دیکھتا ہے اور بعض ہونے کی صورت میں وُہ برابر ہونا ثابت کر دیتا ہے پھر نہ انہیں کثیر و قلیل کا فرق کرتا ہے نہ اصل اور تبع کا امتیاز کرتا ہے۔ نہ عظمت اور حقارت کا لحاظ کرتا ہے نہ اور کوئی خصوصیت کو مدِ نظر رکھتا ہے تو اس کے نزدیک فضیلت صرف کل کے حاصل ہونے میں ہے اور بعض کے حاصل ہونے میں کچھ فضیلت نہیں۔ بلکہ وُہ بعض جو ہزاروں لاکھوں کروڑوں ہی کیوں نہ ہوں۔ اُس بعض کی برابر ہے جو ایک دو ہو۔ یہ ہے اس تھانوی کا اندھا پن اور فرق مراتب کا مٹنا۔

اعلحضرت قدس سرہٗ کا یہ مضمون اور الزام عربی زبان میں ہے مصنف اپنی جہالت اور عربی سے ناواقفی اور پھر اس پر کج فہمی و کم عقلی کی بنا پر اس کو سمجھ نہ سکا اور مطلق قدرۃ کو قدرۃ علے الخلق سمجھ گیا یا اس نے جان بوجھ کر یہ تصرف اور افترا کیا کہ مطلق قدرۃ کو قدرۃ علی الخلق بنا ڈالا۔ اور یہ تصرف و افترا محض اس لیے کیا ہے کہ مطلق قدرت میں تھانوی کی تقریر جاری ہو رہی تھی اور اس پر یہ نتیجہ مرتب ہو رہا تھا کہ اس میں اللہ تعالےٰ کی قدرت اور مخلوق کی قدرت کا برابر ہونا لازم آ رہا تھا۔ جس کا کوئی جواب مصنف کے پاس نہیں تھا اس نے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے یہ تصرف کیا کہ اس مطلق قدرت کو قدرۃ علے الخلق بنا دیا اور یہ نہ سوچا کہ کوئی ناخواندہ مسلمان بھی کسی غیر خدا میں قدرۃ علے الخلق کا عقیدہ نہیں رکھتا تو کوئی عالم ایسی بات کس طرح کہہ سکتا ہے۔ تو قدرۃ علے الخلق کا اعلحضرت قبلہ نے ذکر ہی نہیں کیا یہ مصنف کا کھلا ہوا جھوٹ اور صریح افترا ہے۔

اعلحضرت قدس سرہٗ یہ صاف فرما رہے ہیں۔

فان الحیوانات جمیعا تقدر علی بعض الافعال والحرکات وان لم تکن قدرتھا موثرۃ فی الخلق والایجاد باجماع اھل السنۃ والجماعۃ

تو بیشک تمام جانور کسی نہ کسی فعل و حرکت پر قدرت رکھتے ہیں اگرچہ ان کی قدرت باجماعِ اہلسنت و جماعت خلق و ایجاد میں مؤثر نہیں۔ اور بندے کے لیے خلق میں بالکل کوئی حصہ نہیں اور جو کچھ

marfat.com

(فیہ ایضًا) ولیس للعبد من الخلق شیٔ جملۃ واحدۃ وما یحس فی نفسہ من قدرتہ وارادتہ واختیار فانما خلقہا اللہ تعالٰی فیہ[1] الخ۔

اپنے اندر قدرت اور ارادہ اور اختیار محسوس کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالٰی ہی نے اس میں پیدا فرمایا ہے۔

تو مصنف کا اب اعلیٰحضرت قبلہ پر افترا اور بہتان باندھنا ظاہر ہو گیا تو مصنف نے قدرۃ علے المطلق پر جو کچھ کہا اور نصف صفحہ اپنے نصیبہ کی طرح سیاہ کر دیا اس کا اعلیٰحضرت قبلہ پر کوئی اثر نہیں نہ ان کے جوابات کی کوئی حاجت رہی کہ اس کا کوئی قائل ہی نہیں ہے۔ رہی مطلق قدرۃ تو وہ مخلوقات میں اللہ تعالٰی کی عطاء سے حاصل ہے جو قدرت حادثہ کاسبہ ہے نہ کہ خالقہ ہے

خاتمۃ الکتاب

الحمد اللہ اس رَدّو جواب نے شہابِ ثاقب کی تمام فریب کاریوں، افترا بندیوں بہتان طرازیوں، ملمع سازیوں کیا دیوں۔ مکاریوں کو طشت ازبام کر دیا اور مصنف کی عرق ریزیوں جھوٹی تاویلوں اور نامعقول توجیہوں کو خاک میں ملا دیا۔ ناحق کی طرفداری، باطل کی حمایت کا پردہ چاک کر دیا، کفر کی تائید، توہین شانِ الوہیت و رسالت کی ملمع کاری کا پردہ فاش کر دیا اکابر علماء دیوبند کی ناپاک عبارات پر جو مصنف نے روغن قازملا تھا۔ اور ان کی ناقابل قبول تاویلیں کی تھیں ان سب کی حقیقتوں کو آشکارا کر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ یہ عبارات اپنے کفری معنے میں متعین و متبین ہیں۔ کوئی تاویل کوئی توجیہہ ایسی نہیں جو ان سے کفر کو اٹھا دے کوئی ضعیف سے ضعیف احتمال ایسا نہیں جو ان میں کوئی درجہ ایمان پیدا کر دے۔ دیوبندیوں نے انتہائی عرق ریزیاں کریں، وہابیوں نے ان میں امکانی

[1] :- از الدولۃ المکیۃ صـ ۲۳ ۔

marfat.com

کوششیں کیں لیکن نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ان کا کفر اور راسخ و مستحکم ہوتا گیا اور کوئی وجہ ایمان کی پیدا نہ ہو سکی اسی بناء پر علماء حرمین شریفین نے ان عبارات کو شانِ رسالت میں توہین و تنقیص قرار دیکر ان کے مصنفین رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرفعلی تھانوی پر کفر کے فتوے صادر فرمائے اور ان کو ایسا مرتد و کافر ٹھہرایا من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو وہ خود کافر ہو گیا اور ایسے کافروں کے حق میں جو کتب فقہ، درمختار، ردالمختار، مجمع الانہر، دُرر، غرر، فتاوے خیریہ، بزازیہ، میں احکام ہیں تبلائے۔

بحرالرائق میں ہے۔

من حسن كلام اهل الاهواء	جو بدمذہبوں کی بات کو اچھا بتلائے
او قال معنوى او كلام له معنى	یا کہے کچھ معنے رکھتی ہے۔ یا اس کے کلام
صحيح ان كان ذلك كفرا	کے کوئی صحیح معنے ہیں اگر کہنے والے
من القائل كفرا	کی وہ بات کفر تھی تو جو اس کو اچھا بتاتا
لمحسن ومن تلفظ	ہے وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ جو کفر کی
بلفظ الكفر يكفر و	بات کہے وہ کافر ہے جو اس کو اچھا بتائے
كل من استحسنه او رضى به يكفر.	یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہو گیا جو اس کفری بات کو صحیح کہے یا اچھا بتائے۔ یا اس پر رضا ظاہر کرے۔ یا یہ کہے کہ اس کے کچھ اور معنے ہوں گے وہ بھی کافر ہے۔

اعلٰحضرت قدس سرہٗ نے ان اکابر دیوبند کی یہ ناپاک عبارات اور اس پر فتوے کفر لکھ کر علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا انہوں نے اس کی تصدیقیں فرمائیں ان کے مجموعہ کا نام حسام الحرمین ہے جب اس کتاب کو مع ترجمہ کے شائع کیا گیا تو اس مصنف نے اس کے جواب میں یہ کتاب رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین لکھی جس کا مشہور نام الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب رکھا جس میں اس نے صدہا افترا کیے صدہا

marfat.com

جھوٹ بولے۔ صدہا فریب دیئے صدہا مکروفریب کیے۔ صدہا لغو باتیں کیں کتنی نامعقول تاویلیں گڑھیں۔ کتنے ناقابلِ قبول عذر تراشے، کتنے جعلی حوالے بنائے، لیکن کوئی بات قابلِ قبول نہ بن سکی کوئی تاویل صحیح ثابت نہ ہو سکی کوئی کلام میزانِ شریعت پر نہ اُتر سکا۔ کوئی قول معیارِ سلف کی موافقت نہ کر سکا۔

تو کیا کسی سچے مذہب کی ایسی ناپاک کتاب ہو سکتی ہے؟

کیا کسی حق مسلک کی ایسی لغو کتاب تائید کر سکتی ہے؟

اور پھر مصنف کی ایسی دریدہ دہنی کیا اہلِ حق کی حقانیت پر پردہ ڈال سکتی ہے؟

اس کی ایسی گالی گلوچ کیا اعلیٰحضرت قبلہ کی صداقت کو میٹ سکتی ہے؟

اس کی ایسی گندی گھناؤنی باتیں کیا اس کی اور اس کے اکابر کی عظمت پیدا کر سکتی ہیں؟

اس کی ایسی سوقیانہ سب وشتم کیا اس کی شرافت کی دلیل بن سکتی ہے؟

ناظرین نے خود ہی فیصلہ کر لیا ہوگا کہ۔

○ —— گالیاں وہی دیا کرتا ہے جو واقعی جواب دینے سے عاجز ہو۔

○ —— افترا وہی کیا کرتا ہے جو سچی بات کہنے سے مجبور ہو۔

○ —— فریب وہی دیا کرتا ہے جس کے پاس حق نہ ہو۔

○ —— جھوٹ وہی بولا کرتا ہے جس کے پاس سچ نہ ہو۔

○ —— باطل کی حمایت وہی کیا کرتا ہے جس کا قلب گمراہی سے لبریز ہو۔

○ —— ناحق کی تائید وہی کرتا ہے جس کا دل ضلالت سے پر ہو۔

بلکہ جو حق کا علمبردار ہوتا ہے۔

○ —— نہ جھوٹ بولتا ہے نہ افترا کرتا ہے۔

○ —— صداقت کا حامل فریب دیتا ہے نہ بجائے جواب کے گالیاں بکتا ہے۔

مسلمانو! تم نے یہ شہابِ ثاقب کا رد دیکھا اس میں اس گندی کتاب۔ شہابِ ثاقب کی گالی، گلوچ، سب وشتم کو چھوڑ کر ہر ہر بات کا جواب دیا گیا۔ اکثر وبیشتر جوابات، مذہب اہلسنت کی معتمد ومستند کتابوں کے حوالجات سے دیئے گئے اور حق کا احقاق اور باطل کا

marfat.com

البطال آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا گیا اور شہاب ثاقب کی گالیاں (۰۴۴۶) اس کے جھوٹ اور افترا (۱۶۱) اس کے فریب اور کید (۵۰۱) پیش کر دیئے گئے، اگر اس کے مصنف میں بلکہ اس کی ساری دیوبندی قوم میں حیا و غیرت، جرأت و ہمت اور علم و قابلیت ہے۔ سچائی اور صداقت ادعائے حقانیت ہے تو ایک سال کے اندر اندر میری اس کتاب کا جواب دیں اور جس طرح میں نے ہر بات کا جواب مع حوالہ کے دیا ہے اسی طرح مدلل جواب ہر ہر بات کا لکھ کر شائع کر دیں تو ہر شخص حق و باطل کا امتیاز گھر بیٹھ کر کر لیگا اور یہ بھی فیصلہ کر لیگا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ اور کون اہلِ حق ہے اور کون اہلِ باطل۔ اور کس میں علم و قابلیت ہے اور کس میں لاعلمی اور جاہلیت ہے اور اگر سال بھر میں اس کا جواب شائع نہ ہوا تو دُنیا تمہاری صداقت و راستبازی ادعائے حقانیت و قابلیت کے متعلق خود ہی رائے قائم کر لے گی اور تمہاری شیخیوں اور تعلیوں سے واقف ہو جائے گی۔

مُسلمانو! تم نے ان اکابر دیوبند کی خدا و رسُول کی شانوں میں گستاخیاں بے ادبیاں گالیاں دیکھیں۔ ان کی وُہ گندی گھنونی وُہ ناپاک توہین و تنقیص کی عبارات پڑھیں اور یہ بھی دیکھ لیا کہ ساری دیوبندی قوم کے پاس ان کفری عبارات کی نہ کوئی صحیح توجیہ تاویل نہ کوئی واقعی عذر ہے نہ جواب۔ تو ان کے دُشمنان خدا و رسُول جل علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے میں کیا شک باقی رہا للہ انصاف کرئی۔

- ___ تمہارے ماں باپ یا اُستاد و پیر کو گالیاں دے۔
- ___ تمہارے ماں باپ کی صُورت کو بندر، گدھے، سور کی صُورتوں سے تشبیہ دے۔
- ___ تمہارے اُستاد و پیر کے علم سے زائد بھنگی چمار کے لیے علم ثابت کرے۔
- ___ تمہارے ان بزرگوں کو جھوٹا اور کاذب بالفعل کہے اور انہیں لکھ کر چھاپے شائع کرے۔

کیا تم اس کا ساتھ دو گے! اس سے محبت کرو گے؟ اس کی عزت کرو گے؟ اس کی ان گالیوں کی تاویلیں کرو گے؟ اس کی اس بکواس سے بلے بہرہ ہو کر اس سے

marfat.com

بات چیت کرتے رہو گے اس کے پاس نشست برخاست کرتے رہو گے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اگر تم میں انسانی غیرت وحمیت ہے ماں باپ کی عزت و اُلفت کا نام ونشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس بدگو کی صورت سے نفرت کرو گے اس کے سایہ سے دُور بھاگو گے اس کا نام سُنکر چہرہ سُرخ ہو جائے گا۔ جو ان گالیوں کی تاویلیں کرے گا اس کے بھی دُشمن ہو جاؤ گے۔ پھر خدا کے لیے ماں باپ کی عزت ومحبت اُستاد پیر کی عظمت واُلفت کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت واُلفت کو دُوسرے پلہ میں رکھو۔ اگر سچے مُسلمان ہو تو ماں باپ کی اُستاد پیر کی عزت ومحبت کو خُدا ورسُول کی عزت عظمت محبت واُلفت کے مقابلہ میں ناچیز اور حقیر جانو گے۔ تو واجب بلکہ صدہا ہزارہا واجبوں سے واجب تر گستاخان خدا ورسُول سے جسقدر نفرت ودُشمنی غصہ اور جدائی ہو۔ ماں باپ اُستاد پیر کے گستاخوں کے ساتھ اس کا ہزارواں حصہ نہ ہو۔ جب تو سمجھ لو کہ ایمان کامل ہے اللہ ورسُول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزت وعظمت اُلفت ومحبت سب پر غالب اعظم ہے اور سب کی عزتیں اور محبتیں اِن کے مقابلہ میں ہیچ ہیں اور اگر یہ بات حاصل نہ ہو تو خُود ہی فیصلہ کر لو کہ تمہارا مُسلمان ہونے کا دعوےٰ محض زبانی ہے۔ دل میں اوروں کی عزت ومحبت زائد ہے اس میں کسی مفتی کے فتوے کی حاجت نہیں۔ بلکہ تمہارا قلب اس کا خُود مفتی ہے تو اپنے قلب ہی سے اس تقابل میں فتوے لو۔

رزقنا اللہ تعالےٰ بحرمۃ حبیبہ صلے اللہ علیہ وسلم ایمانا صحیحا۔ ومحبۃ کاملۃ۔ والفۃ صادقۃ۔ واحینا علی مذھب اھل السنۃ والجماعۃ وامتنا علی محبتہٖ ومحبۃ حبیبہٖ واحشرنا تحت لواء نبیہ وارزقنا شفاعۃ رسولہ سیدنا محمد وصلے اللہ علیہ والہٖ واصحابہٖ اجمعین تمت بالخیر

مولوی حسین احمد فیض آبادی مصنف شہاب ثاقب کے جدید کفریات

مصنف شہابِ ثاقب اپنے اکابرِ علماء دیوبند کے تمام کفریات کی طرفداری وحمایت کرکے اور ان پر اپنی رضا و تحسین کرکے ان تمام کفریات کو مان کر خود کافر و مرتد ثابت ہوگیا۔ مگر چونکہ اس کو شیخ علمائ دیوبند بننا تھا اس بنا پر اس نے اپنے اکابر کے خاص ترکہ توہین و تنقیص شانِ رسالت میں تجدید کرکے امتیازی کارنامہ کیا اور اپنی دشمنی سرکارِ رسالت کے جذبات کے ماتحت یہ جدید کفریات بکے۔

واقعہ یہ ہوا کہ سنبھل میں ماہ ربیع الاول شریف ۱۳۷۱ھ میں یہ مصنف حسین احمد ٹانڈوی وہابیہ کے جلسہ میں (جو سیرت پاک کے نام سے مشہور تھا) شریک ہوا اور اس نے ہزارہا کے مجمع عام میں سیرت پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاش کا ذریعہ یہ تھا کہ آپ اہلِ مکہ کی اُجرت پر بکریاں چرایا کرتے تھے اور حضور کے بچپن کی سیرت کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ نے دو مرتبہ ناچ کی مجلس میں شرکت کی لیکن آپ کو اس مجلس میں نیند آگئی۔ ان دونوں واقعات سے شہر میں شور مچ گیا۔ کچھ لوگ حضرت حامی سنن، ماحی فتن، سلطان المناظرین سند المفتیین فقیہ اعظم مولنا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ صاحب مفتی اعظم سنبھل کے پاس آئے۔ اور ان ہر دو واقعات کو دریافت کیا۔ پھر مولوی حسین احمد کا حکم پوچھا۔ تو حضرت مفتی صاحب نے بہ کمال احتیاط کہ ان الفاظ کا سوال کارکنان جلسہ وہابیہ سے لکھواکر دستخط کراکر میرے پاس لاؤ تو میں اس سوال پر فتوے لکھ دونگا۔ تو لوگ اختر حسین سرگرم کارکن سے سوال لکھواکر لائے اور سائل خود بھی آیا۔ اور حضرت مفتی صاحب کے روبرو اس نے سوال پر دستخط کیے تو حضرت مفتی صاحب نے یہ فتوے فوراً قلم اُٹھا کر لکھ دیا۔ یہ فتوے دیوبند وسہارنپور بغرض جواب بھیجا گیا اور کئی کارڈ یاددہانی کے لیے روانہ کیے لیکن اب تقریباً تین سال ہوگئے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اب چند مقامات سے یہ خبر موصول ہورہی ہے کہ مولوی حسین احمد ان واقعات

marfat.com

کو برابر بیان کر رہے ہیں تو بغرض آگاہی عوام اس سوال اور جواب کو بلفظہٖ نقل کر کے شائع کرایا جاتا ہے۔

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین زید نے وعظ میں بیان کیا۔

نمبر ۱ :۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُجرت پر بکریاں چرائیں اور یہ بھی فرمایا کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

نمبر ۲ :۔ آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو مرتبہ بچپن میں ایسا اتفاق پیش آیا کہ آپ ناچ گانے بجانے کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں پہنچ کر خداوند تعالیٰ نے آپ کی اس طریقہ پر حفاظت کی کہ آپکو نیند آگئی اور برخاستِ مجلس کے بعد تک آپ سوتے ہی رہے۔

نمبر ۳ :۔ اور عمر نے وعظ میں یہ بیان کیا کہ یہ ہر دو واقعہ مذکورہ بالا غلط ہیں ان دونوں سے توہین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئی ہے۔ ایسا کہنے والا اور لکھنے والا دونوں کافر ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کون سچا ہے اور دوسرے کے لیے کیا حکم ہے۔
فقط اختر حسین بقلم خود محلہ دریا سرے ۱۹ر دسمبر ۱۹۵۱ء۔

سوال نمبر ۱۔ الجواب :۔ اہلِ اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہر ایسا امر جو مخلوق کے لیے باعث نفرت ہو جیسے کذب۔ جہل۔ خیانت۔ وغیرہ اور ہر ایسا فعل جو وجاہت و مروّت کے خلاف ہو جیسے نسب۔ پستی کمینہ پن۔ زنائے امہات وغیرہ اور ہر ایسا مرض جو سبب نفرت ہو جیسے جذام۔ برص وغیرہ اور ہر ایسا ذلیل کام اور پیشہ جو باعث ننگ و عار ہو اور سبب عیب و نقص ہو جیسے حجامت اور اُجرت پر ذلیل پیشہ تو تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام ان سب سے منزہ و پاک ہیں۔ عقائد کی نہایت مشہور معتبر کتاب مسایرہ کا اور اس کی شرح مسامرہ میں ہے۔

وشرط النبوۃ السلامۃ من	اور نبوت کی شرط پستی نسب اور اتہام
دناءۃ الآباء ومن عمز الامہات	امہات اور سخت دلی سے سلامتی

marfat.com

ومن القسوة والسلامة من العيوب المنفرة كالبرص والجذام ومن قلة المروة كالاكل على الطرق ومن دناءة الصناعة كالحجامة لان النبوة اشرف مناصب الخلق مقتضية الغاية لاجلال اللائق بالمخلوق فيعتبر لها انتفاء ماينافى ذلك ملخصاً ؎۱

ہے اور باعثِ نفرت عیبوں جیسے برص جذام سے اور قلتِ مروت جیسے راستہ میں کھانا کھانے سے اور پیشہ کی ذلت ولپتی جیسے حجامت سے پاک ہونا ہے اس لیے کہ نبوت مناصب خلق میں بہتر شرف ہے اور اس کے لیے انتہائی عزت کی طالب ہے تو نبوت کے لیے اس کے منافی امر کا نہ ہونا اعتبار کیا گیا۔

حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

قد اختلف فی عصمتھم (ای الانبیاء) من المعاصی قبل النبوة فمنعها قوم وجوزها اٰخرون والصحیح تنزیھھم من کل عیب وعصمتھم من کل یوجب الریب. ملخصاً ؎۲

انبیاء کے قبلِ نبوت معاصی سے پاک ہونے میں اختلاف ہوا تو اس کو ایک قوم نے منع کیا اور دوسروں نے جائز رکھا اور صحیح مذہب یہ ہے کہ انبیاء کرام ہر عیب سے پاک ہیں اور ہر اس چیز سے جو شک پیدا کرے معصوم ہیں۔

اور یہ ظاہر ہے کہ اُجرت پر بکریوں کا چرانا ایسا ذلیل پیشہ ہے کہ جو باعثِ ننگ و عار اور سببِ عیب ونقص ہے۔ اسی بنا پر شارح مشکوٰۃ شریف حضرت علامہ علی قاری شرح شفا شریف میں خاص اسی مسئلہ میں تصریح فرماتے ہیں۔

قال المحققون انه علیه الصلاة

اور محققین فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

؎۱: سامرہ ص ۹۳۔ ؎۲: از شرح شفا مصری ج ۲ ص ۲۶۴۔

marfat.com

والسلام لم یرع لاحد باجرۃ	نے اُجرت پر کسی کی بکریاں نہیں
وانما رعی غنم	چرائیں، آپ نے تو صرف اپنی بکریاں
نفسہ وھذا لم یکن	چرائیں اور اپنی بکریاں چرانا آپ کی
عیبا فی قومہ [1]	قوم میں عیب نہیں تھا۔

اس عبارت نے آفتاب کی طرح ثابت کر دیا کہ محققینِ اُمت کے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کی بکریاں اُجرت پر نہیں چرائیں، اب باقی رہتی ہے وُہ حدیث جس کو بخاری و مسلم شریف اور ابنِ ماجہ وغیرہ کُتب حدیث نے روایت کی تو اس کے بخاری شریف میں یہ الفاظ ہیں جن سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کنت ارعاھا علی قراریط لاھل مکۃ تو ان کلمات میں نہ تو کہیں اُجرت کی تصریح ہے نہ اُجرت پر دلالت کرنے والا کوئی کلمہ ہے حدیث شریف میں قراریط کا ایک لفظ ہے جس سے بعض کو اشتباہ ہو گیا ہے اور چاندی سونے کے سکوں کے کسی جزُ کو سمجھ لیا ہے حالانکہ قراریط سے اس حدیث میں یہ معنے مُراد لینے غلط اور خطا ہیں۔ چنانچہ علامہ علی قاری اسی حدیث کی شرح میں شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

قال محمد بن ناصر اخطا سوید	محمد بن ناصر نے فرمایا کہ حضرت سوید
فی تفسیر القیراط بالذھب	نے قیراط کی تفسیر سونے چاندی کیساتھ
والفضۃ اذلم یرع النبی صلے	بیان کرنے میں خطا کی اس لیے کہ نبی
اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لاحد	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی کی بکریاں
باجرۃ قط وانما کان یرعی	اُجرت پر نہیں چرائیں۔ آپ تو اپنی ہی
الغنم اھلہ والصحیح ما فسرہ	بکریاں چراتے تھے اور قراریط کی صحیح
بہ ابراھیم بن اسحق الحربی	تفسیر وُہ ہے جو حدیث و لغت وغیرہ
الامام فی الحدیث واللغۃ	کے امام حضرت ابراہیم بن اسحاق نے

[1]: شرح شفا شریف ج ۲ ص ۲۴۵۔

marfat.com

وعیں ھما ان قراریط اسم مکان فی نواحی مکۃ [1]	بیان فرمائی اور وہ یہ ہے کہ قراریط نواحی مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ جب حدیث شریف کے لفظ قراریط سے مُراد سونے چاندی کا کوئی سکہ نہیں ہے بلکہ قراریط مکہ معظمہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے تو اب حدیث بُخاری شریف کا ترجمہ یہ ہوا کہ میں مکہ معظمہ کے مقام قراریط پر بکریاں چراتا تھا تو اس حدیث سے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُجرت پر بکریاں چرانے کا استدلال کرنا خطا اور غلط ہے۔ اور باوجود ان تصریحات اور عقیدۂ اسلام کے خلاف جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اُجرت پر بکریاں چرانا ثابت کرے اور آپ کو چرواہا ثابت کرنے کی سعی کرے اور اس کو علی روس الاشہاد بلا کسی ضرورتِ شرعی کے بیان کرے تو یہ آپ کی توہین کو مستلزم ہے۔ سلف و خلف اللہ تعالےٰ اور انبیاء کرام کی شانوں میں ایسے کلمات کا استعمال روا نہیں رکھتے۔ جن میں ادنےٰ توہین و گستاخی کا شائبہ بھی ہو چنانچہ عقائد کی کتاب شرح مواقف میں ہے۔

یصح بالاجماع والنص ان یقال اللہ خالق کل شیٔ ولا یصح ان یقال انہ خالق القاذورات وخالق القردۃ والخنازیر مع کونہا مخلوقۃ اللہ تعالےٰ اتفاقا [2]	اجماع و نص سے یہ کہنا صحیح ہے کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اللہ نجاسیوں کا خالق ہے۔ اور بندروں اور سوروں کا خالق ہے باوجودیکہ بہ اتفاق اللہ تعالےٰ ہی کی مخلوق ہیں۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجمع عام میں چرواہا ثابت کرنے اور اُجرت پر بکریاں چرانے کے ثابت کرنے کی وہی کوشش کرے گا۔ جو تحقیرِ شان مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عادی ہو اور جس کی حضور علیہ السلام کے لیے عیب و نقص کی نسبت کرنے کی عادت قرار پا چکی ہو شرح شفا شریف میں ایسے شخصوں کا حکم بیان فرمایا۔

---

[1] : شرح شفا مصری ج ۲ ص ۳۶۰ [2] : شرح مواقف کشوری ص ۶۳۰

marfat.com

وكذلك اقول حكم من	اسی طرح میں اس شخص کا حکم بیان کرتا
غمصه اوغيره برعاية الغنم	ہوں جس نے حضور علیہ السلام پر عیب
اى يرعيها بالاجرة اوالسهو	لگایا یا اُجرت پر بکریاں چرانے کے ساتھ
النسيان مع انهماثابتان	تحقیر کی یا سہو ونسیان کیساتھ حقارت کی باوجودیکہ
عنه الا انه انما يكفر لاجل التعبير	یہ ہر دو امور آپ سے ثابت ہیں تو وہ کافر ہو
وسبب التحقير ملخصًا [1]	گیا، تحقیر و تعبیر کے سبب سے۔

حاصل جواب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اُجرت پر بکریاں چرانا جو زید نے اپنے وعظ میں بیان کیا یہ غلط ہے کسی حدیث کے صریح مضمون سے ثابت نہیں اور یہ وہ ذلیل پیشہ ہے جو منافی نبوت ہے کہ یہ باعث ننگ و عار ہے اور سبب عیب و نقص ہے اور اس کا اس طرح بیان کرنا توہین و گستاخی کو مستلزم ہے۔

جواب سوال نمبر ۲: مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس کو امام الائمہ سراج الامہ حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔

الانبياء عليهم الصلوٰة	حضرات انبیاء علیہم السلام تمام صغیرہ
والسلام كلهم منزهون	اور کبیرہ گناہوں سے قبیح باتوں سے
عن الصغائر والكبائر والكذ القبائح [2]	منزہ اور پاک ہیں۔

حضرت علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

هذه العصمة ثابتة للانبياء	اور صحیح مذہب میں حضرات انبیاء کیلئے یہ عصمت
قبل النبوة وبعدها على الاصح [3]	قبلِ نبوت اور بعد نبوت ہر دو حال کیلئے ثابت ہے۔

[1]: شرح شفا ج ۲ ص ۳۴۰ ۔ [2]: فقہ اکبر مصری

[3]: شرح فقہ اکبر مصری ص ۵۵ ۔

marfat.com

ان عبارات سے ثابت ہوگیا کہ حضرات انبیاء کرام صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے جس طرح بعد نبوت معصوم ہیں اسی طرح قبل نبوت بھی معصوم ہیں۔ اور ناچ گانے بجانے کا حرام ہونا وکبیرہ گناہ ہونا ہر مسلم جانتا ہے۔ اور کسی نبی کے لیے معصیت وگناہ کا ثابت کرنا کفر ہے۔

تفسیر صاوی میں ہے۔

فمن جوز المعصیة علی النبی فقد کفر لمنافاته للعصمة الواجبة [1]	جس نے نبی پر معصیت کو جائز رکھا تو وہ کافر ہوگیا کہ یہ عصمتِ واجبہ کے منافی ہوگیا۔

اب باقی رہا یہ عذر کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناچ میں بچپن میں بعمر ۸ سال کے شرکت فرمائی ہے تو اس سے یہ الزام نہیں اُٹھتا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے یومِ ولادت ہی سے متصف بہ نبوت تھے۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان نبوته لم تکن منحصرة فیما بعد الاربعین کما قال جماعة بل اشارة الی انه من یوم ولادته متصف بنعت نبوته بل یدل حدیث کنت نبیا و ادم بین الروح والجسد علی انه متصف بوصف النبوة فی عالم الارواح قبل خلق الاشباح وھذا	حضور علیہ السلام کی نبوت چالیس سال کی عمر کے بعد کے لیے منحصر نہیں جیسا کہ ایک جماعت نے کہا بلکہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور اپنے یومِ ولادت ہی سے متصف بہ نبوت ہیں بلکہ اس حدیث (میں ذکر میں نبی تھا او آدم ابھی روح وجسم کے درمیان تھے) سے ثابت کہ حضور خلقِ اجسام سے پہلے عالمِ ارواح میں بھی متصف بوصفِ

[1] صاوی ج۱ ص۳۶۔

marfat.com

وصف خاص لہ[1] نبوت تھے اور یہ حضور علیہ السلام کا وصف خاص ہے۔

تو آپ کے بچپن میں بھی ناچ جیسی حرام چیز کو ثابت کرنے کی کوئی مسلمان تو جرأت نہیں کرسکتا۔ اب باقی رہا سائل کا یہ قول کہ آپ کو نیند آگئی اور برخاست مجلس کے بعد تک آپ سوتے ہی رہے۔ تو اس تاویل سے بھی کام نہیں چلتا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صرف آنکھیں سوتی تھیں اور قلب مبارک بیدار رہتا تھا۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں قولِ ملائکہ اس طرح مروی ہے۔

ان العین نائمۃ والقلب یقظان[2] — بیشک حضور کی چشم مبارک سوتی ہیں۔ اور قلب مبارک بیدار رہتا ہے۔

علاوہ بریں معصیت کا عزم بھی گناہ۔ معصیت کی طرف چلنا بھی گناہ۔ معصیت کی مجلس میں شرکت کرنا بھی گناہ۔ تو اگر مان لیجئے کہ حضور کی سماعت سے حفاظت کی گئی۔ تو ان تین گناہوں سے حفاظت کیسے ہوئی۔ پھر یہ کہ ناچ میں جانا ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ ہوا۔ پھر یہ واقعہ کسی نصِ قطعی سے ثابت نہیں اور عقائد میں حدیث خبرِ واحد مفید نہیں بلکہ نصِ قطعی درکار ہے۔ خود مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہینِ قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

> عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہوجائیں بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔ لہٰذا اس کا اثبات اس وقت قابلِ التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے[3]

اور اس پر یہ اندھا پن کہ عقیدہ اسلام کے خلاف تواریخ سے حضورِ اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1]:۔ شرح فقہ اکبر مصری ص۵۔ [2]:۔ مشکوٰۃ شریف

[3]:۔ براہینِ قاطعہ ص۱۵۔

marfat.com

کے لیے ناٹک میں جانے کے ثبوت کی سعی کی جارہی ہے تو تاریخ سے کسی عقیدۂ اسلام کا رد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ علامہ ابن حجر کے فتاوے حدیثیہ میں ہے۔

ان الانبیاء معصومون قبل	بے شک انبیاء کرام قبل نبوت اور
النبوۃ و بعدھا من الکبائر	بعد نبوت صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے
والصغائر عمدا و سھوا وجمیع	قصداً و سہواً معصوم ہیں اور ان انبیاء
ماروی عنھم مما یخالف	سے اس عقیدہ کے خلاف جس قدر
ذلک تیاول کما بینہ	امور مروی ہوں ان سب کی تاویل
المحققون فی محالہ خلافا	کی جائے گی جیسا کہ محققین نے ہر
لمن وھم فیہ کجماعۃ	ایک کے محل پر بیان کیا بخلاف
من المفسرین والاخباریین	اہل تفسیر و تواریخ کہ وہ وہم میں پڑے
ممن لم یحققوا مایقولون	اور اپنے اقوال کی تحقیق نہیں کی اور
ویدرون ما یترتب علیہ	ان پر مرتب ہونیوالے نتائج کو نہ سوچا
فیجب الاعراض عن	تو ایسے اہل تفسیر و تواریخ کے کلمات
کلماتھم وترھات	سے ان کے جھوٹے قصوں اور حکایتوں
قصصھم الکاذبۃ وحکایاتھم۔[1]	کے بطلان سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

حاصل جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زید نے جو وعظ میں دو مرتبہ ناٹک کی مجلس میں جانا بیان کیا یہ کسی نص قطعی سے ثابت نہیں بلکہ غلط اور باطل ہے۔ اور عقیدۂ اسلام کے خلاف ہے اور اس میں ناٹک جیسی معصیت کا حضور کے لیے ثابت کرنا کفر ہے۔ واللہ علم۔

جواب سوال نمبر ۳:۔ عمر کا اپنے وعظ میں زید کے بیان کردہ یعنی حضور علیہ السلام کے لیے اُجرت پر بکریاں چرانے۔ اور مجلس ناٹک میں شریک ہونے کو غلط کہنا اور عقائد

---

[1] :۔ فتاوی حدیثیہ مصری ص۵۲۔

marfat.com

اسلام کے خلاف بتانا بالکل صحیح ہے اور ان باتوں کو مقامِ مدح کی جگہ بیان کرنے کو توہینِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرار دینا اور قائل کی عادت تحقیر کی بنا پر اس پر حکم کفر دینا درست ہے اور جب زید نے ان باتوں کو صرف زبانی کہا ہے تو لکھنے والے پر حکم کس طرح صادر کیا جائے۔ بالجملہ عمرؔ سچا ہے اور زید غلط گو۔ اور عقائدِ اسلام کی مخالفت کرنے والا اور اپنی عادت کی بنا پر کفر کرنے والا ہے۔

کتبہ المعتصم بذیل سید کل نبی و مرسل۔ العبد محمد اجمل الغفی فی بلدہ سنبھل ۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ۔

marfat.com

مولوی حسین احمد

پر

دیوبند کا فتویٰ اور ان ہی سوالوں کا جواب ملاحظہ ہو

الجواب نمبر ۴۸۵۶ عمر کا یہ کہنا کہ زید نے دونوں واقعہ غلط بیان کیے صحیح ہے اور زید کا قول غلط ہے لیکن زید پر کفر کا فتویٰ لگا دینا صحیح نہیں کہ فقہا تصریح کرتے ہیں کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے احتمال کفر کے اور ایک اس کی نفی کا پایا جائے تو کفر کا فتویٰ نہیں لگانا چاہیئے۔ فقط واللہ عالم

سید احمد علی سعید نائب
مفتی دارالعلوم دیوبند
۱۸ ۱۲/۴ ھ

الجواب صحیح
مسعود احمد عفا اللہ عنہ
۱۹ ۱۲/۴

مہر دارالافتاء
دیوبند

marfat.com

ردِ سیفِ یمانی

در جوف

لکھنوی و تھانوی

ڈاکو

ازقلم

اجمل العلماء مفتی محمد اجمل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

marfat.com

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

تنویر الخواطر

بتحقیق

الحاضر والناظر

از قلم

امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

ادارہ اشاعت العلوم لاہور پاکستان

marfat.com

اجمل العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اجمل صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے ۷۲ سالہ پرانے شہپارے کی اشاعتِ نو

ردِّ سیفِ یمانی

— ۱۳۵۲ھ —

- فاضل مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی پر مبنی پیش لفظ۔
- مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کے نام سے شائع ہونے والی کتاب کا مکمل ردّ
- قرآن وحدیث، اقوال فقہاء وصوفیہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے آئینے میں مسلکِ اہلِ سنت وجماعت
- شفاعت، میلاد پاک، علوم انبیاء کرام علیہم السلام، اعراس وزیارت قبور مسلمین، ایصال ثواب (سوم، چہلم، فاتحہ خوانی) پر بدمذہبوں کے گھسے پٹے اعتراضات کا علمی محاسبہ
- تصانیفِ علمائے محققین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی روشنی میں بدعت کا مفہوم واقسام
- بدمذہبوں کی گستاخانہ عبارات وعقائد کی نقاب کشائی اور ان کی شرعی گرفت
- "حسام الحرمین" و "الصوارم الہندیہ" کے سلسلہ صیانت کی سنہری کڑی
- دیوبندیوں وہابیوں کے جدید کلمہ لاالہ الا اللہ اشرفعلی (تھانوی) رسول اللہ (والعیاذ باللہ) اور نئے درود کا محققانہ جائزہ
- وہابیانِ ہند کے معلم اوّل (قتیل ۱۸۳۱ء) کی تکفیر علماء دیوبند کے قلم سے
- خارجی خصلت مُلّا کی دروغ گوئیوں، مغالطہ آمیزیوں، فریبوں اور جہالتوں کا پوسٹ مارٹم
- 100 سوالات دیابنہ وہابیہ اور جوابات اہل سنت وجماعت اور

بہت سارے دیگر علمی حقائق جنہیں آپ پڑھنا چاہتے ہیں...

کیا آپ نے ابھی تک اس گرانقدر کتاب کا مطالعہ نہیں کیا ہے؟

ہدیہ: ۱۲۰ روپے

صفحات ۳۲۰